کیفیاتِ زندگی

شیخ مبارک احمد

کیفیاتِ زندگی

شیخ مبارک احمد

کیفیاتِ زندگی

نصف صدی سے زائد عرصہ کی سرگذشت

تحریر

شیخ مبارک احمد احمدی عفی عنہ

سابق

رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ ۔ انچارج احمدیہ مشن انگلستان و امریکہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ

ھوالناصر

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

۶۶ سالوں پر محیط عالمی جہاد بالقرآن کی روح پرور سرگذشت

(دوست محمد شاہد مورخ احمدیت)

زیر نظر کتاب "کیفیات زندگی" جو سلسلہ کے ممتاز اور نامور عالم و مجاہد کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے بظاہر ایک پرجوش داعی الی اللہ کے بین الاقوامی معرکوں اور شاندار کامیابیوں کی روداد دکھائی دیتی ہے۔ درحقیقت خلفاء احمدیت کی کامیاب رہنمائی اور جماعت کے اخلاص و عقیدت سے لبریز عظیم الشان کارناموں کا ایک عظیم الشان مرقع ہے جس کے پیچھے مسیح وقت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ پوری شان سے جلوہ گر ہے اور آپ کی صداقت اور مویدین اللہ کا چمکتا ہوا نشان ہے۔

اس اجمال کی تفصیل کیلئے ہمیں ایک صدی پیچھے پلٹ کر دہلی کے صوفی مرتاض حضرت خواجہ میر درد کے بنیرہ حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی کے اس بیان کا مطالعہ کرنا ہوگا جو آپ نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۸۹۲ء کے بارے میں سپرد قلم فرمایا۔ آپ اس وقت تک جماعت سے وابستہ نہیں ہوئے تھے مگر قادیان پہنچے تو مشاہدات نے مامور ربانی کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا اور نور فراست و بصیرت سے معمور ہو کر انہیں ۱۰۷ سال قبل لکھنا پڑا۔

"اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے مسلمانی نور ٹپک رہا تھا۔ امیر، غریب، نواب، انجنیئر، تھانہ دار، تحصیلدار، زمیندار، سوداگر، حکیم، غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔ مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں ورنہ آج کل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے۔ .... پھلوں ہی سے تو درخت پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی لوگوں نے صفات سے پہچانا ورنہ اس کی ذات کسی کو نظر نہیں آتی۔ کسی تندرست ہٹے کٹے کا نام اگر بیمار رکھ دیں تو واقعی وہ بیمار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن پاکباز ہے اور جس کے دل میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت ہے اس کو کوئی منافق، کافر، دجال وغیرہ لقب دے تو کیا حرج ہے۔ سفید کسی کے کالا کہنے سے کالا نہیں ہو سکتا اور چمگادڑ کی دشمنی سے آفتاب لائق مذمت نہیں۔ یزیدی عملداری سے حسینی گروہ اگرچہ تکالیف تو پا سکتا ہے مگر نابود نہیں ہو سکتا۔ رفتہ رفتہ تکالیف برداشت کر کے ترقی کرے گا اور کرتا چلا جاتا ہے۔ یعنی مولویوں کے سد راہ ہونے سے مرزا صاحب کا گروہ مٹ نہیں سکتا بلکہ ایسا حال ہے جیسا دریا میں بندھ باندھنے سے دریا رک نہیں سکتا لیکن چند روز رکا معلوم ہوتا ہے آخر بند ٹوٹے گا اور نہایت زور سے دریا بہ نکلے گا اور آس پاس کے مخالفین کی بستیوں کو بہا لے جاوے گا۔ آندھی اور ابر

سورج کو چھپا نہیں سکتے خود ہی چند روز میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند روز میں یہ غل غپاڑہ فرو ہو جائے گا اور مرزا صاحب کی صداقت کا سورج چمکتا ہوا نکل آوے گا۔"

(ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳،۴،۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد حضرت اقدس کی قوت قدسیہ اور پاک تاثیرات کے نتیجہ میں خدائے عزوجل نے اپنے پاک سلسلہ کو متعدد ایسے جلیل القدر اور بزرگ علماء دین عطا فرمائے جو انکسار اور مسکینی کے پیکر تھے اور جنہوں نے خلیفہ وقت کے جانثار خادم کی حیثیت سے ایک طرف مکفر علماء کے چھکے چھڑا دیئے تو دوسری طرف حقانیت احمدیت کا سکہ ہزاروں لاکھوں قلوب پر بٹھا دیا اور صداقت کے سورج کی چمک دمک سے ہر طرف قرآنی انوار و برکات محیط ہوتے دکھائی دینے لگے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوی ماموریت کی پہلی تصنیف "فتح اسلام" میں ۱۰۸ سال قبل یہ پر شوکت پیشگوئی فرمائی تھی:۔

"اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔"

(صفحہ ۴۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۴)

انہی بلند پایہ خدام دین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق خاص حضرت منشی محمد الدین صاحب کے لخت جگر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ وانچارج احمدیہ مشن انگلستان واحمدیہ مشن امریکہ بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے قریباً ۲ سال ۵ ماہ بعد پیدا ہوئے اور جنہیں حق تعالیٰ نے یہ منفرد اعزاز عطا فرمایا ہے کہ آپ ۶۶ سال سے دعوت الی

اللہ کے قولی، لسانی، علمی و عملی اور روحانی جہاد میں والہانہ رنگ میں سرگرم عمل
ہیں اور اپنی عمر کی ۸۸ منازل طے کرنے کے باوجود جوانوں کی طرح نہایت فرض
شناس اور اخلاص اور دلسوزی سے دینی فرائض کی بجا آوری میں منہمک ہیں اور
زیر نظر کتاب "کیفیات زندگی" آپ کی زبردست قوت عملیہ و فکریہ پر شاہد ناطق
ہے۔

یہ کتاب حضرت مسیح موعود کے جانثار خدام میں سے ایک فتح نصیب جرنیل کے
قلم کی دینی معرکہ آرائیوں اور اشاعت دین کے کارناموں کا نہایت سادہ مگر نہایت
دلنشیں، دلکش اور ایمان افروز مجموعہ اور ہر داعی الی اللہ کیلئے مشعل راہ کی حیثیت
رکھتی ہے جس کی ہمہ گیری میں انشاء اللہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زبردست
اضافہ ہو جائے گا کیونکہ دعوت الی اللہ جماعت احمدیہ کی تمام سرگرمیوں کی روح
اور جان ہے اور مستقبل میں آنحضرت ﷺ کی عالمگیر روحانی حکومت کا قیام قطعی
طور پر اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی لئے ہمارے مقدس امام ہمام سیدنا حضرت
خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ صدائے ربانی بن کر ابتداء ہی سے بار بار دنیا بھر
کے احمدیوں کو دعوت الی اللہ کی تلقین فرما رہے ہیں۔ چنانچہ حضور انور ارشاد
فرماتے ہیں:۔

"آج کے بعد اگر ہر احمدی یہ سوچ لے کہ وہ جس ملک میں اور
جہاں بھی ہے وہ دنیا کمائے گا کیونکہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے اور
دین کی خاطر کچھ پیش کرنے کے لئے اسے دنیا کمانی چاہئے لیکن وہ ہمیشہ
اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اس کا مال کمانے کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی
طرف دعوت دینا ہو گا اور اس کی زندگی کے ہر لمحہ کا جواز اس بات
میں مضمر ہو گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر جیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف

بلانے کے لئے جیتا ہے۔ اس عہد کے ساتھ جب وہ کام شروع کرے
گا آپ دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا میں کس کثرت
کے ساتھ اور کس تیزی کے ساتھ وہ انقلاب پیدا ہونا شروع ہو
جائے گا جس کی ہم تمنا لئے بیٹھے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء)

"ہر احمدی بلا استثناء مبلغ ہے۔ وہ وقت گزر گیا جب چند مبلغین پر
انحصار کیا جاتا تھا۔ اب تو بچوں کو بھی مبلغ بننا پڑے گا۔ بوڑھوں کو
بھی مبلغ بننا پڑے گا یہاں تک کہ بستر پر لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی مبلغ
بننا پڑے گا اور کچھ نہیں تو وہ دعاؤں کے ذریعہ تبلیغ کے جہاد میں
شامل ہو سکتے ہیں۔ دن رات اللہ سے گریہ و زاری کر سکتے ہیں کہ
اے خدا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم چل پھر کر تبلیغ کر سکیں اس
لئے بستر پر لیٹے لیٹے تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو دلوں کو بدل دے۔"

(خطبہ جمعہ ۴ مارچ ۱۹۸۳ء)

"تمام دنیا میں ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ کے گیت گائے جائیں
گے۔ آپ کے ناموں سے تاریخ کے آغاز ہوں گے۔ مورخ یہ کہا
کرے گا کہ فلاں احمدی نوجوان اس طرح کپڑے بیچنے آیا تھا۔ فلاں
احمدی نوجوان اس طرح ایک معمولی تجارت کے لئے آیا تھا اور اس
نے یہ یہ تبدیلیاں پیدا کیں۔ فلاں فلاں گاؤں میں اس نے پودا
لگایا۔ فلاں فلاں گرجے پھر مسجدوں میں تبدیل ہوئے اور یہ فلاں
مجاہد کے کارناموں کے نتیجہ میں ہے۔ .... یہ جو ٹھنڈا ٹھنڈا چلنے کا
طریقہ ہے مجھے تو پسند ہی نہیں۔ خدا کی راہ میں چلنا ہے تو جان مار کے

چلیں، زور کے ساتھ چلیں، چھاتی کھول کر سربلند کر کے چلیں اور نئے قلعے فتح کریں۔ آپ خدا کے جرنیل ہیں۔ آج تو ہر احمدی جرنیل ہے۔ سپاہی والی بات بھول جائیں۔ آپ نے نئے نئے علاقے فتح کرنے ہیں۔ آپ کے سپرد قومیں کی گئی ہیں۔ آپ کو قوموں کا سردار بنایا گیا ہے۔ اپنا مقام تو پہچانیں کہ آپ ہیں کون؟ پھر دیکھیں آپ کی تو کیفیت ہی بدل جائے گی۔ ادائیں بدل جائیں گی۔ دعائیں کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ آپ نے ان علاقوں کو سر کرنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

(خطبہ جمعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا
کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

عرض حال

ایک عرصہ سے عزیزوں، دوستوں اور احباب جماعت کا خاکسار سے مطالبہ ہوتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس عاجز کو خدمت اسلام واحمدیت کی نصف صدی سے زائد عرصہ تک دنیا کے چار براعظموں میں توفیق ملی ہے۔ ان خدمات کا اگرچہ حقیر ہی سہی لیکن

۱۔ جماعت احمدیہ کے خادم ہونے کی حیثیت سے یہ خدمات سلسلہ کی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ جن کو محفوظ کرنا بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت ہے۔

۲۔ یہ ایک امانت ہے اور اس امانت کا ادا کرنا لازمی ہے اور اس کی ادائیگی کی یہی صورت ہے کہ ان خدمات کو قلمبند کیا جائے۔

۳۔ ان خدمات کی ادائیگی کے سلسلہ میں جماعت کے جن مخلص احباب نے خاص تعاون فرمایا ان کا تذکرہ نہ کرنا احسان ناشناسی ہے۔ اس بناء پر ان خدمات کے ساتھ ان مخلصین کا ذکر جنہوں نے عاجز سے اس لمبے عرصہ میں کئی طرح سے تعاون کیا اور اپنی خاص امداد سے نوازا اور دعاؤں سے بھی مدد کی، کا ذکر ضروری ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر خاکسار کو زور دیا گیا کہ عاجز ان خدمات کا تذکرہ کرے۔
خاکسار کو ابتداء اپنی حقیر خدمات کے تذکرہ سے حجاب رہا۔ لیکن احباب کا اصرار
اور تکرار اور وجوہ بالا کے پیش نظر عاجز نے فیصلہ کیا کہ خاکسار جہاں جہاں سلسلہ کی
طرف سے سلسلہ کی خدمت کی انجام دہی کیلئے مامور رہا ان خدمات کا احباب اور
عزیزوں کے شکریہ کے ساتھ حتی المقدور جہاں تک یادداشت ساتھ دیتی ہے ذکر کر
دوں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تحریر بھی جو حضرت مولانا غلام رسول صاحب
راجیکی ؓ نے اپنی سیرت و سوانح کے اندراجات کے شروع میں لکھی ہے بھی خاص
محرک ہوئی۔ اگرچہ یہ تحریر انہوں نے اپنی ذات کے متعلق لکھی ہے۔ لیکن
حقیقت یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ان تمام خدام کا جو خلفاء عظام کی طرف سے مامور
کئے گئے ان سب کے حالات اور خدمات میں کامیابی کا اصل باعث جیسا کہ حضرت
مولانا نے تحریر فرمایا خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت قوی ہے۔ نہ صرف بطور
تبرک کے اپنے اس بزرگ کی اس تحریر کو ذیل میں درج کرنے میں سعادت سمجھتا
ہوں بلکہ اس لئے بھی کہ صحیح نقشہ خاکسار کا اور سلسلہ کے مقررہ خدام کا انہوں
نے پیش کیا ہے۔ ورنہ خاکسار اپنی ذات' اپنی علمی حالت' اپنی کوتاہیوں اور اپنی
کمزوریوں سے پورے طور پر آشنا ہے۔ لیکن جو برکت اور سعادت نصیب ہوئی وہ
جماعت کے بزرگ خلفاء کرام کی توجہ اور دعاؤں سے ملی۔ ورنہ

من آنم کہ من دانم

وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

"اس عاجز حقیر خادم سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے
نصف صدی سے زائد عرصہ سے مہمات سلسلہ میں حقیر خدمت بجا
لانے کی توفیق دی۔ میں اپنے پورے یقین سے بعد تجربہ یہ بات سپرد

قلم کرتا ہوں کہ ان خدام کو جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ
الصلوۃ والسلام یا آپ کے خلفاء عظام کی طرف سے کسی کام کی
سرانجام دہی کیلئے مامور کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائیدات
سے نوازتا ہے اور اپنے مخفی اسرار سے ان کی مدد کرتا ہے اور ان کی
کامیابی کے سامان پیدا کرتا ہے اور ان سے ان کی طاقت اور
مقدرت سے بڑھ کر کام لیتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں ایسے سینکڑوں
مواقع پیش آئے ہیں اور میں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کو آسمان سے
بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھا۔ میں اس موقع پر چند واقعات
بطور مثال لکھ دیتا ہوں۔"

مزید آپ نے لکھا۔

"اس عبد حقیر پر خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کے طفیل بے شمار افضال و برکات نازل کی ہیں۔ ان میں سے
بعض احمدیہ مساجد کی بنیاد رکھنے کی سعادت بھی ہے اور بعض مساجد
کی تعمیر کی مجھ کو توفیق حاصل ہوئی۔ مساجد کی ابتدائی تحریکات (اور
مشن ہاؤسز کے قیام کی تحریکات اور ان کی خرید کی تکمیل) خاکسار نے
کیں اور احباب نے نہایت اخلاص اور فراخ دلی سے ان کیلئے چندہ
جمع کیا۔"

(حیات قدسی)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اب اس امانت کی ادائیگی کی توفیق مل رہی ہے اور اس
تذکرہ سے امید ہے کہ ان مخلص دوستوں کا تذکرہ بھی احباب کے علم میں آئے گا
جنہوں نے گذشتہ نصف صدی سے زائد کے عرصہ میں اس عاجز کو اپنے خاص

تعاون اور دعاؤں سے نوازا اور ان خدمات کے انجام دینے میں انہوں نے اپنے فراخ حوصلہ سے مالی امداد سے بھی نوازا- ان تعاون کرنے والے احباب میں مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی اور میرے عزیز بھی ہیں اور نوجوان بھی اور خاص طور پر میرے رفقاء کار مربی اور مبلغین بھی جنہوں نے نہایت خلوص سے ان خدمات کے سلسلہ میں ہر رنگ میں ساتھ دیا- جزاھم اللہ احسن الجزاء-

آخر میں خاکسار ان سب عزیزوں اور دوستوں کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس عاجز کی گذشتہ نصف صدی سے زائد کے عرصہ میں دینی خدمات انجام دینے میں امداد کی اور اب بالخصوص شکریہ کے مستحق ہیں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد جنہوں نے خاکسار کے اس مسودہ کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا، پڑھا، نوک پلک درست کی- ضروری حوالہ جات کا اصل سے مقابلہ کر کے تصدیق کی- نئے حوالہ جات اور مواد کو شامل کیا جو خاکسار کی خدمات سے تعلق رکھتے تھے- اس قابل قدر امداد پر خاکسار مولانا موصوف کا دلی شکر گزار اور ممنون ہے- جزاہ اللہ احسن الجزاء

والسلام

احقر

شیخ مبارک احمد

واشنگٹن

۲۱ر مارچ ۹۹ء

☆.....☆.....☆

زندگی کے ابتدائی ایام

بزرگ سیرت، نیک صفت، فدائی مخلص احمدی کا بیٹا ہوں- نام شیخ مبارک احمد ہے- خاکسار کی پیدائش کے وقت جہاں تک سوچ ساتھ دیتی ہے میرے دادا جو ایک نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور بزرگ خصلت تھے- ان کا اسم گرامی شیخ قطب دین تھا- ان کے بیٹے کا نام محمد دین تھا جو خاکسار کے والد محترم تھے- اس نام کی بناء پر ان کا خیال تھا کہ میرا نام مبارک دین رکھا جائے- میرے ماموں محترم شیخ اللہ بخش صاحب نے اپنے بڑے بیٹے کا نام محمد علی رکھا ہوا تھا اور منجھلے بیٹے کا نام احمد علی- انہوں نے اپنی بہن (خاکسار کی والدہ) سے خاکسار کا نام مبارک علی رکھنے کا سوچا- لیکن میرے والد بزرگوار نے خاکسار کا نام مبارک احمد تجویز کیا- الحمدللہ تادم تحریر خاکسار اس مبارک نام سے موسوم اور معروف ہے-

خاکسار کی پیدائش اکتوبر کے مہینہ میں ۱۰ تاریخ کو ہوئی- شمسی سن ۱۹۱۰ء اور قمری سال ۱۳۲۸ء تھا- جمعرات کا دن اور شوال کی ۱۶ تاریخ- شجاع آباد ضلع ملتان میں پیدائش ہوئی- میرے والد ان دنوں یہاں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے- آپ پٹواری نہر تھے- حسن اتفاق سے انہی دنوں دو اور احمدی بزرگ اس شہر میں بطور پٹواری مقیم تھے- جس مکان میں یہ بزرگ رہتے تھے اسی مکان میں میرے والد صاحب کا بھی ان کے ساتھ رہنا ہوا- یہ دونوں احمدی ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے- ایک کا نام منشی سربلند خاںؓ صاحب تھا اور دوسرے بزرگ کا نام منشی عمر دینؓ صاحب تھا- میرے والد صاحب کو احمدیت سے تعارف ان ہردو

بزرگوں کے ذریعہ ہوا۔ یہ دونوں احمدی صحابی بھی تھے۔ ان دنوں قادیان سے اخبار "بدر" اور اخبار "الحکم" شائع ہوتے تھے۔ یہ اخبار ان احمدی احباب کو بھی آتے تھے۔ میرے والد صاحب بھی شوق سے ان اخبارات کو پڑھنے لگے۔ آہستہ آہستہ ان اخبارات کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامات اور کشوف و رؤیا جو شائع ہوتے بہت توجہ سے ان کو پڑھتے اور ان کے پورا ہونے کی اطلاعات سے جو ان اخبارات میں چھپتی تھیں ان سے متاثر ہوتے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت بخشی کہ ۱۹۰۷ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر لی۔ آپ کی بیعت کا ذکر اخبار "بدر" ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں بعنوان ذیل "سلسلہ حقہ کے نئے ممبر محمد دین صاحب پٹواری نہر شجاع آباد ضلع ملتان" ہوا۔ میرے والد صاحب نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔

> "منشی عمر دین صاحب جو کوٹلہ افغانان ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے، احمدی تھے اور ہم میں سے منشی عمر دین صاحب نماز پڑھتے۔ قرآن مجید کی تلاوت روزانہ کرتے اور اخبار بدر بھی قادیان سے ان کے پاس آتا تھا۔ مجھے مرحوم کی نیکی کو دیکھ کر رغبت پیدا ہوئی اور مرحوم کی تحریک پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں تحریری بیعت کا خط لکھ دیا۔"

یہ زمانہ میرے والد صاحب کی جوانی کا تھا۔ آپ نے مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد پٹوار کا امتحان دیا۔ اس میں کامیابی کے بعد آپ کا تقرر شجاع آباد میں ہوا۔ میرے والد صاحب کے احمدیت قبول کرنے کے تین سال بعد خاکسار کی پیدائش ہوئی۔ اس لحاظ سے خاکسار بفضل خدا پیدائشی احمدی ہے۔ غالب خیال ہے کہ

اس بناء پر میرے والد محترم نے خاکسار کا نام مبارک احمد رکھا۔ میرے والد شجاع آباد سے ضلع ملتان کے مختلف قصبات اور حلقوں میں اپنی ملازمت کے سلسلہ میں تبدیل ہوتے رہے۔ ان کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ خاکسار کی والدہ اور یہ عاجز اپنے والد کے ہمراہ گھومتے رہے اور ہوش سنبھالنے اور پانچویں، چھٹے سال کی عمر میں داخل ہونے پر پرائمری سکول اور ابتدائی تعلیم کے سکولوں میں ان قصبات میں داخل ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ تلمبہ جو ایک پرانا مشہور شہر ہے اور دریا راوی کے ایک طرف آباد ہے۔ اس شہر کے مڈل سکول میں پہلی اور دوسری جماعت کی تعلیم حاصل کی۔ یہ شہر میرے والد صاحب کا آبائی وطن ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ریاض آباد ریلوے سٹیشن جو خانیوال ملتان ریلوے سیکشن پر ہے اس سٹیشن سے چند میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ لوٹھڑ ہے جہاں تک یادداشت ساتھ دیتی ہے یہاں کے سکول میں تیسری جماعت کے ابتدائی چند ماہ تعلیم حاصل کی۔ اس پرائمری سکول میں جناب سلطان محمد صاحب نامی استاد تھے جو میرے والد محترم کے دوست اور ان کے زیر تبلیغ بھی تھے۔ اس قصبہ لوٹھڑ سے میرے والد نے قادیان ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا اور ملازمت ترک کر دینے کا۔ اس ارادہ کی تکمیل میں اولاً آپ نے اپنے والد بزرگوار کو جو ان دنوں آپ کے ہاں مقیم تھے اور خاکسار کی والدہ کو یعنی اپنی اہلیہ کو تلمبہ اپنے وطن بھجوا دیا۔ ان کے بھجوانے کے بعد جس قدر جانور آپ کے پاس تھے گھوڑی، بھینس، گائے، گدھی اور دوسری اشیاء وغیرہ فروخت کر دیں اور گھر کے ملازم کو جو جانوروں کے لئے چارہ وغیرہ لاتا اور گھر کے کام کاج کرتا اسے فارغ کر دیا اور ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ ان دنوں لالہ رام ناتھ ڈپٹی کلکٹر نہر تھے جو والد صاحب کے افسر تھے انہوں نے والد صاحب سے بنگلہ رشیدہ المعروف کوٹ میلا رام ملنے پر کہا "اچھا روزگار بنا ہوا ہے۔ روزگار ترک نہ کریں

اور استعفیٰ دینے سے منع کیا۔" والد صاحب نے ان سے یہ سن کر کہا "آپ کا خدا لیکھرام والا خدا ہے اور میرا خدا مرزا غلام احمد قادیانی والا خدا ہے۔" مزید والد صاحب نے اپنے تبلیغی جوش میں انہیں لیکھرام کے تعلق میں ساری پیشگوئی سنائی اور کس طرح پوری ہوئی یہ سارا واقعہ سنا کر انہیں تبلیغ کی اور کہا کہ "میرا خدا میرے لئے بہتر روزگار کا انتظام کردے گا۔" انشاء اللہ

والد صاحب کو تبلیغ کا ملکہ بھی تھا اور جوش بھی۔ لوٹھڑ میں آپ کی رہائش تھی۔ احمدیت کی تبلیغ کی وجہ سے وہاں کے لوگ آپ کو "مرزائی" کہنے لگے۔ اکثر عورتیں ہمارے گھر میں ان کو دیکھنے آتیں۔ مرزائی کیسے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب لوٹھڑ آپ چھوڑنے لگے تو آخری رات والد صاحب نے خواب دیکھا "فیصل خان ذیلدار کو یہ پیغام پہنچا کر جاؤ" اس خواب کے ذکر کے ساتھ والد صاحب نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔ "اصل الفاظ یاد نہیں رہے لیکن خواب کا مفہوم خوب یاد ہے" پھر آپ نے وہ مفہوم درج کیا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ خواب کا جو مفہوم انہوں نے سمجھا اور درج کیا وہ یہاں لکھوں کچھ فیصل خان صاحب ذیلدار کے بارہ میں لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ صاحب علاقہ کے بڑے زمیندار اور رئیس اور ذیلدار تھے اور انگریزی طرز کا شاندار بنگلہ رہائش کیلئے تعمیر کیا ہوا تھا۔ جو بھی کوئی افسر یہاں آتا اس کی رہائش اس بنگلہ میں ہوتی۔ کسی بیماری کی وجہ سے کسی وقت وہ قادیان بغرض علاج گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سیدنا حکیم نورالدین صاحب سے علاج کروایا۔ فیصل خاں حضور کا خاص طور پر بہت ہی ذکر کرتا اور آپ کا ممنون احسان ہونے کا بھی۔ اس وجہ سے میرے والد صاحب سے اس کا حسن سلوک اور محبت کا رویہ رہا۔ جب والد صاحب لوٹھڑ تبدیل ہو کر گئے تو ہمارے لئے رہائش کا انتظام کیا۔

جس کا ذکر والد صاحب نے اپنی ڈائری میں بھی کیا ہے۔

لوٹھڑ چھوڑنے سے پہلے والد صاحب نے جو خواب دیکھی اور خواب میں یہ ہدایت ہوئی کہ فیصل خان ذیلدار کو پیغام پہنچا کر جاؤ اس کا مفہوم والد صاحب نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے:-

"خواب کا جو مفہوم یاد رہا وہ یہ تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے پیشگوئی کی کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمود ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ مرزا صاحب کو کیا معلوم تھا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا یا بیٹی پیدا ہوگی۔ پھر ان کو کیا معلوم تھا کہ میں اس کی پیدائش تک زندہ رہوں گا اور اس کا نام محمود رکھوں گا۔ پھر ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ مرے گا یا زندہ رہے گا اور یہ کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ فضل عمر ہوگا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ خلیفہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ کمزور ہوگا یا بہادر ہوگا۔ یا یہ کہ وہ بڑے پختہ ارادے والا ہوگا اور پھر کہا کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ شہرت پائے گا اور دنیا کے کناروں تک بھی جائے گا۔ وہ صاحب شان و شکوہ ہوگا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ میرا بیٹا اتنی شان اور دبدبہ والا ہوگا۔ وہ فخر رسل ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب غیب کی باتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب پر ظاہر کیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔"

والد صاحب نے یہ سب کچھ سنا کر فیصل خاں صاحب ذیلدار سے کہا:-

"آپ نے قادیان بھی دیکھا اور مرزا صاحب کے پہلے خلیفہ کو

بھی دیکھا جب آپ مرجائیں گے اور خدا تعالیٰ آپ سے سوال کرے
گا کہ کیا تم کو مرزا صاحب مسیح موعود کے آنے کے متعلق اطلاع نہ
ہوئی اور تم نے قادیان نہ دیکھا اور یہ کہ اس کے خلیفہ اول کو نہ
دیکھا اور میں بھی وقتاً فوقتاً آپ کو حضرت مسیح موعود کے دعویٰ،
حالات اور واقعات سے واقف کرتا رہا۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کو
آپ کیا جواب دیں گے۔"

والد صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:۔

"جب میں فیصل خاں صاحب ذیلدار کو ان کے بنگلہ کے صحن میں
صبح کے وقت یہ پیغام پہنچا چکا تو میں نے السلام علیکم کہا اور بتایا کہ میں
آج اس جگہ سے جارہا ہوں۔"

"انہوں نے جواباً کہا کہ پہلے آپ یہاں اکیلے ہوتے تھے اور آج
آپ کے جانے کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے دو اور احمدی ہوگئے ہیں۔
ایک منشی غلام محمد صاحب جو نہر کے محکمہ میں ملازم تھے اور ایک منشی
سلطان محمود صاحب مدرس مدرسہ لوٹھڑ۔"

والد صاحب محترم نے ذیلدار صاحب کے اس بیان کی تصدیق کی اور اپنی
ڈائری میں لکھا:۔

"یہ تھا بھی درست۔ انہوں نے میرے سامنے احمدیت کی
صداقت کا اظہار کیا تھا۔"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ والد صاحب کی ڈائری سے احمدیت قبول کرنے کے
بعد کی کیفیت کا بھی کسی قدر ذکر کردوں۔ والد صاحب لکھتے ہیں:۔

"شجاع آباد سات سال تک رہا۔ اس عرصہ میں حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوگئی اور خاکسار کی موضع خوجہ
چاہ میراں خاں میں تبدیلی ہوگئی۔ یہاں قریباً دو سال رہا۔"

عزیزم شیخ غلام محمد صاحب جو کہ میرے والد کے ہمشیرہ زاد تھے ان دنوں یہ بھی
والد صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ خاکسار کی والدہ احمدیت سے ناآشنا تھیں بلکہ
مخالف۔ اپنے بھتیجے شیخ غلام محمد کے ذریعہ والد صاحب کی جملہ کتب اور اخبارات جو
احمدیت سے تعلق رکھتی تھیں۔ نہری نالہ میں ڈلوا دیتی تھیں تا والد صاحب ان
اخبارات اور کتب کو پڑھنے نہ پائیں۔

اس علاقہ سے تبدیلی ہو کر خاص ملتان شہر میں کچھ عرصہ بیرون دروازہ لوہاری
میں رہے۔ اس عرصہ میں جو آپ نے رؤیا دیکھے ان کا ذکر آپ کی ڈائری سے ملتا
ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ میں ان کو یہاں درج کردیتا ہوں۔

"ایک دفعہ رؤیا میں ایک شخص میرے ساتھ آکر سوگیا۔ میں
اس کو زور سے دباتا جاتا تھا اور وہ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اس کا
جسم جو ریشم سا نرم تھا خرگوش کے قریب ہوگیا۔ اسے دبانے سے
میری نیند کھل گئی اور تہجد کی نماز پڑھی۔"

"ایک دفعہ ایک فرشتہ نے میرے پاؤں پکڑ کر مجھے گھسیٹ لیا اور
میں غصہ میں اٹھا کہ اسے پکڑ کر ماروں۔ اس وقت میرے سرہانے کی
طرف سے گرج کی سی آواز آئی "تم کیوں مسلمان نہیں بناتے" اس
پر میں بیدار ہوا اور نماز تہجد ادا کی۔"

"پھر انہی ایام میں ایک دفعہ کشفی حالت میں آسمان پر مجھے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تین شکلوں میں دکھائے گئے۔ اول سر
پر لنگی کا صافہ تھا۔ چاند کے گول دائرہ میں حضور کی شکل دکھلائی گئی جو

چاند کی مانند چمکتی تھی۔ کچھ دیر بعد حضور کی یہ شکل غائب ہو گئی اور ایک عیسائی کی شکل آگئی جو بوٹ پتلون پہنے ہوئے سر سے ننگے تھے۔ پھر یہ شکل غائب ہو گئی اور ایک ہندو کی شکل چاند میں دکھائی دینے لگی۔ سر پر صافہ داڑھی منڈی ہوئی تھی۔"

والد صاحب اپنی ڈائری میں اس خواب کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

"صبح ایک احمدی سے میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا تو مجھے انہوں نے ایک فوٹو دکھایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تھا اور بتلایا کہ حضرت مسیح موعود کا دعوی کرشن اوتار اور مسیح ہونے کا آپ کو دکھایا گیا ہے۔"

ملتان سے تبدیل ہو کر والد صاحب اپنی ملازمت کے سلسلہ میں موضع بنگل والا متصل ریلوے سٹیشن کوٹ میلا رام المعروف رشیدہ میں آئے۔ یہاں آپ دو سال رہے۔ اس جگہ کا ذکر کرتے ہوئے والد صاحب نے لکھا۔

"اس جگہ منگائے شاہ صاحب نے ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کا سنایا۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے کہ کسی شخص نے کچھ مالی امداد کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ابھی بیٹھئے۔ کچھ دیر صبر کرنے کے بعد پھر وہ شخص اٹھا اور امداد کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا ابھی بیٹھئے۔ کچھ دیر صبر کرنے کے بعد وہ شخص پھر اٹھا اور کھڑا ہوا اور درخواست کی مجھے کچھ روپیہ امداد کے طور پر دیں۔ اس پر حضور نے فرمایا "اس وقت نور الدین کے پاس کچھ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ آپ کے سوال کو پورا کرنے کیلئے روپیہ کہیں سے بھجوا دے گا اور آپ کی ضرورت پوری

ہو جائے گی۔ ابھی آپ کچھ دیر اور صبر کریں۔" اس پر سید سرور شاہ صاحب برادر اصغر سید منگائے شاہ نے (جو اپنے بڑے بھائی سید عنایت شاہ بیمار کو بغرض علاج قادیان لے گئے تھے اور حضور اس بیمار کے معالج تھے) حضور کو تین اشرفیاں سونے کی یعنی تین پونڈ آہستہ سے بھجوا دیئے۔ حضور نے اس سوال کنندہ کو بلا کر وہی تینوں پونڈ اس کو دے دیئے۔ سید عنایت شاہ، سید منگائے شاہ، سید سرور شاہ تینوں بھائی موضع بنگل والا کے متمول زمیندار تھے۔ غیر احمدی مسلمان تھے۔"

ایک اور واقعہ بنگل والا کا میرے والد صاحب نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے:۔

"بنگل والا میں امیر خاں بلوچ نے بھی ایک واقعہ حضرت خلیفہ اول ؓ کے زمانہ کا سنایا کہ میں کسی غرض سے قادیان گیا تھا۔ وہاں مہمان خانہ میں رہتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ہر وقت اذانیں ہوتی تھیں۔ لوگ باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے تھے اور جمعہ کے دن قادیانی احمدی مسلمان سب چٹ پوشاک کے ہوتے تھے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو سوائے نمازیں پڑھنے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔"

جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں لوٹھڑ کے قیام کے دوران والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور قادیان چلے گئے۔ یہ حالات ابتداء ۱۹۱۸ء کے ہیں۔ والد صاحب نے قادیان جانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی خدمت میں خط لکھا کہ قادیان آنا چاہتا ہوں اور یہ کہ اپنا سامان گاڑی میں بک کرنا چاہتا ہوں۔ کس کے نام پہ بک کروں۔ حضور کا جواب بقلم مولانا عبدالرحیم صاحب نیر جو

حضرت شیخ محمد دین صاحب سابق مختار عام صدر انجمن احمدیہ
(بیعت مارچ 1907ء۔وفات 21 نومبر 1968ء)

آپ سلسلہ احمدیہ کی ایک فدائی شخصیت تھے۔ قادیان میں لنگر خانہ، دفتر ریویو آف ریلیجنز، بہشتی مقبرہ، نظارت دعوۃ و تبلیغ اور نظارت امور عامہ میں سرگرم عمل رہے اور آخر میں طویل عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ کے مختار عام کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ احمد نگر میں احمدی مہاجرین کی آباد کاری اور مرکز احمدیت۔ ربوہ۔ کے قیام میں جن بزرگوں کو حضرت نواب محمد دین صاحب کے دوش بدوش کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں سرفہرست آپ تھے۔

حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے، موصول ہوا۔ یہ جواب ۸ فروری ۱۹۱۸ء کا لکھا ہوا تھا۔ کہ "منشی عبدالکریم صاحب راجہ نرائن بٹالہ کے نام بھجوادیں" گھر کے آدمی، والدہ، بچے اور میرے دادا تلمبہ جاچکے تھے۔ والد صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ

"میں سامان لے کر جب رشیدہ ریلوے سٹیشن پر گیا تو سٹیشن ماسٹر نے بک کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آج کل کسی وجہ سے بکنگ بند ہے۔ اس پر میں بہت گھبرایا اور سٹیشن سے باہر آکر فکر مند ہوا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور دعا کی تو ایک گھنٹہ کے اندر اندر ریلوے سٹیشن ماسٹر کو اپنے محکمہ کی طرف سے بالا افسران کا تار آیا کہ مال کی بکنگ کھول دی گئی ہے۔ اس پر سٹیشن ماسٹر نے میری طرف آدمی بھیجا اور مجھے بلا کر وہ لے گیا تو سٹیشن ماسٹر نے سامان بک کر کے مجھے رسید دے دی۔ اس کے بعد تار آیا کہ بکنگ بند کر دو۔ اس پر سٹیشن ماسٹر حیران ہوا اور اس نے مجھے کہا کہ صرف آپ کے سامان بک ہونے کیلئے بکنگ کھلی تھی اور مزید کہا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت آپ کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔"

★.....★.....★

قادیان میں آمد

اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت سے والد صاحب کی تمنا پوری ہوئی اور قادیان پہنچ گئے۔ قادیان پہنچ کر والد صاحب کا زیادہ ملنا جلنا اور اٹھنا بیٹھنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قدیمی صحابہ کے ساتھ تھا بالخصوص حضرت حافظ حامد علیؓ صاحب اور حافظ معین الدینؓ صاحب کے ساتھ۔ والد صاحب بہت دعاگو تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کچھ عرصہ بعد لنگر خانہ میں بطور کلرک آپ کو مقرر کیا گیا۔ پندرہ روپے ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی۔ میرے والد صاحب کا بہت باقاعدگی سے یہ دستور رہا کہ علاوہ ماہوار چندہ کے حضور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ہر ماہ اپنی طرف سے ایک روپیہ نذرانہ بھجواتے اور بعض اوقات لنگر کے سارے کارکنوں کی طرف سے نذرانہ اکٹھا کر کے حضور کو بھجواتے۔ ہمیشہ ان کا یہ خاص اہتمام رہا۔ اپنے بچوں اور عزیزوں کو بھی اس طریق کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ پہلے والد صاحب اکیلے قادیان آئے کچھ عرصہ بعد خاکسار کی والدہ اور ہم بھی قادیان پہنچ گئے۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاکسار کے نانا محترم شیخ محمد عظیم صاحب مرحوم و مغفور نے دوسرے رشتہ داروں کے برعکس اپنی بیٹی یعنی ہماری والدہ کو خاص ترغیب دی کہ وہ اپنے خاوند کے پاس قادیان چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نیک تحریک کی جزاء خیر دے۔ جب کہ دوسرے رشتہ دار والد صاحب کے احمدی ہونے کے باعث ہماری والدہ کو قادیان جانے سے روک رہے تھے۔ لگاتار والد صاحب دعا کر رہے تھے کہ خاکسار کی والدہ بھی

قادیان آجائیں۔ رشتہ دار اس کوشش میں تھے کہ خاکسار کے والد صاحب بھی قادیان کو چھوڑ کر واپس اپنے وطن چلے آئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے رشتہ دار مختلف حیلے اختیار کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ تلمبہ سے ہمارے رشتہ داروں نے والد صاحب کو اطلاع بھجوائی کہ آپ کی بیٹی سعیدہ فوت ہو گئی ہے۔ والد صاحب اس کے جنازہ کے لئے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب سے درخواست کرتے رہے۔ مگروہ جنازہ پڑھانے پر تیار نہ ہوئے۔ والد صاحب جو دعاؤں میں لگے ہوئے تھے خواب دیکھا کہ سعیدہ ہماری بہن مہمان خانہ اور لنگر کے درمیان جو میدان ہے اس میں کھیل رہی ہے۔ چنانچہ والد صاحب نے اپنے ایک عزیز دوست اور رشتہ دار محترم شیخ شیر محمد صاحب کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ آیا سعیدہ کے متعلق وفات کی خبر درست ہے۔ آپ تلمبہ جاکر صحیح حالات سے مجھے اطلاع دیں۔ چنانچہ شیخ شیر محمد صاحب تلمبہ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ سعیدہ تو کھیل رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے والد صاحب کو خط لکھ کر اطلاع دی کہ بفضل خدا سعیدہ زندہ ہے۔ میں نے اسے گھر میں کھیلتے دیکھا ہے۔ آپ متفکر نہ ہوں۔

والدہ صاحبہ کے متعلق بھی میرے والد صاحب نے خواب دیکھا کہ مکان کی انگیٹھی پر ایک پلیٹ پڑی ہے۔ اس میں مختلف ملکوں کے پھل ہیں اور ہماری والدہ ان پھلوں کو کھا رہی ہیں۔ اس خواب پر والد صاحب کو یقین تھا کہ ہماری والدہ بھی احمدی ہو جائیں گی اور ظاہر میں بھی یہ خواب پوری ہوئی جس کا ذکر بعد میں کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد ہماری والدہ قادیان آگئیں اور احمدیت کے نور سے بھی منور ہو گئیں۔ جن دنوں والد صاحب لنگر خانہ مسیح موعود میں کلرک تھے تو مہمان مختلف علاقوں اور شہروں سے قادیان آتے اور مہمان خانہ میں ان کا قیام ہوتا۔ وہ مختلف

اشیاء اور تحفے لاتے۔ والد صاحب کو بھی بطور تحفہ دیتے۔ پھر آپ کی اولاد بھی مختلف ملکوں میں گئی۔ میرے عزیز بھائی شیخ فضل احمد صاحب جنگ کے دوران اٹلی گئے۔ دوسرے عزیز بھائی شیخ نور احمد صاحب فاضل ممالک عرب اور دمشق گئے اور خاکسار مشرقی افریقہ کے علاقوں میں گیا۔ خاکسار کی والدہ ان ملکوں کی مختلف نعمتوں سے متمتع ہوتی رہیں۔ والحمدللہ

تعلیمی جدوجہد

قادیان میں ہم سب کے آجانے پر خاکسار کو والد صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تیسری جماعت میں داخل کرایا۔ ان دنوں یہ کلاس مسجد نور کے صحن میں لگتی تھی۔ اس کے بعد چوتھی جماعت میں داخل ہوا۔ یہ کلاس ہائی سکول کی عمارت کے اس کمرہ میں لگتی تھی جس کے بائیں طرف ہاکی کی گراؤنڈ ہے۔ اس کلاس میں ہمارے استاد محترم محمد امین خاں صاحب تھے جنہیں بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بطور مبلغ بخارا بھجوایا۔ چوتھی جماعت کی تکمیل کے بعد والد بزرگوار نے خاکسار کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرایا۔ مدرسہ احمدیہ خصوصی طور پر دینی تعلیم کے حصول اور تبلیغی اغراض کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ مدرسہ احمدیہ میں جہاں تک یاد پڑتا ہے پہلے مولوی فاضل کی تعلیم دی جاتی تھی۔ بعد میں ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کو جامعہ احمدیہ کا قیام ہوا۔ جس میں پہلے دو سال مولوی فاضل اور بعد میں دو سال منتخب طالب علموں کو بطور مبلغ ٹرینڈ کیا جاتا تھا۔ مدرسہ احمدیہ میں خاکسار کے اساتذہ میں سے معروف اور بزرگ صحابی مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ، ماسٹر مولا بخش صاحب اور لمبا عرصہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری اور حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ

صاحب کے علاوہ سردار عبدالرحمٰن سابق مہر سنگھ تھے۔ یہ سب بزرگ نیک، خیر
خواہ اور ہمدرد اساتذہ تھے۔ ان کی زیر نگرانی خاکسار سالہا سال مدرسہ احمدیہ میں
تعلیم حاصل کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بھی مدرسہ
احمدیہ میں داخل ہوئے۔ خاکسار کے کلاس فیلو تھے۔ مولوی فاضل کی ڈگری میں
نے پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔

بعد ازاں بذریعہ انتخاب خاکسار کو جامعہ احمدیہ کی مبلغین کلاس میں داخلہ ملا۔
جیسا کہ لکھ چکا ہوں جامعہ اب چار سال کی تعلیم کا مرکز ہو گیا تھا۔ لیکن جامعہ احمدیہ
سے جن طلبہ نے مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کر لی تھی ان کے لئے اب دو سال
کا عرصہ صرف تبلیغی ٹریننگ کیلئے مقرر تھا۔ اس انتظام کی وجہ سے مدرسہ احمدیہ
کے بعض اساتذہ جامعہ احمدیہ میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ اولاً حضرت مولوی سید محمد
سرور شاہ صاحب پرنسپل کے طور پر مقرر ہوئے اور دوسرے اساتذہ حضرت
مولوی اسماعیل صاحب ہلال پوری، حضرت میر سید محمد اسحاق صاحب، حضرت
مولوی ارجمند خاں صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کے علاوہ حضرت
حافظ مبارک احمد صاحب اور حضرت مولوی محمد یار صاحب عارف بھی تعلیم دینے
کی غرض سے مقرر ہوئے۔ یہ ایسے بزرگ اساتذہ تھے جو جامعہ کے اوقات میں
تعلیم دینے کے علاوہ دوسرے اوقات میں اپنے گھروں میں بھی تعلیم دیتے تھے۔
خوب یاد ہے حضرت حافظ روشن علی صاحب ایک دفعہ بیمار ہوئے تو اپنے گھر میں
چارپائی پر لیٹے ہوئے فقہ کا سبق دیا۔ یہ سب کے سب اساتذہ بے حد ہمدرد، خیر
خواہ تھے۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بھی بلاناغہ جامعہ سے پہلے اور
کبھی دوسرے اوقات میں اپنے گھر طلباء کو تعلیم دینے کا اہتمام رکھتے۔ اللہ تعالیٰ
ان سب کو جزاء خیر دے۔ ان سب اساتذہ نے خوب خوب اپنا فریضہ انجام دیا۔

جامعہ احمدیہ کی تبلیغی کلاس سے فراغت کے بعد ایک کمشن مقرر ہوا جنہوں نے
انٹرویو کے ذریعہ آئندہ مبلغ بننے والوں کا انٹرویو لیا۔ خاکسار کی آخری کلاس میں
سولہ طالب علم تھے۔ آخری امتحان میں تین کامیاب ہوئے۔ مولوی محمد سلیم
صاحب، شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل اور خاکسار۔ انٹرویو میں بھی
کامیاب ہوئے۔ ان دنوں مبلغین کلاس کے طلباء کیلئے ضروری تھا کہ وہ ہر مضمون
کے پرچہ میں کم از کم ساٹھ فیصدی نمبر لیں اور میزان کل میں بھی خاص نسبت سے
نمبر حاصل کریں۔ آخری کلاس کے ممتحن اس سال نامور سکالر اور دانش ور
بزرگ تھے۔ خاکسار کو یاد آ رہا ہے کہ مقالہ کے ممتحن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل
صاحبؓ تھے۔ ایک تبلیغی خط کے ممتحن حضرت مولانا شمس صاحب تھے، اسی طرح
دوسرے مضامین اور پرچوں کے بھی۔ مقالہ میں خاکسار کو ۱۰۰ میں سے ۸۰ نمبر
ملے۔ اور تبلیغی خط میں ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر ملے۔ وللہ الحمد

تعلیمی فراغت کے بعد تبلیغی فرائض کی انجام دہی

تبلیغی ٹریننگ یعنی مشنری کالج سے جب کامیابی سے فراغت ہوئی تو ہندوستان
کے مختلف علاقوں اور شہروں میں تقرری ہوتی رہی۔ یاد پڑتا ہے کہ سب سے پہلے
لدھیانہ شہر میں نظارت دعوت و تبلیغ نے خاکسار کو بطور مبلغ بھجوایا۔ لدھیانہ میں
خاکسار کا قیام محترم صوفی سید عبدالرحیم صاحب جو ان دنوں جماعت کے جنرل
سیکرٹری تھے کے مکان پر ہوا۔ وہ ریلوے میں ملازم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ایک مخلص صحابی حضرت عنایت علی شاہ صاحب کے بیٹے تھے۔
محلہ ویکفیلڈ گنج میں حضرت صوفی احمد جانؓ کے مرید اور ان سے خاص عقیدت
رکھنے والے احباب کی رہائش تھی۔ اور احمدیوں کے بھی متعدد گھرانے تھے۔ ان

میں سے ایک دوست میاں نور محمد صاحب جلد ساز کی مشہور و معروف شخصیت تھی اور حکومت کے وہ رجسٹرڈ جلد ساز تھے- اس وجہ سے حکومت کے رجسٹروں اور کتابوں کی جلد بندی کا کام ان کے سپرد تھا- ان کا اپنا مکان تھا جو دو منزلہ تھا- شام کے وقت بالا خانہ کی چھت پر تبلیغی مجلسیں موسم گرما میں قائم ہوتیں- ان کے بڑے بیٹے میاں غلام نبی صاحب اور حسن محمد صاحب بھی اپنے باپ کے کام جلد سازی میں شریک تھے- شہر میں ان کی دوکان بھی تھی- خاکسار کا جتنا عرصہ لدھیانہ میں قیام رہا بالعموم روزانہ بعد نماز مغرب میاں نور محمد صاحب کے مکان پر تبلیغی مجالس کا انعقاد ہوتا رہا- روزانہ ہی کوئی نہ کوئی غیر احمدی مولوی یا ان کے مدرسوں کا کوئی طالب علم شریک ہوتا- اچھی طرح یاد ہے اور اس وقت کا نظارہ سامنے ہے مکان کے بالا خانہ کی اوپر کی چھت پر احباب اپنے اور غیر جمع ہوتے اور سوال و جواب کی یہ مجلس قائم ہوتی- ڈیڑھ دو ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا- بعض اوقات اگر مجھے اس جگہ پہنچنے میں دیر ہو جاتی تو ویکفیلڈ گنج کے نوجوان لمپ لے کر شام کے وقت صوفی صاحب کے مکان پر آکر مجھے لے جاتے- ان تبلیغی مجالس کی وجہ سے اور لمبا عرصہ کے قیام لدھیانہ کے باعث اس شہر کے احمدی احباب سے بالخصوص گہرا تعلق موانست کا پیدا ہو گیا- ان دنوں ماسٹر برکت علی صاحب لائق جو وہاں گورنمنٹ سکول میں ٹیچر تھے جماعت کے پریذیڈنٹ تھے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت منشی احمد دین صاحب بھی ان دنوں مالیر کوٹلہ سے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی ملازمت سے فارغ ہو کر لدھیانہ میں مقیم ہو گئے تھے- عالم تھے- قیمتی کتب کا ذخیرہ ان کی لائبریری میں تھا- جماعت کے خلاف کسی مولوی نے ہماری تبلیغی جدوجہد کا شہرہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کی اور آپ کے خلاف

بد زبانی- حضور کی کتب سے بعض کشوف کو غلط انداز میں پیش کر کے عوام کو بھڑکایا- اس سلسلہ میں خاکسار کو کسی سابقہ ولی اور بزرگ کے کشوف کا مطالعہ کرنے اور ضروری حوالہ جات کی تلاش کی ضرورت پیش آئی تا کہ غیر احمدی مولویوں کی اشتعال انگریزی کا جواب دیا جا سکے-

خاکسار حضرت منشی احمد دین صاحب کی خدمت میں ان کے مکان پر حاضر ہوا- ان سے ملا- اپنی آمد کی غرض بتائی- انہوں نے قلائد الجواہر کتاب دیکھنے کیلئے کہا- اس کتاب کے مطالعے سے خاکسار کو مطلوبہ حوالہ مل گیا- غیر احمدیوں کے اعتراض کے جواب میں اس حوالہ کو شائع کر کے ان کے اشتعال کو دور کرنے کی بفضل خدا کامیاب سعی کی- کشوف و رؤیا کی تعبیریں ہوتی ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کی بھی تعبیر تھی- الحمدللہ اس جواب سے شرفاء کو اطمینان قلب نصیب ہوا اور جماعت کے احباب کو خاص مسرت- لدھیانہ کے احباب اس تبلیغی جدوجہد سے جو روزانہ کا ایک دستور بن چکا تھا اور سوال و جواب کی کیفیتوں سے خاصے متاثر تھے- حضرت منشی احمد دین صاحب بھی‘ ان کے پوتے نواسے باقاعدگی سے ان مجالس میں شامل ہوتے اور انہیں بتاتے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے- حضرت منشی صاحب کا خاکسار سے ایک خاص تعلق ہو گیا- اس تعلق کی بناء پر ایک دن انہوں نے مجھے مالیر کوٹلہ سے آ جانے اور حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ سے اپنی تنخواہ کے معاملہ میں جو تنازع تھا بتایا کہ میں روزانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں نواب صاحب کے متعلق خط لکھتا ہوں جس میں اپنے تنازعہ کا ذکر کر کے حضور سے استمداد کی درخواست کرتا ہوں- تنازعہ کے تعلق میں بتایا کہ ان کے ساتھ جو مالی معاہدہ ہوا تھا اس کے مطابق انہیں ادائیگی نہیں ہو رہی- خط میں اس کا ذکر کرتے ہیں- خاکسار نے ان سے یہ سن کر حیرت اور

پریشانی کا اظہار کیا- تاہم خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اخلاقی جرات عطا کی- ان سے یہ
سب کچھ سن کر عرض کیا- آپ بزرگ ہیں- میں آپ کے پوتوں کی عمر کا ہوں- یہ
ساری بات سن کر مجھے تو بہت افسوس ہوا اور تعجب- آپ حضرت نواب صاحب
کی شکایت کرتے ہیں اور بذریعہ پوسٹ کارڈ- یہ خط ڈاکخانہ والے پڑھتے ہونگے-
حضور کے دفتر والے پڑھتے ہونگے اور پھر کہیں جا کر یہ خط حضور کو ملتا ہوگا- اس
طرح حضرت نواب صاحب بزرگ صحابی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
مقرب خاص- حضرت منشی صاحب مجھے آپ کا یہ خط لکھنا اچھا نہیں لگا- آپ کا
تنازعہ ہے- بہتر طریق تو یہ ہے کہ آپ حضور کی خدمت میں جا کر زبانی اپنے اس
تنازعہ کو پیش کریں- اس طرح آپ ایک بزرگ کے متعلق ایسی بات کی اشاعت
جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ کس حد تک درست ہے یا نہیں، میں عرض کروں
گا خط لکھنا آج سے بند کر دیں- اللہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب کو جزاء خیر دے-
مجھ صغیر سن سے یہ سب کچھ سن کر بجائے دگرگوں ہونے کے انہوں نے خاکسار کی
اس عرض کو قبول کیا اور کہا "آج سے خط لکھنا بند شیخ صاحب" اگرچہ خاکسار عمر
میں، تجربہ میں، علم میں ان کے مقابلہ میں کہیں ایک ادنیٰ فرد تھا مگر انہوں نے خوش
دلی سے خاکسار کی بات کو سنا ہی نہیں بلکہ قبول کیا- معلوم ہوا اس صحابی کے دل
میں نفسانیت کا خمار نہیں بلکہ خدا ترسی ہے جو اچھی بات، نیک بات چوں چراں کئے
بغیر سنتا اور قبول کرتا ہے، کچھ دنوں بعد حضرت منشی صاحب حضور خلیفۃ المسیح الثانی
ؓ کو ملنے پالم پور چلے گئے- ان دنوں موسم گرما کے باعث حضور پالم پور گئے ہوئے
تھے- منشی صاحب نے جا کر حضور کی خدمت میں سارا تنازعہ پیش کیا اور بالآخر
معاملہ کی درستی اور سلجھاؤ کی صورت پیدا ہوگئی-
اس ملاقات میں حضور نے لدھیانہ میں جماعت کی مساعی اور تبلیغی تکلیف کے

بارہ میں بھی ان سے دریافت کیا- جس پر حضرت منشی صاحب نے کھلے دل سے یہ
بتایا کہ حضور ایک نوجوان ہمارے ہاں آج کل آیا ہوا ہے- "شیخ مبارک-" دن
رات جماعت کے احباب اور نوجوانوں کے ساتھ مل کر تبلیغی مساعی میں مصروف
ہے- روزانہ تبلیغی مجالس منعقد ہوتی ہیں- احمدی احباب اور نوجوان، غیر احمدی
دوست ان مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور سوال و جواب اور گفتگو اچھے انداز
میں ہوتی ہے- حضرت منشی صاحب نے بڑے اچھے انداز میں لدھیانہ میں تبلیغی
مساعی اور خاکسار کے متعلق حضور سے ذکر کیا- ان دنوں حضور کے ساتھ میرے
محترم استاد حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری اور حضرت مولانا جلال
الدین صاحب شمس بھی مقیم تھے- حضور نے ان سے خاکسار کے بارہ میں استفسار
فرمایا- اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو اپنی رحمت سے نوازے انہوں نے بھی میرے بارہ
اچھے ریمارکس دیئے اور حضور کی خوشنودی کا باعث ہوئے- اس موقع پر حضور
نے مولانا شمس صاحب سے فرمایا "مبارک کو میں کشمیر بھجواؤنگا" حضرت منشی احمد
دین صاحب کے اس ذکر کا جو اثر حضور پر ہوا اس کے تعلق میں ۲۷ دسمبر جلسہ
سالانہ ۱۹۳۳ء کے دوران حضور نے اپنی تقریر میں خاکسار کے بارہ مندرجہ ذیل
الفاظ میں ذکر فرمایا:-

"نئے مبلغ جو پیدا ہو رہے ہیں ان میں بھی اچھے نوجوان نکل
رہے ہیں- مولوی محمد سلیم صاحب ایک اچھے مبلغ ہیں- مولوی
مبارک احمد صاحب کی قابلیت اس سے پہلے معلوم نہ تھی- اب ظاہر
ہو رہی ہے- ہماری جماعت میں ایک صاحب تھے جو اب فوت ہو
چکے ہیں- وہ مبلغین کے متعلق نکتہ چینی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حافظ
روشن علی صاحب مرحوم کے متعلق بھی نکتہ چینی کر لیتے تھے- اب

کے وہ مجھے ملنے کے لئے پالم پور گئے تو کہنے لگے میں نے اپنی جماعت
میں مبارک احمد ایک مبلغ دیکھا ہے جو بہت قابل ہے- میں نے کہا شکر
ہے آپ کو ایک قابل مبلغ تو مل گیا-"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۳ کالم ۲)

لدھیانہ شہر کے تعلق میں یہ لکھنا اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ
شہر ہے جہاں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیعت لے کر
جماعت احمدیہ کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنیاد رکھی- پہلے دن کی بیعت جو ۲۳ مارچ
۱۸۸۹ء کو حضور نے لی چالیس بزرگوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی اور جس مکان میں
بیعت لی اسے دارالبیعت کے نام سے شہرت حاصل ہوئی- یہ مکان حضرت صوفی
احمد جان صاحب کا تھا- اگرچہ حضرت صوفی صاحب کا بیعت کے سلسلہ سے پہلے
انتقال ہو گیا لیکن اپنے عقیدہ اور عقیدت و احترام کے لحاظ سے وہ حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے شیدائیوں اور فدائیوں میں سے تھے- حضرت صوفی
صاحب نے براہین احمدیہ کی اشاعت پر ایک "اشتہار واجب الاظہار" شائع کیا جس
میں حضرت اقدس کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور اس میں حضور کو مخاطب
کرتے ہوئے لکھا-

سب مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

(الفضل ۲۳ جون ۱۹۳۱ء صفحہ ۵ کالم ۱)

(مکمل متن اشتہار "انعامات خداوند کریم" صفحہ ۱۶
از حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی طبع اول مطبوعہ قادیان)

مجھے ہمیشہ اس بات سے خاص خوشی اور مسرت رہی کہ اس عاجز کی تقرری او

تبلیغی جدوجہد کا آغاز اس شہر سے ہوا جہاں بیعت کا آغاز ہوا- وللہ الحمد
خاکسار نے اپنے لئے اس شہر میں تقرری کو مبارک فال گردانا- متعدد مرتبہ
دارالبیعت میں جانے، نمازیں ادا کرنے، ذکر الٰہی کرنے کی توفیق پاتا رہا- لدھیانہ
سے سلسلہ کی بہت سی روایات وابستہ ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہاں
متعدد مرتبہ قیام، اشتہارات، طباعت کا ذکر تاریخ احمدیت میں نمایاں طور پر پایا جاتا
ہے- لدھیانہ کے بعض احباب سے گہرا تعلق رہا- تقسیم ملک کے بعد میاں نور محمد
صاحب کے خاندان کے افراد پاکستان آکر لاہور میں آباد ہوئے- میاں غلام نبی ان
کے بڑے بیٹے تھے- بعد میں خاکسار نے ان کے بھائی حسن محمد صاحب کو نیروبی کے
قیام کے دنوں میں سواحیلی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے مکمل ہونے پر جلد سازی
کے کام کیلئے ایسٹ افریقن سٹنڈرڈ کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر سے کہہ کر نیروبی بلایا-
آج کل یہ دوست لندن میں ہیں- جماعتی کاموں میں خاص دلچسپی لیتے ہیں-

لدھیانہ شہر میں تبلیغی خدمات کے علاوہ نظارت دعوت و تبلیغ کی ہدایت پر
خاکسار کو اس ضلع کے مختلف دیہات میں بھی جانے کا موقع ملتا رہا اور تبلیغی و تربیتی
فرائض کی ادائیگی کی توفیق ملی-

ان دنوں کلکتہ میں جمعیت اہلحدیث کا جلسہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ دسمبر ۱۹۳۳ء ہو رہا تھا-
دن کے پروگرام میں احمدیت کے خلاف مضامین پر تقریریں بھی تھیں- جماعت
احمدیہ کی درخواست پر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد، مولوی محمد سلیم صاحب اور
خاکسار کو کلکتہ جانے کا ارشاد ہوا- جماعت کی طرف سے مناظرہ کے لئے کوشش
کی گئی مگر جمعیت اہلحدیث نے انکار کر دیا- اس سلسلہ میں اخبار "الفضل" ۲
جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۹ میں حسب ذیل تفصیلات شائع ہوئیں-

"چونکہ گذشتہ سال یہاں کی "جمعیت اہلحدیث" نے ایسے

وقت اپنا جلسہ کیا تھا جب کہ مقامی احمدی اپنے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے قادیان جا چکے تھے اور جمعیت مذکورہ نے احمدیوں کی عدم موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور لیکچراروں نے بلا کسی کی اطلاع کے اپنی تقاریر میں احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس لئے اس موقع پر ہم نے بار بار جمعیت اہلحدیث کلکتہ کے ارباب بست وکشاد سے تحریری و تقریری دریافت کیا کہ آپ لوگ گذشتہ سال کی طرح کوئی چال چلیں گے یا باقاعدہ مناظرہ کر کے پبلک پر حق و باطل کو واضح ہونے دیں گے؟ اس بارے میں ہمیں اطلاع دیں۔ لیکن صدائے برنخواست گذشتہ سال کے تجربہ سے ہم جمعیت اہلحدیث کے رویہ سے واقف تھے۔ اس لئے ہم نے اپنے طور پر قادیان سے مبلغین بھیجنے کے لئے ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی خدمت میں درخواست بھیج دی۔ الحمدللہ کہ نظارت کی ہدایت کے ماتحت مولوی غلام احمد صاحب مجاہد، مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی شیخ مبارک احمد صاحب تین مبلغ ۱۴ دسمبر بعد دوپہر کلکتہ پہنچ گئے۔

جب بار بار کی یاددہانی اور استفسار کے باوجود کارپردازان اہلحدیث نے کامل خاموشی اختیار کر لی تو پبلک پر حقیقت حال واضح کرنے کے لئے "کھلی چٹھی" بنام سیکرٹری صاحب جمعیت اہلحدیث کلکتہ کے ذریعہ تمام حالات کا اظہار کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ پبلک کو چاہئے جمعیت اہلحدیث کو میدان مناظرہ میں نکلنے کے لئے مجبور کرے ورنہ اس کی اپنے کوچہ میں بے جا تعلیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ پھر متواتر اشتہارات کے ذریعہ اہلحدیث

لیکچراروں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا رہا۔ آخر جب انصاف پسند لوگوں نے ارکان جمعیت اہل حدیث کو مناظرہ کے لئے مجبور کیا تو انہوں نے ہمارے نام ایک چٹھی بھیجی جس میں لکھا کہ آکر ہمارے ساتھ شرائط مناظرہ طے کر لیں۔ ہم لوگ عین وقت پر ان کے مکان پر جا پہنچے مگر شرائط نہ طے ہونا تھے نہ ہوئے۔ ہر چند غیر احمدی احباب نے جو بکثرت وہاں موجود تھے اپنے مولویوں کو سمجھایا کہ شرائط طے ہونے دو اور بے جا ضد نہ کرو۔ کیونکہ تم تصفیہ شرائط میں غلط راہ اختیار کر رہے ہو۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ہمارے دوست سیکرٹری صاحب جمعیت اہل حدیث سے یہ وعدہ لے کر کہ وہ ۶ بجے شام انجمن احمدیہ کلکتہ میں حاضر ہو کر شرائط طے کر لیں گے۔ واپس آ گئے۔ مگر افسوس کہ سیکرٹری صاحب موصوف انجمن میں تشریف نہ لائے۔ کئی بار انہیں یاد دلایا گیا اور غیر احمدیوں کی معرفت بھی کہلوایا گیا۔ مگر جواب ندارد۔ جب زیادہ زور دیا گیا تو جواب آیا کہ ہمیں اپنے جلسہ سے فرصت نہیں۔ لیکن بقول شخصے

"دروغ گو را تا بخانہ اش بائد رسانید"

ایک غیر احمدی صاحب کو ہم نے چند سوالات لکھ کر دیئے تھے کہ اپنے مولویوں سے ان کے جواب دریافت کرے۔

اس غیر احمدی صاحب نے اپنے خرچ سے ان سوالات کو چھپوا لیا اور ایک اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ جسے مولوی صاحب نے چاک کر کے اپنی تنگ ظرفی کا افسوس

ناک ثبوت دیا- حالانکہ اس غیر احمدی نے ہر چند حلفاً بیان کیا کہ میں احمدی نہیں ہوں- خدارا آپ مجھے ان سوالات کا جواب دیں- لیکن مولوی صاحب کے سامنے اس کی کوئی پیش نہ گئی-

مجموعی طور پر پبلک پر اچھا اثر ہے اور اکثر غیر احمدی خصوصاً نوجوان طبقہ غیر احمدی مولویوں بالخصوص مولوی ثناء اللہ سے سخت بدظن ہے اور نیک نتائج کی امید ہے-"

کلکتہ کے ایام قیام میں محترم پروفیسر عبدالقادر صاحب جو محترمہ سیدہ سائرہ بیگم صاحب کے برادر تھے- بہت شفقت و محبت سے ملتے رہے- ایک دن ہم دونوں مولوی محمد سلیم صاحب اور خاکسار کو ایک عرب کی دوکان پر لے گئے اور کتاب "الفخری" خرید کر خاکسار کو تحفہ کے طور پر پیش کی- اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں- انہوں نے کلکتہ کے اہم مقامات کی سیر کرائی-

لاہور شہر میں محترم مولانا غلام احمد صاحب مجاہد (بدوملہی) مبلغ تھے وہ دوڈیڑھ ماہ کی رخصت پر گئے- خاکسار کو نظارت نے اس عرصہ کے لئے لاہور میں مقرر کیا- یہاں کا ایک خاص واقعہ یاد آرہا ہے- ایک خطبہ جمعہ میں لاہور کی جماعت جو جمود کی حالت میں تھی انہیں بیدار کرنے کے لئے زوردار خطبہ پڑھا- بیرون دہلی دروازہ کی مسجد میں- ان دنوں محترم قاضی محمد اسلم صاحب امیر جماعت لاہور تھے- اس خطبہ میں کسی قدر سختی بھی تھی- حسن اتفاق سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب دلی سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے اور اس خطبہ میں وہ بھی شریک تھے- ان دنوں دلی سازش کے مقدمہ میں چوہدری صاحب مصروف تھے لیکن ایک آدھ دن کیلئے کسی کام کے سلسلہ میں لاہور آئے تھے- بعد میں ان

کے ڈرائیور سید عبدالکریم صاحب نے خاکسار سے ذکر کیا کہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد جب چوہدری صاحب باہر نکلے تو ان سے کہا کہ "یہ لڑکا کچھ کام کرے گا"- سید عبدالکریم صاحب قادیان محلہ دارالبرکات میں ہمارے ہمسایہ میں رہتے تھے- بعد میں انہوں نے کسی دن مجھ سے یہ ذکر کیا- الحمدللہ حضرت چوہدری صاحب کا قیافہ درست نکلا- کئی قسم کی دینی خدمات کی توفیق لاہور میں ہی نصیب ہوئیں- لاہور کے قیام میں میجر فضل صاحب اور میاں عمر صاحب ان دنوں بی اے کے طالب علم تھے- خاکسار کے ساتھ ہر موقع پر ساتھ ہو کر جماعتی خدمات میں ممد ہوتے رہے اور دلچسپی لیتے رہے- جزاھم اللہ احسن الجزاء

انہی دنوں ریاست بہاولپور میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ زیر سماعت تھا- محمد اکبر صاحب ریاست کی طرف سے جج مقرر تھے- مقدمہ تنسیخ نکاح کی سماعت کر رہے تھے- جماعت کی طرف سے حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب بطور گواہ پیش تھے- ریاستی عدالت میں وکیل کے پیش ہونے کی اجازت نہ تھی بنابریں مختار پیش ہو سکتا تھا- خاکسار بطور مختار مولانا کے ساتھ پیش ہوتا رہا- قانونی مشورہ محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب خاکسار کو دیتے اور خاکسار بطور مختار عدالت کے سامنے پیش کرتا- دو تین مرتبہ بہاولپور اس مقصد کے لئے مولانا محترم کے ساتھ جانا پڑا- بعد میں مولانا کا یہ بیان "مقدمہ بہاولپور" کے عنوان سے کتابی صورت میں خاکسار کی نگرانی میں لاہور کے ایک پریس سے شائع ہوا- تبلیغی اغراض اور معاندین کے اعتراضات کے جواب میں یہ کتابچہ ایک موثر اور کارآمد کتابچہ ہے-

تاریخ احمدیت میں لکھا ہے:-

"مقدمہ بہاولپور کے حالات و واقعات کے سلسلے میں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں حضرت مولانا جلال الدین شمس

صاحب اور مولانا غلام احمد صاحب کے بیانات کی تیاری میں حضرت
حافظ سید مختار احمد شاہ صاحب جان پوری نے از حد محنت و کاوش
فرمائی اور معاونت کا حق ادا کر دیا۔......... اسی طرح مولانا شیخ
مبارک احمد صاحب اور مولانا شیخ عبدالقادر صاحب اور چوہدری محمد
شریف صاحب فاضل جو جامعہ سے نئے نئے فارغ التحصیل ہوئے تھے
لگاتار ایک ماہ تک بطور معاون مولانا جلال الدین صاحب شمس کے
ساتھ مصروف عمل رہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۵۸)

لائل پور حال فیصل آباد میں جماعت احمدیہ کو بفضل خدا مسجد کی تعمیر کی توفیق
ملی۔ تکمیل پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لائل پور تشریف لے گئے۔ آپ نے نماز
کی ادائیگی سے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر جماعت نے جلسہ کا بھی انتظام
کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پر معارف خطاب سے حاضرین کو نوازا۔
حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، مکرم شیخ عبدالقادر صاحب اور خاکسار کو
بعد میں پندرہ دن تک ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا تا مسجد کے افتتاح اور حضور کی تقریر
سے جو نیک اثر ہوا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور دعوت الی اللہ کے فریضہ کو
کماحقہ انجام دیا جائے۔ جماعتی جلسہ میں خاکسار کے علاوہ حضرت مولانا راجیکی
صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب کو بھی تقریر کرنے کا موقع ملا۔ تاریخ احمدیت
میں "مسجد فضل لائل پور کی تعمیر اور افتتاح" کے عنوان کے تحت یہ نوٹ درج
ہے:۔

"۱۸ اپریل ۱۹۳۴ء کو مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور مولانا محمد
سلیم صاحب نے ساڑھے بارہ بجے تک تقاریر کیں۔ پھر حضور نے

وہاں ہی تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور پھر
جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔"

مزید تاریخ احمدیت میں لکھا ہے:۔

"اسی زمانہ میں شیخ مبارک احمد صاحب فاضل اور شیخ مولانا
عبدالقادر صاحب فاضل بھی لائل پور میں رہے اور حضرت مولانا
راجیکی صاحب کی صحبت میں تبلیغی میدان میں عملی تربیت حاصل
کرتے رہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۹)

۱۵، ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں
شمولیت کیلئے نظارت تبلیغ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، مکرم
مولوی محمد سلیم صاحب اور خاکسار شیخ مبارک احمد کو شملہ بھجوایا۔ آرمی پریس میں
جماعت احمدیہ کے بعض نوجوانوں کا Mess تھا وہاں ہمارا قیام ہوا۔ دس بارہ دن
ہمارا قیام رہا۔ جلسہ بفضل خدا کامیابی سے منعقد ہوا۔ اخبار الفضل میں اس جلسہ
کی رپورٹ شملہ جماعت کے سیکرٹری تبلیغ کے نائب کی طرف سے مندرجہ ذیل
شائع ہوئی:۔

"جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ"

"انجمن احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۱۵، ۱۶ ستمبر بخیر و خوبی سرانجام
پایا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی محمد سلیم
صاحب اور شیخ مبارک احمد صاحب نے مختلف مضامین پر نہایت مدلل
اور احسن پیرایہ میں تقریریں کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ
والسلام کی صداقت ثابت کی۔ (شیخ غلام علی اسسٹنٹ سیکرٹری

تبلیغ")

(الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

اکتوبر میں امرتسر کی جماعت نے سالانہ تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے اخبار الفضل میں جو اطلاع شائع ہوئی وہ یہ تھی:۔

"مولوی جلال الدین صاحب شمس، مولوی علی محمد صاحب اجمیری اور شیخ مبارک احمد صاحب امرتسر کے سالانہ تبلیغی جلسہ میں تقریریں کرنے کے لئے گئے ہیں۔ قادیان سے اور بھی بہت سے احباب جلسہ میں شرکت کیلئے گئے ہیں۔"

(الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

کچھ عرصہ بعد رام پور بھی خاکسار کو کسی جماعتی مہم کے سلسلے میں جانے کا موقع ملا۔ ان دنوں حضرت خان صاحب ذوالفقار علی خان برادر اکبر مولانا شوکت علی خان صاحب، مولانا محمد علی جوہر بھی وہاں موجود تھے ان کے ہاں ہی قیام ہوا۔ علی گڑھ میں ایک مذاکرہ کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ منتظمین نے مختلف اداروں کے نمائندوں کو شامل ہونے کی دعوت دی۔ قادیان میں بھی ان کی دعوت اور پیغام پہنچا۔ جس پر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اور خاکسار کو وہاں بھجوایا گیا۔ اس مذاکرہ میں ایک پہلو اسلامی نظریہ کے خلاف تھا۔ اس بناء پر ہمیں جماعتی ہدایت پر اس میں شمولیت سے روک دیا گیا۔

پشاور میں سیرۃ النبی کے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ نومبر ۱۹۳۳ء کے آخری ہفتہ کی یہ بات ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر اس سال بھی سارے ہندوستان میں جماعتیں جلسے منعقد کر رہی تھیں۔ اس سال کے جلسہ کیلئے جو مضمون مقرر کیا گیا وہ یہ تھا کہ "آنحضرت ﷺ نے غلامی کا انسداد کیا اور ایسے قوانین جاری کئے

جن سے آزاد شدہ غلام اچھے شہری بن سکیں اور عزت کا مقام حاصل کر سکیں۔"

پشاور میں کئی سالوں سے احراری شورش اور مخالفت کی وجہ سے یہ جلسے کامیاب نہ ہو سکے۔ ہر بار مخالفین کوئی نہ کوئی رخنہ پیدا کر دیتے۔ پشاور اور سارے سرحدی علاقہ کے ان دنوں امیر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ تھے۔ انہوں نے نظارت تبلیغ کی خدمت میں درخواست کی کہ کئی سالوں سے پشاور میں احرار کی شورش کے باعث جلسہ کے کامیابی کے ساتھ منعقد ہونے میں روکیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بنا بریں جلسہ کی کامیابی کے لئے انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس جو حال ہی میں انگلستان میں فریضہ تبلیغ اسلام انجام دے کر واپس آئے ہیں انہیں پشاور بھجوایا جائے۔ اور اگر انہیں نہ بھجوایا جا سکے تو مولوی علی محمد صاحب اجمیری کو بھجوایا جائے۔ نظارت نے حضور اقدس کی خدمت میں یہ خط پیش کیا۔ اس خط پر حضور نے نظارت کو ہدایت فرمائی کہ "مجھے چار ناموں سے اطلاع دیں" نظارت نے حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ دو نام اور تیسرا نام حضرت حافظ مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کا لکھا اور چوتھا نام آخر میں خاکسار احقر شیخ مبارک احمد کا پیش کیا۔ حضور نے جب ان ناموں سے اطلاع پائی تو اس عاجز کے متعلق ارشاد فرمایا کہ پشاور کے جلسہ میں انہیں بھجوایا جائے۔ ان دنوں حضرت مولوی شیر علی صاحب قائمقام ناظر دعوت تبلیغ تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار کو فرمایا کہ پشاور کے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ میں شرکت کیلئے جاویں۔ خوب یاد ہے۔ حضرت مولوی صاحب خاکسار کے غریب خانہ محلہ دارالبرکات خود تشریف لائے اس ہدایت سے آگاہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ ارشاد کہ "تقریر کیلئے اچھی طرح تیاری کر لیں۔" جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں اس سال سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کیلئے موضوع آنحضرت ﷺ کا غلاموں کو

آزاد کرنا اور غلامی سے آزادی کے بارہ آپ کی تعلیم اور بابرکت نتائج تھا۔

قادیان سے جمعہ کے دن پشاور کیلئے روانگی عصر کے بعد قادیان ریلوے سٹیشن سے ہوئی۔ جمعہ کے دن حضور جب جمعہ کی نماز کیلئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ منبر پر رونق افروز ہوئے تو عاجز نے مصافحہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ خود بھی دعا کرتا رہا۔ قادیان ریلوے سٹیشن سے امرتسر اور امرتسر سے لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچا۔ فرنٹیر میل کی انتظار میں کچھ وقت خاکسار نے پلیٹ فارم پر گزارا اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری سے دعا کی اور ان الفاظ میں اپنے آقا سے استدعا کی۔

"میرے مولیٰ و آقا میں تیرا ایک عاجز بندہ نوخیز اور حال ہی میں تبلیغی میدان میں داخل ہوا ہوں۔ خاص تجربہ بھی نہیں۔ پشاور کے امیر نے تو حضرت شمس صاحب کا مطالبہ کیا تھا۔ خاکسار نہ ہی مولانا شمس ہے اور نہ ان کے پایہ کا عالم۔ نہ دوسرے بزرگوں کا ہم پلہ۔ جماعت سرحد کے امیر خود بڑے عالم، سکالر، اور نقاد ہیں۔ آپ ہی اس عاجز کو اپنی خاص تقدیر سے علم سے بھی نوازیں اور خاص شرح صدر بھی عطا کریں اور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ غیر معمولی کامیابی سے منعقد ہو اور آپ کے مقررہ کردہ خلیفہ وقت کے تجویز کردہ مقرر کو تقریر کرنے کی اعلیٰ صلاحیت و توفیق نصیب ہو۔"

فرنٹیر میل آئی۔ دعا کرتا ہوا اس پر سوار ہو گیا۔ سارا راستہ دعا کرتا رہا۔ اگلی صبح ہفتہ کے روز ٹرین پشاور کینٹ پہنچی۔ محترم حضرت قاضی محمد یوسف صاحب، مکرم احمد گل صاحب پراچہ اور مکرم الطاف خاں صاحب سٹیشن پر خاکسار کو Receive کرنے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ شہر کی پرانی مسجد غالباً عیسیٰ خیل

مسجد میں خاکسار کو پہنچایا گیا۔ مسجد کے اوپر کے حصہ میں خود قاضی صاحب رہتے تھے۔ خاکسار دبلا پتلا نوجوان غیر معروف، یہ بزرگ حضرات اور دوست سب احباب جو سارا دن مسجد آتے رہے اور مجھے دیکھتے رہے۔ ان احباب کی نظروں میں اور بالخصوص احباب سرحد کے علماء طبقہ میں اجنبی محسوس ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ نماز مغرب کا وقت ہوا۔ حضرت قاضی صاحب نے امامت کرائی۔ ان کی اقتداء میں خاکسار نے نماز ادا کی۔ سارا دن احباب کی کیفیت کو دیکھ کر نماز میں بہت گریہ وزاری سے دعا کی توفیق ملی۔ جونہی نماز ختم ہوئی خاکسار نے کھڑے ہو کر احباب سے کہا دو ایک منٹ سنتوں سے قبل احباب تشریف رکھیں۔ ایک خاص جذبہ سے جو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا احباب سے مخاطب ہوا اور کہا:۔

"آپ پریشان کیوں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو آپ کی خدمت کیلئے مبارک کو بھیجا ہے۔"

ان الفاظ کا سننا تھا کہ حضرت قاضی صاحب جماعت کے خاص بزرگ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی نے بھی خاص انداز اور جذبہ سے کہا "ہم ہرگز پریشان نہیں۔ انشاء اللہ جلسہ کامیاب ہوگا" رات گذر گئی۔ دعاؤں میں کٹی۔

اتوار کے دن فرنٹیر ہائی سکول کے وسیع و عریض صحن کو قالینوں سے اور اطراف میں کرسیوں سے سجایا ہوا تھا۔ ایک اچھی طرز کا سٹیج بنایا گیا۔ جلسہ کے دو سیشن تھے ایک قبل دوپہر جو اردو میں تھا دوسرا بعد دوپہر جو انگریزی میں تھا۔ پہلا اجلاس شروع ہوا۔ حاضری توقع سے بڑھ کر تھی۔ معززین شہر ہندو، سکھ اور غیر از جماعت مسلمان بھی شریک جلسہ تھے۔ تقریر کرنے والوں میں مختلف مذاہب کی خاص الخاص اور معروف ہستیاں تھیں۔ اس اجلاس کی صدارت محترم خان بہادر

مرزا غلام صمدانی صاحب سابق افسر مال نے کی- اس اجلاس میں جناب شیخ اللہ بخش صاحب ایل ایل بی، سردار ملاپ سنگھ، خاکسار شیخ مبارک احمد اور حضرت قاضی محمد یوسف صاحب کی آخری تقریر تھی- ہر مقرر نے اپنی تقریر اچھے انداز میں وقت مقررہ کے اندر ختم کی- خاکسار کی تقریر کیلئے کافی وقت پہلے سے ہی پروگرام میں مقرر تھا- جب خاکسار نے آنحضرت ﷺ کی اعلیٰ تعلیم اور آپ کے اسوہ اور تعلیم کو جو غلاموں کو آزاد کرنے کے بارہ میں تھی تفصیل سے پیش کیا تو اس مبسوط تقریر کا وقت ختم ہو رہا تھا- حضرت قاضی صاحب نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھے تقریر جاری رکھنے کا ارشاد کیا- بفضل خدا حضور کی پاکیزہ تعلیم جو غلامی کے انسداد کے بارہ میں تھی اور ان کو انسانیت کا بہتر نمونہ بنا کر اچھے شہری اور باوقار اور اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کردینے کا رویہ تھا- سامعین نے اسے شوق سے سنا اور اس سے بے حد متاثر ہوئے- وللہ الحمد

اس جلسہ کی رپورٹ اخبار الفضل قادیان نے ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں حسب ذیل عنوان سے شائع کی-

"پشاور میں اتحاد مذاہب کا ایک شاندار نظارہ"

"پشاور ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء صوبہ سرحد کی تاریخ میں یہ پہلا موقع دیکھنے میں آیا جب کہ ہندو، سکھ، مسلمان معززین نے ایک مذہبی پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اتحاد ملی کی شاندار عمارت کا سنگ بنیاد رکھا- گو یہ پلیٹ فارم انجمن ترقی اسلام پشاور نے بانی اسلام علیہ السلام کی علو مرتبت کے اظہار کے لئے تیار کیا تھا لیکن متعدد غیر مسلم معززین شہر کو بھی پیغمبر اسلام کی تحمید و توصیف میں شمولیت کی دعوت دی گئی

جنہوں نے نہایت فراخ حوصلگی سے اس دعوت کو قبول کیا- جناب رائے بہادر ہرچند کھنہ صاحب ایم-ایل-سی، ہندو مہا سبھا کے صدر محترم نے فرنٹیر ہائی سکول میں جلسہ کی اجازت عطا فرمائی جہاں مجوزہ جلسہ دو اجلاسوں میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام پایا-

اجلاس اول زیر صدارت جناب خان بہادر مرزا غلام صمدانی خان صاحب سابق افسر مال پشاور ۱۱ بجے صبح شروع ہوا- سامعین میں ہر مذہب کے خواندہ معززین موجود تھے- تلاوت قرآن پاک و نعت کے بعد جناب محترم شیخ اللہ بخش صاحب بی-اے-ایل-بی پشاور نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حالات زندگی پر ایک فرحت آموز برجستہ تقریر فرمائی- ان کے بعد جناب سردار ملاپ سنگھ صاحب جو ملکی خدمات اور سیاسی قربانیوں کے باعث صوبہ میں خاص شہرت رکھتے ہیں سٹیج پر تشریف لائے اور نہایت محبت بھرے پنجابی الفاظ میں بیان فرمایا کہ ہم اسلام اور بانی اسلام کو نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بانی اسلام نے دنیا کو پریم، محبت، سچی ہمدردی اور بہادری کا سبق سکھلایا ہے- سردار صاحب نے بتلایا کہ تمام مذاہب ایک دوسرے کے ساتھ صلح اور محبت کی تعلیم دیتے ہیں لیکن بعض خود غرض لوگ جہلاء کو آلہ کار بنا کر مذہب کے نام پر عداوتوں اور خصومتوں کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں اور کہ یہ اسی جہالت کا نتیجہ ہے کہ آئے دن کہیں اذان دینے پر اور کہیں واہ گرو جی کا نعرہ لگانے پر سکھوں اور مسلمانوں میں سر پھٹول ہوتی رہتی ہے- سردار صاحب نے اس بات کی ضرورت ظاہر کی کہ

اقوام کو مذہبی رواداری کی عملی تعلیم دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک میں ایسے مذہبی جلسے ہمیشہ ہوتے رہا کریں جن میں بانیان مذاہب کی عزت و توقیر مختلف المذاہب کے لوگ بیان کیا کریں تاکہ جہالت و نفرت، حقارت اور عناد کے جذبات زائل ہو کر ان کی جگہ محبت اور شانتی کی لہر پیدا ہو۔ ان کے بعد محترم مولانا مبارک احمد صاحب احمدی مبلغ اسلام نے مبسوط تقریر میں غلامی اور اس کی مختلف حالتوں اور اس کے انسداد کی ان تجاویز کو جو بانی اسلام علیہ السلام نے اصولاً و عملاً دنیا کے سامنے پیش کیں بیان فرمایا اور بتلایا کہ غلامی اور بردہ فروشی کو دنیا سے مٹانے کے لئے اسلام نے کس قدر جامع اور مانع تعلیم دی ہے۔ اس پر پہلا اجلاس دو بجے ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب سردار راجہ سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل صوبہ سرحد بوقت ۳ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ اس اجلاس میں معزز سکھ صاحبان و دیگر غیر مسلم حضرات بکثرت شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید و نعت کے بعد جناب مولوی نذیر احمد صاحب احمدی سٹوڈنٹ اسلامیہ کالج پشاور نے انسداد غلامی کے متعلق پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیم بزبان انگریزی بیان کی۔ ان کے بعد جناب لالہ سری رام صاحب ایم۔ اے پروفیسر مشن کالج پشاور نے پیغمبر اسلام کے حالات زندگی پر بزبان انگریزی مسلسل ایک گھنٹہ تقریر فرمائی اور خاص کر توحید الٰہی کے بارہ میں نبی عربی کی تعلیم کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں پیش کر کے بتایا کہ اس تعلیم کے ذریعہ آنحضرت ﷺ نے کس قدر

تھوڑے عرصہ میں کیسے حیرت انگیز طریق پر سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی۔ فاضل مقرر نے مسلمانوں کو تعلیم اسلام کے عملی پہلو پر توجہ کرنے کی ضرورت بتائی اور بالآخر اس امر پر زور دیا کہ اس قسم کے جلسے کثرت کے ساتھ کئے جائیں اور اس سکیم کو وسعت دی جائے تا کہ ملک کو مذہبی تعصب سے نجات حاصل ہو اور دنیا میں امن و امان فروغ پائے۔ ازاں بعد مکرم جناب سردار ارجن سنگھ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے بانی اسلام علیہ السلام کے بعض واقعات زندگی پر نہایت اچھوتے انداز میں بزبان انگریزی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ حضور کی زندگی اپنے اندر معجزانہ حقائق رکھتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دشمنوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے اپنے آپ پر بے شمار مصائب اور شدائد برداشت کئے لیکن کبھی نقصان رسانی کی نیت سے باوجود طاقت حاصل ہو جانے کے کسی سے انتقام لینے کی خواہش نہ کی۔ ان کے بعد مسٹر عبد العزیز صاحب صہبائی نے اس موقع کے مناسب حال ایک برجستہ نظم نہایت دلچسپ انداز میں سنائی جس سے حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔ بالآخر جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی نے جملہ حاضرین، صدر محترم و فاضل مقررین کا شکریہ ادا فرمایا اور یقین دلایا کہ جیسا کہ معزز مقررین نے خواہش ظاہر فرمائی ہے اس سکیم کو زیادہ وسعت دینے کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔

اس اجلاس کے دوران میں بارش کا خفیف سا ترنم شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے حاضرین شامیانہ کے نیچے گتھم گتھا ہو کر جمع ہو گئے۔ اس نظارہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صدر محترم جناب

سردار راجہ سنگھ صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں جو انگریزی میں
تھی فرمایا کہ یہ جلسہ ایک مبارک تحریک تھی جس کی تصدیق فعل
خداوندی نے بارش کی صورت میں اس طرح ظاہر فرمائی کہ گو
حاضرین جلسہ میں ہندو، سکھ و مسلم صاحبان موجود تھے مگر وہ جدا جدا
ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے تھے- خداوند کریم چونکہ اس اتحاد و اتصال
کو زیادہ مضبوط بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے اس نے اپنی رحمت
بارش کی شکل میں بھیج دی جس نے تم کو مجبور کر دیا کہ دوڑ دوڑ کر
ایک چھت کے نیچے اکٹھے ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر
بیٹھو- جناب صدر نے بانیان جلسہ و حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے
دعا کی کہ یہ تحریک پھلے پھولے اور وہ دن جلد آئے جب کہ اس ملک
میں مختلف مذاہب کے لوگ ایک گھر کی طرح ایک ہی کنبہ کی حیثیت
میں بود و باش رکھنا سیکھ جائیں- اختتام پر مقررین و صدر صاحبان کے
گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور جلسہ ۵ بجے شام برخاست
ہوا-"

(خاکسار احمد گل پراچہ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ پشاور)

اس جلسہ کے سلسلہ میں ایک خاص بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے-
پروفیسر لالہ سری رام جو مشن کالج پشاور میں انگریزی کے پروفیسر تھے انہوں نے اپنی
تقریر کے ابتداء میں ذکر کیا کہ جب جماعت احمدیہ کے معززین نے مجھ سے حضرت
رسول اکرم ﷺ کی سیرۃ پر تقریر کرنے کیلئے کہا تو تعلقات کی بناء پر میں نے تقریر
کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن اس بات کے کہنے میں کسی قسم کی شرم نہیں کہ مجھے
آنحضرت کی سیرۃ کا خاص مطالعہ نہیں تھا- بنابریں فیصلہ کیا کہ اردو کے اجلاس میں

شرکت کروں گا اور مقررین کی تقریروں سے جو ضروری معلومات آنحضرت کی
سیرت کے متعلق معلوم ہونگی انہیں انگریزی میں اپنی تقریر میں بیان کروں گا-
چنانچہ اردو کے اجلاس میں شرکت کی- تقریریں سنیں اور (خاکسار کی طرف اشارہ
کر کے کہا) ان Yong Man کی تقریر سے متاثر ہوا ہوں اور آنحضرت نے
غلاموں کو آزادی اور انہیں سوسائٹی میں جو عزت کا مقام دے کر نوازا ہے
ضروری نوٹ لئے ہیں- وہ اب میں اپنی تقریر میں بیان کر دیتا ہوں-
پروفیسر لالہ سری رام کے ان ریمارکس سے جماعت کو مزید خوشی ہوئی کہ جلسہ
کامیاب بھی رہا اور خاکسار کی تقریر کا بالخصوص اثر بھی ہوا- چنانچہ جماعت کی
طرف سے الفضل میں رپورٹ بھجوانے کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی
خدمت میں تار کے ذریعہ اطلاع بھجوائی- جلسہ کے کامیاب ہونے پر خاکسار جب
جلسہ کے بعد پشاور سے واپس قادیان آیا تو بعض بزرگوں نے خاکسار کو مبارک باد
دی اور یہ بھی بتایا کہ حضور کی خدمت میں پشاور سے تار آیا تھا- حضور نے نماز
عصر کے بعد جب تشریف فرما ہوئے تو خوشی کے اظہار کے ساتھ اس عاجز کا بھی ذکر
فرمایا-

کشمیر میں تقرری

۱۹۳۴ء کے شروع جنوری میں خاکسار کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی
خاص ہدایت سے کشمیر میں تقرری فرمائی- براستہ راولپنڈی قادیان سے ہم دو
روانہ ہوئے- صوفی عبدالقدیر صاحب اور خاکسار- راولپنڈی سے بذریعہ بس
کوہالہ کے راستہ سے ہوتے ہوئے سری نگری پہنچا- صوفی صاحب اپنے طور پر کسی

طرح سری نگر پہنچے- ان کا مشن سیاسی نوعیت کا تھا جس کے بارہ میں خاکسار کو کچھ علم نہ تھا نہ ہے-

سری نگر پہنچ کر جماعت کے مرکز فتح کدل میں قیام ہوا- ان دنوں کشمیر ایجی ٹیشن جوبن پر تھی- خاکسار کو حضور کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ کسی کے ہاں کھانا نہیں کھانا نہ دعوت قبول کرنا- ڈیڑھ ماہ کے قریب خاکسار کا سری نگر میں قیام رہا- درس و تدریس اور جماعتی تربیت کا وظیفہ ادا کرتا رہا- کسی وقت لائبریری میں جا کر بعض احباب سے ملنے کا موقع بھی مل جاتا- مذہبی اور دینی کاموں کی طرف ہی توجہ تھی- موسم کے شدید سرد اور آب و ہوا کے موافق نہ آنے کے باعث خاکسار بیمار ہو گیا- نظارت دعوت و تبلیغ کے ان دنوں ناظر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تھے- بذریعہ تار اپنی بیماری کا ذکر کیا- سری نگر میں ڈاکٹر چوپڑا سے چیک اپ کروایا- انہوں نے آب و ہوا کی تبدیلی اور اس کا ناموافق ہونا مرض کا سبب بتلایا- نظارت کی طرف سے جواباً تار آیا-

Eat rice and take tea with out milk.

خاکسار نے نوجوانی میں اور اپنی اس وقت کی حالت کے پیش نظر بے سمجھ میں تار کے ذریعہ جواب دیا-

Unable to eat rice and to take tea without milk.

ان تاروں کے آنے جانے کی اطلاع اور نقول C.I.D والوں نے سری نگر حکومت کو بھجوا دی- چنانچہ کچھ دنوں بعد گورنر کشمیر سردار عطر سنگھ اور انسپکٹر جنرل پولیس نے خاکسار کو اپنے ہاں بلا کر کہا کہ یہ تاریں آپ دے رہے ہیں- مولانا یہ کیا کر رہے ہیں- انہیں بتایا گیا کہ بیماری کے باعث یہ تاریں دی ہیں- چونکہ ان دنوں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کشمیر ایجی ٹیشن میں بھی خاص نوعیت کے فرائض انجام دے رہے تھے- ان کے نام تاروں کی بناء پر

ان حکام نے یہ سمجھا کہ یہ تاریں کوڈ میں سیاسی نوعیت کی ہیں- انہیں بار بار بتایا کہ ڈاکٹر چوپڑا کے Check Up کرنے کے بعد اپنی بیماری کی اپنے مرکز اور افسر کو اطلاع دی ہے- مشن ہاؤس کے اندر بیٹھ کر دینی فرائض انجام دیتا ہوں لیکن ہر دو حکام یہ سمجھے کہ تاریں Code الفاظ میں ہیں اور سیاسی نوعیت کی ہیں- بالآخر مجھے چوبیس گھنٹوں میں علاقہ سے چلے جانے کا حکم دے دیا- خاکسار نے مرکز کو اس حکم سے اطلاع دی- براستہ راولپنڈی واپس قادیان آنے کا ارشاد ہوا- قادیان میں اس دن پرنس آف ویلز کالج جموں کے ایک مسلمان پروفیسر بھی قادیان آئے- حضور نے از راہ شفقت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے مکان پر شام کے کھانے پر عاجز کو اور پروفیسر صاحب کو اور چوہدری اسد اللہ خان صاحب کو جو پروفیسر کو لے کر آئے تھے بلایا- خاکسار سے جب حضور نے سارا واقعہ سری نگر میں جو کچھ ہوا سنا تو کھل کھلا کر ہنسے- کچھ عرصہ بعد گورنر محمد افضل صاحب جو سری نگر کے گورنر مقرر ہوئے انہوں نے اس حکم کو منسوخ کر دیا- اخبار الفضل میں اس حکم کی منسوخی کا ان الفاظ میں ذکر شائع ہوا-

"ریاست کشمیر سے ایک احمدی مبلغ کے اخراج کا حکم منسوخ"

کشمیر کے قیام کے دوران اگرچہ زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا موقع نہ ملا تاہم خدا تعالیٰ کی خاص عنایت سے ایک قابل نوجوان کشمیری پنڈت کو اسلام قبول کرنے کی اس عاجز کے ذریعہ سعادت نصیب ہوئی- یہ نوجوان بعد میں قادیان آ گئے- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی توجہ اور نگرانی میں ان کو اعلیٰ تعلیم دلوائی گئی- ایل ایل بی ہو گئے- بعض جماعتی اداروں میں کام کرتے رہے- اس برہمنی پنڈت نوجوان کا اسلام قبول کرنے کے بعد محبوب الٰہی نام رکھا گیا- اسی نام سے معروف ہوئے- بفضل خدا احمدی مسلمانوں میں ان کی شادی ہوئی- مکرم سید عبدالحی صاحب جو

آج کل ربوہ میں ناظر اشاعت ہیں ان کے داماد ہیں۔

۱۹۳۳ء۔ ۱۹۳۴ء کے دور میں مختلف جماعتوں کے جلسوں، اجتماعوں میں شرکت کے علاوہ متعدد مناظروں کی بھی بفضل خدا عاجز کو توفیق ملی۔ ذیل میں ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔

مناظروں اور جلسوں میں شرکت

۱۔ جولائی ۱۹۳۳ء میں لدھیانہ کے محلہ قاضیاں میں بابو عبدالحمید صاحب آرسنل کلرک فیروز پور سے مناظرہ ہوا۔ اخبار الفضل مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۹ میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہوا:۔

مناظرہ لدھیانہ — اندازا ۱۱ جولائی ۱۹۳۳ء محلّہ قاضیاں میں شیخ مبارک احمد صاحب فاضل اور بابو عبدالحمید صاحب آرسنل کلرک فیروز پور کا مناظرہ ہوا۔ غیر احمدی مناظر دلائل سے بالکل لاجواب ہو گئے۔ یہ محلّہ ان دنوں مخالفت کا گڑھ تھا۔ جہاں شیخ صاحب اکثر نصف شب تک تقریریں کرتے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیتے۔"

۲۔ ۲۶، ۲۷ مارچ ۱۹۳۲ء کو سندھ میں سید و باغ میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اور خاکسار نے مولوی محمد حسین کولو تارڑوی سے وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کیا۔ (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۴)

۳۔ پندرہ اپریل ۱۹۳۴ء حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں اہلحدیث مناظر مولوی نور حسین گرباکھی سے رات کے وقت مناظرہ ہوا۔

۴۔ چوہدری محمد اکبر صاحب سے مناظرہ ہوا۔ دونوں مناظروں سے سنجیدہ

طبقہ بہت متاثر ہوا۔ (الفضل ۶ مئی ۱۹۳۴ء صفحہ ۲)

۵۔ شیر نگر ضلع لاہور میں مولوی محمد اسماعیل صاحب روپڑی سے مناظرہ ہوا۔

۶۔ شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو مولوی عبداللہ معمار امرتسری سے مناظرہ ہوا۔

۷۔ جھنگ شہر میں اس عرصہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے "آخری فیصلہ" پر مناظرہ ہوا۔

۸۔ اسی شام مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ کے بعد جھنگ کی جامع مسجد میں دوسرا مناظرہ مولوی نور حسین صاحب گرجاکھی سے ہوا۔

ان ہر دو مناظروں میں صدر کے فرائض حضرت چوہدری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے انجام دیئے۔

ان سب مناظروں میں بفضل خدا کامیابی ہوئی۔ مخالفین استہزاء اور اپنی خفیف حرکتوں سے پبلک میں نادم ہوئے۔ چند مناظروں کے بعد کچھ بیعتیں بھی ہوئیں۔ ان سب مناظروں کی تفصیل تاریخ احمدیت جلد ہفتم میں موجود ہے۔ ان دو سالوں میں ۱۹۳۳ء۔ ۱۹۳۴ء میں عاجز کو مناظروں، جماعتی جلسوں اور اجتماعوں میں تقریریں کرنے کی سعادت نصیب رہی اور بعض دوسرے بزرگ علماء اور ہم عصر ساتھیوں کے ساتھ کئی ایک جماعتی مساعی میں شرکت کا موقع ملتا رہا۔

انہی دنوں جامعہ احمدیہ کے طلباء اور فارغ التحصیل طلباء کا وفد ترتیب دیا گیا۔ محترم استاذ مولانا ارجمند خاں صاحب کی نگرانی میں اس وفد نے ہندوستان کے اہم شہروں کا دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق دن کے وقت مختلف شہروں کے سکولوں، کالجوں، کلبوں سے کھیلوں کے مقابلے اور رات کو ان شہروں میں لیکچروں کا اہتمام

ہوتا رہا- ان تقریروں اور لیکچروں میں اس عاجز کو بھی موقع ملتا رہا-

اس عرصہ میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد اور حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب کی بیرون ملک بالترتیب انگلستان اور مغربی افریقہ تبلیغ اسلام کی غرض کیلئے روانگی کے وقت قادیان کے ریلوے سٹیشن پر ایک ناگوار اور افسوسناک واقعہ ہوا جو جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کیلئے سخت رنجیدگی اور ناراضگی کا باعث ہوا- تحقیق کیلئے ایک کمیشن بیٹھا- اس کی رپورٹ پر حضور نے اہل قادیان کو مسجد اقصیٰ قادیان میں بلایا- ایک بڑا اجتماع اس دن دیکھنے میں آیا- حضور نے اس سانحہ پر جہاں انتہائی رنج اور افسوس کا اظہار کیا اور ان سب کو جو اس سانحہ کے محرک اور ملوث تھے انہیں تنبیہہ فرمائی- استغفار، ندامت اور کئی دنوں تک انہیں روحانی قسم کی سزائیں دیں- اس موقع پر حضور نے اس عاجز کا نام لے کر خاص طور پر ذکر فرمایا کہ شروع سے آخر تک سانحہ کے محرکین کو روکتا رہا کہ کوئی ناگوار حرکت نہ کریں اور جرات و دلیری سے انہیں سمجھاتا رہا- مزید تفصیل لکھنے سے معذور ہوں-

A.....A.....A

مشرقی افریقہ کیلئے تقرری

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں لکھ چکا ہوں ستمبر ۱۹۳۴ء میں جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ تھا- اس جلسہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، مکرم مولانا محمد سلیم صاحب اور خاکسار کو بھجوایا گیا تھا- ابھی ہم سب شملہ میں ہی تھے کہ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے خاکسار کو نیروبی (مشرقی افریقہ) کا پاسپورٹ بنوانے کی ہدایت ہوئی اور مکرم مولانا محمد سلیم صاحب کو فلسطین جانے کی ہدایت ہوئی- اس ہدایت کی تعمیل میں ضروری کارروائی کی گئی اور شملہ میں ہی پاسپورٹ کے فارم اور فوٹو وغیرہ پاسپورٹ کے حصول کے لئے حکومت کے سپرد کر دیئے- شملہ سے قادیان واپس آنے کے چند دن بعد پاسپورٹ مل گیا اور نیروبی جانے کیلئے ضروری تیاری میں مصروف ہو گیا- جماعت احمدیہ نیروبی نے وہاں شدید مخالفت کے باعث مرکز سے مطالبہ کیا تھا کہ مبلغ ہمیں بھجوایا جائے- ان دنوں جماعت احمدیہ نیروبی کے سیکرٹری تبلیغ حضرت قاضی عبدالسلام صاحب تھے جو ایک عرصہ سے وہاں رہ رہے تھے اور گورنمنٹ سکول میں ٹیچر تھے- ان دنوں وہاں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے مرکزی دفتر کو لکھا:-

"یہاں مخالفت سخت زور پر ہے- ہمارے خلاف سخت گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر شائع کیا جاتا ہے- ہم ہفتہ وار ان اشتہارات کا جواب شائع کرتے ہیں- مخالفین کو ایک چٹھی رجسٹری کر کے ارسال کی گئی ہے جس میں انہیں مناظرہ کی شرائط طے کرنے کیلئے لکھا ہے-

مخالفت خدا کے فضل سے ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔
شہر میں احمدیت کا عام چرچا ہے۔ سنجیدہ لوگ مخالفین کے گندے
لٹریچر کو دیکھ کر ان سے بدظن اور سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ ہو
رہے ہیں۔" (اخبار الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۲)

مزید حضرت قاضی عبدالسلام صاحب نے لکھا:۔

"یہاں نہایت شرمناک طریق پر جماعت احمدیہ کی مخالفت ہو
رہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے احسن رنگ میں کام کر رہے
ہیں۔ تبلیغی تقریروں کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ ہے جو اس
مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت ہے۔ مخالفین کے
اشتہارات کے جواب ہم بھی اپنے پریس میں چھاپ کر شائع کرتے
رہتے ہیں۔"

(الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۲)

جماعت کا پریس گلیسرین کا ہینڈ پریس مختصر سا تھا۔ نیروبی جماعت کی درخواست
اور نیروبی مخالفت کی شدت کے پیش نظر اور اس احتمال کے باعث کہ مناظرہ
صورت پیدا ہو جائے اس اندیشہ کے خیال سے خاکسار کو نیروبی جانے کی ہدای
ہوئی۔ خاکسار نے ان حالات کی بناء پر ضروری تیاری، ضروری کتب اور حوا
جات کی ورق گردانی اور مختلف اہم کتب کی تلاش کی۔ بعض اہم کتب اس وق
خرید بھی گیں تا دوران مناظرہ اگر ضرورت پڑے تو اصل کتب سے حوالہ جا
دکھائے جا سکیں۔

قادیان سے روانگی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اس کا اعلان اخبار الفضل
مندرجہ ذیل الفاظ میں ہو گیا۔

"شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
نیروبی (افریقہ) بسلسلہ تبلیغ جانے کے لئے ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء ساڑھے
تین بجے شام کی گاڑی سے قادیان سے روانہ ہونگے اور ۱۴ نومبر
بمبئی سے جہاز پر سوار ہوں گے۔ احباب ان کے بخیریت پہنچنے اور
مقصد تبلیغ میں کامیاب ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔"

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱)

روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے قصر خلافت میں ملاقات کا شرف
حاصل کیا۔ دعا اور حضور کی ہدایت سے محظوظ اور مستفیض ہوا۔ اس ملاقات میں
بعض اور باتوں کے حضور نے اس عاجز سے یہ بھی فرمایا۔ "پتلون نہیں پہننی" اور
مزید یہ ارشاد کہ "آج کل سید محمود اللہ شاہ صاحب رخصت پر آئے ہوئے ہیں وہ
میری کوٹھی پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان سے مل لینا۔"

حضرت شاہ صاحب کئی سالوں سے نیروبی میں رہ رہے تھے۔ وہاں کے حالات و
کوائف سے خوب واقف تھے۔ پانچ سال بعد چھ ماہ کی رخصت پر آئے تھے۔
خاکسار حضور کی ملاقات سے فارغ ہو کر سیدھا محلہ دارالانوار حضور کی کوٹھی پر جا
پہنچا اور محترم شاہ صاحب سے ملاقات کی۔ ابتدائی گفتگو کے بعد انہیں بتلایا کہ
خاکسار کو نیروبی جانے کی ہدایت ہوئی ہے اور حضور سے ابھی مل کر آ رہا ہوں۔
حضور نے ہی بتایا کہ آپ نیروبی سے رخصت پر آئے ہوئے ہیں اور حضور نے یہ
بھی فرمایا کہ آپ سے مل لوں۔ جونہی انہیں یہ بتایا کہ خاکسار کی تقرری بطور مبلغ
نیروبی کیلئے ہوئی ہے یہ سنتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا "چار پانچ سوٹ سلوا لیں۔
انگریزوں کی حکومت ہے اور کینیا کالونی ہے۔ لباس وغیرہ کا ان لوگوں کو خاص
احساس ہوتا ہے۔"

ان سے یہ سن کر خاکسار نے شاہ صاحب کو بتایا کہ ابھی حضور سے مل کر آ رہا ہوں اور حضور نے تو یہ مجھے ہدایت فرمائی ہے۔ "پتلون نہیں پہننی" حضور کے اس ارشاد کو سن کر شاہ صاحب خاموش ہو گئے۔ ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ ویسے شاہ صاحب تپاک سے ملے اور خاکسار کی تقرری پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔

قادیان سے روانگی سے قبل احباب اور عزیزوں سے ملنے اور دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ساتھ ساتھ ضروری تیاری میں بھی مصروف رہا۔ بعض بزرگوں سے بالخصوص مل کر دعا کی درخواست کرتا رہا۔ جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے خاکسار کے اعزاز میں دعوت چائے دی۔ اخبار "الفضل" میں اس دعوت کا ذکر ہوا:۔

"دس نومبر بعد نماز عصر طلباء مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ نے شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل کے اعزاز میں مدرسہ احمدیہ میں ٹی پارٹی اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں شیخ صاحب نے مختصر تقریر کی۔"

مزید اسی ایشو میں یہ لکھا:۔

"شیخ صاحب موصوف تین بجے بعد دوپہر کی گاڑی سے بعزم افریقہ روانہ ہوئے۔ احباب قادیان نے بہ تعداد کثیر سٹیشن پر الوداع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باوجود علالت طبع کے اپنے خادم کی عزت افزائی کیلئے سٹیشن پر تشریف لے گئے اور لمبی دعا فرمائی۔ شیخ صاحب کے گلے میں ہار ڈالا اور معانقہ فرمایا۔ جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی طرف سے بھی شیخ صاحب کو ہار پہنایا گیا۔ گاڑی کی روانگی پر احباب نے نعرہ ہائے

تکبیر بلند کئے۔" (الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

ٹرین امرتسر پہنچی تو بمبئی جانے والی ٹرین کی انتظار میں کچھ وقت پلیٹ فارم پر گزارا۔ ٹرین آئی اور سوار ہوا اور بمبئی کیلئے روانہ ہوا۔ راستہ میں دلی کے ریلوے سٹیشن پر جماعت کے بہت سے احباب ملنے اور الوداع کہنے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ بعض دوستوں نے دعا کی غرض سے خطوط بھی دیئے۔ چند منٹ ٹرین رکی۔ احباب نے یہاں بھی دعاؤں سے رخصت کیا اور بفضل خدا وقت مقررہ پر بمبئی پہنچا۔ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب نے سٹیشن پر Receive کیا۔ ان کے ہاں دو ایک دن قیام رہا۔ ممباسہ جانے والے جہاز کے بارہ میں ضروری معلومات اور ٹکٹ کی خرید کے سلسلہ میں حضرت سیٹھ اسماعیل آدم کا خاص تعاون ممد ہوا۔ جہاز میں عرشہ (Deck) کا ٹکٹ خرید کیا۔ جس جہاز سے روانگی ہوئی اس کا نام (Takliwa) تھا۔ دس دن کا سمندری سفر سمندری لہروں اور ہچکولوں کی وجہ سے خاص پریشانی کا باعث رہا۔ عرشہ پر ہی بستر بچھا کر باقی مسافروں کی طرح لیٹا رہا۔ لیٹنے سے طبیعت قدرے سنبھلی رہتی۔ راستہ میں سیشل کا جزیرہ آیا۔ جہاز یہاں بھی ایک آدھ دن ٹھہرا۔ انگریزوں کی مملکت میں ہی یہ جزیرہ ہے۔ دس گیارہ دن کے بعد ممباسہ کی بندرگاہ کلنڈنی پہنچا۔ کلنڈنی بندرگارہ پر مکرم شیخ صالح محمد صاحب احمدی کلرک تھے اور بھائی اللہ دتہ صاحب گنائی مکینک اور مکرم بابو محمد عالم صاحب جو ممباسہ ریلوے سٹیشن کے چیف گڈس کلرک تھے انہوں نے خاکسار کو Receive کیا۔

ممباسہ پہنچ کر محترم مرحوم و مغفور اکبر علی خاں صاحب کے مکان مکوپا میں ٹھہرنے کا موقع ملا۔ مرحوم بہت خدمت گزار تھے۔ آنے جانے والوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ ہر طرح امداد کرتے۔ ان کے بیٹے عزیز ظفراللہ سے

خاص تعلق رہا- غالباً ایک دن کا یہاں قیام رہا-

خاکسار کی بمبئ سے روانگی پر اخبار الفضل نے خبر شائع کی اور لکھا:-

"۱۵ نومبر بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی کہ شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ نیروبی بمبئ سے جہاز پر سوار ہو گئے ہیں-"

(الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱)

ممباسہ پہنچنے پر ایک آدھ دن آرام کیا- ان دنوں جیسا کہ لکھا ہے مکرم بابو صاحب ریلوے کے چیف گڈس کلرک تھے- بعد ازاں اپنی اچھی کارکردگی کے باعث M.B.E کا خطاب بھی پایا اور پھر ممباسہ کے سٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے جو دراصل یورپین کی Post تھی- حضرت بابو صاحب عرصہ ہوا فوت ہو گئے ہیں- ان کے بچوں سے خاکسار کا خاص تعلق رہا- نیروبی روانگی سے پہلے یا اسی روز مکرم بابو محمد عالم صاحب نے پر تکلف دعوت سے نوازا-

ممباسہ سے اگلے دن بذریعہ ٹرین جو بعد سہ پہر روانہ ہوئی نیروبی کیلئے روانہ ہوا- ٹرین ساری رات چلتی رہی- اگلے دن صبح کے وقت نیروبی سٹیشن پہنچی-

AHMADIYYA MOSQUE — NAIROBI

یہ نیروبی ہے انگریزی حکومت کے زمانہ میں یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ فورٹ ہال روڈ پر واقع ہے۔
اکثر آرٹسٹ اس مسجد کا فوٹو بناتے رہے ہیں۔ نیروبی ایک خوبصورت شہر ہے۔
آب وہوا دل پذیر ہے نہ زیادہ سردی اور نہ ہی زیادہ گرمی ۔
Nairobi is the best place for a home in the world مشہور ہے۔
ہندوستان سے ریٹائر ہونے والے اعلیٰ حکام کا اکثر حصہ یہاں آکر آباد ہوتا ہے۔
جماعت احمدیہ کے متعدد بزرگ افراد اور متعدد صحابہ کا بھی یہ شہر مسکن رہا۔

نیروبی میں آمد اور تبلیغی جد و جہد کا آغاز

مشرقی افریقہ میں احمدیہ مشن کے باقاعدہ قیام سے پہلے ہی اشاعت احمدیت کا انفرادی انداز میں کام قدرے جاری تھا- خاکسار کی تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ ۱۸۹۶ء سے احمدیت کا ذکر اذکار ہوتا رہا- اختصار سے اس قدر لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم و مغفور حضرت میاں محمد افضل صاحب سابق ایڈیٹر اخبار "البدر" پہلے احمدی ہیں جو ہندوستان سے ممباسہ (مشرقی افریقہ) میں آئے اور ان کی تبلیغی مساعی ہندوستانیوں تک ہی محدود تھی- محترم حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحب ان کی تبلیغ سے احمدیت میں داخل ہوئے- کینیا' یوگنڈا ریلوے کی تعمیر کے سلسلہ میں ہندوستانیوں کا ایک کثیر طبقہ اس علاقہ میں موجود تھا- ڈاکٹر رحمت علی صاحب بھی اسی دور میں یہاں آئے- گجرات کے علاقہ کے رہنے والے تھے- پھر حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ خان صاحب نے خصوصاً میمن قوم میں اثر پیدا کیا اپنی تبلیغی جد و جہد سے- جن کے ذریعہ میمن قوم کے چند افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے- یہ افراد (Meru) میرو کے قصبہ میں پائے جاتے ہیں- Meru کا قصبہ کینیا کالونی میں ہے لیکن ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب کو ٹانگانیکا بھی جانا پڑا اور ٹبورا میں اپنے تبلیغی جوش اور جذبہ سے متعارف ہیں- ان کی مخلصانہ خدمات اور نیکی کا اعتراف آج بھی اس علاقہ کے غیر احمدی کرتے ہیں- ان کے ساتھ اور بھی چند بزرگ ہیں جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں اپنی ملازمتوں کے فرائض بجالانے کے ساتھ ساتھ تبلیغ احمدیت کا بھی فریضہ انجام دیا اور نیروبی کی جماعت قائم ہوئی- پھر

اس جماعت کی تبلیغی جدوجہد نومبر ۱۹۳۴ء میں احمدیہ مشن کے قیام کا باعث بنی۔

نیروبی سٹیشن پر محترم سید معراج الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی اور ان کے لے پالک مرزا عبدالغنی صاحب مجھے لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ باہمی ملاقات اور معانقہ کے بعد ریلوے گڈس سے کتابوں کا ٹرنک حاصل کرنے گیا۔ سٹیشن سے باہر آئے۔ محترم سید صاحب اپنی دو سیٹر (Seater) موٹر کار پر آئے ہوئے تھے۔ اگلی سیٹ پر اپنے ساتھ مجھے بٹھایا۔ پیچھے ان کا لے پالک بیٹھا۔ ان دنوں یہی ایک مختصر موٹر کار ہوتی تھی۔ جماعت کے کسی فرد کے پاس ان دنوں خاکسار نے کار نہ دیکھی اور یہ کار بھی خاصی پرانی۔ اپنی اس گاڑی میں بٹھا کر خاکسار کو انڈین بازار میں محترم بھائی دوست محمد صاحب قریشی کی دوکان پر کچھ وقت کیلئے چھوڑ گئے اور خود میونسپل کونسل واٹر ڈیپارٹمنٹ جس کے وہ ہیڈ تھے اپنے دفتر چلے گئے۔

محترم بھائی دوست محمد صاحب بزرگ صورت اور سیرت نظر آئے۔ تخت پوش پر بیٹھے ہوئے ٹیلرنگ کے کام میں مصروف ان کے ساتھ ان کے دو بھائی بھی کام کرتے تھے مکرم بھائی شیر محمد صاحب اور مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب۔ ان کی دوکان ٹیلرنگ کی تھی۔ یہ جہلم کے رہنے والے تھے۔ بھائی دوست محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ملنے جلنے والوں میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے۔ پنجاب کے آباد کار بالعموم اور جہلم گجرات وغیرہ کے لوگ جو نیروبی میں مختلف پیشوں اور کاموں میں مصروف تھے ان کا ان سے ملنا جلنا تھا۔ اکثر ان کی دوکان پر یہ لوگ آتے اور ان سے ملنے میں ایک سکون محسوس کرتے۔ بھائی دوست محمد صاحب کے متعلق تاریخی نکتہ نگاہ سے یہ لکھ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے احمدیت کیسے قبول کی چنانچہ ایک دفعہ خاکسار نے ان سے

دریافت کیا کہ وہ احمدی کس طرح ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت کس طرح نصیب ہوئی۔ تفصیل سے انہوں نے مندرجہ ذیل واقعہ سنایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شہرت تو پنجاب میں بہت تھی۔ ان کے دعوی اور امام مہدی ہونے کا تذکرہ بالعموم رہتا۔ جہلم بھی حضور کسی موقع پر تشریف لے گئے۔ میں ان دنوں جہلم میں تھا۔ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں لاہور آیا تو ان دنوں مسافر مسجدوں میں جہاں جگہ ملتی سو جاتے اور اپنا کچھ وقت گزار لیتے۔ جس مسجد میں میرا قیام تھا وہاں کے مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر چھیڑ دیا اور اس ذکر میں اس نے کہا کہ "مرزا کے ہاتھوں کو کوڑھ ہو گیا ہے" اور بھی کچھ بدزبانی کی۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ لاہور تو آئے ہوئے ہیں قادیان بھی ہو آئیں۔ وہاں چل کر مرزا صاحب کو بھی دیکھ لیں گے کیا ان کے ہاتھوں کو کوڑھ ہو گیا ہے۔ وغیرہ۔ آخر قادیان روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ حضور بھی مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مسجد میں آپ تشریف فرما ہوئے اور کچھ تقریر بھی فرمائی۔ اسی دوران حضور اپنے ہاتھ کو بھی ہلاتے۔ کبھی اونچا کرتے اور کبھی نیچا جیسا بعض اوقات مقرر ہاتھوں کو ہلاتا ہے۔ ہماری توجہ (بھائی صاحب نے بتایا کہ) حضور کے ہاتھوں کی طرف رہی جو بہت صاف اور پیارے نظر آئے۔ بعد میں جب حضور جانے لگے تو حضور سے مصافحہ بھی کیا اور لاہور کا قصہ بھی سنایا جس پر پھر حضور نے ہاتھ دکھائے۔ ہماری تو

تسلی ہو گئی کہ لاہور کا مولوی جھوٹ بولتا تھا۔ ہر طرح حضور تو صاف ستھرے ہاتھوں والے نظر آئے۔ حضور کو دیکھ کر اور آپ کی تقریر کو سن کر بالآخر قادیان کے قیام میں ہی بیعت بھی کر لی حضور کو دیکھ کر اور آپ کی باتوں سے متاثر ہو کر۔"

تینوں بھائی جب تک خاکسار کا نیروبی میں رہنا ہوا۔ بہت محبت' پیار اور احترام سے ملتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مختلف مواقع پر خدمت و تواضع بھی انہوں نے کی۔ جنگ کے دنوں میں سپاہیوں کیلئے یونی فارم بنانے کا ٹھیکہ ملا۔ فراخی ہو گئی اور خوب فراخی ہوئی۔

خاکسار کی رہائش کا انتظام احمدیہ مسجد نیروبی کے عقب میں احمدیہ Mess میں کیا گیا تھا۔ ان دنوں اس Mess میں راجہ فیروز بخت صاحب' مولانا عبدالواحد صاحب سید محمد اقبال شاہ صاحب اور چوہدری نثار احمد صاحب کی رہائش تھی۔ خاکسار کی رہائش کا انتظام بھی اسی Mess میں کیا گیا۔ ان دنوں خاکسار کا لباس شلوار' اچکن اور سبز پگڑی تھا۔ ایک لمبا عرصہ خاکسار سبز پگڑی استعمال کرتا رہا۔ بعد میں سبز پگڑی کا استعمال ترک کر دیا۔ قادیان سے روانگی کے وقت راجہ غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر سے دو اچکن اور دو پتلون نما پاجامے سلوا لئے تھے۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ان پتلون نما پاجاموں کے استعمال سے تو رکا رہا۔ لیکن عام لباس اچکن' شلوار کا استعمال ہی رہا اور کچھ عرصہ بعد بعض مجبوریوں کی وجہ سے سبز پگڑی کی بجائے مشہدی لنگی پہنتا رہا جو آج تک ہے۔

نیروبی کے ذمہ دار احباب بالخصوص جنرل سیکرٹری مکرم ملک احمد حسین صاحب نے اپنی ایک میٹنگ میں باہم مشورہ سے خاکسار کے پہنچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ شیخ صاحب کو دو تین سوٹ سلوا دیں۔ مکرم ملک احمد حسین صاحب نے جو ان دنوں

خاص اہتمام سے جماعتی کاموں کو سرانجام دیتے تھے مجھ سے جماعت کے اس مشورہ کا ذکر کیا۔ خاکسار نے ان سے سن کر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ قادیان سے روانگی کے وقت ملاقات کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا تھا کہ پتلون کا استعمال نہ کرنا۔ بنابریں خاکسار اپنے معمولی کے لباس میں ہی ملبوس رہے گا۔

جماعت سے تعارف' جماعتی حالات سے واقفیت اور دیگر ضروری معاملات کے بارہ معلومات حاصل کرنے کے بعد خاکسار نے اپنی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ خاکسار قریباً ستائیس برس مشرقی افریقہ کے علاقوں میں رہا اور پہلے دس سال تک اکیلا مشنری تھا۔ ان دنوں مشرقی افریقہ کا ایک ہائی کمیشن ہوتا تھا جس کا مرکز نیروبی میں تھا۔ ہائی کمیشن کے تحت مشرقی افریقہ کے سارے علاقوں کی امیگریشن' ٹرانسپورٹ ریلوے اور Posts اور ڈاکخانہ جات اس کے ماتحت تھے۔ مشرقی افریقہ کینیا کالونی' یوگنڈا اور ٹانگانیکا' زنجبار کے علاقوں پر مشتمل تھا۔ خاکسار مرکز کی طرف سے سارے مشرقی افریقہ کا امیر اور رئیس التبلیغ مقرر تھا۔ آخری سالوں میں عدن بھی میری تحویل میں شامل کر لیا گیا اور ہدایت ہوئی کہ ہر سال پندرہ دن عدن جایا کروں اور وہاں جماعتی تربیت کے علاوہ دیگر فرائض انجام دوں۔ عرصہ قیام میں بفضل خدا ضروری فرائض انجام دینے کی توفیق ملتی رہی جن کا ذکر تفصیل سے تو ممکن نہیں البتہ خاص خاص خدمات کا ذکر کر دیتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں نیروبی بھجوانے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں غیر احمدیوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر رکھا تھا۔ مناظرہ اور بحث تمحیص کی باتیں ہو رہی تھیں۔ جماعت کی طرف سے میرے یہاں پہنچنے سے پہلے مناظرہ کا چیلنج بھی دیا جا چکا تھا۔ غیر احمدیوں کی جمعیت اس وقت ہندوستان کے سرکردہ معاندین احمدیت سے گفت و

شنید کر رہی تھی کہ کوئی وہاں سے ان کا بھی عالم آئے۔ عام خبر تھی کہ اخبار "زمیندار" کے مالک و مدیر ظفر علی خاں کے مشورہ سے بالاخر لال حسین اختر کا نام تجویز کیا گیا۔ چنانچہ اس کے لئے غیر احمدیوں کی انجمن حمایت اسلام نے حکومت سے امیگریشن کا پرمٹ حاصل کیا اور اسے بلالیا۔ لال حسین اختر اپنی بدزبانی اور چرب زبانی کے باعث معاندین میں خاص شہرت رکھتا تھا۔

نومبر ۱۹۳۴ء ختم ہوا۔ احمدیہ Mess میں رہائش کے دن گزر رہے تھے۔ انہی دنوں محترم سید معراج الدین صاحب غالباً دسمبر کے شروع میں ایک دن آئے اور میرے ہاتھ میں دس شلنگ کا نوٹ تھما گئے۔ خاکسار نے سمجھا کہ یہ پہلا الاؤنس ہے۔ اس دن ہلکی بارش اور بوندا باندی ہو رہی تھی۔ مکرم بھائی شیر محمد صاحب بٹ اپنے بچوں سمیت مسجد نیروبی کے بیرون میں پھولوں کی کیاریاں درست کر رہے تھے۔ جب بچوں نے اس کام سے فراغت پائی تو خاکسار نے انہیں تین شلنگ انعام کے طور پر پیش کر دیئے۔ بہت دیر تک وہ شوق سے کام کر رہے تھے۔ یہ بچے آج کل کینیڈا میں ہیں، کبھی کبھی ان سے جب ملتا ہوں تو اس واقعہ کا بھی ذکر آتا ہے۔ یہ تھے مبشر احمد، بشارت احمد اور غالباً لئیق احمد، بشیر احمد۔ مبشر اور بشارت تو کینیڈا میں ہیں، برسرروزگار خوشحال ہیں اور لئیق ڈیٹرائٹ ہوتا ہے۔ خاکسار سے خاص تعلق رکھتا ہے اور بشیر نیروبی میں ہے۔ بقیہ رقم میں سے ایک کتاب سالویشن آرمی کے بک سٹال سے خرید کی جو عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مشتمل تھی۔ انہیں دنوں لال حسین اختر نے نیروبی آکر شور مچانا شروع کیا۔ جماعت کے خلاف جامع مسجد نیروبی میں لیکچر دینے شروع کر دیئے۔ مخالفت میں گرمی پیدا ہو گئی اور شدت۔

جماعت نے ان دنوں نیروبی کے گرین سینما ہال میں سیرۃ النبی ﷺ کے

موضوع پر خاکسار کے پہلے لیکچر کا انتظام کیا۔ اشتہار شائع کیا۔ اسے خوب شہر میں تقسیم کیا۔ قبل دوپہر کا وقت تھا۔ جماعت کے احباب بھی خاص شوق سے شامل ہوئے۔ غیر احمدی، غیر مسلم بھی کثرت سے سامعین میں موجود تھے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ خاکسار کے اس لیکچر میں لال حسین اختر بھی شامل ہوا اور کسی درمیانی لائن یا کرسی پر غیر احمدی احباب کے ساتھ جو کثیر تعداد میں موجود تھے بیٹھا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آنحضرت ﷺ کی سیرۃ طیبہ پر موثر کامیاب تقریر کی توفیق ملی۔ محترم سید معراج الدین صاحب اس جلسہ کی صدارت کر رہے تھے اور بہت خوبی سے انہوں نے ماحول کو کنٹرول کیا ہوا تھا۔ معزز اور قابل احترام ہستی تھے۔ شہر میں ہر کوئی ان کی عزت کرتا تھا۔ لیکچر کے درمیان کسی وقت لال حسین نے شورش پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کھڑا ہوا۔ کچھ کہہ رہا تھا نکتہ چینی کے انداز میں۔ محترم سید معراج الدین صاحب بیدار مغزی سے جلسہ کے ماحول کو دیکھ رہے تھے اور کنٹرول بھی تھا۔ فوراً بولے "تم لال حسین ہو" کڑک کر بولے یہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا ہے۔ "بیٹھ جاؤ" سہم گیا لال حسین۔ اس کے ساتھ جو غیر احمدی موجود تھے وہ بھی سب کے سب سہم گئے اور کچھ نہ بول سکے اور نہ کہہ سکے۔ بہرحال لیکچر خیروعافیت سے اختتام پذیر ہوا اور احباب جماعت کو گونہ تسلی ہوئی کہ ان کا نوجوان مبلغ خدا کے فضل سے خاص صلاحیت رکھتا ہے۔ شہر نیروبی میں خاکسار کے اس پہلے کامیاب لیکچر کا نہ صرف اپنوں پر ایک نیک اثر ہوا بلکہ غیروں پر بھی۔ مگر مخالفت کا بازار گرم ہوتا رہا۔ لال حسین اپنی افتراء انگیز اور اشتعال انگیز تقریروں سے اس میں مزید اشتعال پیدا کرتا رہا۔ غیر احمدیوں کی انجمن نے احمدیوں سے بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا۔ بعض غیر احمدی دوستوں نے جن کے رشتہ دار احمدی تھے اس کی مخالفت کی لیکن اکثریت نے بائیکاٹ کیا۔ اس

دوران مناظرہ کی بات چل پڑی۔

نیروبی میں غیر احمدیوں سے مناظرہ

مسلمانان نیروبی میں ایک ہیجان تھا۔ لال حسین اختر کی اشتعال انگیز تقریروں سے پبلک کا دماغ زہر آلود ہو چکا تھا۔ ہر طرف سے احمدیوں کو تنگ کر کے اذیت دی جا رہی تھی۔ حکومت وقت کو بھی جماعت کے خلاف اکسانے کی ناکام کوشش کی جا رہی تھی۔ کھوسلہ کے ننگ انسانیت فیصلہ کی اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ اشاعت کر کے جماعت کے خلاف عوام اور حکومت کے افسروں میں زہریلا اثر پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی تھی۔ ان حالات کی بناء پر مناظرہ کیلئے پبلک میں شدت کی خواہش تھی۔ نیروبی میں اس وقت دو غیر احمدی عالم موجود تھے۔ مولوی عبداللہ شاہ صاحب اور مولوی عبدالمومن صاحب۔ ان ہر دو کو جو سالہا سال سے اس ملک میں مقیم تھے اس میدان میں آنے کی جرات نہ ہوئی۔ ان کے دل اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ قرآن کریم احمدیت کا ساتھ دیتا ہے۔ آخر انجمن حمایت اسلام نے جو غیر احمدیوں کی انجمن تھی لال حسین اختر کو مناظرہ کیلئے کھڑا کیا۔ مکرم ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مگاڈی) نے اس مناظرہ کے بارہ میں درج ذیل رپورٹ اخبار الفضل قادیان کو بھجوائی اور ۲۱ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۷۔۸ میں شائع ہوئی:۔

نیروبی میں غیر احمدیوں سے عظیم الشان مناظرہ

صداقت احمدیت کا کھلا کھلا ثبوت

"ایک عرصہ سے مشرقی افریقہ میں ایک فیصلہ کن مباحثہ کے انعقاد کے متعلق مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو رہا تھا۔ مگر باوجود پبلک کی شدت خواہش کے منکرین حضرت مسیح موعود کے دونوں مولوی (جو سالہا سال سے اس ملک میں مقیم ہیں) میدان میں آنے کی تاب نہ رکھتے تھے کیونکہ ان کے دل جانتے تھے کہ قرآن کریم کلی طور پر احمدیت کا ساتھ دیتا ہے۔ آخر لشکر مستہزئین نے یہ تجویز سوچی کہ عالم نہیں بلکہ کسی غیر عالم اور زبان درازی میں ماہر کو ہندوستان سے منگوانا چاہئے اور قرعہ فال لال حسین اختر صاحب کے نام نکلا۔

اس شخص نے آتے ہی غرور و کبر اور گستاخی کے ساتھ خدا کے نور کے مقابلہ میں اپنے منہ کی پھونکوں کا استعمال شروع کر دیا اور گذشتہ نبیوں کے منکرین کی طرح ان سچائی کے دشمنوں کے پاس استہزاء اور تمسخر کے سوا اور کوئی ہتھیار ہو بھی کیا سکتا ہے۔ تقریری اور تحریری طور پر اس نے بار بار مناظرہ کا چیلنج بھی دیا۔ جسے ہمارے مبلغ شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے منظور کر لیا اور قرار پایا کہ مسٹر ورما صاحب بیرسٹر، پنڈت دولت رام صاحب اور پنڈت آریہ منی صاحب کی موجودگی میں فریقین شرائط مباحثہ کا تصفیہ کر لیں۔

تصفیہ شرائط کے موقع پر مولوی لال حسین صاحب وفات مسیحؑ
اور اجرائے نبوت کے مسائل کو بحث کے لئے مقرر کئے جانے سے
یوں بھاگتا تھا جیسے کانھم حمر مستنفرہ فرت من قسورہ۔
تصفیہ شرائط کے وقت ہی قرآنی تلوار کی چمک اس کی آنکھوں کے
سامنے پھرتی تھی اور اس کا دل دہلا جاتا تھا۔ گو ابتداً مقررہ شدہ ججوں
کا رجحان بھی اسی طرف تھا کہ یہ مضامین بحث کے لئے مقرر نہ ہوں مگر
انجام کار کچھ ایسا تصرف الٰہی ہوا کہ بحث کے لئے تین مضمون مقرر ہو
گئے۔ ۱۔ حیات مسیحؑ۔ ۲۔ اجرائے نبوت۔ ۳۔ صداقت مسیح موعود
ؑ۔ نیز بہت سی ردوکد کے بعد دیگر امور بھی متعلق وقت، مقام اور
انتظام مناظرہ طے پا گئے۔

شرائط مناظرہ کے ضمن میں یہ امر بھی قارئین کرام کی دلچسپی
سے خالی نہ ہو گا کہ منکر مسیح موعود علیہ السلام مولوی اختر کی طرف
سے ایک یہ شرط پیش کی گئی کہ مناظرہ میں پیش کردہ ہر اقتباس کے
ساتھ حوالہ کا دیا جانا ضروری نہ ہو گا۔ کیا خوب منصفانہ تجویز ہے مگر
تصرف الٰہی سے یہ امر معرض تحریر میں نہ آیا۔

انجام کار ۱۹۔۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء بروز ہفتہ۔ اتوار تین مختلف
اوقات میں مسلم سپورٹس گراؤنڈ نیروبی میں مندرجہ بالا تین مضامین
پر مباحثے ہوئے۔ یہ مباحثے کیا تھے خدا کے پیارے مسیح موعود علیہ
السلام کی صداقت اور نور کے ظہور کا باعث تھے۔ سبحان اللہ
والحمدللہ۔ مسیح موعود جری اللہ کے ایک نوعمر غلام کی زبان سے حمد
الٰہی کا پیغام نیروبی کی مسلم و غیر مسلم ہندوستانی اقوام کو کھلے طور پر

پہنچایا گیا۔ ایک نور کی بارش تھی جو کج فہم متعصبین کی آنکھوں کو
چندھیا مگر سعیدوں کے قلوب کو سیراب کر رہی تھی۔ اللھم صل
علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم انک حمید
مجید۔

وفات مسیح پر مناظرہ دنیا جانتی ہے کہ حیات و وفات مسیح علیہ
السلام کے مسئلہ میں احمدیت کے مقابلہ میں
غیر احمدی دہائی دے کر اپنی شکست کا اعلان کر رہے ہیں۔ مولوی لال
حسین شاید اپنی کج بحثی پر توکل کر کے یہ سمجھ بیٹھا کہ قرآن سے
ناواقف مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونک سکنے میں کامیاب ہو
جائے گا مگر ہر قدم پر اسے ذلت کی مار کھانی پڑی۔ فحش کلامی اور
بیہودہ گوئی سے تو وہ بے شک جہلاء میں تمسخرانہ مضحکہ کی لہر پیدا کر دیتا
تھا۔ مگر قرآنی تلوار ہر مرتبہ اسے زخموں سے گھائل کر دیتی۔ ایک
سورج کی طرح سچائی ظاہر ہو گئی اور سامعین کے دل مان گئے کہ کلام
الٰہی بار بار مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ قرار دیتا ہے اسی طرح جس
طرح تمام نبی فوت ہو گئے اور جس طرح تمام نبیوں کے سردار
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی فوت ہو گئے۔

مولوی لال حسین نے حیات مسیح کے ثبوت میں قرآن کریم سے جو آیات پیش
کیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

۲۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

۳۔ کنتم خیر امه

توفیتنی کے معنی کئے رفعتنی۔ مگر لغت عرب، عربی علم ادب اور قرآن کریم سے ان معنوں کے ثبوت میں کوئی دلیل نہ پیش کی۔

ایک انوکھا "علمی نکتہ" یہ تھا کہ جہاں اللہ فاعل ہو، ذی روح مفعول ہو الی صلہ ہو اور موصول خواہ السماء کی بجائے کچھ اور ہی ہو۔ ہمیشہ آسمان پر زندہ بجسد العنصری اٹھائے جانے کے معنی ہوتے ہیں۔

ھل خلدنبی قبلی؟ "کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی موت سے بچا ہے کہ میں بچوں"۔ مولوی مبارک احمد صاحب نے سامعین کو بتایا کہ یہ وہ پیارے الفاظ ہیں جو بوقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عاشقوں کو ان الفاظ میں تسلی دیتے ہیں اور قرآن فرماتا ہے۔ وما جعلنا لبشرمن قبلک الخلد افائن مات فھم الخالدون۔ اے محمد تجھ سے پہلے کسی انسان کو بھی تغیرات سے پاک لمبی زندگی ہم نے نہیں دی۔ جب کہ تو بھی جو ہم کو سب سے بڑھ کر پیارا ہے اپنی مختصر طبعی عمر کو پورا کر کے وفات پائے گا تو دوسرے نبی جو تجھ سے کم رتبے کے ہیں کیونکر موت سے بچائے جا سکتے تھے۔

غرض یہ کہ مسلم اور غیر مسلم پبلک اس روز یہی اثر لے کر اٹھی کہ قرآن سے یقیناً یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مثل دیگر انسانوں اور تمام نبیوں کے وفات پا چکے ہیں۔

مسئلہ نبوت پر مناظرہ

دوسرا مباحثہ اجرائے نبوت کے متعلق ہوا ——— خدائے تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ شیخ مبارک احمد صاحب احمدی مناظر نے نہایت بلیغ پیرائے میں دس کے قریب آیات قرآنی سے نبوت اور رحمۃ للعالمین کی رحمت کا تاقیامت جاری ہونا ثابت فرمایا۔ پہلی ضرب سے ہی اختر صاحب کا مبہوت ہونا پبلک کی آنکھوں میں واضح ہو گیا۔ اس وقت پبلک کا شوق مباحثہ نمبر اول کے وقت سے بھی زیادہ تھا اور غیر مسلم پبلک بھی بڑی دلچسپی سے حق و باطل کا مقابلہ دیکھ رہی تھی۔ لوگ حیران تھے کہ لال حسین تو وہ علامہ مشہور تھا جس نے ورود افریقہ کے وقت سے مناظرہ کے وقت تک شور مچا رکھا تھا۔ مگر اب ایک نو عمر احمدی کے مقابلہ میں کیوں مبہوت ہو رہا ہے۔ وہ اپنے سفلہ پن سے اور بعض اوقات فحش تمسخر سے جہلا کو ہنسا دیتا مگر قرآنی تلوار کے مقابلہ میں اس کے تمام تیر بے اثر ہو ہو کر گرتے جاتے بلکہ الٰہی تصرف سے واپس اسی کے منہ پر پڑتے تھے۔ اسی مباحثہ کے وقت اس کے لئے ایک ذلت کا سامان اس طرح پیدا ہوا کہ شیخ مبارک احمد صاحب نے جب لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً والی حدیث پیش کی تو لال حسین نے ٹوک کر شور ڈال دیا کہ یہ عبارت حدیث میں مل جائے تو ۵۰ شلنگ انعام دوں گا۔ احمدی مناظر نے فوراً ابن ماجہ میں سے پوری حدیث پڑھ دی جس سے مسلم و غیر مسلم پبلک پر خوب واضح ہو گیا کہ لال حسین کی کج بحثی کا زور صرف اس بات کے لئے تھا کہ لوعاش ابراھیم نہیں ہے بلکہ ابراہیم کی بجائے ضمیر کا

استعمال ہے جو بہرحال اس سے پہلے فقرے میں مذکور ابراہیم ہی کی
طرف راجع ہے۔ اس واقعہ سے اس کی سخت ذلت ہوئی۔

صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ

تیسرا مباحثہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تھا۔ بعض
لوگوں کا خیال تھا کہ پہلے دو مضمونوں میں بوجہ قرآن سے کورے
ہونے کے لال حسین مغلوب ہوا۔ مگر تیسرے مضمون میں حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف یاوہ گوئی کے زور سے عوام میں اپنی
دھاک بٹھالے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس تیسرے موقع پر پہلے سے بھی
زیادہ اس کے لئے ذلت اور روسیاہی کا سامان تیار کر رکھا تھا۔
احمدی مناظر نے پہلی ہی تقریر میں قرآنی معیاروں کی رو سے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کر دی۔ لال حسین
نے اپنی تقریر میں قرآنی معیاروں کو چھوا بھی نہ۔ اور کہہ دیا کہ مرزا
صاحب کی صداقت کو قرآنی معیاروں سے پرکھنا ہی درست نہیں۔

اس مباحثہ میں لال حسین کا ارادہ یہ تھا کہ غیر مسلم پبلک کو بھی
احمدیوں کے خلاف اشتعال دلائے۔ مگر اس میں اسے سخت ذلیل ہونا
پڑا۔ واقعہ یوں ہوا کہ پہلی تقریر میں ہی لال حسین نے حضرت اقدس
کا جب یہ الہام پڑھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری
استتی گیتا میں موجود ہے" اور کہا گیتا سے یہ مہما دکھائی جائے۔ تو
احمدی پریذیڈنٹ ملک احمد حسین صاحب نے مطالبہ کیا کہ لائسنس کی
اس شرط کو نہ توڑا جائے کہ غیر مسلموں کے متعلق کوئی بات بحث میں
نہ لائی جائے گی۔ مگر لال حسین اس بات پر مصر رہا کہ ضرور ایسے

حوالے پیش کرے گا۔ اس پر غیر مسلم پبلک نے شور ڈال دیا کہ ہم
لال حسین کی ان چالاکیوں کو سننے کے لئے نہیں آئے۔ اس مباحثہ کو
اسلامی مسائل کے دائرے سے باہر نہ لے جایا جائے۔ لال حسین
نے پھر بھی نہ مانا تو پولیس افسر نے حکم دیا کہ مباحثہ اسی صورت میں
جاری رکھا جا سکتا ہے جب کہ معاہدہ کی پیروی کی جائے۔ تب پولیس
کے ڈر سے دب کر لال حسین چپ ہوا۔

لایمسہ الا المطھرون کے معیار کے مطابق احمدی مناظر نے
حضرت اقدس علیہ السلام کی عربی تصنیف "اعجاز المسیح" پیش کی اور
کھول کر بتایا کہ سورۃ فاتحہ کی اس عربی تفسیر کو حضور نے اللہ تعالیٰ کی
خاص تائید و نصرت سے لکھ کر اعلان کیا کہ مخالف مولوی اس کی نظیر
لانے سے قاصر رہیں گے اور یہ کہ علماء کا اس کی نظیر نہ لا سکنا خدا
تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول مسیح محمدی کی صداقت کا زبردست نشان
ہے۔ لال حسین نے اس کو جواب تو کیا دینا تھا مولوی ثناء اللہ کے
مقابلہ میں تفسیر نویسی وغیرہ کا ذکر کرنے لگ گیا۔ اس پر شیخ مبارک
احمد صاحب احمدی مناظر نے کہا کہ اسی میدان مباحثہ میں تم اور
تمہارے حواشی اور تمہارے مددگار مولوی جو سٹیج پر بیٹھے ہیں سب
مل کر آؤ۔ قرعہ اندازی سے قرآن کا کوئی حصہ نکال کر اس کی تفسیر
عربی میں لکھیں۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس کی تائید کرتا ہے اور
کون اس کی نگاہ میں مخذول ثابت ہوتا ہے۔ اس کا کچھ جواب اس
سے نہ بن سکا اور دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ کیونکر خدا کے پیاروں
کا مقابلہ کرنے والے مغلوب، ذلیل اور خوار ہوتے ہیں۔

چار دفعہ یہ چیلنج دیا گیا اور چاروں دفعہ لال حسین مبہوت ہوا۔ آخری دفعہ احمدی مناظر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اس موقع پر یہ شعر عجب برکت اور ظفر سے پر ہو کر مخلوق الٰہی کے دلوں میں اثر کر گیا۔ غیر مسلم پبلک نے بالخصوص احمدی مناظر کے پاس آکر مبارک باد دی۔ صداقت کے بیج دلوں میں بوئے گئے ہیں۔ اب آستانہ الوہیت پر گر کر ہماری یہ التجا ہے کہ خدا تعالیٰ اس باغ کو بڑھائے۔ اس کے فضل سے یہ باغ پھولے پھلے۔

بقیہ دلچسپ حالات انشاء اللہ آئندہ ڈاک میں روانہ کئے جائیں گے۔ فی الحال ہوائی ڈاک میں یہ مختصر حالات ارسال ہیں۔

(خاکسار بدر الدین احمد۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مگاڈی)"

اخبار الحکم ۱۴ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۱ پر سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نیروبی کی طرف سے بھی تینوں مناظروں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اور آخر میں الحکم نے اس پرچہ میں "مناظرہ نیروبی کے متعلق بعض خطوط کا اقتباس" کے عنوان سے ذیل میں لکھا:

"یہ مناظرہ ایک بہت شاندار مناظرہ تھا۔ تین اور چار ہزار کے درمیان حاضری تھی۔ اس مناظرہ کے انتظام کیلئے کمشنر صاحب پولیس بمع سپرنٹنڈنٹ پولیس وانسپکٹر و سب انسپکٹران پولیس اور کافی جمعیت کانسٹیبلان کے ساتھ انتظام کیلئے موجود تھے۔ پبلک کے بیٹھنے

کے لئے چار بلاک بنا دیئے گئے تھے۔ ایک میں احمدی، دوسرے میں غیر احمدی، تیسرے میں ہندو، چوتھے میں سکھ صاحبان تھے تاکہ اگر کسی بلاک میں شور اٹھے تو یہ باسانی معلوم ہو سکے۔ پبلک نے اس مناظرہ سے گہرا اثر لیا۔

پبلک احمدی مناظر کی علمی قابلیت اور شرافت کی معترف تھی اور پبلک نے اس امر کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ قرآن کریم کے جاننے اور سمجھنے والے احمدی ہی ہیں۔ غیر احمدی مناظر لال حسین اختر کی پھکڑ بازی اور ہزلیات کا شریف پبلک نے بہت برا اثر لیا۔ بہت سے غیر مسلم اصحاب نے ہمارے مناظر شیخ مبارک احمد صاحب کو مبارکبادی کے خطوط لکھے۔ الحکم بھی اس کامیابی پر شیخ مبارک احمد صاحب کو صدق دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔"

اس مناظرہ کے متعلق الفضل میں مختصر طور پر لکھا جا چکا ہے۔ یہاں میں ایک سکھ دوست کی چٹھی کی نقل پیش کئے دیتا ہوں جو مناظرہ کے بعد انہوں نے مجھے لکھی۔

"بندہ آپ کے مناظرہ میں شامل تھا جس میں کہ آپ کو فتح حاصل ہوئی۔ پس اس خوشی میں میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے معاملات میں حق کو پہچاننا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ مگر اس دن خدا تعالیٰ کی زبردست طاقت آپ کے ساتھ تھی اور آپ نے حق پہنچا دیا ہے۔ دشمن کی زبان بند ہو گئی۔ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جھوٹے پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ پس یہ عذاب تھا اور اس سے بڑھ کر اور عذاب کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے زبان ہی بند کر

دی۔ خیمہ گرنا ہی میں تو زبردست نشان سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد میں
نے اور دوسرے دوستوں نے نوٹ کیا کہ اس کی زبان رک رہی
ہے۔ پبلک نے آپ کو مبارک باد دی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے
پھولوں کی روحانی بارش ہوئی۔"

(اجیت سنگھ مگاڈس سوڈا کمپنی کینیا کالونی)

(۲۳-۱-۳۵)

دو تین ماہ کے بعد لال حسین کو اس کی بعض ناروا حرکتوں سے نالاں ہو کر غیر
احمدیوں کی انجمن نے اسے خاموشی سے واپس ہندوستان بھجوا دیا۔ کچھ عرصہ بعد
ایک اور مولوی بنام محمد حسین آیا۔ کچھ عرصہ رہنے اور جماعت کے خلاف
تقریریں کرنے کے باوجود ناکام وہ بھی واپس چلا گیا۔

اس مناظرہ کے انتظامات کے سلسلہ میں یہ لکھنا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ
جماعت کی طرف سے مکرم ملک احمد حسین صاحب صدر تھے اور مخالفین کی طرف
سے مسٹر عبدالرحمٰن بیرسٹر صدر تھے۔ صدر صاحبان کا یہ فرض تھا کہ مناظر کو وقت
کی پابندی کی اطلاع دیں۔ علاوہ پولیس کے انتظامات کے گھوڑ پولیس انگریز
افسروں کے ساتھ موجود تھے۔ مجمع کے اردگرد چکر لگاتے رہے۔ ہر قسم کی گڑبڑ کی
روک تھام کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک یہ بات بھی لکھنے کے قابل
ہے کہ محترم ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر نے اس مناظرہ کی گہما گہمی کی وجہ سے
عدم شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن جس دن مناظرہ ہونا تھا اس سے پہلی رات انہیں
الہام ہوا کہ ضرور شریک ہوں۔ چنانچہ حیرت سے خاکسار نے انہیں میدان مناظرہ
میں دیکھا کہ سٹیج کے باہر کے حصہ میں پبلک کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ تو میں
نے ان سے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے کہ شریک نہیں ہونگا اب آپ کے

آنے کا کیا محرک ہوا' تو یہ سارا واقعہ گذشتہ رات کا سنایا۔ اس سے مجھے یہ احساس
ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اس مناظرہ میں جماعت اور عاجز کو نصیب رہی۔
والحمدللہ

بہرحال یہ مناظرے کامیاب ہوئے۔ کچھ ایشین خاندان احمدیت میں شامل
ہوئے۔ بعد میں یہ تینوں مناظرے پوری تفصیل کے ساتھ رسالہ ریویو آف
ریلیجنز (اپریل، مئی، جون ۱۹۳۵ء) اردو ایڈیشن کی تین قسطوں میں شائع ہوئے
اور پھر کتابی صورت میں محترم محمد یامین صاحب نے "مناظرہ نیروبی" کے عنوان
سے شائع کیا۔ اخبار الفضل اور الحکم میں ان مناظروں کی مفصل رپورٹیں شائع
ہوئیں جن کا خلاصہ اوپر ذکر کر چکا ہوں۔

☆......☆......☆

اشاعت لٹریچر کا خاص اہتمام

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار کو مشرقی افریقہ کے قیام میں اشاعت لٹریچر کا خاص خیال رہا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ماہوار رسالہ سواحیلی زبانی میں شروع کیا اور اس کا نام Mapenzi Ya Mungu رکھا جو آج تک جاری ہے۔ اب اس کی ۶۰ ویں جلد ہے اور تنزانیہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس رسالہ کے پہلے نمبر میں ممباسہ کے عیسائی پادری کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع ہوا Raha Kwa Kafara "کفارہ کے ذریعہ نجات" یہ اس کا موضوع تھا۔ اس کے جواب میں خدا کے فضل سے فوری طور پر جواب لکھا کہ نجات خدا کے فضل اور اس کی محبت سے ملتی ہے یعنی Mapenzi Ya Mungu سے۔ بعد ازاں یہ رسالہ ہر ماہ شائع ہوتا رہا۔ نہایت قیمتی مضامین اسلام کی تائید میں۔ احمدیت کی صداقت میں۔ جماعتی مسائل پر اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب میں۔ خاکسار کے ساتھی مبلغ بڑے شوق و اہتمام سے اس رسالہ کو اپنی تحریرات سے مزین کرتے رہے۔ سارے ملک میں یہ رسالہ تقسیم ہوتا۔ ان دنوں خاص طور پر ایک صفحہ میں BarazaLaWashiri شاعروں کے منظوم کلام کا صفحہ، احمدی احباب اور دوسرے شعراء اپنا منظوم کلام بھیجتے اور اشاعت پذیر ہوتا۔ اب یہ رسالہ گو شائع تو ہوتا ہے لیکن ہر تین ماہ بعد۔ بہر حال احمدیت کی اشاعت اور تبلیغ کا ایک خاص اور موثر ذریعہ رہا۔ مسلمانوں میں بالخصوص جماعت کا اس رسالہ کی اشاعت سے خاص احترام قائم ہوا۔ یہی ایک رسالہ تھا جو سارے

مشرقی افریقہ میں اسلام کی تائید میں ان دنوں شائع ہونا شروع ہوا۔

سواحیلی زبان میں رسالہ کے علاوہ مختلف قسم کے ہزارہا کی تعداد میں مختلف عناوین پر اشتہارات شائع کرنے کی بھی توفیق ملی۔

دوم۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ انگریزی زبان میں بھی جماعت کا لٹریچر شائع ہو چنانچہ چند صفحات کا کتابچہ "احمدیت" کے عنوان سے ان دنوں شائع کیا گیا تا انگریزی خواں طبقہ کو احمدیت سے تعارف حاصل ہو اور جب بھی حکومت کے کارندوں کو احمدیت سے واقف کرنا مقصود ہوتا خط و کتابت کے ساتھ تو یہ پمفلٹ بھی بھجوایا جاتا۔

سوم۔ کچھ عرصہ بعد انگریزی زبان میں East African Times کے نام سے اخبار ماہانہ شائع کرنا شروع کیا گیا۔ بائبل پیپر پر یہ اخبار نیروبی سے چھپوایا جاتا۔ سارے مشرقی افریقہ کے علاوہ باہر کے ملکوں کو بھی یہ اخبار بھجوایا جاتا۔ خاص اس اخبار کی ایڈٹ کیلئے مرکز سے مکرم مولوی محمد الدین صاحب ایم۔ اے جرنلسٹ کو منگوایا گیا۔ ان کی اعلیٰ ادارت میں اور خاکسار کی نگرانی میں یہ اخبار شائع ہوتا رہا۔ بالخصوص انگریزی خواں افریقن میں خاص مقبولیت اسے رہی۔ محترم قاضی محمد اسلم صاحب باقاعدگی سے ہر ماہ "مکتوب پاکستان" لکھ کر بھجواتے جسے شائع کیا جاتا۔ خاکسار کے اس ملک سے رخصت ہونے تک نیروبی سے یہ اخبار جاری رہا۔

چہارم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سواحیلی ترجمۃ القرآن کیلئے اردو زبان میں دیباچہ تحریر فرمایا تھا۔ قرآن کریم کی طباعت کے ساتھ دیباچہ میں سواحیلی میں خاکسار نے ترجمہ کے ساتھ اسے بھی شامل کیا۔ اس کے علاوہ ۵۰ ہزار کی تعداد میں پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کیا گیا اور یہ تبلیغ اسلام کا ایک موثر ذریعہ ثابت

ہوا۔

پنجم۔ خاکسار نے اپنے قیام کے ابتدائی سالوں میں یہ کوشش کی کہ اسلام کی بنیادی خاص ضرورتوں کے پیش نظر کتب کی اشاعت ہو۔ افریقن کا پڑھنے کا خاص شوق دیکھ کر خاص توجہ لٹریچر کی اشاعت کی طرف ہوئی چنانچہ سواحیلی میں نماز کا ترجمہ کرکے Kitabu Cha Sala کے عنوان سے کتابچہ شائع کیا۔ اسباق الاسلام کے عنوان سے ایک کتابچہ Masmo Ya Kiislamu شائع کیا۔ غلاموں کی آزادی پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب کا سواحیلی میں ترجمہ شائع کیا۔ پیغام احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیکچر کا سواحیلی ترجمہ Hakika Ya Ahmadiyya کے عنوان سے شائع کیا۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انگریزی میں حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ مغربی افریقہ کی تصنیف کا ترجمہ سواحیلی میں شائع کیا۔ اس کے علاوہ مشرقی افریقہ کی بعض دوسری زبانوں میں جو کینیا کے علاقہ میں بولی جاتی ہیں ہمارے وہاں کے مبلغوں نے پمفلٹ لکھے وہ بھی شائع کئے گئے۔ آج تک کی معلومات سے جو ایسٹ افریقہ سے ملی ہیں یہ کتابچے ہزارہا کی تعداد میں کئی بار چھپ چکے ہیں۔ بعض کتابچے دس دس ایڈیشن اور اس سے کم و بیش ایڈیشنوں میں طبع ہوئے ہیں۔ الحمدللہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ارل رچرڈ مارٹن کے مقالہ "احمدیت ان ایسٹ افریقہ" جسے لکھ کر نیروبی یونیورسٹی سے P.H.D کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری اس نے حاصل کی ان کا تبصرہ خاکسار کے زمانہ کے لٹریچر کے سلسلے میں جو شائع ہوا' انہوں نے اس بارہ جو تحقیق پیش کی ہے قارئین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں درج کر دوں۔ لکھتا ہے:۔

A steady flow of Swahili books and pamphelts has been maintained by the mission from its early

years through to the present time. In the first 27 years during Sheikh Mubarak tenure thirteen swahili titles were published. Ten of these are credited to the chief missionary himself. "The total number of units (copies) published of all thirteen books for the original and subsequent printings during the period uptill 1961 exceeds 101000. Also publised by the mission in 1954, the same time span, are two english books: Why Islam and Ahmad

Page65-66

ان کتابچوں کے علاوہ خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح کا سواحیلی زبان میں ترجمہ اور اس کی اشاعت کی توفیق ملی۔ اس کتاب کی اشاعت کیلئے خاکسار نے چند مخلصین سے ایک ایک شلنگ کی معاونت کی تحریک کی۔ ان مخلصین نے نہایت خوشی سے خاکسار کو رقم بھجوائی۔ خاکسار نے ان کے نام ٹائٹل پیج کے صفحہ دو پر درج کئے دعا کی غرض سے اور یہ کتاب ان دنوں ہی شائع ہوئی۔ خاص مقبول ہوئی۔ ٹبورا کے ایک تعلیم یافتہ دوست معلم جمعہ نے بتایا کہ وہ رات سونے سے قبل اس کتاب کو ضرور پڑھتا ہے۔ اور اپنے تکیہ کے نیچے اس کتاب کو رکھا ہوا ہے۔ کسموں کے ایک نوجوان عیسائی نے کتاب پڑھ کر اسلام قبول کیا جن کا نام فضل اوڈیرا رکھا گیا۔

ششم۔ اشاعت کے کام میں ایک خاص اور اہم خدمت کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ قرآن مجید کا سواحیلی زبان میں ترجمہ مع تفسیری نوٹس۔ ایک مفصل نوٹ بعض وجوہ کی بناء پر الگ انڈیکس میں شامل ہے۔ مختصر ذکر یہاں کر دینا ضروری ہے جب ترجمہ کا کام خاکسار نے شروع کیا یہ ماہ رمضان المبارک تھا اور خاکسار کا قیام

ان دنوں ٹبورا (تنزانیہ) میں تھا۔ ترجمہ کا کام خاکسار نے ۱۹۴۲ء تک Single Handed کیا اور گورنمنٹ سیکنڈری سکول ٹبورا کے ہیڈ ماسٹر Mr. E.S. William کی معرفت سیکرٹری انٹر ٹیوریل لینگوایجز کمیٹی فار سواحیلی کو نظرثانی کیلئے بھجوایا۔ انہوں نے اپنے تین سواحیلی زبان کے ماہرین ریڈرز کو چیک کرنے کیلئے بھجوایا اور چیک کرنے کے بعد آخری رپورٹ یہ دی کہ
On the whole the translation is very good
یہ رپورٹ عاجز کو ۱۹۴۳ء میں موصول ہوئی۔ پہلا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ یہ ایڈیشن ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کے پریس میں طبع ہوا۔ اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ نے خاص خبر خاکسار کے فوٹو کے ساتھ شائع کی۔ سارے ملک کے مختلف سرکردہ اداروں نے' افریقن اور دوسرے طبقہ کے لوگوں نے خوب خوب اس کام کو سراہا اور جماعت کو مبارکباد دی۔ بہت بڑی تعداد میں خطوط شکریہ اور مبارکبادی کے خاکسار کو موصول ہوئے۔

تاریخ احمدیت جلد ۱۷ میں مورخ احمدیت نے اس ترجمہ کے بارہ میں ایک محققانہ نوٹ لکھا ہے اور جماعت کے اس کام کو جو عظیم بھی تھا اور علمی بھی' خوب سراہا اور اپنایا۔ مورخ احمدیت "سواحیلی ترجمہ قرآن کی طباعت و اشاعت" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:۔

سواحیلی ترجمہ قرآن کی طباعت و اشاعت

"دنیائے احمدیت میں سال ۱۳۳۲ہش / ۱۹۵۳ء کے وسط کا ایک نہایت اہم واقعہ سواحیلی ترجمۃ القرآن کی طباعت و اشاعت ہے جس نے مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کی مہم کو تیز تر کر دیا اور

مسلم افریقہ کے تخیل کو بہت تقویت پہنچائی۔

جیسا کہ تاریخ احمدیت (جلد ہفتم) میں بتایا جا چکا ہے اس ترجمہ کا آغاز مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ) نے یکم رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ (مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۳۶ء) کو کیا اور ۱۴ مئی ۱۹۵۳ء کو ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ لمیٹڈ کے مینجنگ ڈائریکٹر مسٹر سی۔ بی۔ اینڈرسن نے اس کا پہلا مجلد نسخہ تیار کیا جو مکرم شیخ صاحب نے اسی دن بذریعہ ہوائی ڈاک حضرت امیر المومنین المصلح الموعود کی خدمت میں بھیج دیا اور درخواست دعا کے ساتھ اس کی اشاعت کے لئے اجازت چاہی۔ مکرم شیخ صاحب کو ۲۱ مئی ۱۹۵۳ء کو حضور کا برقیہ موصول ہوا کہ:۔

"Translation reached. May God bless its publication and sale." (Khalifatul Masih)
ترجمہ پہنچ گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت مبارک کرے۔ (خلیفۃ المسیح)
(بحوالہ پندرہ روزہ اخبار احمدیہ یکم جون ۱۹۵۳ء نیروبی۔ مشرقی افریقہ)

ترجمۃ القرآن کی مختصر تاریخ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے ترجمہ سواحیلی کے پیش لفظ میں لکھا:۔

"مجھے خوب یاد ہے کہ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کا پہلا مبارک دن تھا۔ نماز صبح کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کے سواحیلی ترجمہ کا کام شروع کیا۔ ان دنوں میں ٹبورا میں مقیم تھا۔ جب خاکسار نے اس کام کا ارادہ کیا تو میں اکیلا تھا کوئی افریقن دوست نہ تھا جو اس معاملہ میں میری مدد کرے سوائے پرائمری سکول کے ایک افریقن ٹیچر

معلم سعیدی کامبی کے، جو عربی زبان سے واقف نہ تھے اور جو کچھ عرصہ کے بعد کام چھوڑ کر چلے گئے۔ بہرحال ترجمہ کا کام میں نے باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھا۔ دن کے بعد دن، ہفتے کے بعد ہفتے اور سال کے بعد سال گذرتے رہے حتی کہ وہ دن بھی آن پہنچا جب تیس پاروں کا ترجمہ مکمل ہو گیا۔

۱۹۴۳ء میں جب ترجمہ قرآن کا مسودہ ٹائپ ہو کر مکمل ہو گیا تو اسے مشرقی افریقہ کے ایک اہم ادارہ انٹر ٹیریٹوریل لینگوایجز کمیٹی برائے سواحیلی

Inter-Territorial Languages Committee for Swahili

کو جو سواحیلی کی ترقی و اصلاح کے لئے حکومت کی طرف سے مقرر تھا بغرض رائے بھجوا دیا گیا۔ اس ادارہ نے اپنے ماہرین کو اس کی دو کاپیاں بغرض تنقید و اصلاح بھجوائیں اور خواہش کی کہ وہ ترجمہ اور زبان دونوں کے متعلق اپنی رائے سے پورے غور و فکر کے بعد مطلع کریں۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں اس ادارہ کے سیکرٹری نے ان ماہرین کی کئی صفحات پر مشتمل آراء ہمیں بھجوائیں۔ ان کی متفقہ رائے تھی کہ:۔

"On the whole, the translation is very good."

یہ ترجمہ مجموعی اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ ان ماہرین نے بعض مقامات کی تبدیلی کا مشورہ دیا جو قبول کیا گیا اور بعض جگہ ان کی عربی زبان سے عدم واقفیت کی وجہ سے ان کی مجوزہ اصلاح یا رائے رد کرنی پڑی۔

اس ابتدائی نظر ثانی کے بعد یہ مسودہ سواحیلی زبان کے بعض دیگر فاضل و ماہر افریقن کو بھجوایا کہ وہ خالصتاً زبان کے عام فہم اور صحت زبان کے بارے میں اپنی رائے دیں۔ کچھ عرصہ بعد قریباً ۱۹۴۵ء میں ہمارے عزیز بھائی شیخ امری عبیدی جو لمبا عرصہ میرے ساتھ رہے اور مجھ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے اور عربی سیکھنے اور دیگر دینی امور میں دسترس حاصل کرنے اور خداداد صلاحیت کے باعث اس قابل ہو گئے کہ وہ اس پر مزید ماہرانہ تنقیدی نگاہ ڈال سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا بغور مطالعہ، موازنہ اور تصحیح کا کام شروع کر دیا اور عربی زبان سے اس کا تطابق اور درستی کی طرف بھی توجہ دی اور کئی مفید مشورے دیئے۔ چند سال کے بعد ہمارے دوسرے علماء نے بھی جو قرآنی علوم اور اسلامی علوم کے بھی ماہر تھے اور عربی اور سواحیلی دونوں زبانوں سے خاص واقفیت حاصل کر چکے تھے اس ترجمہ کو بڑے غور و فکر سے پڑھا، اپنی رائے دی، مشورہ دیا۔ الحمدللہ۔ سب افریقن اہل علم اور ہمارے علماء سواحیلی ترجمہ اور اس کی فصاحت سے متاثر اور خوش ہوئے۔

ترجمہ میں تشریحی اور تفسیری نوٹ بھی شامل کئے گئے کیونکہ ترجمہ کے کام کے بعد اس کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ تفسیری نوٹ بھی لکھے جائیں چنانچہ ۱۹۴۹ء کے آخر میں بالخصوص مندرجہ ذیل تین امور کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی سو نوٹ لکھے گئے۔

اول:۔ پہلی بات ان نوٹوں میں یہ مدنظر رکھی گئی کہ مشرقی افریقہ میں غیر مسلموں بالخصوص عیسائیوں کی طرف سے ان کے

جرائد و رسائل اور کتب میں قرآن کریم کی کسی آیت یا تعلیم یا آنحضرت ﷺ کی مقدس زندگی پر اعتراض کیا گیا ہو تو اس کا جواب ضرور دیا جائے۔

دوم:- قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب عالم کی تعلیم کا مقابلہ کر کے اسلامی تعلیم کی برتری کو دلائل سے ثابت کیا جائے۔

سوم:- کئی بدعات اور رسم و رواج شریعت اسلامیہ اور اسوہ نبیؐ کے خلاف ہیں اور مسلمانوں میں بوجہ عدم فہم قرآن داخل ہو گئی ہیں جن کی قباحت کو واضح کر کے اصل تعلیم اور اصل حقائق نمایاں کئے جائیں۔

بہت سے نوٹ میں نے لکھے اور بعض میرے رفقاء نے۔ یہ اکثر نوٹ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی بیان فرمودہ تفاسیر سے استفادہ کے ساتھ تیار کئے گئے جن کے پڑھنے سے انسانی ذہن اور دماغ پر گہرا اثر پڑتا ہے اور یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید بنی نوع انسان کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے اور اس کتاب عظیم میں ایسی زبردست قوت ہے کہ وہ لوگوں کو ذلت سے اٹھا کر رفعت اور عظمت کی چوٹیوں تک پہنچا سکتی ہے۔"

جن دوستوں نے سواحیلی ترجمہ قرآن میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کا ہاتھ بٹایا اور خصوصی امداد فرمائی آپ نے ترجمہ کے شروع میں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

"مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے ان رفقاء کا خاص طور پر ذکر کروں جنہوں نے گزشتہ دو تین سالوں میں بہت فکر مندی، خاص شوق اور پوری لگن اور محبت سے میرا ہاتھ بٹایا ہے۔ مثلاً

۱۔ شیخ امری عبیدی۔ ۲۔ مولانا محمد منور صاحب فاضل

حقیقت یہ ہے کہ میرے ان دو ساتھیوں نے اس ترجمہ و تفسیر کی نظر ثانی کے کام، نوٹوں کی تکمیل، پروفوں کے دیکھنے اور تفسیر سے متعلق دوسرے امور میں خاص امداد کی ہے۔ اسی طرح مولانا عنایت اللہ صاحب خلیل، مولانا جلال الدین صاحب قمر نے احادیث اور دیگر ضروری مواد اکٹھا کرنے میں اور عربی متن کے آخری پروف دیکھنے میں بالخصوص محترم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی نے بہت مدد دی ہے۔"

سیدنا حضرت مصلح موعود کا ایمان افروز دیباچہ

سواحیلی ترجمہ قرآن کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ایمان افروز دیباچہ بھی شائع ہوا جو حضور نے محترم شیخ صاحب کی درخواست پر عطا فرمایا۔ یہ تاریخی دیباچہ حضور نے مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زود نویسی کو لکھوایا تھا جو انہوں نے ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو صاف کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اپنے قلم مبارک سے کئی مقامات پر تصحیح کی اور آخر میں دستخط ثبت فرمائے۔ ۱۹۔ جنوری ۱۹۵۳ء کو مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیوٹ سیکرٹری نے اسے نیروبی پہنچانے کے لئے وکیل

التبشیر صاحب تحریک جدید کو بھجوادیا۔

جناب شیخ صاحب نے اس اردو دیباچہ کا عام فہم سواحیلی میں ترجمہ کیا۔ دیباچہ کا متن حسب ذیل تھا:۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کے مضمون کے متعلق مختصر نوٹ شائع کئے جا رہے ہیں۔ افریقہ کو اسلامی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے خصوصاً شمال مشرقی افریقہ کو۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں جب مکہ والوں نے مسلمانوں پر بڑے بڑے مظالم کئے اور مکہ میں مسلمانوں کی رہائش ناممکن ہو گئی تو رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف جانے کی ہدایت فرمائی۔ حبشہ یعنی ایبے سینیا وہ ملک ہے جو کہ کینیا کالونی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ مسلمان اس ملک میں پہنچے اور وہاں کے بادشاہ کے قانون کے ماتحت انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی گئی اور امن کا سانس انہوں نے لینا شروع کیا تو مکہ والوں سے یہ بات برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے اپنی قوم کے دو لیڈروں کو بادشاہ اور اس کے درباریوں کے لئے بہت سے تحائف دے کر بھجوایا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ بادشاہ سے درخواست کریں کہ وہ مہاجرین کو مکہ کی حکومت کے حوالہ کر دے تا کہ وہ ان سے اپنے خیالات اور عقائد کے مطابق

سلوک کریں اور اگر بادشاہ نہ مانے تو پھر درباریوں کو تحفے دے کر ان سے بادشاہ پر زور ڈلوائیں اور مسلمان مہاجرین مکہ کو جس طرح بھی ہو واپس مکہ لائیں چنانچہ یہ وفد مکہ سے گیا اور درباریوں خصوصاً پادریوں کے ذریعہ سے بادشاہ سے ملا جو اس زمانہ میں نگس کہلاتا تھا۔ جسے عرب لوگ نجاشی کہتے تھے۔ یہ اس بادشاہ کا نام نہیں تھا یہ اس زمانہ کے حبشی بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ کے سامنے انہوں نے شکایت کی کہ ان کے ملک کے کچھ باغی بھاگ کر حبشہ آگئے ہیں اور انہیں مکہ والوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان باغیوں کو مکہ کی حکومت کے حوالے کر دیا جائے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی باتیں سن کر مسلمانوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ وہ کس طرح آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان پر ان کی قوم ظلم کر رہی تھی اور چونکہ افریقن بادشاہ کا انصاف اور اس کا عدل مشہور تھا وہ اس کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آگئے۔ اس پر بادشاہ نے مکہ کے وفد کو جواب دیا کہ چونکہ ان کے خلاف کوئی سیاسی جرم ثابت نہیں صرف مذہبی اختلاف ثابت ہے اس لئے وہ ان کو واپس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مکہ کا وفد جب دربار سے ناکام لوٹا تو اس نے درباریوں اور پادریوں کو بھی تحفے تقسیم کئے اور انہیں اکسایا کہ یہ مسلمان لوگ حضرت مسیحؑ کی بھی ہتک کرتے ہیں اس لئے مسیحیوں کو بھی مکہ والوں کے ساتھ مل کر ان پر سختی کرنی چاہئے۔

چنانچہ دوسرے دن پھر درباریوں نے بادشاہ پر زور دیا کہ یہ لوگ تو مسیحؑ کی بھی ہتک کرتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں کو پھر

بلوایا اور ان سے پوچھا کہ آپ لوگ مسیح کے بارے میں کیا عقیدہ
رکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر ان کو
سنائیں جن میں مسیحؑ اور ان کی والدہ کا ذکر ہے اور پھر کہا کہ ہم مسیح کو
نبی اللہ مانتے ہیں۔ ہاں انہیں خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ اس پر پادریوں
نے شور مچا دیا کہ دیکھو انہوں نے مسیح کی ہتک کی ہے مگر افریقن
بادشاہ منصف اور عادل تھا اس نے سمجھ لیا کہ یہ الزام ان پر غلط لگایا
جا رہا ہے یہ لوگ مسیحؑ کا ادب کرتے ہیں مگر اس کو خدا یا خدا کا بیٹا
نہیں مانتے۔ چنانچہ اس نے بڑے جوش سے ایک تنکا فرش پر سے
اٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم میں بھی مسیح کو وہی کچھ مانتا ہوں جو یہ کہتے
ہیں اور میں اس درجہ سے جو انہوں نے مسیح علیہ السلام کا بیان کیا
اسے ایک تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ اس پر پادریوں نے
بادشاہ کے خلاف بھی آوازے کسنے شروع کئے کہ تو بھی مرتد ہو گیا
ہے لیکن نجاشی نے کہا کہ میں تمہارے شور و شغب کی وجہ سے
مرعوب نہیں ہو سکتا۔ جب میرا باپ مرا تو میں چھوٹا بچہ تھا اور میری
جگہ میرا چچا قائم مقام بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اور تم لوگوں نے اس کے
ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ مجھ کو تخت سے محروم کر دو۔ جب مجھے یہ
بات معلوم ہوئی تو باوجود اس کے کہ میں چھوٹا تھا میں نے اپنا حق لینا
چاہا اور نوجوان میرے ساتھ مل گئے اور میرے چچا نے ڈر کر
دستبرداری دے دی اور تخت میرے حوالے کر دیا تو میری
بادشاہت تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے باوجود تمہاری
مخالف کوششوں کے مجھے دی ہے۔ کیا میں اب تم سے ڈر کر خدا کو

چھوڑ دوں گا اور ظلم اور تعدی کروں گا۔ نہ تم نے یہ بادشاہت مجھے
دی ہے نہ میں تمہاری مدد کا محتاج ہوں۔ میں کسی صورت میں ظلم
نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ آزادی سے میرے ملک میں رہیں گے اور کوئی
ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

پس اے اہل افریقہ جن کے مشرقی علاقہ کی علمی زبان سواحیلی
ہے میں یہ ترجمہ آپ کو پیش کرنے میں ایک لذت اور سرور محسوس
کرتا ہوں کیونکہ اس کتاب کے ابتدائی ایام میں اس کتاب کے ماننے
والوں کو آپ کے براعظم نے پناہ دی تھی اور ظلم و تعدی کرنے سے
انکار کر دیا تھا اور انصاف اور عدل قائم کرنے کا بیڑا اٹھا لیا تھا۔ آج
قرآن پاک کی تعلیم اسی طرح مظلوم ہے جس طرح کہ کسی زمانہ میں
قرآن کریم کے ماننے والے مظلوم ہوا کرتے تھے۔ آج اس قرآن
کریم کو دنیا میں لانے والا نبی فوت ہو چکا ہے لیکن اس کا روحانی وجود
آج اس سے بھی زیادہ مظلوم ہے جتنا کہ آج سے قریباً چودہ سو سال
پہلے وہ اپنی دنیاوی زندگی میں مظلوم تھا۔ اس پر جھوٹے الزام لگائے
جاتے ہیں۔ اس کی لائی ہوئی تعلیم کو بگاڑ کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا
ہے۔ اس کے ماننے والوں کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے لیکن خدا
گواہ ہے کہ واقعہ یہ نہیں۔ خدا کی نظروں میں سب سے زیادہ معزز
وجود محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے جن پر یہ قرآن نازل ہوا تھا اور سب
سے زیادہ سچی تعلیم وہ ہے جو اس کتاب یعنی قرآن مجید میں موجود ہے
جیسا کہ آپ خود دیکھ لیں گے۔ دنیا صرف اپنی طاقت اور قوت کے
گھمنڈ پر اس کی تردید کر رہی ہے اور اس کے ماننے والوں کو ذلیل کر

رہی ہے۔

لیکن اے اہل افریقہ! آج آپ کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کو بھی غیر ملکوں میں تو الگ رہا اپنے ملک میں بھی ذلیل ہی سمجھا جا رہا ہے۔ پس وہ تعلیم جس نے چودہ سو سال پہلے ایک وحشی اور غیر تعلیم یافتہ قوم کو دنیا کی ترقیات کی چوٹی پر پہنچا دیا تھا لیکن جو آج مظلوم ہے اور گھر سے بے گھر کر دی گئی ہے میں اسے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں جب کہ آپ لوگوں کی حالت بھی اسی قسم کی ہے اور آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اسی عدل اور انصاف کی نگاہ سے اسے دیکھیں جس نگاہ سے نجاشی نے مکہ کے مسلم مہاجرین کو دیکھا تھا اور پھر اپنی عقل اور بصیرت سے نہ کہ لوگوں کے لگائے ہوئے جھوٹے الزاموں کے اثر کے نیچے اور لوگوں کی بنائی ہوئی رنگین عینکوں کے ذریعہ سے اسے دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کو اس لاثانی جوہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور اس رسے کو آپ پکڑ لیں گے جو کہ خدا تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سے آسمان سے پھینکا ہے تا کہ اس کے بندے اسے پکڑ کر اس تک پہنچ جائیں۔

اے اہل افریقہ! ایک دفعہ پھر اپنے عدل اور انصاف کا ثبوت دو اور پھر ایک سچائی کے قائم کرنے میں مدد دو جو سچائی تمہارے پیدا کرنے والے خدا نے بھیجی ہے۔ جس سچائی کو قبول کرنے کے بغیر غلام قومیں آزاد نہیں ہو سکتیں۔ مظلوم ظلم سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ قیدی قید خانوں سے چھوٹ نہیں سکتے۔ امن، رفاہیت اور ترقی کا

پیغام میں تمہیں پہنچاتا ہوں۔ پیغام میرا نہیں بلکہ تمہارے اور میرے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ یہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ یہ یورپ، امریکہ اور ایشیا کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں آؤ، لاکھوں کی تعداد میں آؤ اور سچائی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ تا کہ ہم سب مل کر دنیا میں از سر نو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کر دیں اور بنی نوع انسان کی ہمہ گیر اخوت اور خدا تعالیٰ کے ہمہ گیر عدل و انصاف کو دنیا میں قائم کر دیں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے اور میں وہ دن دیکھوں جب کہ آپ لوگ میرے دوش بدوش دنیا میں امن اور سلامتی اور ترقی اور رفاہیت کے قائم کرنے میں کوشش کر رہے ہوں اور پھر یہ کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو۔

(خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی)

احمدیہ مشن مشرقی افریقہ نے یہ معرکۃ الآراء دیباچہ پچاس ہزار کی تعداد میں بصورت پمفلٹ بھی شائع کر کے تقسیم کیا۔

اخبار "ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ" میں مفصل خبر

۱۴ مئی ۱۹۵۳ء کو ترجمہ قرآن کا پہلا نسخہ تیار ہوا اور ۱۶ مئی ۱۹۵۳ء کو نیروبی کے اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ (East African Standard) نے پریس کی طرف سے اس کے پہلے نسخہ کے پیش کئے جانے کی تقریب کا فوٹو مع اس کی تفصیلی

خبر کے شائع کیا جو یہ تھی:-

Holy Quran in Swahili and Arabic published

Seventeen years ago Sheikh Mubarak Ahmad, the Amir and Chief Missionary of the East African Ahmadiyya Muslim Mission, set himself the task of translating the whole of the Holy Quran from Arabic into Swahili.

On Thursday his work was completed when the first copy of his translation, in a presentation binding, was handed to him by Mr. C. B. Anderson, Managing Director of the East African Standard, Ltd., after the 1,100 pages of the book had'taken over three months in the printing.

Mainly for distribution through the Muslim missions working in East Africa and the Belgiam Congo, 10,000 copies have been published.

The first copy of the Quran, which has the Arabic text alongside the Swahili translation, will be sent to the head of the Ahmadiyya Muslim movement, Hazrat Mirza Bashirud-Din Mahmud Ahmad, at his headquarters in Rabwah, West

Pakistan. Other copies will go to the Prime Minister of Pakistan, Mr. Mohammad Ali, and to the Foreign Minister, Mr. Zafrullah Khan.

STUPENDOUS WORK: Receiving the first copy, Sheikh Ahmad said that when he had finished his translation, he was confronted with the problem of its printing. With the Arabic original retained, it was a novel, and difficult job for any printing press in East Africa.

He thanked the East African Standard staff for bringing "this stupendous work" to completion in so short a time.

"I hope that this publication will prove a great blessing to the people of East Africa, bring them peace of mind, moral and spiritual uplift, and will go a long way in combating the evil of Communism and improving inter-communal relations," said the Sheikh.

"Yours firm will certainly be blessed by God for your share in this holy work", he added.

Gathered at the presentation were members of the East African Standard staff associated in the production of the Holy Quran.

Mr. Anderson said that he regarded it as

a great occasion not only because the Quran was one of the great works which the firm produced, but also its introduction would surely bring peace and spiritual well-being to Swahili- speaking Muslims in East Africa.

(East African Standard, Saturday, May, 16, 1953)

قرآن کریم سواحیلی اور عربی زبان میں شائع کر دیا گیا

ستره سال قبل کی بات ہے کہ شیخ مبارک احمد صاحب نے جو مشرقی افریقہ کے امیر اور احمدیہ مسلم مشن کے چیف مشنری ہیں قرآن کریم کا عربی سے سواحیلی زبان میں ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

جمعرات کے دن ان کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور مسٹر سی۔ بی۔ اینڈرسن نے جو ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ لمیٹڈ کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں ترجمہ کا پہلا نسخہ جو دیدہ زیب جلد سے مزین تھا شیخ صاحب موصوف کو پیش کیا۔ یہ کتاب ۱۱۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور اس کی طباعت میں تین ماہ صرف ہوئے۔

قرآن کریم کا پہلا نسخہ جس میں عربی متن کے ساتھ سواحیلی ترجمہ دیا گیا ہے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کو ان کے مرکز ربوہ مغربی پاکستان ارسال کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس ترجمہ کے نسخے مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان اور مسٹر محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کو ارسال کئے جائیں گے۔

عظیم کارنامہ شیخ مبارک احمد صاحب نے اس کتاب کا پہلا نسخہ لیتے

ہوئے فرمایا کہ جب وہ ترجمہ کا کام مکمل کر چکے تو ان کے سامنے اس کی طباعت کا مسئلہ درپیش تھا۔ مشرقی افریقہ میں کسی پریس کے لئے عربی متن کے ساتھ ترجمہ کی اشاعت ایک نیا اور مشکل مسئلہ تھا۔

انہوں نے ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کے سٹاف کو اس عظیم کام کی اس قدر قلیل عرصہ میں تکمیل پر مبارکباد پیش کی۔

نیز فرمایا کہ اس ترجمہ کی اشاعت مشرقی افریقہ کے باشندوں کے لئے بڑی برکت کا موجب ثابت ہوگی، اس کے ذریعہ سے انہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور وہ اخلاقی اور روحانی رنگ میں ان کی سربلندی کا موجب ہوگا نیز کمیونزم کے برے اثرات کے ازالہ اور مختلف فرقوں میں بہتر تعلقات استوار کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس مقدس کام میں آپ کی فرم نے جو حصہ لیا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے بھی برکت دے گا۔

اس کتاب کی پیشکش کے موقع پر ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کا سارا سٹاف جس نے اس قرآن کریم کی طباعت میں حصہ لیا موجود تھا۔

مسٹر اینڈرسن نے کہا کہ وہ اس تقریب کو ایک بہت بڑا واقعہ گردانتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ اس فرم نے قرآن جیسی عظیم کتاب کی طباعت کا کارنامہ سرانجام دیا بلکہ اس لئے بھی کہ اس کی وجہ سے مشرقی افریقہ کے سواحیلی بولنے والے مسلمانوں کے لئے وہ سکون اور روحانی تسکین کا موجب ہوگا۔

سواحیلی ترجمہ کی اشاعت حضرت امیر المومنین المصلح الموعودؓ کا

منشاء مبارک یہ تھا کہ قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت کے لئے خاص توجہ دی جائے۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے اس کی تعمیل کے لئے ایک وسیع پروگرام تجویز کیا اور ۱۱ ماہ احسان ۱۳۳۲ ہش (مطابق ۱۱ جون ۱۹۵۳ء) کو حضور کی خدمت میں حسب ذیل رپورٹ ارسال کی۔

حضور کا ارشاد کہ "قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کی اشاعت اصل کام ہے" اس کے متعلق ضروری پروگرام اور تجاویز اختیار کی جارہی ہیں۔ (۱) اہم ملکی اخبارات میں باقاعدہ اشتہار (۲) بذریعہ خاص پمفلٹ (۳) اخبارات میں ریویو (۴) اور فنکشنز Functions (۵) مبلغین کے ذریعہ (۶) بک شاپوں کے ذریعہ (۷) جماعتوں کے ذریعہ کہ وہ اس ترجمہ کو لے کر معززین کے پاس جائیں اور فروخت کریں اور انہیں تحریک کریں کہ وہ افریقنز میں اس کو تقسیم کریں۔ خود بھی ارادہ ہے کہ ملک کا دورہ کیا جائے۔ جماعت کے دوسرے کاموں کے ساتھ ساتھ خود ہندوستانی و پاکستانی معززین سے مل کر انہیں تبلیغ بھی کی جائے اور ترجمہ کے متعلق بھی تحریک کی جائے۔ ایک خاص نگران کمیٹی مقرر کرنے کی فکر میں ہوں۔

پاکستان کے گورنر جنرل، پرائم منسٹر اور فارن منسٹر کو مقامی کمشنر پاکستان کے ذریعہ سواحیلی ترجمہ بطور تحفہ دیا جارہا ہے۔ امروز فردا میں........ اس موقع پر اخبارات اور فوٹوگرافروں کے نمائندے ہوں گے۔ مقامی کمشنر پھر خود ان کتابوں کو کراچی بھجوادیں گے۔ ہر

ایک کی خدمت میں ایک مختصر خط بھی لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اس وقت تک تقریباً ۱۲ ہزار شلنگ کی کتب باہر مختلف ایجنٹوں، بک شاپ اور فرداً فرداً لوگوں کو بھجوائی جاچکی ہیں۔

مشرقی افریقہ کے مختلف علماء اور اہل قلم کے تاثرات

سواحیلی ترجمہ مشرقی افریقہ کے احمدیہ مشن کا عظیم کارنامہ ہے جس نے مسلمانان افریقہ کے حوصلے بڑھائے۔ ان میں علم قرآن کی نئی مشعل روشن کی اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کے نئے رستے کھول دیئے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب ٹانگا شہر کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے تو ایک مسلم انجمن کے سرکردہ رکن بابو فتح محمد صاحب (ملازم انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ ایسٹ افریقن ریلوے) نے آپ سے ملاقات کی اور کہا "مبارک دینے آیا ہوں اور خوشخبری سنانے آیا ہوں۔" شیخ صاحب نے کہا وہ کیا؟ کہنے لگے کہ آپ کے سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کی ایک کتاب خرید کر میں نے ایک عیسائی افریقن کو پڑھنے کے لئے دی تھی۔ اس کا خط آیا ہے کہ میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔

(ڈائری مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مقیم نیروبی ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

اس ترجمہ کی نسبت مشرقی افریقہ کے چند ممتاز علماء اور اہل قلم کی آراء درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ شیخ الغزالی آف ممباسہ کینیا (مدرسہ غزالی ممباسہ کے مدرس اور دینی علوم کی

اشاعت کا خاص شغف رکھنے والے عالم دین تھے اور دن رات درس و تدریس ان کا وظیفہ تھا۔)

انہوں نے سواحیلی ترجمہ پڑھنے کے بعد جمعہ کے دن اپنے خطبہ میں اس ترجمہ کی تعریف کی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں نیروبی آنے کا موقع ملا تو انہوں نے یہاں بھی سواحیلی ترجمہ کو سراہتے ہوئے بتایا کہ یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

۲۔ جناب اپونی صالح آف زنجبار (آپ بہت عرصہ ٹانگانیکا پولیس فورس میں اعلیٰ عہدہ پر متمکن رہے۔ بعد ازاں زنجبار آکر اپنے قبیلہ کے لوگوں میں رہائش اختیار کی اور زنجبار کی کونسل کے ممبر بنے۔ کمورین قبیلہ کے سرکردہ علم دوست احباب میں سے تھے۔)

انہوں نے لکھا کہ میں نے قرآن پاک کے اس ترجمہ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے جو آپ نے میرے لئے بھیجا اور میں یہ ماننے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ اس قرآن پاک کے متن اور تفسیر میں دوسرے قرآن پاک کے متنوں اور انگریزی تفسیروں میں (جن میں مولانا محمد علی، عبداللہ یوسف علی اور مارک پکھتال کی تفسیریں ہیں) جو میں نے پڑھی ہیں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا لیکن ایک خاص امر جس کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہے اور جس نے مجھے مجبور کیا کہ خلوص قلب سے تعریف کروں، وہ تفسیر کے بیان کرنے کا طریق ہے۔ ایسی تفسیر جس میں مختلف دلائل اس طرز پر دیئے گئے ہیں جن کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں اور ایسے دلائل جن سے پادری سیل اور پادری جے ڈیل کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات آپ کے سواحیلی ترجمہ و تفسیر

قرآن پاک میں دیئے گئے ہیں جن کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔

۳۔ جناب اے عبداللہ آف مومبو تنزانیہ (اپنے علاقہ کے ایک بڑے کاروباری اور تاجر تھے۔ جنگ عظیم کے وقت جو احمدی اس علاقہ میں ہندوستان سے گئے ان سے ان کے مراسم تھے۔) نے لکھا:۔

آپ کے اس مقدس کام کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ ہم نے قرآن مجید جیسی پاک و مقدس کتاب پائی۔ آج میرا فرض ہے کہ آپ کو آپ کے اس اہم کام کے متعلق کچھ لکھوں اور آپ کے اس انتھک محنت والے کام پر اظہار ہمدردی کروں۔

۴۔ جناب عماری آروبٹی آف ارنگا تنزانیہ (ارنگا کے علاقہ کے ایک مشہور صاحب علم اور تبلیغ اسلام سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے ہیں۔) نے لکھا:۔

آپ کی طرف سے قرآن پاک کے سواحیلی ترجمہ و تفسیر کو پاکر نہایت ممنون ہوں۔ آپ کے اس بڑے اور اہم کام پر آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ (ترجمہ)

۵۔ جناب ڈی۔ اے۔ لاسن صاحب (نیروبی میں مقیم انگریز نو مسلم جو قریباً سترہ سال سے مسلمان ہیں۔ آپ اسلام کی تعلیم سے گہری واقفیت اور موازنہ مذاہب پر گہری نظر رکھتے ہیں جنہوں نے "Why Islam" ایک تحقیقی کتابچہ عیسائیت کے رد میں اور اسلام کی برتری کے سلسلہ میں لکھا جو مقبول عام ہوا) نے لکھا:۔

میں آپ کی خدمت میں آپ کے اس اچھے کام پر جو کہ آپ نے مشرقی افریقہ کے لوگوں کے لئے کیا مبارکباد عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور ایک سو شلنگ کا چیک ساتھ منسلک کر رہا ہوں جس سے

آپ اس قرآن پاک کے چند نسخے مفت تقسیم کر سکیں۔ یہ ایک چھوٹی سی حقیر رقم اس غرض کے لئے ارسال خدمت ہے۔ (ترجمہ)

۶۔ معلم ایم۔ ٹی۔ رمضان۔ ہاہیشی آف اجیجی تنزانیہ (اہل قلم، مضمون نگار اور سواحیلی زبان میں دینی علوم کی درس و تدریس کا شغل رکھتے ہیں۔) نے لکھا:۔

(U ji ji) اجیجی ٹاؤن میں میں دوسرا شخص ہوں جسے قرآن پاک کا سواحیلی ترجمہ دیکھنے کی توفیق ملی۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی بابت کچھ لکھوں۔ میں آج بہت بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں اور مجھے اس اعلیٰ کام نے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا ترجمہ و تفسیر سواحیلی نہیں دیکھا۔ اب میں آپ کے ترجمہ قرآن پاک کی خوبی بیان کرتا ہوں۔ مجھے جب سے یہ تفسیر ملی اسی وقت سے مجھے اس کا دوسری چھوٹی چھوٹی تفسیروں سے جو کہ ممباسہ اور زنجبار سے حاصل کی تھیں مقابلہ کرنے کا موقع ملا تو بلاشبہ آپ کی تفسیر و ترجمہ بہت بہتر پایا۔ مزید برآں آیات کی اگرچہ یہ مختصر تفسیر متن کی ہے مگر ظاہری لحاظ سے اس تفسیر میں بہت سی حکمت کی باتیں ملتی ہیں۔ میں نے تقاسیر میں میراث کے مسئلہ کے متعلق اتنی وضاحت نہیں دیکھی اور نہ ہی پڑھی جیسا کہ آپ کے ترجمہ و تفسیر میں ہے۔

۷۔ معلم سونگورو مرجان لوانو آف کامولو تنزانیہ (مسلم سوسائٹی کے ایک سرکردہ رکن اور گورنمنٹ سکول برائے افریقن کے استاد) نے لکھا:۔

میں اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے میری دعائیں قبول کر کے میرے احمدی بھائیوں کو قرآن پاک کا سواحیلی زبان میں ترجمہ و تفسیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس میں پادری ڈیل

اور اس جیسے دوسرے دشمنان اسلام کے اعتراضات کے جواب ایسے رنگ میں دیئے گئے ہیں کہ جن کا جواب دینا ایسے دشمنان اسلام کے لئے نہایت ہی مشکل ہے۔ یہ ترجمہ و تفسیر سواحیلی ہر مسلمان کے لئے ہر جگہ زبردست ہتھیار کا کام دے گی۔ مجھے آج بے حد خوشی ہوئی۔ الحمدللہ رب العلمین۔ (ترجمہ)

۸۔ جناب محمد کالونیا آف اوونزا تنزانیہ (اپنے علاقہ کی سرکردہ شخصیت ہیں) نے لکھا:۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم افریقن قوم کی حالت بدلنے کے لئے بھیجا ہے اور ہمیں مردہ حالت سے نکال کر زندگی دینے کو بھیجا ہے۔ آپ ہمیں بڑے سخت اندھیرے سے نکالنے کے لئے آئے اور ہمارے لئے ایسا چراغ لائے جو کبھی نہ بجھ سکے گا۔

میں آج سے آپ کے ساتھ ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا۔

وجہ یہ کہ آپ کے سواحیلی ترجمہ و تفسیر سے قبل ہم گھرے اندھیرے میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اندھیرے کو دور کرنے کے لئے ہمارے پاس بھیجا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو قیامت تک مضبوطی سے قائم رکھے۔ (ترجمہ)

۹۔ جناب ناصر شریف آف پیمبا (علاقہ زنجبار میں سرکاری ملازم تھے) نے لکھا:۔

میں اتنا خوش ہوں کہ میں نے ترجمہ و تفسیر سواحیلی قرآن پاک

کی خبر ملتے ہی ایک دم پمفلٹ تقسیم کر کے تمام دوستوں میں پھیلا دیئے۔ اسی عرصہ میں میرے دوسرے ساتھی جس میں مسٹر ایچ رشید اوگوٹو شامل ہیں میرے پاس آئے اور آپ کے شائع کردہ سواحیلی قرآن پاک کے بارے میں ایسے ہی تعریفی کلمات کہے جیسے کہ میرے دل میں موجود تھے۔ مجھے فی الحقیقت اس تفسیر کا بہت دنوں سے شوق تھا۔ مدت سے اس ترجمہ کے منگوانے کے لئے فکر مند تھا۔ اب مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی آپ سے اس ترجمہ و تفسیر سواحیلی قرآن پاک کا ایک نسخہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے حاصل کرلوں گا۔ اس لئے میں نے اور دوسرے ساتھیوں نے ایڈمنسٹریشن بلڈنگ سے آپ کو پیسے بھجوائے ہیں۔ (ترجمہ)

۱۰۔ جناب ممیس محمود آف روجیجوا نے لکھا:۔

یہ واقعہ ہے کہ آپ کے سواحیلی ترجمہ و تفسیر قرآن پاک کو پاکر میں بہت خوش ہوا ہوں۔ مجھے یہ بڑا ہی پسند آیا ہے۔ اس ترجمہ و تفسیر میں عیسائیوں سے زبردست مقابلہ کیا گیا ہے۔ یہ کام حقیقتاً عین ضرورت پر اور عین وقت میں ہوا ہے کیونکہ عیسائیوں نے ہمیں مشرقی افریقہ میں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ (ترجمہ)

۱۱۔ وائٹ آف گگومہ (تنزانیہ) سواحیلی زبان کے معروف شاعر اور مشہور صحافی نے لکھا:۔

میں بہت شکر گزار ہوں اور جماعت احمدیہ مشرقی افریقہ کو قرآن پاک کے سواحیلی ترجمہ و تفسیر کے پہلی بار مشرقی افریقہ میں شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ترجمہ اتنا عمدہ اور اعلیٰ ہے کہ

انسان کا دل چاہتا ہے کہ پڑھتا ہی جاوے۔ اس کے علاوہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ ترجمہ بڑا اچھا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی متن اور سواحیلی ترجمہ میں بڑی مطابقت ہے۔ عربی متن میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ تفسیری نوٹس علم و معرفت سے لبریز ہیں۔ عربی زبان سے ناواقف کے لئے ان کا مطالعہ عالم بنانے کے لئے کافی ہے۔ (ترجمہ)

۱۲۔ جناب شیخ ایچ۔ ایل۔ لیپنگا آف نیاسالینڈ (ملاوی) لکھتے ہیں:۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے قرآن پاک سواحیلی کا نسخہ وصول کیا۔ میں اس قرآن پاک کی فصاحت تفسیر کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ بہ نسبت اس قرآن کے جسے میں نے ۱۹۳۲ء میں دارالسلام بک شاپ سے پادری ڈیل آف زنجبار کا لکھا ہوا خریدا تھا۔ حقیقتاً یہ سواحیلی ترجمہ و تفسیر قرآن پاک ایٹم بم کی طرح ثابت ہوا ہے۔ میں واقعی بڑا خوش ہوں کیونکہ اس میں حرف بہ حرف ترجمہ ہے اور ساتھ ہی تورات اور انجیل کی آیات سے استدلال پیش کیا گیا ہے۔ ایسی ترجمہ و تفسیر کی مثال واقعہ میں کوئی نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ و تفسیر کرنے والے مفسر کو برکت سے نوازے۔ آمین (ترجمہ)

۱۳۔ جناب اے۔ اے کیانڈو آف گگومہ (تنزانیہ) نے لکھا:۔

یہ ترجمہ و تفسیر جو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے بہت ہی اچھا ہے۔ اس کی تفسیر حکمت و معرفت سے پر ہے۔ عربی متن کی تفسیر بہت ہی آسان اور شیریں ہے اور لفظ بلفظ تفسیر ہے۔ علم میراث جو کہ اسلام میں بڑا ہی مشکل ہے اس ترجمہ و تفسیر سواحیلی

میں بڑے آسان طریقہ اور مہارت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں سابقہ کتب کے جو نام دیئے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تفسیر بالکل صحیح اور بڑی قیمتی ہے۔ ایسے لوگ جو تھوڑی سی عربی بھی جانتے ہیں وہ اس تفسیر کے بہتر اور اعلیٰ ہونے کے بارے میں غلطی نہیں کریں گے اور عربی زبان کے علم میں مہارت پیدا کر سکیں گے۔ ہم جماعت احمدیہ کے ان معزز احباب کے جنہوں نے ایسی تفسیر سواحیلی زبان میں کی جس کی اشد ضرورت تھی اور شائع کیا بہت بہت ممنون ہیں۔ (ترجمہ)

۱۴۔ جناب کے۔ آئی۔ ایس۔ ملمبا (Milimba) آف دارالسلام (تنزانیہ) لکھتے ہیں:۔

اگرچہ متعدد لوگوں نے قرآن پاک کے اس سواحیلی ترجمہ کے عمدہ اور اعلیٰ ہونے کے بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے میں مزید قرآن پاک کے اس سواحیلی ترجمہ کے پڑھنے والوں پر زور دیتا ہوں کہ قرآن پاک کا یہ سواحیلی ترجمہ بہت ہی اچھا ہے اور تفسیر بڑی واضح اور حکمت سے پر اور فی الحقیقت معجزہ ہے۔ اس لئے میں ایسٹ افریقن احمدیہ مسلم مشن کا ان کے اس اہم کام یعنی قرآن پاک کی سواحیلی زبان میں ترجمہ و تفسیر شائع کرنے کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ قرآن پاک کی سواحیلی تفسیر مشرقی افریقہ کے سارے عالم و شیوخ کئی سالوں تک بھی نہ کر سکے۔ ان کی تفسیر سواحیلی نہ کر سکنے کی وجہ سے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تفسیر ہو ہی نہیں سکتی اور ایسا کام کرنا کفر ہے۔ اب قرآن پاک کی اس سواحیلی تفسیر سے واضح

ہوتا ہے کہ صرف احمدی ہی محمد رسول اللہ ﷺ کے صحیح راستے پر گامزن ہیں۔ میں جماعت احمدیہ کے لئے دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی برکات و رحمت اس پر ہوں۔ آمین (ترجمہ)

قیدیوں کا قبول اسلام

ترجمہ سواحیلی کی پہلی اشاعت دس ہزار کی تعداد میں کی گئی۔ دسمبر ۱۹۵۹ء تک اس کے قریباً چھ ہزار نسخے فروخت یا تقسیم ہو چکے تھے۔ بہت سے نسخے جیل خانوں کو ارسال کئے گئے بالخصوص ماؤ ماؤ ڈیٹینشن کیمپوں کو، جہاں ان کی بہت مانگ تھی۔ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے تعلیم یافتہ اور سمجھدار قیدیوں نے قبول اسلام کیا۔ اس سلسلہ میں بطور نمونہ بعض خطوط کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

۱۔ مسٹر ناردن' نتھنگے کامباقبیلہ کے ایک قیدی نے قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کے بار بار پڑھنے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے ۲۹ اپریل ۱۹۵۹ء کو لکھا کہ میں نے اپنی ساری زندگی اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دی ہے اور اگر اسے قبول کر لیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ میں پوری طرح اس پر عمل کر کے دکھاؤں گا۔

۲۔ جوروگ جوگو Njoroge Njogu ایمرجنسی ریگولیشنز کے تحت ۱۹۵۳ء سے گرفتار تھے۔ آپ نے ۱۱ جنوری ۱۹۵۹ء کو لکھا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ سے عیسائیت کا پرچار کر رہا تھا لیکن اب میں نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سچے مذہب اسلام کا مطالعہ قرآن کریم پڑھ کر کروں۔

۳۔ مسٹر کب کگیرا Kibe Kagira بھی ایمرجنسی

ریگولیشنز کے تحت گرفتار تھے۔ ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء کو لکھا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ سے عیسائی ہوں لیکن اب قرآن کریم پڑھنے کے بعد آپ کے مذہب کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے خدائے توانا نے جو پیغام محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ دیا ہے اس کا مجھے (کافی) وسیع علم ہو جائے گا۔

۴۔ جوروگ کرن Njoroge Karan ایک ماؤ ماؤ قیدی تھے۔ آپ نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۹ء کو لکھا کہ میں قریباً ۵۰ سال کی عمر کا آدمی ہوں۔ اپنی جوانی سے عیسائی تھا لیکن اب میں قرآن کریم کے مطالعہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔

۵۔ مسٹر محمد ڈی۔ ایم۔ مادھو نے ۲۸ جون ۱۹۵۹ء کو ہولا اوپن کیمپ Hola Open Camp سے لکھا یہ کتاب (یعنی قرآن کریم کا سواحیلی ترجمہ) بڑی اہم ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس نے مجھے اور عمر کو اس قدر یقین اور اطمینان دلا دیا ہے کہ ہم کو بغیر کسی اور کے مشورہ کے مسلمان ہو جانا چاہئے۔ ہولا کیمپ میں جو کیکویو قبیلے کے افراد قیدی ہیں وہ مشن سے زیادہ تر یہی کہتے ہیں کہ انہیں مذہب اسلام کی کتب بالخصوص قرآن کریم مہیا کیا جائے۔

پھر اپنے ایک اور خط مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۸ء میں لکھا کہ جس گھر میں خدا کی روشنی رہتی ہے اس گھر کی کنجی قرآن کریم ہے۔ یقیناً اگر قرآن سواحیلی زبان میں آج سے دس سال قبل ترجمہ ہو چکا ہوتا تو اس سے کینیا کے مسائل حل ہو گئے ہوتے۔ ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ آپ کو یہ اطلاع دینی پڑ رہی ہے کہ ہم مسلمانوں کے بڑے

دشمن تھے لیکن اب ہمیں یہ سمجھ آگئی ہے کہ وہ (صحیح) سچی آواز جو ہمیں پکار رہی ہے وہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔

۶۔ مسٹر مناسح کابوجی جوگونا Manasseh Kabugi Njuguna نے ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء کو ہولا اوپن کیمپ سے ایک طویل خط لکھا جس میں انہوں نے بیان کیا کہ ۱۷ ماؤ ماؤ قیدیوں نے اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور قرآن کریم کا سواحیلی ترجمہ پڑھنے کے بعد اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے مزید ۱۱۸ افراد کی فہرست بھیجی جو اس ترجمہ کے پڑھنے کی طرف مائل ہیں۔ اب ان میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کا ترجمہ مہیا کر دیا گیا ہے۔

مسٹر کابوجی جوگونا نے مورخہ ۹ نومبر ۱۹۵۹ء کو پھر لکھا کہ میں اور بہت سے قیدی جنہیں آپ نے مہربانی سے قرآن مہیا کیا آپ کے مشن کے اس مفید کام کے شکر گزار ہیں جو آپ اس ملک میں کر رہے ہیں۔ ہم اس (کتاب) کو بار بار پڑھ رہے ہیں کیونکہ ہمیں یہ بہت مفید معلوم ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ جو اپنی رائے تبدیل کر رہے ہیں اور عیسائیت میں ان کی دلچسپی ختم ہو رہی ہے انہیں اس امر کا اشتیاق ہے کہ ان کے پاس قرآن کریم کا اپنا نسخہ ہو۔ مجھے اس امر کا علم ہے کہ آپ اسلام کی اشاعت پر بہت روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ افریقیوں میں مذہب اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

(ترجمہ اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۲)

مندرجہ بالا اقتباسات سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ اس ترجمہ نے مشرقی افریقہ کی علمی اور تبلیغی تاریخ پر کتنا گہرا اثر ڈالا ہے۔

ترجمہ سواحیلی کا ردعمل متعصب طبقہ پر

جہاں مشرقی افریقہ کی ممتاز مسلم اور غیر مسلم شخصیتوں نے اس اسلامی خدمت کو فراخ دلی سے سراہا اور خراج تحسین ادا کیا وہاں ایک صاحب شیخ عبداللہ صالح غیراز جماعت عالم نے اس ترجمہ کے ایک خاصے حصہ کی حرفاً حرفاً نقل کی اور اس کے بعض مقامات میں اپنے مخالفانہ نوٹوں کا اضافہ کر کے اسے ایک نئے ترجمہ کے طور پر شائع کیا۔

اس حرکت کو مشرقی افریقہ کے علمی حلقوں میں انتہائی غیر پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا چنانچہ ایک غیراز جماعت عالم الشیخ شریف احمد بداوی آف ممبروئی کینیا نے اپنی کتاب Fimbo ya Musa (عصائے موسیٰ) کی فصل ہفتم صفحہ ۴۱ میں اس روش پر تنقید کرتے ہوئے لکھا:۔

"Pia ni ajabu ya pili kwa Sheikhtukitazama Tafsiri yake jinsi alivyowashambulia hawa Makadiani, baadaye akawa akarudi afasiri na kueleza kama walivyofasiri na kueleza wao Makadiani."

(FIMBO YA MUSA Cha Sharief Ahmad A. Badawiy, Faslu ya Saba kupingana Jalalen

na Kuafikiana na Makadiani' uk.41).

شیخ (عبداللہ صالح) کی دوسری تعجب انگیز بات یہ ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ پہلے تو وہ قادیانیوں کے ترجمہ پر حملہ کرتے ہیں اور پھر ان کے ترجمہ اور تفسیر کے مطابق ترجمہ اور تفسیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ (ترجمہ)

الشیخ بداوی کے یہ الفاظ نہ صرف احمدی علم تفسیر کی فوقیت و برتری کا کھلا ثبوت ہیں بلکہ ان سے جماعت احمدیہ کے شائع کردہ سواحیلی ترجمہ و تفسیر کی عظمت و افادیت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۷ صفحہ ۱ تا ۲۱)

ایک جرمن سکالر کا تبصرہ

The translation of the Holy Quran into Swahili published by the Ahmadiyya Community in Islam

(Comments based on a speech delivered at the German Orientalist Day in Hamburg, July 28, 1955.
By Mr. Ernst Dammann, Hamburg)

"In the year 1953, the English publishing house of the "East African Standard" in Nairobi, the capital city of Kenya, published a translation of the Holy Quran into Swahili. It is printed, as is nearly all of todays Swahili literature, in latin letters and is titled "Kurani Tukufu", the "Holy

Quran". The translator is Sheikh Mubarak Ahmad Ahmadi, the leader of the Ahmadiyya movement in East Africa. Ten thousand copies of the well-printed and well-bound book have been printed; the price is 30 East African shillings - a high price in view of the income of the natives. Besides the text in Swahili, the Arabic original is printed. As is seen in the German translation of the holy Quran, the addition of the Arabic original is necessary for the use of Muslims. The point being that a complete translation of the Holy Quran into another language is not possible. For example, the names of the Suras are only given in the original form in latin letters. Sura 105 is transcribed as "Sura al-Fiil".

On almost every page we find some commentary in Swahili. Sometimes the commentary is so voluminous that it fills several pages. A four page Glossary of Literature shows that Sheikh Mubarak has done extensive research for his translation. We find works of Arabic Quran commentators like Baidhawi, as well many Hadith collections and dictionaries. There are also works by non-Muslim Quranic translators, and historical, geographical, and religious works, many of which are in the English language and written by Christian writers. Even the translation of the Bible into Swahili is included.

This is not the first translation of the Holy

Quran into Swahili. Centuries ago Godfrey Dale published his translation of the Holy Quran, "Tafsiri Ya Qurani Ya Kiarabu Kwa Lugha Ya Kisawahili Pamoja Na Diboji Na Maelezo Muchache" (London, 1923; second edition, London, 1931). However, this translation was not done from the original Arabic, but rather from the English. He also did not make any scholarly aim, but was instead motivated by a missionary zeal to strengthen the Christian position in the struggle between Christianity and Islam. It is not an injustice to Dale to say that his translation was done with a certain bias. His translation belongs in the group of translations that is done for religious propaganda. In the same way Sheikh Mubarak is aiming at a missionary goal, which is to strengthen the followers of Islam in their faith and to win new adherents. These aims have to be noted and understood if one is to compare the two translations. In addition to this there is another difference. Dale translated into Swahili which was an alien language to him; Sheikh Mubarak, like most Arabs in East Africa, can most probably speak Swahili as his mother language.

1. THE TRANSLATION:

The language of earlier islamic literature in Swahili, found in the translation and poetic editing of Maghazi-Literature, has almost exclusively been the dialect of the island Lamu.

This archaical language, which includes arabic words, as well as many obsolete Words and forms of Swahili, is only understood by a few experts This poetry is unknown to most Swahilis and has very little influence in East Africa. The translation of the Holy Quran has chosen not to follow this tradition. Instead the "Zanzibar-Swahili', the governmental language in Zanzibar, Tanganyika, Kenya and uganda, is used. This is the common language of the people and is also understood in other East African territories.

Before going into print the manuscript was given for review to an official institution, the East African inter-Territorial language Committee. The committee, which reviews all Swahili literature, gave the following judgement: Kwa hall ya jumla, tafsiri ni nzuri sana -- "after all the translation is very good; It could have been better presented in terms of forms and syntactic connections, but it is close to todays standard of Swahili."

This is not the place to give detailed research into Swahili used in the translation, some examples will suffice. {details of the specific examples omitted}

2. COMMENTS.

Within the extensive commentary we can differentiate between groups. First, there are

explanations concerning words, or references to other verses in the text. For example, in 114, 1 (2) in regards to Mola as translation of it is noted with reference to Arabic authors; "The meaning of this word is Creator, Lord, and the One who cares for it diligently and brings it to perfection. It also means the One who collects, judges, keeps, and the One to whom obedience is due."

Aside from the discussion of words and references, there are many remarks concerning the modern reasoning that now proves the truth of the Holy Quran. In the beginning of the Holy Quran it is said that the commandments of the Law (Shariat) are provided in order for man to be guided toward a life of cleaniness, health, and prosperity. Man does not have to search for the way to achieve this, the Holy Quran provides him with the answers. The Holy Quran inspires men to do good deeds. One way to good deeds is to enjoy good and wholesome food Reference is made to the old testement's commandments concerning food as well as those of the new Testement. It is remarked that compared to both the old Testement and the Holy Quran the Christian views are quite unenlightened.

For example, in verse 2:168 (174) Muslims are forbiden to eat dead animals, blood, or pigmeat. The comentator then explains why this is forbidden. (1) The blood of the dead animal is kept

which can be referred to as "Controverstheology)". In the end of 15,9 (10), "Look, We have sent down the warning, and look, We will safeguard it, "a long explanation is given about the Holy Quran. European orientalists are referred to as witnesses. Theodore Noldeke, whose article from the Encyclopedia britannica is quoted, is one such witness who must agree that the Holy Quran has remained unchanged since the time of Muhammad. In contrast to the Holy Quran, Sheikh Mubarak writes, there are about 50,000 makosa in the New Testament. The word makosa means "mistakes." The Swahili reader would probably be unaware that these makosa mean "different ways of reading". The commentator is stating that the Bible has undergone many inter polations through translations. As an example, he points out Jos. 7, 14, where bikira "virgin" has been changed to "young woman". He also refers to the Doxology of the Father, Who Thou art, as not being original. The commentator uses these points to show that the Bible cannot be called a neno la Munga "word of God". The author also quotes a speech of the English Archbishop of york, delivered in 1952 at a congregation of the British and Foreign Bible Society. In it was stated that many Englishmen no longer read the Bible, unless it is used to solve crossword puzzles. According to Sheikh Mubarak it is very strange that now

in the cadaver and works as a poison in the one who eats it. (2) Some animals may have died from old age and their meat is devoid of protein. It is therefore, not benefitial to human beings. (3) As animals sometimes die by ingesting poison or by snake-bite the meat may be deadly.

It is dangerous to eat blood because it contains particles and bacteria that can inhibit a person's ability to reason and think. There are doctors and scientists who believe that ingesting blood can destroy the small veins in the brain. It is permitted to eat fish without their being ritually slaughtered (bila kuchinjwa) because they contain only a small amount of blood and they are water animals. Five reasons are given for not eating pig meat. (1) Pigs have many illnesses (worms, trichines, cancer) which could afflict the person. (2) The extrothermal proteins causes a person to feel hot. (3 and 4) The traits of the pig toward gluttony and immodesty may be incorporated into the persons personality. (5) The preference for filth in pigs may influence the person.

After all these rational reasons are given for the veracity of the commandment forbidding certain foods, a spiritual reason (sabaubu ya kiroho) is given. Allah does not want His servants to have any possible connection with something that may have been used in the worship of idols.

There is also a third catagory of explanations

Africans are admonished to read the Bible. On the other hand, the Holy Quran has been preserved without any additions or deletions, which even the enemies of Islam can attest.

Despite Sheikh Mubarak's belief that the Bible is flawed as a resource he, none the less, uses it to support his theological claims. This occurs in connection with verse 7:156 (158), where Muhammad is described as the One of whom the Bible foretells. Some of these quotes are referred to and explained in some detail (duet. 18, 16-20; Deut. 33, 2&3; David's praise 5, 10; Jes. 28, 9-13; Job. 1, 19-13; Job. 1,9-21 Job. 14, 16; Acts 3, 19-222; Judas 14-15).

The commentator believes that these quotes are conclusive proof for beliveing Christians that Muhammad provides the legitimate fulfillment of these prophecies.

An overview of the commentary reveals heterogenious points. The explanations are traditional; the means employed are modern. Latest research into Bible and other literature is noted. Criticisms of Bible are provided abundantly, but no thought is given to criticize the Quran. All these heterogenious comments are bound together with one inifying element -- to impress upon the minds of the audience the Quran as an unfailing book of paramount immportance for the believer.

3. THE IMPORTANCE OF THE TRANSLATION

First, the work of Sheikh Mubarak has linguistic importance. There has been a great decline in the written literature of Swahili language in all four East African countries. The demand for literature is high. The Quran will provide to many a reading material.

In regard to the language itself, the translation serves to broaden the vocabulary of Swahili, through the assimilation of Quranic idioms and expressions. This has a very broad effect on the village territory which, until now, has had very little exposure to the Islamic spiritual world.

Also, until now, aside from some poetry, the majority of Swahili literature has been written by Europeans or has emerged out of Western-Christian or secular influence. As a result, European diction has crept into the language. In comparison there exist very few publications containing Muslim content (Al-Amin Bin Aly, masomo ya Dini I and II, Ali Bin Hemed El Buhriy, Mafundisho ya Dini ya Islamu, Ahmadiyya booklets, Mapenzi ya Mungu).

Through the translation of the Holy Quran a stronger Islamic influence is emerging, which will probably be visible through certain linguistic results. The old poetry which was rooted in the Muslim mixed culture of the coast may lose its

role and this may also be furthered by the translation of the Holy Quran in Swahili. It would be interesting to study the effects of this translation as compared to the effects of translations of the Bible. Sheikh Mubarak is definitly not as well-versed in Swahili as Roehl in his translation of the Bible (2nd edition, Stuttgart 1939), or as Heller in his so-called Union Vision (London, 1952).

Roehl, io perticuar" used the opportunity offered by Bantu-language for innovative ideas through Prefixes and Suffixes to further his points. He enriched the language with many new forms of words that are understood by the natives. Roehl's Swahili is definitely in better accordance with the spirit of the language, and is therefore easier to understand than the language of Sheikh Mubarak.

Aside from the linguistic importance, the translation also has a religious importance. One may wonder if the general Muslim population will reject this translation because it has been published by the Ahmadiyya Community. I do not think this will happen. The common goals of the Muslim community will succeed in the face of their differences. The same thing happened in the past concerning the old poetry. Even when the shiah tendency in it became impossible to overlook, the Sunni population continued to

appreciate it and transmit it to others. The Ahmadiyya community shall be especially effective through its activity in other Islamic circles through its literature. (see "Damman, E., Ahmadistc propaganda in East Africa, Neue Allgemeine Missionszeitschrift, 1937, p. 91-96")

In addition, we find that many natives are not interested in the differences between the Muslim groups but, instead, regard and cherish the Holy Quran as a book for all Muslims. The translation will, therefore, broaden and deepen the knowledge of Islam, especially in the interior regions of East Africa."

اس ترجمہ کے اس وقت چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ الحمدللہ۔ اب اس کے پانچویں ایڈیشن کی طباعت کا انتظام ہو رہا ہے۔ بعض مستشرقین نے بھی اس عظیم کام پر تبصرہ کیا اور جماعت کو خاص طور پر مبارک باد دی۔ پہلے ایڈیشن کے جملہ اخراجات خاکسار نے احباب جماعت سے اور بعض دوسرے مداحوں سے وصول کئے۔ الحمدللہ سرخروئی سے اخراجات ادا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی خدمت میں بذریعہ ہوائی ڈاک پہلے ایڈیشن کی ایک خاص کاپی بھجوائی گئی۔ خاکسار کے قیام افریقہ کے دوران کیکویو زبان میں ایک افریقن سے ترجمہ کرایا گیا۔ یہ ترجمہ اب جماعت نے مرکزی نظام کے تحت شائع کر دیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں اس وقت کے مشنری انچارج مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے یہ ذکر کیا ہے کہ خاکسار کی کوشش سے یہ ترجمہ ایک کیکویو افریقن سے کرایا گیا۔

اس عرصہ میں کیکامبا زبان میں ترجمہ خاکسار کی تحریک پر معلم نعمان نتھنگے نے مکمل کیا جس کی ابھی اشاعت و طباعت نہیں ہوئی۔ یہ نوجوان خاکسار کے

ذریعہ ہی مسلمان ہوا اور احمدیت قبول کی۔ اس کے اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی سعادت حاصل کرنے کی بہت دلچسپ کہانی ہے۔ اختصار سے بیان کر دیتا ہوں۔

ان دنوں ماؤ ماؤ موومنٹ کا زور تھا۔ ہزاروں گرفتار تھے اور قید و بند میں مبتلا جیل خانوں میں پڑے ہوئے تھے اور اکثر ماؤ ماؤ کے ملزموں کی طرح یہ بھی پھانسی کی سزا سے دوچار تھا۔ قرآن مجید سواحیلی کا ترجمہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا اور حکومت کی منظوری سے ان قیدیوں کو بھجوایا گیا۔ نارمن تک بھی ایک نسخہ پہنچا۔ اس نے قرآن مجید کو ایک بار پڑھا اور اپنے خالق و مالک سے یہ دعا کی کہ اگر یہ تیرا کلام ہے تو مجھے اس سزا سے رہائی دے۔ گورنر کے سامنے اس کا Case پیش ہوا۔ پھانسی کی سزا سے بچ گیا۔ دوبارہ قرآن کریم پڑھا۔ پھر خدا سے اسی طرح دعا کی کہ اگر یہ تیرا کلام ہے تو اس کی برکت سے میری سزا میں تخفیف کی صورت پیدا ہو جائے۔ اللہ کا اس پر احسان ہوا کہ اس کی دعا قبول ہوئی اور سزا میں تخفیف ہو گئی۔ پھر تیسری بار قرآن کریم پڑھا اور دعا کی کہ میں اسلام کو قبول کر لوں گا اور خدمت اسلام کیلئے وقف ہو جاؤں گا اگر مجھے رہائی ہو جائے۔ اس پر خاکسار نے اس کے حالات کے پیش نظر حکومت سے درخواست کی کہ یہ شخص احمدیہ مشن میں دینی فرائض بجا لانا چاہتا ہے۔ ہمارے قواعد و ضوابط حکومت سے فرمانبرداری اور امن و سلامتی کے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل رہائی بخشی۔ حکومت کی طرف سے برات کا حکم ہو گیا۔ اسے اور ہم سب کو بے حد خوشی ہوئی۔ پھانسی کی سزا سے کلی رہائی یہ تو معجزہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آج تک مشن میں دینی فرائض انجام دے رہا ہے۔ وللہ الحمد

قرآن کریم کے تراجم کے تعلق میں ارل مارٹن نے اپنے مقالہ میں لکھا:۔

Of signal importance are the achievments of the mission in publishing translation of the Quran

in Swahili and several of the vernaculars of east Africa. Certainly the publication of the "Kurani Tukufu" in 1953 was an event of considerable consquences for the situation of Islam in east Africa during the past two decades. Further translation of either portion or the complete text of the Quran have been acomplished in Kikuyu, Kikamba and Luo under the leadership of Sheikh Mubarak in early periods (p.66)

مساجد کا قیام اور مساجد کے لئے زمینوں کا حصول

ٹبورا مسجد کی تعمیر پر بلوہ اور دیگر حالات

تحریری کام اور اشاعت لٹریچر کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے مشرقی افریقہ کے قیام کے دوران خاکسار کی نگرانی اور ذاتی کاوش سے چھ مساجد کی تعمیر اور ان کی تکمیل کی سعادت ملی۔

تنزانیہ میں ٹبورا جو مغربی پراونس کا صوبائی ہیڈ کوارٹر ہے۔ تبلیغی جدوجہد کا کئی سالوں سے اہم مرکز رہا ہے۔ اس اہم شہر میں مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کی ایک خاص تاریخ ہے جس کا بیان کرنا ضروری ہے۔ خاکسار کے ٹبورا آنے سے قبل وہاں چند ایشین احمدی مقیم تھے۔ انہوں نے ایک Free Hold پلاٹ جو آکشن ہو رہا تھا' خرید کرلیا۔ یہ Gongoni سٹریٹ میں واقع پلاٹ تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ توفیق دے گا۔ حالات ساز گار ہوں گے اس پلاٹ پر مسجد تعمیر کی جائے گی۔ کئی سال تک اس پلاٹ پر کچھ تعمیر نہ ہو سکا۔ خاکسار کے ٹبورا جانے کے بعد افریقن احمدیت میں داخل ہونے لگے اور ایک اچھی خاصی بڑی جماعت افریقن کی تیار ہو گئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ باقاعدہ اب مسجد کی تعمیر ہو۔ مسجد کے نقشے تیار کروائے گئے۔ مقامی ٹاؤن شپ اتھارٹی کو اس پلاٹ پر مسجد بنانے کی درخواست کی گئی۔ تمام ضروری دستاویزات اور نقشے پیش کئے گئے۔ بعد غور و خوض ٹاؤن شپ نے تعمیر کی اجازت دی۔ اس منظوری کے بعد ایک جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ مسجد کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بنیادیں چند روز پہلے کھودی جا چکی

تھیں۔ یہ جگہ غیر احمدیوں کی جامع مسجد کے قریب دو ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع تھی۔ بنیاد رکھنے کی تقریب ۷ فروری ۱۹۴۱ء کو جمعہ کی نماز کے بعد مقرر کی گئی اور جماعت کے دوستوں میں عام اعلان کیا گیا کہ اس مقررہ دن بعد دعا مسجد کی بنیاد رکھی جائے گی۔ انشاء اللہ

تنزانیہ میں تعمیر ہونے والی یہ سب سے پہلی مسجد تھی جس کی بنیاد رکھنے کا انتظام کیا گیا۔ بجائے اس کے کہ اس مسجد کے بارہ جو واقعات اور مخالفت ہوئی خاکسار کچھ لکھے محترم شیخ بکری عبیدی صاحب ابن محترم شیخ امری عبیدی صاحب نے جو ان دنوں سلسلہ کے مبلغ کے طور پر ٹانگا میں متعین ہیں سارے حالات تاریخی لحاظ سے انہوں نے رسالہ سواحیلی میں لکھے ہیں یہاں درج کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ خاکسار نے محترم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق سابق مبلغ سے ان کا اردو میں ترجمہ کروایا ہے اور خاکسار نے عینی شاہد کے طور پر بعض واقعات کی تصحیح کے ساتھ ساتھ کچھ نوک پلک بھی درست کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"۷ فروری بروز جمعہ بعد دوپہر کا واقعہ ہے جب کہ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مشنری انچارج مشرقی افریقہ نے ٹانگانیکا میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ تقریب پونے تین بجے بعد دوپہر علاقہ Gongoni میں پوری انکساری اور دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی تھی۔

سنی مسلمانوں کا فساد

تین بجے کے قریب اس دن مکرم شیخ صاحب نے اپنے ہمراہیوں سمیت غضبناک سنی مسلمانوں کا ایک جلوس آتے دیکھا۔ یہ سب لوگ لاٹھیاں خنجر اور ڈنڈے

ہاتھوں میں لئے ایک جانب حرکت میں تھے اس انبوہ میں ایک شخص جو سائیکل پر
سوار تھا سب سے پہلے اس جگہ پہنچا جہاں شیخ صاحب مکرم اپنے ساتھیوں سمیت
تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے پکارا "شیخ مبارک
یہاں موجود ہے اسے قتل کردو" اس پر وہ لوگ تیزی سے اس طرف لپکے جہاں شیخ
صاحب موجود تھے۔ مگر ان کے دیکھتے ہی شیخ صاحب محترم مع کچھ احباب جماعت
قریب ہی ایک دوسری سڑک پر احمدی دوست عبدالغنی صاحب کی دوکان کے اندر
چلے گئے۔ صاحب دوکان نے فوراً اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ جلوس بھی پہنچ گیا۔
اس دوکان کو گھیرلیا اور ڈنڈے مار مار کر دروازہ توڑنے لگے۔ مگر اندر جانے سے
ناکام رہے۔ سخت غصے کی حالت میں یہ لوگ تھے۔ یہ علاقہ جس میں احمدیہ مسجد کا
سنگ بنیاد رکھا گیا تھا سنی مسلمانوں کی جامع مسجد کے قریب دو ایک فرلانگ کے
فاصلہ پر واقع تھا۔ سنی مسلمانوں نے اس سے قبل اپنے کئی اجلاسوں میں افریقن
مجسٹریٹ لیوالی کی انگیخت اور پنجابی غیراحمدی مسلمانوں کی اکساہٹ پر اس بات کا
عزم کررکھا تھا کہ کچھ ہو جائے احمدیوں کو اس جگہ مسجد تعمیر کرنے نہ دیں گے جو ان
کی مسجد کے قبلہ کی طرف قدرے فاصلہ پر بننے والی تھی۔ اگر حکومت احمدیوں کو
اس جگہ مسجد بنانے سے نہ روکے گی تو وہ خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر احمدیوں کو
روک دیں گے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ یہ دن ۷ فروری ۱۹۴۱ء کا تھا اور جمعہ
کا دن تھا۔ سنیوں نے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا اور یہ اعلان کیا تھا کہ جہاد فرض
ہے۔ اس اعلان سے مکرم شیخ صاحب کو قتل کرنے کی سکیم بنائی تا اس طرح
احمدیت کے نفوذ کو اس شہر میں روک سکیں۔ ان کے اس انتہائی غضبناک جوش و
خروش کو دیکھ کر شیخ صاحب ان کے ارادہ کو بھانپ کر قریب ہی ایک احمدی بھائی کی
دوکان کے اندر چلے گئے۔ سنی مسلمانوں نے بسیار کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح

اندر جانے کی راہ پالیں تاکہ شیخ صاحب کو قتل کردیں۔ لیکن ناکام رہے۔ ان حملہ
آوروں کو یہ خیال آیا کہ ضرور شیخ صاحب عقبی دروازہ سے نکل کر جاچکے ہیں اس
پر یہ لوگ غصے سے دانت پیستے ہوئے شیخ صاحب کی جائے رہائش کی طرف دوڑے
جہاں شیخ صاحب کی بیگم صاحبہ موجود تھیں لیکن خوش قسمتی سے دروازہ بند تھا۔
کچھ دیر تک مکان کو گھیرے میں لئے آوازے کستے رہے۔ افریقن احمدی مرد اور
عورتیں بعد میں حفاظت کیلئے آپہنچے۔ اتنے میں بلوائی دوسرے احمدی دوست مکرم
محمد اصغر صاحب لون کی طرف گئے جو اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تھے۔ ان
لوگوں نے انہیں آلیا۔ آپ کے کندھے پر ڈنڈا مارا جس سے آپ زخمی ہوگئے۔ یہ
لوگ گھر میں داخل ہونے لگے محمد اصغر صاحب ایک ماہر شکاری تھے۔ جب انہوں
نے دیکھا کہ یہ لوگ آپ کے گھر کے اندر داخل ہو گئے ہیں تو فوراً اپنی بندوق
اٹھائی اور اپنے دفاع کیلئے انہیں پکارا کہ میرے پاس بندوق ہے اور ہوائی فائر کردیا
جس پر لوگ فوراً غائب ہو گئے۔ ہر ایک نے اپنی راہ لی۔ کچھ آگے جاکر پھر جلوس
کی شکل اختیار کرلی اور راستہ میں جو احمدی نظر آیا اسے زدوکوب کیا اور جماعت
کے ایک مبلغ ضعیف العمر شیخ صالح صاحب کے گھر کا رخ کیا تا انہیں زدوکوب کریں
مگر بعض احمدی احباب نے فوراً بڑھ کر ان کے گھر کے دروازے بند کردیئے۔
اس پر یہ لوگ احمدیہ سکول کی طرف بھاگے بھاگے گئے وہاں ایک احمدی دوست کو
جو وہاں ہی رہتے تھے مارا اور زخمی کردیا۔ شہر کے باقی احمدیوں کو جب خبر ہوئی وہ
سب جلد جلد مکرم شیخ صاحب کے گھر حفاظت کی غرض سے پہنچے۔ ایک احمدی
دوست معلم رمضان کے سر پر چوٹیں آئیں، شدید زخمی ہوئے۔ عمر بھر کیلئے پاگل
ہوگئے۔ اس بلوہ اور دنگہ فساد کی وجہ سے شہر میں بے چینی اور ابتری پھیل گئی۔
شہر کی سب دوکانیں بند ہوگئیں اور ہر جگہ خوف و ہراس پھیل گیا۔ ٹانگانیکا کی

تاریخ میں یہ پہلا بلوہ (Riot) تھا۔ جونہی سرکاری افسروں تک ان حالات کی اطلاع پہنچی فوراً اپنی کاروں میں ڈپٹی کمشنر مسٹر ویرین، سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر نعیم اور دوسرے سرکاری افسر اور فوج کا دستہ شہر پہنچ گیا اور مختلف ناکوں پر انہوں نے حفاظتی انتظامات کر لئے۔ سو سے زائد افراد کو پولیس نے گرفتار کیا اور ان کے خلاف نقص امن کا مقدمہ چلایا گیا۔ مسٹر ٹرائپ مجسٹریٹ تھے۔ ان کی عدالت میں ڈیڑھ سو کو جرمانہ اور قید کی سزا ہوئی اور شام چھ بجے تک شہر میں امن قائم ہو گیا۔ پولیس کے زیر انتظام شیخ صاحب کو ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے باہر آنے کو کہا اور بتایا کہ ان سب کی خبر لی جائے گی۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو محفوظ دیکھ کر ہمیں تسلی ہوئی۔ گھر کی حفاظت کیلئے حکومت نے پولیس کے سپاہی کئی دن تک مقرر کئے رکھے۔ شام کے قریب ان افسروں نے جو شیخ صاحب سے ملے کہا کہ اگلے دن آپ سے پراونشل کمشنر ملنا چاہتے ہیں۔ اس ملاقات کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جو فساد ہوا ہے اور شہر میں Riot ہے اس کا کوئی حل تلاش کیا جائے۔

چنانچہ اگلے دن مورخہ ۸ فروری ۱۹۴۱ء کو مکرم محمد اصغر صاحب لون کو ساتھ لے کر مکرم شیخ صاحب پراونشل کمشنر اور ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب کو پراونشل کمشنر کے دفتر میں ملے۔ باہمی گفتگو کے دوران اپنے موقف کو شیخ صاحب نے عزم اور وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے ان افسران کو بتایا کہ پلاٹ فری ہولڈ ہے۔ ہم نے خریدا ہے۔ ٹاؤن شپ کی منظوری سے مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو کسی کے اشتعال یا انگیخت کا باعث ہو۔ نہایت امن و سلامتی سے مسجد کی بنیاد دعاؤں سے رکھی۔ کوئی وجہ نہیں کہ حکومت ہماری امداد نہ کرے۔ پراونشل کمشنر سے گفتگو جاری تھی۔ مسٹر ویرین ڈپٹی کمشنر خاموش بیٹھے

رہے۔ کمشنر صاحب نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ سب درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ امن و امان کی حالت کو شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں کس طرح حکومت آپ کو اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کی اجازت دے۔ کسی اور جگہ بھی مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے۔ کچھ دنوں بعد غالباً تین چار روز بعد گورنر ٹانگا نیکا ٹبورا تشریف لائے۔ ان کے لئے یہ مسئلہ پریشانی کا تھا اور پہلی دفعہ یہ بلوہ اور Riot اس ملک میں ہوا۔ انجام کار گورنر نے بھی امن و امان کے شدید خطرہ کے پیش نظر اس جگہ پر مسجد کی تعمیر روک دی اور آخری فیصلہ اس بارہ میں کر دیا اور جماعت سے کہا کہ کسی اور جگہ کی تلاش کریں۔

اب اس مسجد کیلئے نئی جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ بعض احمدی احباب کو مسجد کیلئے نئی جگہ خواب میں دکھائی گئی۔ لیکن شیخ مبارک صاحب نے بتایا کہ مسٹر ٹامسن انسپکٹر پولیس نے ان سے ایک دن کہا کہ آپ کی رہائش گاہ کے سامنے جو کھلا پلاٹ ہے اگر آپ کو اس پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جائے تو کیا آپ کو منظور ہو گا۔ مسٹر ٹامسن نے گھر کے باہر کی کھڑکی میں سے شیخ مبارک سے خاموشی سے یہ بات کہی۔ شیخ صاحب نے انسپکٹر سے کہا منظور تو ہو گا مگر کیا فریق مخالف بھی اس جگہ کیلئے رضامند ہو گا۔ مزید شیخ صاحب نے کہا کہ یہ سرکاری پلاٹ ہے۔ دوم اس کے پچھواڑے کی گلی میں بھی مسجد ہے سنیوں کی۔ یہ بات سن کر انسپکٹر خاموش رہا اور اپنے افسران اعلیٰ سے اس نے یہ ساری بات جا سنائی۔ افسران بالا نے فریق مخالف سے تحریری طور پر یہ لکھوایا کہ حکومت احمدیوں کو مسجد بنانے کی قابل اعتراض جگہ پر اجازت منسوخ کر دے گی لیکن اگر کسی اور جگہ مسجد بنانے کا فیصلہ حکومت کرے تو کیا پھر تو کسی قسم کی روک پیدا نہ کی جائے گی۔ فریق مخالف نے حکومت کے کہنے پر اس بات کو تسلیم کر لیا اور تحریر لکھ دی۔ بعض حلقوں میں

یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ پلاٹ جو تجویز کیا جا رہا ہے یہ تو شراب خانہ کیلئے حکومت نے ریزرو کیا ہوا ہے۔ جس پر افسران بالا بشمول پراونشل کمشنر نے یہ کہا کہ شہر کے اندر شراب خانہ بنانا ٹھیک نہیں آبادی سے باہر شراب خانہ بنایا جائے اور یہ جگہ احمدیوں کو مسجد کیلئے دے دی جائے۔ فریق مخالف نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ چنانچہ Land آفس کا سرویر آیا اور انہوں نے 100x100 فٹ کا پلاٹ جماعت کو اس شرط پر دے دیا کہ اس کے سامنے کا حصہ خالی رہے گا اور حکومت مسجد کی تعمیر میں ہر قسم کی آسانی پیدا کرے گی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کو ۹۹ سال کی لیز پر ایک شلنگ سالانہ کی ادائیگی پر یہ پلاٹ دے دیا گیا۔ یہ پلاٹ سستا بھی تھا اور پہلے پلاٹ کی نسبت وسیع اور شہر کے عین وسط میں۔ ایک طرف قدرے فاصلہ پر پولیس سٹیشن اور سامنے کچھ دور سبزی منڈی اور دو طرف سڑک۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اس فتنہ اور بلوہ کے نتیجہ میں جماعت کو ایک بہترین پلاٹ مسجد کیلئے دلایا۔ وللہ الحمد۔ یہ پلاٹ پہلے پلاٹ کی نسبت سے بدرجہا بہتر تھا۔"

مکرم بکری عبیدی صاحب مزید اس مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

نئے پلاٹ پر مسجد کی تعمیر

"اب نئے پلاٹ میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو شہر میں مخالفت دبی دبی تھی۔ ٹرانسپورٹر نے پتھر لانے سے انکار کر دیا۔ راجوں، مستریوں اور ترکھانوں نے جو اکثر غیر احمدی تھے مخالفت کی وجہ سے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ہوا کہ انہی دنوں جنگ بند ہو گئی۔ جنگی قیدیوں کی ایک بہت بڑی کھیپ ٹبورا لائی گئی۔ ٹبورا میں ان کا کیمپ کھولا گیا۔ ان قیدیوں میں اچھے اچھے کاریگر،

کارپینٹر، آرکیٹیکٹ اور راج وغیرہ تھے۔ رومن کیتھولک چرچ نے کیمپ کمانڈنٹ سے درخواست کر کے ان قیدیوں میں سے کچھ قیدی اپنے چرچ کو مزین کرنے اور ضروری اصلاح کیلئے حاصل کئے۔ کیمپ کمانڈنٹ کرنل منری تھے جو خود بھی رومن کیتھولک اور قیدی بھی رومن کیتھولک۔ جب شیخ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس طرح قیدی ایک مذہبی چرچ کو دئے گئے ہیں تو انہوں نے بھی کیمپ کمانڈنٹ سے درخواست کی کہ مسجد کی تعمیر کیلئے بھی کاریگر وغیرہ عنایت کئے جائیں مگر کیمپ کمانڈنٹ نے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ یہ کیتھولک ہیں اور ان کے مذہبی عبادت خانے چرچ کیلئے دیئے گئے ہیں مسجد کیلئے نہیں دیئے جا سکتے۔ عیسائی کس طرح مسلمانوں کی عبادت گاہ کی تعمیر کا کام کریں۔ اس پر محترم شیخ صاحب نے حکومت کے متعلقہ افسر ڈائریکٹر آف مین پاور اور ان کیمپوں کے نگران اعلیٰ سے دارلسلام جا کر ملاقات کی اور ان سے ان قیدیوں کو مسجد کی تعمیر کیلئے دیئے جانے کو کہا۔ جس پر ان افسروں نے کرنل منری کمانڈنٹ کو ہدایت کی کہ مسلمان اس جنگ کے دوران ہمارے allies ہیں مسجد کی تعمیر کیلئے قواعد کے مطابق انہیں قیدی دے دیئے جائیں جس پر دس کے قریب قیدی جن میں سے کچھ معمار، کچھ ترکھان اور کچھ دوسرے کاریگر تھے اور Mr. Romeo آرکیٹیکٹ بھی ایک تھے۔ ان قیدیوں کیلئے روزانہ دو شلنگ مقرر ہوا۔ دوپہر کا کھانا ان قیدیوں کو شیخ صاحب کے گھر سے مہیا کیا جانے لگا۔ بفضل خدا کام شروع ہو گیا۔ اب پتھروں کی ٹرانسپورٹ کا مسئلہ تھا۔ تمام احمدیوں

مسجد فضل۔ ٹبورا

سے کہا گیا کہ قریب کی ایک پہاڑی Qufita پر محترم شیخ صاحب کی معیت میں وہاں اکٹھے ہوں۔ وہاں سے پتھر لے کر مسجد کے پلاٹ پر لا کر رکھیں۔ پہاڑ سے ہتھوڑوں کے ذریعہ پتھر توڑتے اور پھر سو ڈیڑھ سو آدمی پتھر شہر میں مسجد کے پلاٹ پر لا کر جمع کرتے رہے۔ مزید شیخ صاحب نے یہ تحریک کی کہ ہر جمعہ کے دن جب احمدی احباب نماز جمعہ کیلئے آئیں تو ہر شخص ایک ایک پتھر لایا کرے۔ بوڑھے' جوان' بچے اور خود شیخ صاحب اس ہدایت کی تعمیل میں پتھر لا کر مسجد کے پلاٹ پر جمع کرتے رہے اور پتھروں کا ڈھیر لگ گیا۔

محترم شیخ صاحب کے نیک سلوک سے متاثر ہو کر اکثر قیدی یہ سمجھنے لگے کہ یہ تو Saint ہیں اور ولی اللہ۔ کئی بار قیدیوں نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ کب قید سے اور موجودہ حالت سے آزاد ہونگے۔ شیخ صاحب جواب میں ان سے فرماتے کہ جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوگی۔ غالباً بتائید الٰہی یہ الفاظ مکرم شیخ صاحب کے منہ سے نکلتے۔ عملاً بالکل اس کے مطابق ہوا۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر جنگ ثانی ختم ہوگئی اور قیدیوں کو ان کے وطن بھجوانے اور رہا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد محترم شیخ صاحب نے رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے بعد افریقن احمدی احباب اور ایشین احمدی دوستوں کی موجودگی میں مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۲ء کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔

احمدی افریقن مرد و زن نے اٹالین قیدیوں کے ساتھ ملکر خوب وقار عمل کیا۔ مزدوروں کی طرح کام کیا۔ پہاڑ سے پتھر کاٹ کر

لاتے رہے۔ رمضان کے مہینہ میں شدید گرمی میں بھی کام کرتے رہے بالآخر ۱۹۴۴ء میں مسجد بفضل خدا مکمل ہو گئی۔ مسجد کی تعمیر پر کل خرچ ۳۵ ہزار شلنگ اٹھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد کا نام مسجد فضل رکھا اور ۱۹۴۵ء کی مرکزی شوریٰ قادیان میں مسجد کا فوٹو دکھا کر احباب کو خورسند کیا۔ (رپورٹ صفحہ ۴۰)

اس مسجد کا افتتاح مکرم شیخ صاحب نے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۴ء کو فرمایا۔ اس موقع پر مبارک باد کے پیغام ہر طرف سے موصول ہوئے۔ سلطان آف زنجبار، گورنر ٹانگانیکا، گورنر کے سیکرٹری ایڈمنسٹریشن، ڈائریکٹر محکمہ تعلیم، سفراء میں سے امریکہ کے سفیر اور پولینڈ اور ہالینڈ کے سفیروں اور جماعت ہائے احمدیہ نے اس موقع پر مبارکباد کے پیغام بھجوائے۔ یہ سب پیغامات محترم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز نے سنائے۔ مشرقی افریقہ کے اخبارات ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ، ٹانگانیکا سٹینڈرڈ۔ سواحیلی اخبار Baraza اور ڈیلی میل نے شہ سرخیوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر اور افتتاح کی خبریں شائع کیں۔

شہر کے معززین، افریقن، ایشین کے معزز افراد، افسران اعلیٰ میں سے پراونشل کمشنر، ڈسٹرکٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ انجنیئر ریلوے نے شرکت کی۔ مسجد کے افتتاح کی خبر نیروبی ریڈیو سٹیشن سے بھی نشر ہوئی۔ جماعت ٹانگانیکا کے احمدی احباب اور نیرونی سے بھی کئی دوست افتتاح کے موقع پر تشریف لائے۔ پہلی اذان محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب نے دی۔ جب یہ اذان انگریزوں نے سنی تو ڈسٹرکٹ انجنیئر کی بیگم بے اختیار ہو کر کہنے لگیں! کیا ہم یہ آواز

روزانہ سنیں گے۔ اتنی اچھی اور دلکش آواز میں یہ اذان سنائی گئی
کہ سننے والوں نے خاص اثر لیا۔ مسجد افریقن اور ایشین احمدیوں
سے بھری ہوئی تھی۔ خواتین بھی الگ ملحقہ کمروں میں موجود تھیں۔
اس موقع پر تکبیر اقامت مکرم عبدالکریم صاحب بٹ آف
دارالسلام نے دی اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے عصر کی نماز
کی قیادت کی جو اس مسجد میں سب سے پہلی نماز تھی۔ نماز کے بعد
عصرانہ کا انتظام تھا۔ تمام معززین اور مقامی حکومت کے افسر بھی جو
اس تقریب میں شامل تھے عصرانہ سے محظوظ ہوئے۔ مشروبات میں
اطالوی قیدیوں کو بھی شمولیت کا موقع ملا۔ ان کے لئے یہ تقریب
خاص طور موجب مسرت ہوئی۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت
جو مکرم شیخ امری عبیدی صاحب نے خوش الحانی سے کی۔ پھر انہوں
نے ہی اس تقریب کی مناسبت سے اپنی ایک نظم سواحیلی زبان میں
پیش کی۔ اردو کی نظم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم
کلام سے پڑھ کر سنائی گئی۔ اس موقع پر شیخ مبارک احمد صاحب نے
۳۰۰ شلنگ کا چیک پراونشل کمشنر صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ
اس سے مستحقین کی امداد کی جائے۔ اس کے بعد یہ تقریب بفضل
خدا خیرو خوبی سے فتح ہوئی اور جلد ہی دوسری جنگ کا کلی طور پر خاتمہ
ہوا۔ اطالوی قیدی اپنے وطن اور ملک کو واپس چلے گئے۔ جیسا کہ
محترم شیخ صاحب نے ان سے کہا تھا کہ جونہی مسجد کی تعمیر کی تکمیل ہوگی
جنگ کا خاتمہ اور قیدیوں کی واپسی ہوگی۔"

(شیخ بکری عبیدی صاحب کا مضمون تاریخ تعمیر مسجد ٹبورا ختم ہوا)

مسجد سلام۔ دارالسلام

تنزانیہ میں دوسری مسجد خاکسار کو اپنے قیام کے دوران دارالسلام میں بنوانے
کی توفیق ملی۔ یہ شہر تنزانیہ کا دارالخلافہ ہے اور بندرگاہ بھی۔ دارالسلام میں مسجد
کیلئے زمین کے حصول کی ایک مدت سے کوشش جاری تھی۔ جو زمین کا ٹکڑا شہر
میں مسجد کیلئے تجویز کرتے دارالسلام کی میونسپل کونسل اسے رد کردیتی۔ دارالسلام
کی میونسپل کونسل میں کچھ افراد جماعت کے خلاف تھے۔ شہر میں بھی مسلمانوں میں
مخالفت تھی۔ اس بناء پر کوئی نہ کوئی عذر کر کے میونسپل کونسل مسجد کیلئے تجویز کردہ
پلاٹ کے ملنے میں روک پیدا کردیتی۔ گورنر تنزانیہ سرایڈورڈ ٹوائنگ رخصت
کے بعد جب واپس آئے تو خاکسار اس دن دارالسلام شہر میں تھا۔ ان کے آنے پر
اسے Welcome اور خوش آمدید بذریعہ تار کہا اور اسی تار میں یہ ذکر بھی کیا کہ
آپ کے دور حکومت میں مسجد کی زمین کے حاصل کرنے میں محروم ہیں۔ اس تار
کا گورنر کو ملنا تھا کہ محکمہ Land کے وزیر کو گورنر نے Mark کی اور اس طرح
اسے توجہ دلائی۔ وزیر موصوف نے جونہی یہ ہدایت گورنر کی طرف سے اسے ملی
خاکسار کے بارہ میں پوچھنا شروع کیا کہ دارالسلام میں یہ شخص کہاں ہے اور کیسے
اس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ بالآخر کسی طرح اسے معلوم ہوا کہ خاکسار کیچو لیے
سٹریٹ میں اسماعیل سٹور کے اوپر جو بالا خانہ ہے وہاں مقیم ہے۔ اسماعیل سٹور
پنجابیوں کا مشہور تجارتی سٹور تھا اور بالعموم ایشین اور بالخصوص پنجابیوں کے آپس
میں ملنے جلنے کا مقام۔ اس پتہ کے ذریعہ مجھے وزیر موصوف نے ملنے کو کہا۔ خاکسار
اس وزیر سے ملنے اگلے دن ان کے دفتر پہنچا۔ ان کا نام غالباً لنڈن ہیرس تھا۔ باہم

گفتگو شروع ہوئی۔ اس گفتگو میں کچھ تیزی بھی خاکسار کی طرف سے ہوئی۔ وزیر موصوف فوراً بول اٹھا! آپکو یہ خیال نہیں کہ I am minister of Land۔ میں نے اس تیزی میں ہی اسے جواباً کہا کہ کیا آپ کو یہ خیال نہیں کہ I am minister of religion۔ تیزی اس وجہ سے ہوئی کہ لمبا عرصہ زمین کے حصول میں گزر گیا اور میونسپل کونسل دارالسلام اور متعلقہ حکام ہر پلاٹ پر کوئی نہ کوئی اعتراض کر دیتے۔ اس گفتگو سے وزیر کے رویہ میں تبدیلی ہوئی اور جب اسے اس کے دریافت کرنے پر بتایا کہ اب فلاں جگہ کا پلاٹ ہم نے دیکھا ہے اس کے متعلق منظوری کا فیصلہ کیا جائے۔ یہ پلاٹ کھنڈالہ بلڈنگ اور انجمن اسلامیہ کی عمارت کے درمیان عین شہر کے وسط میں تھا اور سامنے کھلا میدان اور میدان کی دوسری اطراف میں شہر۔ وزیر موصوف نے دارالسلام کی میونسپل کونسل سے رابطہ کیا اور انہیں تاکید سے کہا کہ یہ پلاٹ Land Office جماعت احمدیہ کو مسجد کی تعمیر کیلئے دینا چاہتی ہے۔ باوجود کئی قسم کی روکوں کے کونسل مجبور ہو گئی کہ حکوت کے وزیر کی طرف سے جو کارروائی ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی روک نہ ڈالے۔ بالاخر یہ پلاٹ جماعت کو لیز پر مل گیا۔ یہ حکومت کی زمین تھی اگرچہ Free hold نہ تھی۔ بہرحال ایک موزوں اور قیمتی پلاٹ تھا اور بہت ہی اچھے موقع پر شہر کے عین وسط میں تھا۔

پلاٹ کے حصول کے بعد مسجد کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ نقشے تیار کروائے گئے۔ ان دنوں چوہدری محمد حسین صاحب نارووال کے رہنے والے ٹھیکیدار تھے اور کریم جی فیملی کے کاروبار میں وہ تعمیرات وغیرہ کے کام جو ان کی فرم کے ہوتے ان کو انجام دیتے۔ پرائیوٹ طور پر بھی وہ تعمیرات کے ٹھیکے لیتے تھے۔ ایک دن ان کے مکان پر خاکسار اپنے ساتھ بابو فضل کریم صاحب لون صدر جماعت دارالسلام اور

مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت کو لے کر انہیں ملنے گیا۔ ان سے مسجد کی تعمیر کے بارہ میں بات چیت کی۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اگلے دن اپنے دفتر میں وہ ضروری Terms پیش کریں گے۔ ان سے پھر ملیں اور بات کریں۔ اپنی Terms میں انہوں نے یہ لکھا ہوا تھا کہ مسجد کی بنیادیں کھودی جائیں گی اور پر کی جائیں گی تو اتنی رقم جو اس نے مقرر کی تھی اسے ادا کرنی ہوگی۔ جب دیواریں تعمیر ہو جائیں گی تو مقررہ رقم ادا کرنی ہوگی۔ چھت پڑنے اور مکمل ہونے پر چھت کی اتنی رقم ہمیں ادا کرنا ہوگی۔ یہ سب Terms پڑھ کر خاکسار نے اس سے کہا۔ چوہدری صاحب اس وقت تو ہمارے پاس رقم نہیں۔ ان Terms کے مطابق تو ہم آپ کو رقم نہ دے سکیں گے۔ آپ کام شروع کر دیں جوں جوں رقم آتی جائے گی آپ کو دیتے جائیں گے۔ حیرت سے ہماری طرف دیکھنے لگا اور کہنے لگا شیخ صاحب کیسی بات کر رہے ہیں۔ ایسی باتوں سے کیا عمارتیں بنتی ہیں۔ آپ کی جماعت تو بہت امیر ہے۔ آپ ان Terms کو ہی تسلیم کریں۔ میں نے اسے کہا جماعت بے شک امیر ہے۔ اس کا اپنا نظام ہے۔ اس مسجد کے لئے اس وقت ہمارے پاس رقم نہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ جب تحریک ہوگی تو رقم آنی شروع ہو جائے گی۔ مگر اس کا اصرار کہ وہ تو ان Terms پر ہی کام کرے گا اور ہمارا اصرار کہ اس وقت ہمارے پاس رقم نہیں' وہ سمجھنے لگا کہ اس سے ہم مذاق کر رہے ہیں۔ حیرت سے ہمیں دیکھتے۔ آخر مجبور ہو کر کہنے لگا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ پنجابی ہونے کے باعث دوستوں کے اس کے ساتھ تعلقات بھی تھے۔ خاکسار کی بھی عزت کرتا تھا۔ اسے بتایا گیا کہ اگر یہ Term آپ کو منظور ہو کہ Pay able when able تو کام شروع کر دیں۔ پھر حیرت اور تعجب سے دیکھنے لگا کہ یہ احمدی حضرات کس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور سمجھنے لگا کہ

یہ سنجیدگی سے بات نہیں کہہ رہے۔ لیکن ہمارے اصرار پر اور سنجیدگی سے اس Term کو اختیار کرنے پر اسے زور دیا تو کہنے لگا! لاؤ نقشہ میں کام شروع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ڈال دیا کہ تم پیسوں سے محروم نہیں رہو گے۔

اللہ کا احسان کہ اس نے کام شروع کر دیا۔ مسجد کے پلاٹ پر وقت مقررہ پر بنیادیں کھودی گئیں۔ بنیاد رکھنے کا موقع آیا۔ حکومت کی طرف سے نگرانی کا انتظام مخفی طور پر تھا اور ہمیں ہدایت کہ بڑا فنکشن نہ کریں خاموشی سے بنیاد رکھ دیں۔ ٹبورا مسجد کے حالات کی وجہ سے حکومت کی طرف سے ہمیں یہ ہدایت ہوئی۔ یاد پڑتا ہے کہ جماعت کے ذمہ دار احباب اور اس وقت کے مبلغ جو وہاں موجود تھے غالباً مولوی عبدالکریم صاحب شرما اور مولوی جلال الدین صاحب قمر اس مسجد کی بنیاد کے وقت موجود تھے۔ دعاؤں سے خاکسار نے بنیادی اینٹ رکھ دی۔ خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت سے کسی قسم کا کوئی شاخسانہ نہ اٹھا اور نہ ہی شہر میں اور ارد گرد کے ہمسایوں میں سے کسی قسم کا کوئی شور برپا ہوا۔ مسجد تعمیر ہونی شروع ہو گئی۔ بنیادیں جب تعمیر ہو گئیں تو خدا کے فضل سے چندہ مسجد وصول ہونا شروع ہوا اور ایک معقول رقم وصول ہو گئی۔ ٹھیکیدار صاحب کو بنیادوں کے تعمیر ہو جانے پر جب اسے رقم ملی تو اس کو مزید تسلی اور اطمینان ہوا۔ اب دیواروں کی تعمیر کا کام جلد جلد ہونے لگا۔ ہر مرحلہ پر جس قدر مسجد کے عطیہ جات آتے اسے ادا کر دیتے۔ مسجد مکمل ہو گئی اور بڑا خاصا فنکشن کا انتظام مسجد کے افتتاح پر اہتمام اور پورے وقار کے ساتھ کیا گیا۔ بہت سے معززین شہر کے علاوہ کینیا کے گورنر اور دوسرے سرکردہ احباب کے مبارک باد کے پیغام موصول ہوئے۔ لوکل اخبار میں افتتاح کے فنکشن کا اچھے انداز میں ذکر ہوا۔ وللہ الحمد۔
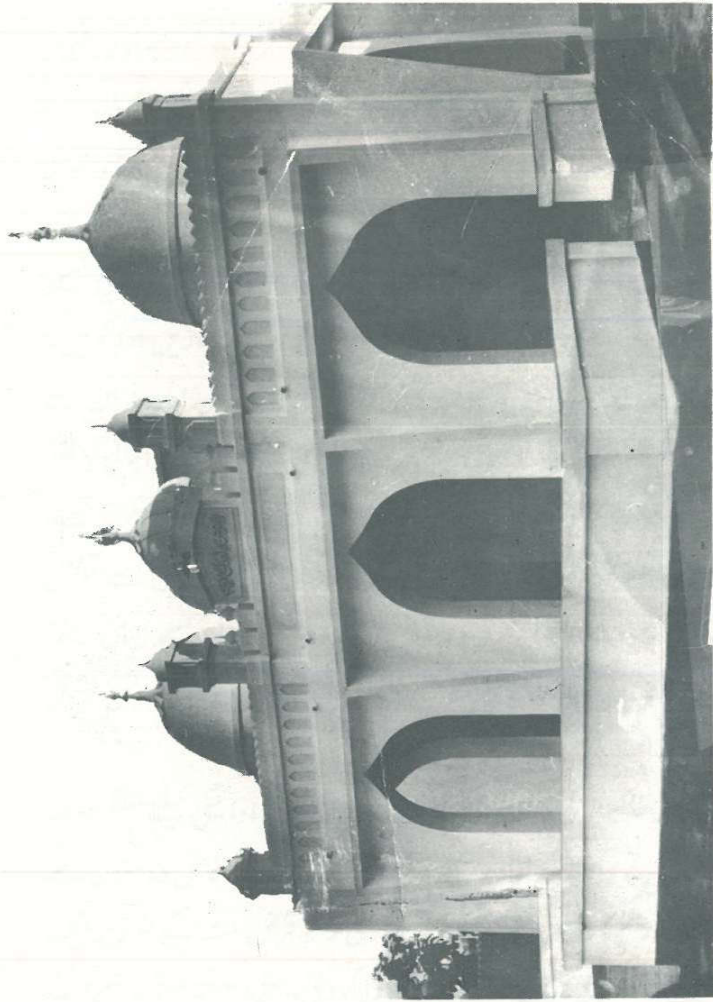
مسجد سلام ۔ دار السلام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مسجد کا نام سلام تجویز فرمایا۔ مسجد کے ساتھ دفتر کے علاوہ مبلغ کی رہائش گاہ کا بھی انتظام ہوا اور رہائش کے کمرے اور دفتر کی تعمیر کروائی۔ خاکسار دو ایک ماہ کی رخصت پر ربوہ چلا گیا۔ ۲۰ ہزار کی رقم باقی رہتی تھی جو ٹھیکیدار صاحب کو مسجد کے مکمل ہو جانے پر دینی تھی۔ اسے بعض غیر احمدی مسلمانوں نے کہا کہ احمدیوں کو چابی نہ دو جب تک تمہاری بقیہ رقم نہ مل جائے۔ خدا بھلا کرے اس نے کہا یہ مسجد کا معاملہ ہے۔ خدا کا گھر ہے۔ میں چابی نہیں روک سکتا۔ چابی دے دوں گا تا ان کا باقاعدہ افتتاح ہو اور نمازیں ادا کریں۔ میری رخصت کے ایام میں جو قائمقام مشنری انچارج تھے ٹھیکیدار نے ان سے ایک دو دفعہ رقم کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے مرکز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو لکھا کہ شیخ صاحب قرض چھوڑ گئے ہیں۔ ٹھیکیدار مجھ سے بار بار مطالبہ کرتا ہے۔ حضور نے انہیں لکھا کہ جہاں سے شیخ صاحب دیا کرتے تھے اس طریق سے تم بھی چندہ احباب جماعت سے وصول کرو اور قرض ادا کرو۔ شیخ صاحب مسجد یہاں ساتھ لے کر نہیں آئے اور وکالت تبشیر کو حکم دیا کہ شیخ صاحب کو جلد واپس مشرقی افریقہ بھجوا دیں۔

کچھ دنوں بعد خاکسار کی واپسی ہوئی۔ اب اس قرضہ کی ادائیگی کیلئے متفکر ہوا۔ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے راستہ کھولا اور سمجھ دی۔ جماعت کے چند خاص دوستوں سے قرض حسنہ مقررہ رقم کا وصول کیا۔ جب یہ ساری رقم قرض حسنہ کے طور پر ایک دو ماہ میں خاکسار کو وصول ہو گئی تو ٹھیکیدار کو ادا کر دی۔ مزید ۵۰۰ شلنگ شکرانے کے طور پر اسے ادا کئے کہ آپ نے شرافت سے ہمارے ساتھ شروع سے ہی معاملہ کیا۔ اس طرح ٹھیکیدار کو تسلی بھی ہوئی۔ ان کو رقم بھی ادا ہوئی۔ جن دوستوں سے قرض حسنہ لیا تھا ان سے وعدہ تھا کہ قرعہ کے ساتھ ہر دوست کو جن کا

نام نکلے گا پہلے اسے یہ رقم ادا کروں گا۔ چندہ اور عطیہ جات کی تحریک جماعت میں چلتی رہی۔ حتیٰ کہ یہ رقم وصول ہو گئی اور جن سے قرض لیا تھا ان کو ادا ہو گئی۔ الحمدللہ

تنزانیہ میں دوسری مسجد خیر و برکت سے تعمیر ہوئی اور خیر و برکت سے افتتاح ہوا۔ وللہ الحمد

☆......☆......☆

مساجد کیلئے زمینوں کا حصول

تنزانیہ میں ان دو مساجد کے علاوہ مورو گورو جو ایک سرسبز خوبصورت علاقہ ہے اور بعض احمدی مدت سے وہاں رہ رہے تھے حکومت سے زمین کا قطعہ لیز پر حاصل کیا۔ اسی طرح ٹانگا میں جماعت احمدیہ کے مخلص افراد رہتے تھے وہاں بھی حکومت سے ایک قطعہ زمین کا حاصل کیا۔ خدا کے فضل سے میرے اس ملک سے آجانے کے بعد ان ہر دو مقامات میں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں بلکہ مزید ڈوڈومہ میں بھی ایک شاندار مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ الحمدللہ جماعت کو یہ توفیق نصیب ہوئی۔

مورو گورو کی زمین کے بارہ میں یہ لکھنا دلچسپی کا باعث ہو گا کہ خاکسار کے اس ملک سے آجانے کے بعد آزادی کے دنوں میں اس شہر کے افریقن نے حکومت سے درخواست کی کہ احمدیوں کو مسجد کیلئے جو جگہ دی گئی ہے اس میں کسی وقت حکومت کی پارٹی Tanu کا ابتدائی جلسہ ہوا تھا۔ اس وجہ سے احمدیوں سے یہ پلاٹ واپس لے لیا جائے۔ اس شہر میں ان دنوں مکرم نذیر احمد صاحب ڈار بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس مقیم تھے۔ اسی طرح ان کے بھائی ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار بھی پریکٹس کرتے تھے۔ اپنے وقت میں ان دونوں نے جماعتی خدمات میں پورا حصہ لیا۔ میرے چھوٹے بھائی مکرم نذیر احمد صاحب شفیع بھی اس شہر میں ٹانگانیکا کاٹن کمپنی میں ملازم تھے اور مہمان نوازی اور ہر طرح احباب کی خدمت میں کشادگی کے ساتھ حصہ لیتے تھے۔ اگرچہ ان لوگوں کا نیک اثر تھا مگر افریقن اس بات پر تلے

ہوئے تھے کہ یہ پلاٹ Tanu کو واپس مل جائے۔ جب یہ معاملہ مسٹر (جولیس)
Julius Nyerere جو اس وقت ملک کے وزیر اعظم اور بعد میں صدر رہوئے
ان کے پیش کیا گیا تو انہوں نے مورو گورو کی Tanu پارٹی کی اس درخواست کو رد
کر دیا اور کہا کہ کیا وہ تمام جگہیں جہاں کہیں Tanu کی میٹنگز ہوئی ہیں مختلف
اداروں سے واپس لے لی جائیں گی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ پلاٹ احمدیوں کے پاس
ہی رہے گا۔ الحمد للہ کہ حکومت کے صدر کو منصفانہ اور جرات مندانہ فیصلہ کی
توفیق ملی۔ اب یہاں بھی مسجد تعمیر ہو چکی ہے جو میرے آنے کے بعد وہاں کی
جماعت اور مبلغین سلسلہ کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔

کینیا میں مساجد

چونکہ ان سطور میں مساجد کا ذکر ہو رہا ہے اب کینیا کالونی میں ان دنوں جو
مساجد تعمیر ہوئیں ان کا اختصار سے ذکر کر دیتا ہوں۔ نیروبی میں خاکسار کے اس
ملک میں آنے سے پہلے فورٹ ہال روڈ پر مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔ بہت خوبصورت
اور پائیدار مسجد تھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں مکرم محمد حسین صاحب بٹ اور مکرم ملک
احمد حسین صاحب اور دوسرے دوستوں نے خاص طور پر کوشش کی۔ خاکسار کے
زمانہ میں نیروبی میں مشن ہاؤس جو مسجد کے عقب میں تعمیر ہوا، ریلوے کی فیکٹری
سے ضروری سامان ریلوے کی ڈسٹرکٹ انجینئر سے اجازت کے بعد Precast
سیمنٹ کے بلاک لئے گئے اور مکان تعمیر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک خاص عرض و
طول کا کمرہ مکرم محمد اکرم خان صاحب غوری نے جو ان دنوں ٹھیکیداری کرتے تھے
بنوا کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ کمرہ دفتر کے طور پر آج تک استعمال ہو رہا
ہے۔

ممباسہ جو سمندر کے کنارے ایک معروف اور پرانا شہر ہے۔ یہاں کی مسجد کیلئے
محترمہ بیگم صاحبہ سید معراج الدین صاحب نے رقم دی اور یہ رقم مسجد کی تعمیر کے
سلسلہ میں خرچ ہوئی۔ پلاٹ مسجد کا جماعت نے خرید کیا جس پر مسجد بہت اچھے
انداز میں تعمیر ہوئی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

بوجہ بندرگاہ ہونے کے آنے جانے والے مہمانوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔
خاکسار کے قیام کے دنوں میں مسجد کے ساتھ ایک مہمان خانہ کی عمارت بنوا دی
گئی۔ اس عمارت کا خرچ میسرز فقیر محمد خان لال خان اینڈ سنز آف نیروبی نے ادا
کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اس جگہ کی مسجد کی تعمیر میں لوکل جماعت
بالخصوص مرحوم و مغفور بابو محمد عالم صاحب اور ان کے بچوں نے گراں قدر حصہ
لیا۔

کینیا میں دوسری مسجد کسموں میں بنی۔ یہ شہر جھیل وکٹوریہ کی بندرگاہ ہے۔
خاصا آباد ہے۔ ایشین کی خاصی آبادی بھی ہے۔ ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ حضرت
قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی جن دنوں یہاں کے پریذیڈنٹ تھے ان کے قیام کے
دوران مسجد کے لئے پلاٹ کے حصول کی حکومت سے کوشش کی گئی۔ بعض غیر
مسلم دوستوں نے بھی امداد کی زمین کے حصول کے بارہ میں، بالخصوص ڈاکٹر سود
صاحب جو ایک ہندو ڈاکٹر اور شریف النفس شہری تھے اور نسبتاً آزاد منش۔ مقامی
میونسپل کونسل کے ممبر تھے ان کی امداد بھی پلاٹ کے حصول میں ملتی رہی۔ شہر کے
ایک خاص علاقہ میں سڑک کے ایک طرف جماعت کو پلاٹ مل گیا۔ مکرم حبیب اللہ
صاحب جسوال ان دنوں وہاں کی میونسپلٹی میں ملازم تھے۔ انہوں نے نقشہ وغیرہ
بنایا اور مولوی عنایت اللہ خلیل صاحب جو ان دنوں وہاں مبلغ تھے خاکسار کے
عرصہ قیام مشرقی افریقہ میں انہوں نے یوگنڈا اور ملحقہ علاقوں کے احباب سے اس

مسجد کسموں

مسجد کے لئے کسی قدر چندہ بھی وصول کیا۔ کسی کام کے سلسلہ میں خاکسار ان دنوں ٹبوراسے کسموں کے راستہ نیروبی جارہا تھا۔ احباب کو مزید تاکید کی کہ مسجد کی تعمیر کیلئے کوشش کریں۔ خاکسار نے اس وقت بنیادوں کی کھدوائی کیلئے ایک سو شلنگ بھی دیا۔ زمین مورم قسم کی تھی یعنی پتھریلی۔ بنیادیں زیادہ گہری کھودنے کی ضرورت نہ تھی چھ آٹھ انچ گہرائی کی بنیادیں کافی تھیں۔ مسجد کا نقشہ بھی ایسا تھا کہ گویا چارخانہ عمارت ہے۔ بہت بڑا کمرہ بھی نہیں۔ جسوال صاحب اور احباب کہنے لگے کہ صرف بنیادیں کھودنی ہی مناسب نہیں۔ افریقن ان میں آکر گند پھینکیں گے۔ میں انہیں یہ کہتا رہا یہ گند انشاء اللہ کھاد کا کام دے گا آپ بنیادیں تو کھدوا لیں۔ اس عرصہ میں کچھ دنوں بعد مکرم محمد اکرم خان صاحب غوری کو کسموں میں مکانوں کے بنانے کا ٹھیکہ ملا۔ انہوں نے کہا کہ مسجد جو نقشہ کے مطابق ہے وہ بنوا دیں گے۔ بہت بڑی مسجد بھی نہ تھی۔ اس کے ساتھ مشن ہاؤس جماعت چندہ سے بنوا لے۔ بفضل خدا اس طرح یہ مسجد بن گئی اور مشن ہاؤس مبلغ کے قیام کیلئے بھی عطیہ جات سے بن گیا۔ مسجد کسموں کا فوٹو پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزاء خیر دے جنہوں نے ان نیک کاموں میں حصہ لیا۔

یوگنڈا میں مساجد کے کوائف

مشرقی افریقہ کا تیسرا اہم ملک یوگنڈا ہے۔ بہت سرسبز ملک ہے اور امیر ملک ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے مساجد کے حصول کیلئے اولاً زمین حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ کمپالہ میں اسماعیلی جماعت خانہ کے سامنے ایک پلاٹ حاصل کیا گیا۔ بعد میں یہ پلاٹ فروخت کرنا پڑا۔ اس کی اچھی قیمت وصول ہوئی۔ جماعت نے یہ رقم ریزرو رکھی۔ ازاں بعد کسی دوسری زمین کے حصول کی

کوشش کی گئی۔ بسیار کوشش اور جدوجہد کے بعد Bombo سڑک کے بائیں طرف ایک پارک تھا اور گرین۔ خوش قسمتی سے اس پارک میں جماعت کو پلاٹ دیا گیا۔ اس کے اوپر جو سڑک گزر رہی تھی اس کے دائیں طرف میکریرے کالج تھا بعد میں یونیورسٹی بن گئی تھی۔

دوسرا پلاٹ مسجد جنجہ کیلئے حاصل کیا گیا۔ خاصا بڑا پلاٹ ہے جو دریائے نیل کے کنارہ کے شہر میں یہ پلاٹ ہے۔ تیسرا پلاٹ مساکا میں حاصل کیا گیا۔ حکومت سے یہ پلاٹ لیز پر وہاں کے قواعد کے مطابق حاصل کئے گئے۔

سب سے پہلے کمپالہ مسجد کے نقشے بنوائے گئے دو منزلہ۔ اس کی بنیادیں کھدوائی گئیں۔ محترم حکیم محمد ابراہیم صاحب ان دنوں وہاں مبلغ تھے۔ خاکسار کے ساتھ مل کر ہر کوشش میں وہ ممد رہے۔ بہت کام کے آدمی تھے۔ جب بنیادیں کھودی جا چکیں جو کافی گہری تھیں تو ان کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ خاکسار نے دوستوں کے ہمراہ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ان دنوں مکرم ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب جماعت کے صدر تھے۔ مکرم عبدالرشید صاحب اور بعض افریقن دوست بھی دعا میں شامل تھے۔ بعد میں یہ مسجد محترم ڈاکٹر لعل دین صاحب کی روزمرہ کی جدوجہد سے تکمیل کو پہنچی۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا۔ حضرت چوہدری صاحب کے کمپالہ تشریف لانے پر جب کہ وہ UNO کے صدر تھے۔ گورنر نے اپنے پاس انہیں ٹھہرانے کا انتظام کیا مگر چوہدری صاحب نے کہا کہ کمپالہ میں میرے ایک بھائی رہتے ہیں ان کے ہاں میرا قیام ہوگا۔ شہر کی میونسپلٹی نے اور دوسرے معززین نے بھی حضرت چوہدری صاحب کا خیر مقدم کیا۔ افتتاح تزک واحتشام سے ہوا۔

حضرت چوہدری صاحب "تحدیث نعمت" میں تحریر فرماتے ہیں:-

جنجہ میں احمدیہ مسجد

"کمپالہ میں مسجد احمدیہ کے افتتاح کی سعادت"

"بلدیہ کی استقبالی تقریب کے بعد میں کمپالہ واپس لوٹا۔ یہ سڑک بھی نہایت اچھی حالت میں ہے۔ جائے قیام پر وضو کر کے مسجد احمدیہ میں حاضر ہوا۔ یہ مسجد بھی شہر کی آبادی کے اندر ہی ایک ممتاز مرتفع مقام پر واقع ہے۔ عمارت پاکیزہ' صاف ستھری' ہوادار اور خوشنما ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں یوگنڈا کی جماعت احمدیہ نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر حصہ لیا لیکن اخراجات مہیا کرنے اور دیگر متعلقہ مساعی میں سب سے بڑھ کر اور نمایاں حصہ ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب نے لیا۔ فجزاہ اللہ فی الدارین خیراً۔ مسجد کی تکمیل میرے کمپالہ جانے کے تھوڑا عرصہ پہلے ہوئی تھی۔ مسجد کے افتتاح کی سعادت اللہ تعالیٰ کے کمال فضل اور ذرہ نوازی سے مجھے حاصل ہوئی۔ وللہ الحمد۔ آخر اکتوبر ۱۹۶۷ء میں بھی مجھے جمعہ کا دن کمپالہ میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ درمیانی عرصہ میں مسجد سے ملحق نئے کمرے تیار کر کے ایک سکول بھی شروع کر دیا گیا تھا جو بفضل اللہ کامیابی سے چل رہا تھا۔ طلباء کی تعداد عمارت کی توسیع کی متقاضی تھی۔"

(تحدیث نعمت صفحہ ۶۸۷ طبع دوم دسمبر ۱۹۸۲ء)

یوگنڈا میں مساجد کے سلسلہ میں ایک خاص بات کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے۔
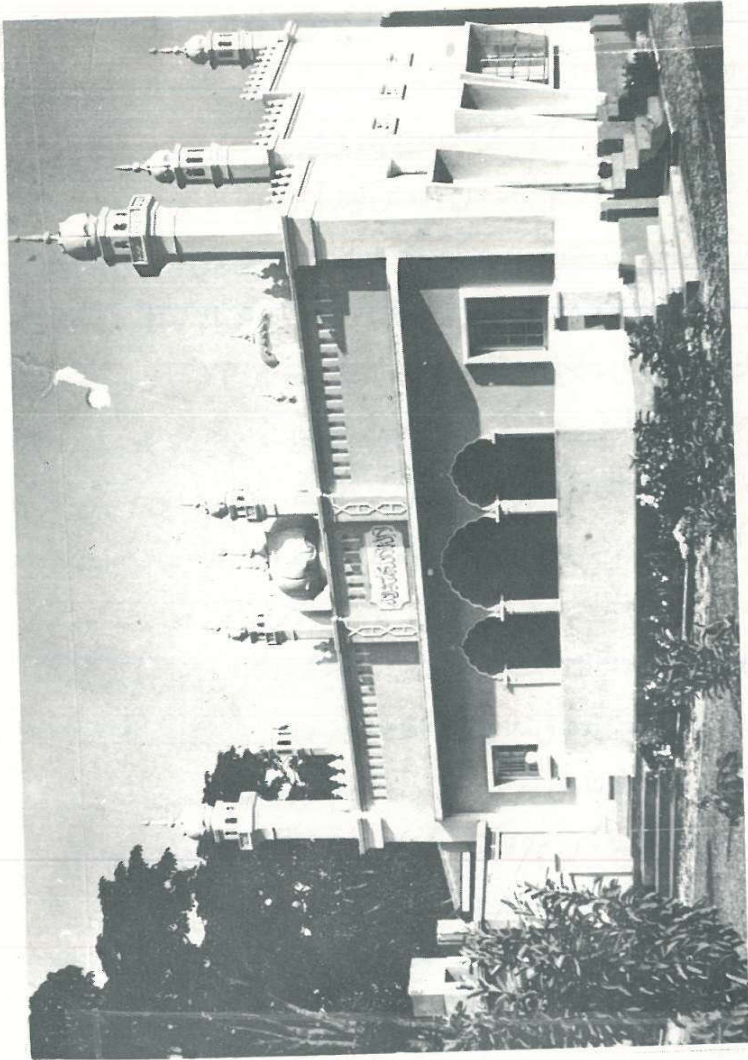
بفضل خدا اس عاجز کی سعی کو اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ کینیا اور تنزانیہ میں مساجد' عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں کیلئے جو زمینیں دی جاتی ہیں ان کی سالانہ لیز معمولی ہوتی ہے۔ ہر ادارہ کے حالات کے مطابق کبھی ایک شلنگ اور کبھی پانچ شلنگ مگر یوگنڈا میں اس کے برعکس ان اداروں کو کمرشل نرخ پر زمینیں دی جاتی تھیں۔ خاکسار نے لگاتار لمبا عرصہ اس بارہ میں لینڈ آفس اور حکومتی اداروں اور سرکردہ ممبران کونسل سے مل کر کوشش کی مگر کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ مکرم جعفر صاحب ایک بوہرہ تاجر کمپالہ میں تھے اور وہ گورنر کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ ان سے بات کی۔ کینیا اور تنزانیہ کے حالات سے انہیں آگاہ کیا کہ ان ملکوں کی حکومتوں کا کیا طریق ہے۔ مگر وہ اس معاملہ کو اٹھانے پر تیار نہ ہوئے اور حکومت سے بات کرنے سے گھبراہٹ محسوس کرنے لگے۔ عاجز نے اپنی کوشش کو جاری رکھا۔ دعا کرتا رہا۔ خدا کا کرنا ہوا کہ کچھ عرصہ کیلئے گورنر صاحب رخصت پر گئے اور ان کے چیف سیکرٹری ان کی جگہ قائمقام گورنر مقرر ہوئے۔ ٹبورا (تنزانیہ) سے ہمارے ایک واقف اور دوست مسٹر پیٹرک ولیم ان دنوں کمپالہ کسی کام سے آئے ان سے بات کی۔ ان کا قائمقام گورنر صاحب سے ذاتی تعلق اور رابطہ تھا۔ انہوں نے ہماری درخواست پر قائمقام گورنر صاحب سے قدرے تفصیل سے بات کی۔ جس پر قائمقام گورنر صاحب نے ایگزیکٹو میں ہماری درخواست پیش کی۔ خاکسار نے اپنے خطوط میں تنزانیہ اور کینیا کی حکومتوں کے طریق کار کا ذکر کیا ہوا تھا کہ وہ مذہبی اور تعلیمی اداروں کو جو زمین دیتے ہیں ایک لحاظ سے یہ ادارے حکومت کے شہریوں کو پرامن رکھنے اور مہذب بنانے میں امداد دیتے ہیں۔ وہ ان زمینوں پر کمرشل نرخ پر لیز (Lease) نہیں وصول کرتیں بلکہ معمولی لیز چارج کرتی ہیں ایک شلنگ یا پانچ شلنگ۔ یوگنڈا کی حکومت کو بھی

ان اداروں سے معمولی لیز وصول کرنی چاہئے۔ انجام کار حکومت یوگنڈا نے خاکسار کی درخواست کو منظور فرمالیا اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ سے مذہبی اداروں اور تعلیمی اداروں کو جو زمینیں دی جائیں گی ان کی لیز معمولی ہوگی نہ کہ کمرشل طریق پر۔

یوگنڈا میں دوسری مسجد خاکسار کے عرصہ قیام مشرقی افریقہ میں جنجہ میں تعمیر ہوئی۔ جنجہ دریائے نیل کے کنارے آباد ہے۔ رپن فالز اور Moon Mountains کی وادی میں ہے۔ بھائی محمد حسین صاحب آرمراس جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ ان کی صدارت کے دنوں میں ان کی دن رات کی محنت سے یہاں کی مسجد بفضل خدا احباب جماعت کے چندوں سے تعمیر ہوئی۔ مکرم حافظ بشیر الدین صاحب ان دنوں یہاں مبلغ تھے۔ جماعت کے افراد اور مقامی مبلغ اس جدوجہد میں بہت مدد رہے۔ اس کا سنگ بنیاد اور افتتاح خاکسار نے ہی کیا۔ بھائی محمد حسین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے استصواب بذریعہ تار کیا کہ اس کا افتتاح کس سے کرایا جائے۔ حضور نے فرمایا شیخ مبارک احمد سے۔ بھائی محمد حسین صاحب اور ان کے بچوں کا خاکسار سے جماعتی کاموں میں بہت تعاون رہا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

مساکا میں خاکسار کے اس ملک سے واپس آجانے کے بعد مکرم جناب ڈاکٹر احمد دین صاحب کے ذریعہ مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اپنے طور پر وہ جماعتی مساعی کے لئے کوشاں رہے۔ تبلیغ کا جوش بھی رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی امۃ السلام صاحبہ نے مجھے ایک دفعہ لکھا کہ ڈاکٹر صاحب (ان کے والد) خاکسار کے بعض کاموں سے بہت خوش تھے اور سراہتے تھے۔

کمپالہ شہر کا ذکر کمپالہ شہر میں خوبصورت بلند و عالی شان مناروں والی یہ

مسجد جس کا فوٹو آپ دیکھ رہے ہیں اس مسجد کی بنیاد اس عاجز عاصی کو رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب خاکسار مشرقی افریقہ میں خدمت اسلام کے فریضہ کی انجام دہی کیلئے مامور تھا۔ اس تصویر کو جب بھی دیکھتا ہوں اس مسجد اور کمپالہ کے بارہ میں کئی خوشگوار یادیں بار بار ذہن میں مستحضر ہوتی ہیں اور قلمبند کرنے کے لئے محرک ہوتی ہیں۔ کمپالہ شہر یوگنڈا کا دارالخلافہ ہے اور یوگنڈا کا خوبصورت شہر ہے۔ سات پہاڑیوں پر آباد ہے۔ رات کو جب بجلی کی روشنیاں چمکتی ہیں تو یہ شہر بہت بھلا اور سہانا معلوم ہوتا ہے اور دلکش منظر پیش کرتا ہے۔ اس شہر کی کل آبادی ساڑھے چار پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ افریقن اس ملک کے اصل باشندوں جو خوبصورت لمبے لمبے چوغے پہنے نظر آتے ہیں کے علاوہ ایشین اور یورپین بھی اپنے کاروبار کے سلسلہ میں رواں دواں نظر آتے ہیں۔ پہاڑیوں پر خوبصورت کوٹھیاں اور مکانات سے اس شہر کی عظمت نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ شہر بھی سرسبز ہے۔ سارا یوگنڈا ہی بے حد سرسبز ہے۔ کافی، روئی، چائے خاص یوگنڈا کی پیداوار ہے۔ پھلوں میں چھوٹے بڑے سائز کے اناناس نہایت شیریں، کیلا مختلف رنگوں اور اقسام کا اور آم بکثرت باشندوں کو بافراط نصیب ہیں۔

عیدی امین کے زمانہ میں اس ملک کی ہر قسم کی زرخیزی بالخصوص اقتصادی زرخیزی کو بے حد نقصان پہنچا۔ اس کی نحوست سے ملک کو کئی قسم کے صدمے برداشت کرنے پڑے۔ تمام غیر ملکی تاجر اور کاروباری طبقہ بالخصوص ایشین کا جم غفیر اس ملک کو اپنی جائیدادوں سے محروم ہو کر خیرباد کہنا پڑا۔ کئی قسم کی فیکٹریاں ان کے چلے جانے کے باعث بند ہو گئیں۔ کئی سال تک اس ملک کا افسوس ناک حشر رہا۔ اب نئی حکومت نے ملک کو بہتری کی راہ پر پوری توجہ اور فکر مندی سے

چالو کر دیا ہے۔ غیر ملکی لوگ جو ملک چھوڑ گئے تھے حکومت نے انہیں واپس آنے کی خاص ترغیب و تحریص دی ہے۔ کئی قسم کی مراعات دینے کا اعلان کیا ہے۔ ٹیکسوں میں رعایت مزید برآں۔ فیکٹریاں پھر سے شروع ہو رہی ہیں اور کئی جاری ہو چکی ہیں۔ ہزار ہا لوگوں کو جو بے کار پھر رہے تھے کام مل گئے ہیں اور خوشحالی کا روشن چہرہ نمودار ہو رہا ہے۔ اخبارات میں اس کی تجارتی' زراعتی اور اقتصادی بہتری کے چرچے ہو رہے ہیں۔ بہت سے غیر ملکی' ہندوستانی اور پاکستانی جو ملک چھوڑ گئے تھے حکومت کی طرف سے امن و امان کی ضمانت کے وعدہ پر واپس آ رہے ہیں۔ ان کی جائیدادیں اور مکانات انہیں واپس کئے جا رہے ہیں۔ اس خوشگوار تبدیلی پر ملک کی موجودہ حکومت کی حوصلہ افزائی یورپ و امریکہ کی حکومتوں اور سرمایہ کاروں کی طرف سے بھی کی جا رہی ہے۔

کمپالہ جو یوگنڈا کا اہم شہر ہے اور تجارتی و اقتصادی مرکز ہے۔ خاکسار کو پہلی دفعہ فروری ۱۹۳۵ء میں اس شہر میں جانے کا موقع ملا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کی خصوصی تبلیغی جدوجہد کے سلسلہ میں ہندوستان سے غیر احمدی مولوی یہاں آکر جماعت کے خلاف معاندانہ تحریکات پوری سرگرمی سے چلا رہے تھے۔ حق و صداقت کے اظہار کے لئے اور اپنے دفاع کے لئے یوگنڈا جانا ضروری ہوا۔ نیروبی سے بذریعہ ٹرین یہ سفر ہوا۔ یوگنڈا کی سرحد پر پہلا سٹیشن ریلوے کا Tororo آتا ہے۔ جب ٹرین یہاں پہنچی تو مکرم عبدالحی صاحب بٹ جو ان دنوں جنجہ شہر میں افریقن مرکنٹائل کمپنی میں ملازم تھے خاکسار کو اور اسی ٹرین سے مکرم سید عبدالشکور شاہ صاحب جو شادی کر کے سیالکوٹ سے آ رہے تھے مع اپنی بیگم محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ جو حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کی دختر تھیں کو بھی اپنی کار میں لے کر جنجہ گئے۔ شاہ صاحب گورنمنٹ سکول میں ٹیچر تھے۔ جنجہ یوگنڈا کا دوسرا

خاص شہر ہے۔ جنجہ میں ان دنوں مکرم ڈاکٹر فضل دین صاحب مرحوم و مغفور وٹنری افسر تھے اور جماعت یوگنڈا کے امیر۔ ان سے ملاقات ہوئی اور پھر وہاں سے کمپالہ روانہ ہوئے جو تیس پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جنجہ سے کمپالہ جاتے ہوئے راستہ میں Rippon falls آتے ہیں۔ ان آبشاروں کا ریلا دریائے نیل بن کر اگلا سفر جاری رکھتا ہے۔ اس کے ارد گرد جو پہاڑیاں ہیں وہ Moon Mountains کہلاتی ہیں۔ پل گزر کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد کمپالہ شہر کی پہاڑیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ بالخصوص دو بلند و بالا چرچ دکھائی دیتے ہیں جو کمپالہ کے مختلف اطراف کی دو پہاڑیوں پر تعمیر ہیں۔ ایک رومن کیتھولک کا چرچ ہے Rubaga اور دوسری پہاڑی پر پروٹسٹنٹ کا چرچ ہے Nimerembe۔ ہر دو چرچ اپنی بلندی اور عمارت کی وسعت کے باعث لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ یہ دونوں چرچ شہر کمپالہ کے عقب میں واقع ہیں۔ شہر کے شروع کے حصہ میں بھی ایک پہاڑی ہے۔ خاصی اونچی جسے Kibuli کہا جاتا ہے۔

خاکسار کو پہلی دفعہ اس شہر میں داخل ہوتے ہوئے اور بعد میں متعدد مرتبہ جب بھی اس شہر میں جانے کا موقع ملا تو دعا کی توفیق نصیب ہوئی کہ خدا کرے Kibuli کی پہاڑی جو خالی پڑی ہے اس پر خدائے واحد کی پرستش اور عبادت کیلئے مسجد بن جائے۔ ہر بار اس شہر میں داخل ہوتے ہوئے یہی عاجز کی کیفیت ہوتی رہی اور دعا کی طرف توجہ۔ الحمدللہ کہ عاجز کی یہ دعا قبول ہوئی۔ پہاڑی ایک مسلمان شہزادہ بگنڈا کی تھی جن کا نام پرنس بدرو ہے۔ انہیں کئی مسلمان اداروں کی خاص مدد سے یہاں مسجد بنانے کی توفیق مل گئی۔ کمپالہ شہر میں یہ مسجد بھی اب ایک قابل دید مسجد بن گئی ہے اور بہت شوق سے سیاح دیکھنے آتے ہیں اور عام

مسلمان افریقن باشندوں کی بالخصوص ایک مرکزی عبادت گاہ بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے توفیق ملی اور کمپالہ شہر کے عین وسط میں ایک خوبصورت اور عمدہ موقع اور اچھے ماحول کے علاقہ میں مسجد بنانے کی سعادت نصیب ہوئی جس کی تصویر آپ نے گذشتہ صفحات میں دیکھی۔

☆......☆......☆

ٹبورا میں دیگر متفرق مساعی

ٹبورا کے قیام میں معلوم ہوا کہ گورنمنٹ سکنڈری سکول میں حکومت کی طرف سے مذہبی مشنریوں کو اجازت ہے کہ وہ ہفتہ میں دو دن سکول میں آکر اپنے اپنے مذاہب کے لڑکوں کو مذہبی اور اخلاقی تعلیم دیں۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے مشنریوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ خاکسار اس سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر پیٹرک ولیم سے ملا۔ انہوں نے بتایا کہ باوجود بار بار کی کوشش کے کوئی مسلمان معلم سکول میں بغیر تنخواہ کے مسلمان لڑکوں کو مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینے کے لئے نہیں آتا اور حکومت اس غرض کے لئے مذہبی استادوں یا مشنریوں کو جو سکول میں ہفتہ میں دو دفعہ آکر تعلیم دیتے ہیں کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیتی۔ خاکسار نے ہیڈ ماسٹر موصوف سے کہا کہ بغیر تنخواہ یا معاوضہ کے سکول میں آنے کی مجھے اجازت دی جائے میں ہر ہفتہ دو دن کیلئے مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے اسلامی تعلیم کی روشنی میں مسلمان طالب علموں کو آگاہ کیا کروں گا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے مجھے اجازت دے دی۔ ہر جمعہ کے دن بعد سہ پہر اور منگل کے دن بعد سہ پہر وقت مقرر ہو گیا۔ سکول کے ایک کمرہ کو مسلمان طلباء کے لئے اس غرض کیلئے ریزرو کر دیا گیا۔ پوری تیاری کر کے اسلام کے مختلف مسائل پر علمی انداز میں خاکسار نے مسلمان طلباء میں لیکچر دینے شروع کر دیئے۔ مسلمان طلباء کے علاوہ عیسائی طلباء بھی کسی قدر شوق سے آنے لگے۔ جتنا عرصہ خاکسار کا ٹبورا میں قیام رہا باقاعدگی سے اس سکول میں وقت مقررہ پر جاتا رہا۔ بعض طلباء سوال بھی کرتے ان کے

مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ کی مسٹر جولیس نیریرے سے ملاقات۔
ان کی خدمت میں قرآن کریم اور کتب کا تحفہ۔اس گفتگو میں خاکسار کے متعلق خاص انداز میں ذکر۔

جوابات قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں دیتا۔ سکول کے طلباء اور سٹاف میں لیکچروں کی دھوم مچ گئی۔ شہر کے غیر احمدی معلموں نے اب ان لڑکوں سے مختلف اوقات میں ملنا شروع کیا اور ہمارے خلاف غلط ملط باتیں بتا کر انہیں خاکسار کی کلاس میں آنے سے روکنے کی کوشش کی۔ مگر انجام کار طالب علم خاکسار کی کلاس میں کچھ دنوں کے ناغہ کے بعد پھر آنے لگے اور غیر احمدی معلم اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ خاکسار انگریزی اور سواحیلی زبان میں یہ لیکچر دیتا۔ عیسائی طالب علموں کے اسلام کے خلاف اعتراضات کے مدلل جوابات سن کر مسلمان طلباء خوش ہوتے۔ انجیل اور بائیبل سے جب حوالے پیش کرتا تو مسلمان طلباء کی مزید تسلی ہوتی۔ یہ سیکنڈری سکول تھا۔ ذہین طالبعلم خاص طور پر چیفس کے لڑکے پرائمری کی تعلیم سے فراغت کے بعد ملک کے مختلف حصوں سے اس سکول میں سیکنڈری تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوتے۔ امری عبیدی صاحب بھی گگومہ کے علاقہ سے پرائمری پاس کرنے کے بعد اس سکول میں آکر داخل ہوئے۔ خاکسار کی کلاس میں مسلمان طالب علموں کی طرح یہ بھی شریک ہوئے۔ لیکن پھر مخالف کے زیر اثر کچھ دنوں کے لئے آنا ترک کر دیا مخالفت کے زیر اثر۔ مگر انجام کار مخالفانہ دائمی اثر سے محفوظ رہے۔ پھر کلاس میں آنا شروع کر دیا اور اس وقت تک باقاعدگی سے خاکسار کی کلاس Attend کرتے رہے جب تک کہ سکول کی آخری کلاس سے فارغ نہ ہوئے۔ جب بھی سوال کرتے اس کا جواب غور سے سنتے اور ذہن نشین کرتے۔ خاکسار کی اس کلاس میں آدم ساپی جوارنگا کے چیف کے بیٹے بھی تھے جو آزادی کے بعد تنزانیہ پارلیمنٹ کے صدر رہے۔ باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ بہت گہرا اثر ان پر تھا۔ کبھی کبھی مسٹر جولیس نیریرے جو امری صاحب اور ساپی صاحب کے کلاس فیلو تھے وہ بھی خاکسار کی کلاس میں آجاتے۔ وہ

بھی متاثر تھے۔ جن دنوں مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ تنزانیہ کے مشنری انچارج تھے وہ کچھ دوستوں کے ساتھ نیریرے صاحب کو ملنے گئے۔ انہیں جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا۔ خاکسار کے بارہ میں خاص طور پر دریافت کیا اور بتایا کہ جن دنوں وہ سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے رخصتوں کے ایام میں وہ اپنے گاؤں جو مسوما کے قریب واقع ہے جا رہے تھے۔ ٹبورا سے موانزا تک ریل کا سفر تھا۔ ٹبورا سٹیشن سے جس کمپارٹمنٹ میں وہ سفر کر رہے تھے حسن اتفاق سے شیخ مبارک صاحب بھی تھے۔ ساری رات ٹرین میں مجھے تبلیغ کرتے رہے اور سوال و جواب میں انہوں نے میرا منہ بند کر دیا۔ انہیں ملنے کا بعد میں بھی موقع ملتا رہا۔ مکرم چیمہ صاحب نے حضور کی خدمت میں یہ سب لکھ بھیجا۔ جس پر حضور نے خاکسار کو لندن سے لکھا کہ نیریرے صاحب نے بہت اچھے انداز میں آپ کا بھی ذکر کیا ہے اسے آپ خط لکھیں۔ چنانچہ خاکسار نے اسے حضور کے ارشاد پر خط بھی لکھا اور اس کی یاد پر شکریہ ادا کیا۔ ایک دفعہ یہ بھی انہوں نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہوا تو احمدی مسلمان ہوں گا۔

گورنمنٹ سکول کے اساتذہ بالخصوص افریقن اساتذہ سے خاکسار کا بہت گہرا تعلق پیدا ہو گیا۔ سٹاف روم میں باہمی مجالس سے ہماری آپس کی موانست نے تبلیغی جدوجہد میں بہت فائدہ ان اساتذہ نے پہنچایا۔ خاکسار کے علمی انداز کے لیکچروں سے مسلمان اور عیسائی طالب علم جو بھی شامل ہوتے بہت متاثر ہوتے۔ کلاس لینے کے علاوہ بعض طالب علم خاکسار کے پاس اتوار کے دن مشن ہاؤس میں بھی ملنے آ جاتے۔ امری صاحب بھی باقاعدگی سے آتے رہے۔ انہیں انگریزی میں جماعتی لٹریچر پڑھنے کیلئے دیتا رہا۔ جماعتی مسائل پر گفتگو اور بحث تمحیص بھی ہوتی رہی۔ خدا کے فضل سے انہوں نے سکول کے ایام میں جماعت کے لٹریچر کا کافی

مطالعہ کر لیا تھا۔ جب وہ آخری کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے تھے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح کا سواحیلی ترجمہ جو خاکسار نے کیا کا مسودہ انہیں دیا اور کہا کہ آپ اس مسودہ کو غور سے پڑھیں اور زبان کے علاوہ ضروری اصلاح کریں۔ مقصد اصل میں یہ تھا کہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کے پڑھنے کا موقع مل جائے۔ خاکسار نے کئی ترجمے سواحیلی زبان میں جو کئے انہیں اس طریق سے دیتا رہا تا وہ احمدیہ لٹریچر اور جماعتی مسائل سے پورے طور پر واقف ہو جائیں۔ کشتی نوح کا مسودہ پڑھنے کے بعد انہوں نے خاص اثر لیا اور احمدیت قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

(رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان
سال ۱۹۳۶ء۔۷ ۱۹۳ء صفحہ ۱۰۲)

خدا تعالیٰ نے اس سکول سے علاوہ امری صاحب کے اور بھی سمجھدار نوجوان طلباء کو جو خاکسار کی کلاس میں باقاعدہ شامل ہوتے احمدیت قبول کرنے کی انہیں سعادت ملی۔ جمعان عبداللہ آزادی کے بعد ٹانگا شہر و صوبہ کے پراونشل کمشنر مقرر ہوئے۔ امری کیامبا بکوبا کا طالب علم تھا۔ آزادی کے بعد انہیں امیگریشن آفیسر مقرر کیا گیا۔ یہ دونوں بہت مخلص احمدی رہے۔ کچھ اور طالب علم بھی فراغت کے بعد اپنے اپنے علاقہ میں یہاں سکول کے تعلق سے متاثر ہو کر گئے اور جماعت سے کسی نہ کسی رنگ میں تعلق رکھا۔ وللہ الحمد

☆......☆......☆

قیدیوں سے رابطہ

علاوہ سکول میں مذہبی تعلیم دینے کے ان دنوں ٹبورا کی سنٹرل جیل میں قیدیوں میں بھی ہفتہ میں ایک دن ہر اتوار کو اخلاقی اور مذہبی تعلیم دینے کی حکومت کی طرف سے اجازت تھی اور افسران جیل نہایت اہتمام اور انتظام سے اس کا انتظام کرتے۔ خاکسار نے اپنے قیام ٹبورا میں خوب خوب اس طریق سے بھی فائدہ اٹھایا۔ علاوہ افریقن قیدیوں کے جن کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرنے کا موقع ملتا۔ مسلمان قیدیوں کو نیکی اور اخلاقی زندگی گزارنے کی تلقین کرتا۔ کچھ ایشین بھی قید میں تھے۔ خاص شوق سے جیل میں مجھ سے ملتے اور باتیں کرنے کا موقع انہیں ملتا۔ وہ Relax ہوتے۔ تین ایشین ایسے تھے جو ایک ہی جرم میں اکٹھے سزا کے بعد قید ہوئے۔ ان میں سے ایک سنی' ایک اسماعیلی اور ایک ہندو تھا۔ ان کے نام یہ تھے۔ عبدالغنی' بندے علی' اور ویرجی۔ کئی ماہ بلکہ سال سے بھی زائد ان تینوں سے بالخصوص رابطہ رہا اور میرے پاس جیل کے وقت میں ضرور آتے اور تلقین کے دوران شامل ہوتے۔ تدریجاً انہیں احمدیت سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ خوب یاد ہے جب سلور جوبلی جماعت کی ہوئی تو انہوں نے بھی کچھ چندہ اس غرض کیلئے دیا۔ جتنا عرصہ جیل میں رہے سلسلہ کی کتب انگریزی اور گجراتی زبان میں پڑھتے رہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ عبدالغنی اور بندے علی تو احمدی ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد رہا ہوئے۔ ویرجی اسلام سے بہت متاثر ہوا لیکن ہندو ہی رہا۔ جنوبی تنزانیہ میں لنڈی کے مقام پر جا کر آباد ہو گیا۔ بندے علی اسماعیلی تھا۔ اسماعیلیوں کے ساتھ رشتہ

داری کے تعلقات کا پریشر تھا اس پر۔ ان کے اندر رہنے اور ملنے جلنے سے احمدیت
کو برداشت نہ کر سکا۔ لیکن عبدالغنی پہلے ٹبورا میں ہی رہا۔ رہا ہونے کے بعد بازار
میں دوکان کھول لی جس کا ذکر ٹبورا مسجد کی تاریخ میں کر چکا ہوں۔ ہمارے ساتھ
ٹبورا میں رہنے کے باعث احمدیت سے دن بدن اخلاص میں خوب ترقی کی بعد میں
Songea ٹانگانیکا کے جنوبی علاقہ میں آباد ہو گیا اور جماعت سے خوب تعلق رکھا
اور حیثیت سے بڑھ کر خدمت کی۔ وہاں کے مبلغ ملک محمد رفیق صاحب نے مجھے
کئی بار اپنے خطوں میں ان کے اخلاص کے بارہ لکھا اور گذشتہ دنوں الفضل میں
بھی ان کا ذکر خیر کیا۔ جماعتی کاموں میں مالی طور پر اور ہر رنگ میں تعاون سے بڑھ
کر خدمت کرتا رہا۔ اپنے نواسوں میں احمدیت کا جذبہ پیدا کیا۔ خاکسار کو ملک
صاحب نے لکھا کہ وہ خود اکثر بار خاکسار کے حسن سلوک اور نیک روی کا ذکر کرتا
رہا۔ ملک صاحب نے جو کچھ ان سے ان کا امداد اور تعاون کا معاملہ رہا اس کا بھی
انہوں نے متعدد مرتبہ ذکر کیا۔ وہ اب فوت ہو چکے ہیں لیکن الفضل میں مکرم ملک
رفیق احمد صاحب نے ان کے ذکر خیر پر مضمون لکھا جو الفضل کے ۲۹ اگست ۱۹۹۸ء
کے پرچہ میں صفحہ ۴ پر شائع ہوا۔ خاکسار الفضل کا تراشہ جو ان کے ذکر خیر پر مشتمل
ہے شامل کر رہا ہے۔ تا قارئین اس بھائی کی مغفرت کیلئے دعا کرتے رہیں۔

"مکرم عبدالغنی فاروق آف سونگیا۔ تنزانیہ"

"۱۹۷۳ء میں خاکسار کو تنزانیہ جانے کا موقع ملا۔ کچھ وقت تو
دارالسلام میں گزارا جہاں ہمارے بزرگ مکرم چوہدری عنایت اللہ
صاحب احمدی اور مکرم عبدالکریم شرما صاحب کے ساتھ کام کرنے کا
موقع ملا۔ جب مکرم ملک جمیل الرحمٰن صاحب رفیق تنزانیہ تشریف

لائے تو مجھے سونگیا جانے کا ارشاد ہوا۔

سونگیا کا سفر ان دنوں بہت ہی کٹھن قسم کا تھا۔ شام کے قریب بس
دارالسلام سے چلتی تھی اور ساری رات اور سارا دن سفر کرتے
رہنے کے بعد یہ ۷۰۰ میل کا سفر مکمل ہوتا تھا۔ ارنگا سے آگے
تھوڑی دور جانے کے بعد پکی سڑک ختم ہو جاتی تھی اور پہاڑی
پتھریلے علاقے میں پتھروں کو کاٹ کر غیر ہموار سڑک بنائی گئی تھی۔
خاکسار اپنی منزل کے لئے جب روانہ ہوا تو بہت سے دوست بس کے
اڈہ پر چھوڑنے آئے گویا کہ ہم غیر ملک جا رہے ہیں۔ ۲۸ گھنٹے کے سفر
کے بعد جب بس سونگیاں پہنچی تو اترتے ہی یہ محسوس ہوا کہ وہاں
دوستوں کو میرے آنے کی اطلاع ہی نہیں لیکن اڈہ پر جونہی مکرم
عبدالغنی صاحب فاروق کا نام لیا تو سب عزت سے پیش آئے تو فوری
طور پر اس بات کا علم ہوا کہ شہر میں آپ بہت جانی پہچانی شخصیت
ہیں۔

مکرم ابراہیم صاحب جو ان کے نواسے تھے وہ اڈہ پر ہی مل گئے جو
مجھے اپنے نانا کے پاس لے گئے۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ مجھے
سونگیا بھجوایا گیا ہے تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ کی کریانہ کی ایک
چھوٹی سی دوکان تھی جس میں آپ اپنے نواسے مکرم عبدالمجید
فاروق صاحب کو ساتھ لئے کام کرتے تھے۔ اس دوکان کے ساتھ
ساتھ آپ نے بیکری بھی بنائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر آرام کرنے
کے بعد ان کے ساتھ قریب ہی ایک مکان میں گئے جو انہوں نے کرایہ
پر لیا ہوا تھا اور اس میں ایک بڑا سا خالی کمرہ تھا جس کے متعلق انہوں

نے بتایا کہ یہ حصہ کافی عرصہ سے خالی پڑا ہے چنانچہ اس کو صاف کرنے کے بعد یہاں رہائش کا انتظام کر دیا گیا۔ آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔ گجرات کاٹھیاوار کے رہنے والے تھے اور گجراتی زبان ان کی ساری فیملی بولتی تھی۔ تقریباً تین سال ان کے پاس رہنے کا موقع ملا اور بہت سی خوبیاں دیکھنے میں آئیں۔ مکرم فاروق صاحب کی یہ خواہش تھی کہ علمی طور پر افریقین دوستوں کی خدمت کی جائے چنانچہ ان کے مشورہ سے بچوں کو یسرنا القرآن پڑھانا شروع کیا گیا۔ عربی زبان بھی سکھائی جانے لگی۔ آپ روزانہ ہی خوشی سے شاگردوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھنے آتے اور جب انہوں نے دیکھا کہ برآمدہ میں جگہ ناکافی ہو گئی ہے تو ایک الگ کمرہ اس مقصد کے لئے تعمیر کیا اور عبادت ادا کرنے کے لئے ایک بڑے کمرے کی تعمیر کی۔

آپ بہت سخی دل تھے۔ ہمارے قریب ہی ایک عبادت گاہ تھی جو سنی مسلمانوں کی تھی اس میں صفیں مہیا کرتے رہنا آپ کا معمول تھا۔ بہت سے غریب اور نادار لوگ آپ کے پاس آکر اپنی ضروریات کے لئے خوراک یا رقم لے جاتے۔ غرباء کی مدد کرنا ان کا روز کا معمول تھا۔ اکثر و بیشتر رات کے وقت تشریف لاتے اور دیر تک علمی گفتگو ہوتی رہتی۔

مکرم فاروق صاحب اس زمانہ میں جماعت میں شامل ہوئے تھے جن دنوں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ایسٹ افریقہ میں مربی متعین تھے۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو آپ بہت ہی یاد کیا کرتے تھے کہ

ان کے ذریعہ انہیں احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ اکثر وہ ان دنوں کے بہت سے واقعات کا تذکرہ کرتے اور اس قسم کے حالات بیان کرنے سے بہت لطف اندوز ہوتے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ آپ کی اولاد اس نعمت سے محروم نہ رہے بلکہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ رنگ میں علم حاصل کر سکے۔ جس مکان میں خاکسار مقیم تھا اس کے ایک حصہ میں جو سڑک کی طرف کھلتا تھا ان کے نواسے مکرم محمد رفیق صاحب کا سٹوڈیو تھا جو خدا کے فضل سے بہت ہی کامیابی سے چل رہا تھا۔ مکرم فاروق صاحب کی یہ خواہش تھی کہ چندہ ادا کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ ان کی اولاد کو بھی ہو اور اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ ان کے نواسوں نے پوری طاقت سے اس اچھے کام میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ کاروباری آدمی کو اپنے منافع کے متعلق یہ واضح نہیں ہوتا کہ کتنا ہوا ہے جب تک وہ روزانہ کا حساب پوری طرح نہ رکھے۔ مکرم محمد رفیق صاحب نے یہ مشکل دیکھی تو اس کا حل یہ کیا گیا کہ شام کے وقت ان کے ہاتھ میں سٹوڈیو کے اخراجات پورا کرنے کے بعد جو اصل رقم موجود ہو اس کا چندہ روزانہ ہی ایک طرف رکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے نہایت مخلصانہ طریق سے اس طرف توجہ کی اور وہ چندہ جو پہلے سو سے بھی کم ہوتا تھا ایک دم ہزاروں میں پہنچ گیا۔

مکرم فاروق صاحب کی یہ انتہائی خواہش ہوتی کہ افریقین دوست عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ چندوں میں بھی بھرپور حصہ لیں اور اس کے لئے عملی رنگ میں کوشش کیا کرتے تھے۔ ایک

دفعہ کا واقعہ یاد ہے کہ جب ہم دونوں بیٹھے تھے تو ایک نواحمدی تشریف لائے اور کہا کہ اُسے ۵۰۰ شلنگ قرض چاہیئے۔ آپ نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کتنی رقم ہے۔ اس نے چند شلنگ بتائے تو مزید کچھ شلنگ دے کر اس کے پچاس شلنگ بنا دیئے اور کہا کہ کل سے پھیری کے ذریعہ پچاس کی سبزی لے کر فروخت کرو لیکن شرط یہ ہے کہ شام کو جتنی آمد ہو اس کا تم نے چندہ نکالنا ہے تو یہ رقم ضرور بڑھے گی اور چند دنوں میں تمہارے پاس ۵۰۰ شلنگ بھی جمع ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس نے پچاس شلنگ سے کاروبار شروع کیا اور دوسرے دن شام ۷۰ پنس چندہ دیا اور دو ہفتہ کے بعد یہ ۵۰ شلنگ سے بڑھ کر ۲ سو ہو چکے تھے اور دو ماہ بعد وہ روزانہ پانچ سو کی سبزی بیچنے لگا۔ اس طرح اس کو یہ یقین بھی ہو گیا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مکرم فاروق صاحب نے اپنی بچیوں نواسوں نواسیوں کی بہت اعلیٰ طریق سے تربیت کی تھی اور وہ اکثر ان کے ہاتھوں سے غرباء کی مدد کراتے اور مختلف دینی ضروریات کے لئے اپنوں اور غیروں کو مدد مہیا کرتے۔ شہر کے قریب ہی عبادت گاہ کے لئے تقریباً تین کنال کا پلاٹ لیا گیا تھا اس میں تعمیر کے اخراجات کے لئے ہم اکثر سوچا کرتے اور مختلف تدابیر کرتے۔ انہوں نے اپنے نواسوں کے دلوں میں یہ چیز بٹھا دی تھی کہ خدا کی رضا کے لئے رقم خرچ کرنے سے رقم بڑھے گی اور ضرور بڑھے گی۔ ان کی وفات کے بعد اس قطعہ زمین میں جو ان کی کوششوں سے خرید ا گیا تھا عبادت گاہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو

ان کے نواسوں نے اس کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ جب بھی وہ جوش و خروش سے حصہ لیتے اور قطعاً اس بات کی پروانہ کرتے کہ ان کے پاس دوکان کا راس المال کم ہو جائے گا تو ان کی زبانوں پر اپنے نانا مکرم عبدالغنی صاحب فاروق اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی یاد ضرور ہوتی۔

مکرم فاروق صاحب کی تربیت کا اثر ان کی فیملی پر ثبت تھا۔ عبادت گاہ سونگیا کی تعمیر جاری تھی کہ رقم ختم ہو گئی۔ مکرم محمد منور صاحب سے دارالسلام میں بات کی تو انہوں نے بھی رقم ارسال کی لیکن وہ بھی جلد ختم ہو گئی۔ بارشوں کا موسم تھا اور کام جلد ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ جمعہ کے دن سواحیلی زبان میں خوب جوشیلے طریقے سے چندہ کی تحریک کی۔ رات کے وقت ان کے نواسے مکرم عبدالعزیز وردا صاحب اپنے گھر سے اور اپنی خالہ کے گھر سے سب بہنوں ماؤں کا زیور اکٹھا کر کے لے آئے کہ اس کو بیچ کر کام مکمل کیا جائے چنانچہ اس کے بیچنے کے بعد کام مکمل کرنے میں بہت مدد ملی۔

مکرم فاروق صاحب کی وفات اچانک ہوئی۔ ایک دن ہم شام کے وقت اکٹھے بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر ایک اور دوست کے ساتھ گھر کے برآمدے میں دس بجے تک بیٹھے رہے اور بعدہ اپنے نواسے نواسیوں سے کافی لمبی گفتگو کرنے کے بعد وہ جب سونے کے لئے اپنے کمرے میں گئے تو اچانک پیٹ میں تکلیف محسوس ہوئی اور چند لمحوں میں وہ فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں رکھے۔

مکرم فاروق صاحب اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب دونوں

کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے بے پناہ محبت نظر آئی۔ چند دن ہوئے شیخ صاحب نے امریکہ سے خط میں مجھے اس بات کی تحریک کی کہ ان کے حالات الفضل کے لئے لکھوں چنانچہ مناسب سمجھا چند باتیں تحریر کردوں۔"

☆......☆......☆

افریقن میں احمدیت کا نفوذ اور معاندین کی ناکامی

بفضل خدا ٹبورا میں خاکسار کے قیام کے دوران افریقن کی بہت بڑی جماعت قائم ہو گئی اور خاکسار کے زمانہ قیام مشرقی افریقہ میں افریقن کو بفضل خدا پہلی بار احمدیت سے وابستگی پیدا ہوئی۔ اب تنزانیہ میں ماشاء اللہ افریقن کی کئی سو جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ گذشتہ سال اور پیوستہ سال وہاں کے مبلغین نے خاکسار کو خوش دلی کے انداز میں بتایا "جو بیج آپ نے بویا تھا وہ اب ماشاء اللہ تناور درخت ہو چکا ہے۔" اس سال ۱۹۹۸ء کے جلسہ سالانہ انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ مژدہ جان فزا سنایا:۔

"تنزانیہ بھی ان ملکوں میں سے ہے جن میں دن بدن یہ احساس بیدار ہو رہا ہے کہ ہمیں بھی باقی افریقہ کی طرح احمدیت کی ترقی میں ان کے شانہ بشانہ چلنا چاہئے۔ یہ بہت وسیع ملک ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال دو لاکھ پچاس ہزار بیعتیں موصول ہو گئی ہیں۔ خدا کے فضل سے شیر بیدار ہو چکے ہیں۔"

نیز جماعت کے مخالفین کی ناکامی اور نامرادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"موروگورو (تنزاینہ کا شہر ہے دارالسلام کے قریب) میں ایک مخالف نے الزام لگایا کہ نعوذ باللہ حضرت بانی سلسلہ نے ایڈز کا شکار ہو کر وفات پائی تھی۔ اللہ کی قہری تجلی یوں ظاہر ہوئی کہ وہ مخالف خود ایڈز سے مرگیا............ ایک مخالف نے اعتراض کیا کہ حضرت

مرزا صاحب کو تو آدھ آدھ گھنٹہ کے بعد پیشاب آتا تھا ایسا شخص
عبادت کا التزام نہیں کرسکتا۔ خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ وہ شخص چند
دن کے اندر اندر پیشاب کی بیماری کا شکار ہو گیا۔ اس کو پندرہ پندرہ
منٹ کے بعد پیشاب آتا تھا۔ حتیٰ کہ پیشاب میں خون جاری ہو گیا اور
وہ شخص چند دن کے اندر مر گیا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تسلسل میں کینیا کے بارہ میں فرمایا:-
"دعوت الی اللہ کے میدان میں کام کرنے والے مربی وسیم احمد
چیمہ بہت عاجزی اور خوش مزاجی سے کام کرنے والے ہیں۔
انکساری سے کام کرتے ہیں۔ بعض ایسے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ
ہوا ہے جہاں پہلے ایک بھی احمدی نہ تھا اب خدا کے فضل سے پندرہ
ہزار بیعتیں ہو چکی ہیں۔" (الفضل ربوہ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ء صفحہ ۴-۶)

ایک اور معاند احمدیت کو جو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی یاد آ رہی ہے۔ اس کا
ذکر بھی اس موقع پر کر دیتا ہوں۔ ٹانگا، تنزانیہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ بندرگاہ بھی
ہے۔ اس شہر کی سٹریٹ پانچ پر کچھ احمدی ایک مکان میں رہتے تھے سب کے سب
نیک اور بزرگ سیرت لوگ تھے۔ اسی سٹریٹ میں ایک پنجابی مسلمان کی گروسری
کی دکان تھی۔ ان کا نام عبدالغنی تھا۔ یہ احمدی نہ تھے۔ جہلم کے رہنے والے
تھے۔ جہلم میں احمدیہ مسجد کے قرب و جوار میں ان کی رہائش ہوا کرتی تھی۔
احمدیت سے قدرے مانوس تھے۔ سٹریٹ پانچ میں جو احمدی رہتے تھے وہ بھی اس
کاندار سے تعلق رکھتے۔ اپنی ضرورت کی اشیاء اس دکان سے ہی خرید کرتے۔

بالعموم پنجابی مسلمان اور دیگر ایشیائی لوگ جو اس علاقہ میں مقیم تھے ان کا اس دکان
پر آنا جانا تھا۔ ان میں سے ہی ایک شخص سید ہادی حسین تھے جو سرگودھا کے علاقہ
کے رہنے والے تھے۔ سٹنڈرڈ بنک آف ساؤتھ افریقہ میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ وہ بھی
اس دکان پر اپنی ملازمت سے فراغت کے وقت آجاتے۔ مکرم بھائی عبدالکریم ڈار
صاحب جو بہت مخلص احمدی بزرگ تھے ٹانگا میں ریلوے کے محکمہ میں بطور فٹر
ملازم تھے۔ شہر میں ان کی نیکی اور شرافت اور خوش خلقی کا خاص شہرہ تھا۔ ایک
دن بھائی صاحب موصوف اس دکان پر خرید و فروخت کے سلسلہ میں آئے اور سید
ہادی حسین صاحب سے گفتگو شروع ہو گئی۔ سید ہادی حسین نے حضرت مسیح
موعود کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے اور گرم گفتار میں گستاخانہ رویہ اختیار
کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ بھی کہا (نعوذ باللہ) چور تھا۔
دوکانداری کا دھندا رچا رکھا تھا۔ اس قسم کی بکواس سن کر بھائی عبدالکریم صاحب
سخت رنجیدہ اور زخمی دل ہوئے حتیٰ کہ دوکاندار عبدالغنی نے بھی سید ہادی حسین
سے کہا۔ شاہ صاحب آپ کو زیبا نہ تھا کہ ایک بزرگ کے متعلق ایسے الفاظ
استعمال کرتے۔ بھائی صاحب گھر واپس آئے۔ سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ کے
حضور گڑگڑا کر زاری سے دعا کی۔ مولیٰ! تیرے پیارے کے متعلق اس شخص نے
ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں تو ہی اس کا فیصلہ فرما اور اس شخص کو اس گستاخی کے
جرم کی سزا دے۔ تھوڑے ہی دن گذرے سید ہادی حسین کے متعلق بنک کے
افسروں کو شبہ ہوا کہ کوئی فراڈ اس نے کیا ہے۔ تحقیق شروع ہو گئی۔ ایک فراڈ اور
چوری کی بجائے کئی فراڈ جو اس نے کئے تھے پکڑے گئے۔ تحقیق سے ثابت ہو
گئے۔ مقدمہ چلا۔ سزا ہوئی۔ گرفتار ہوا۔ ہتھکڑی لگی اور موشی جیل بھجوایا گیا۔
ٹانگا سے موشی ٹرین جاتی ہے۔ بھائی عبدالکریم صاحب حسن اتفاق سے ریلوے کی

ڈیوٹی کے سلسلہ میں اس دن ریلوے سٹیشن موشی پر موجود تھے۔ جونہی ٹرین پہنچی۔ سید ہادی حسین شاہ ہتھکڑیوں میں پولیس کانسٹیبل کی معیت میں ٹرین سے اترا۔ بھائی عبدالکریم نے اس کو دیکھا۔ اس نے جس پاک اور بزرگ خدا کے مامور کی ہتک کی تھی انی مھین من اراد اھانتک کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سارے شہر میں سید ہادی حسین کی جو عزت تھی خاک میں مل گئی اور شہر کے لوگوں نے بالخصوص عبدالغنی دوکاندار کو یقین ہوا کہ یہ سزا اس شخص کو اس گستاخانہ کلام سے ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے کی۔

ایک اور واقعہ ایسٹ افریقہ کا یاد آ رہا ہے نیروبی میونسپل کونسل میں ایک شخص غیر احمدی مسلمان تھا اس وقت نام یاد نہیں آ رہا۔ مکرم بھائی احمد دین صاحب احمدی جو میونسپل کونسل میں ہی کام کرتے تھے اور نیروبی مناظرہ کے بعد احمدی ہوئے تھے۔ بہت مخلص اور فدائی احمدیت کے۔ ان سے اس غیر احمدی شخص کی تبلیغی گفتگو رہتی۔ ایک دن اس نے کہا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہیں اور میرا ان پر ایمان نہ لانا ایک قسم کا گناہ ہے تو خدا تعالیٰ مجھے اس انکار کی سزا دے اور جس موٹر سائیکل پر آتا جاتا تھا اس کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس کے ذریعہ ہی۔ چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس موٹر سائیکل کے حادثہ میں اسے سخت چوٹیں آئیں اور نیم مردہ ہوا۔

☆......☆......☆

مقدمات

خاکسار ابھی تنزاینہ میں ہی مقیم تھا اور ٹبورا تبلیغ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ افریقن بفضل خدا احمدی ہو رہے تھے۔ درس قرآن کریم کا سلسلہ اپنی رہائش گاہ کے سامنے کی سڑک پر جاری کر رکھا تھا۔ دن کے بعد دن اور ہفتہ کے بعد ہفتہ اور مہینہ کے بعد مہینہ گزرنے لگا۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ عیسائیت کے خلاف بھی پر زور اشتہارات کے علاوہ تقریریں جاری رہیں۔ گورنمنٹ سکول میں بھی آنا جانا رہا۔ شہر میں ان دنوں خاکسار نے پہلا احمدیہ مسلم سکول بھی جاری کر دیا۔ اچھی خاصی تعداد میں مسلمان بچے اور بچیاں داخل ہو گئیں۔ ان حالات کی وجہ سے مخالفت میں بھی تیزی اور گرمی پیدا ہو گئی۔ پنجابی مسلمان جہاں بھی گئے انہوں نے تعصب اور عناد کا مظاہرہ کیا اور یہ کہا کہ ہم تو پنجاب کے رہنے والے ہیں احمدیوں اور ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ یہ سب کچھ افتراء ہے کوئی ان میں صداقت نہیں۔ اس ملک میں زیادہ آبادی عرصہ سے ایشین کی تھی۔ پاکستان، ہندوستان میں جو مخالفت کی لہر اٹھتی اس کا اثر مشرقی افریقہ میں بھی ہوتا۔ اس ملک کے ہندوستان کے قرب اور سمندری جہازوں کی بمبئی اور کراچی سے آمد و رفت سے ایشین طبقہ کا یہ دوسرا ملک بنا ہوا تھا۔ مخالفت میں یہ کسی طرح پنجاب اور ہندوستان سے پیچھے نہ تھا۔ ٹبورا شہر کے شیوخ اور افریقن مجسٹریٹ کے ساتھ مل کر انہوں نے پولیس اور ضلع کے افسران کو مشتعل کرنا شروع کیا۔ انہی دنوں دارالسلام سے دو افریقن شیخ آئے، شیخ علی اور شیخ عجمی اور افریقن مجسٹریٹ جسے یہاں Liwali کے نام سے

یاد کیا جاتا ہے اس کے ہاں ٹھہرے۔ شہر میں انہوں نے مخالفت میں تقریریں شروع کیں۔ ایک روز بعد نماز جمعہ محترم قاری محمد یٰسین صاحب اور خاکسار ان سے لیوالی کے گھر ملنے گئے۔ دستک دی۔ Hodi-Hodi کہا یعنی کیا ہم اندر آ سکتے ہیں۔ سواحیلی میں یہ دستک کا انداز ہے۔ اندر سے آواز آئی۔ Karibu Karibu قریب قریب۔ یعنی آ جائیں۔ دونوں شیخ اور لیوالی اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ ہم کو بھی انہوں نے دعوت دی۔ شکریہ کے ساتھ معذرت کی۔ کھانے سے فارغ ہوئے۔ آرام اور سکون سے ان سے بات چیت ہوتی رہی کہ کسی وقت مناظرہ ہو جائے تا آپ لوگ احمدیت کے صحیح موقف سے آگاہ ہوں اور عوام بھی۔ غلط فہمیاں دور ہوں۔ اس گفتگو کے بعد انہوں نے سوچ کر جواب دینے کو کہا۔ بعد میں بجائے اس کے کہ ہمیں جواب دیتے پولیس میں رپورٹ کر دی کہ شیخ مبارک اور قاری محمد یٰسین بغیر اجازت ہمارے گھر میں داخل ہوئے Tresspass کیا۔ ہمارے بزرگوں اور ہماری مقدس کتابوں کے خلاف بدزبانی کی اور ہمارے جذبات کو مجروح کیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔ ان دنوں پراونشل کمشنر Mr. Bag Shaw تھے جو کیتھولک تھے اور ڈی۔ سی Mr. Baxeter تھے۔ ان سب کو پولیس کی غلط رپورٹیں جو انہیں ملی تھیں ان افسروں کو عیسائیت کے خلاف اور رد میں تقریریں کرنے کا بھی علم تھا بالخصوص رومن کیتھولک افسروں کو۔ ہم ہر دو پر ان سب کی ملی بھگت سے جذبات کو مجروح کرنے اور Tresspass کا مقدمہ دائر کر دیا۔ ان دو مقدمات میں Baxeter .Mr ڈپٹی کمشنر نے مقدمہ جذبات کو مجروح کرنے کا سنا اور Mr. Hill اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر نے Tresspass کا۔ مقدمہ کئی دن تک جاری رہا۔ کورٹ ہاؤس افریقن سے اور ایشین بالخصوص پنجابی مسلمانوں سے بھرا ہوتا۔ مسٹر نینے (Nene)

جو بیرسٹر تھے اور مسٹر بدرالدین مرزا بیرسٹر ہماری طرف سے وکیل تھے۔ مگر شہادتیں ہمارے خلاف۔ چنانچہ مسٹر Hill نے فیصلہ دیتے ہوئے میرے متعلق لکھا اگرچہ یہ شخص اپنے طور و اطوار اور شکل و صورت سے ایک شریف آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن شہادتیں خلاف ہیں لہٰذا مجبور ہوں کہ ان کو سزا دوں۔ اس طرح ڈپٹی کمشنر نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جرمانہ کی سزا دی اور عدالت برخواست۔ ہم دونوں کو ان مقدمات کی وجہ سے جہاں افریقن جو زیر تبلیغ تھے ان میں خوف ڈر پیدا ہوا خصوصاً اس وجہ سے کہ شہر کا مجسٹریٹ لیوالی اور حکومت کے افسران اعلیٰ بھی خاکسار کے خلاف ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے دلوں میں سمجھ رہے تھے کہ یہ سب کارروائی جھوٹ پر مبنی ہے۔ دوسری طرف عیسائی پادری بھی آ کر کورٹ ہاؤس میں بیٹھتے اور دیکھتے کہ شیخ مبارک مجرموں کے کٹہرہ میں بیٹھا ہے۔ گیارہ دن تک یہ مقدمات جاری رہے۔ ایک سال کے لئے حفظ امن کی دو ضمانتوں کی بھی سزا دی۔ اس فیصلہ سے مخالفین کو خوب بغلیں بجانے کا موقع ملا اور پنجابیوں نے ارد گرد کے علاقہ میں اس فیصلہ کو مشتہر کرنا شروع کیا۔ ٹبورا کے بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس شہر میں ایک ہی مسلم مشنری آیا اسے بھی برداشت نہیں کیا جا رہا۔ خطرناک کذب بیانیوں کی وجہ سے ان شیوخ اور لیوالی کے خلاف نفرت کا اظہار ہونے لگا۔ اس سے سلسلہ احمدیہ کی شہرت بھی بڑھی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہی دنوں احمدیت قبول کرنے کی دلوں میں تحریک پیدا ہوئی اور بیس سے زائد اس عرصہ میں افریقن احمدی ہو گئے۔

ہائی کورٹ سے بریت

ان مقدمات کی وجہ سے ہمارا کافی خرچ بھی ہوا۔ بہت سا وقت بھی صرف ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مقدمات اور مخالفتوں کا کچھ اثر خوشکن بھی نکلا۔ چنانچہ عدالت ماتحت کے خلاف ہائی کورٹ دارالسلام میں اپیل کی گئی۔ ان دنوں ہائی کورٹ کے چیف جج جو قائمقام تھے ان کا نام K.C.Knight Brous تھا۔ ان کی عدالت میں دونوں مقدمات کی اپیل بیک وقت سماعت کی گئی۔ ہماری طرف سے مسٹر Hurrey لیرن بیرسٹر نے وکالت کے فرائض انجام دیئے۔ جب Hurrey نے ان مقدمات کی روئیداد جو عدالت ماتحت میں ہوئی اسے پڑھا تو کہنے لگا کہ وہ تین ہزار شلنگ فیس لے گا۔ مکرم عبدالحکیم جان صاحب ان دنوں کڈوگالو سائیسل اسٹیٹ میں مینجر تھے۔ ان کو جب علم ہوا کہ میں ٹبورا سے دارالسلام جا رہا ہوں تو جس ٹرین سے خاکسار سفر کر رہا تھا کڈوگالو سٹیشن پر وہ بھی آ کر سوار ہوئے۔ خاکسار تھرڈ کلاس میں سفر کر رہا تھا۔ جان صاحب کو اچھا نہ لگا۔ وہ فوراً اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے۔ اور میرے لئے بھی سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لے آئے۔ دونوں اکٹھے دارالسلام پہنچے۔ وکیل جو جماعت کے دوستوں نے مقرر کیا ہوا تھا جب اس نے فیس کا مطالبہ کیا تو جان صاحب نے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے فوراً چیک بک نکالی اور تین ہزار شلنگ کا چیک لکھ کر اسے پیش کر دیا۔ خاکسار ہمیشہ جان صاحب کا ممنون رہا۔ انہوں نے سلسلہ کے مبلغ کی عزت و احترام اور سلسلہ عالیہ کے نمائندہ کے اعزاز کا اپنے رویہ اور عمل سے ہمیشہ جب تک وہاں رہے خاص خیال رکھا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ہائی کورٹ کے قائمقام چیف جج نے اس اپیل پر بہت زوردار فیصلہ لکھا اور

تحریر کیا کہ اگرچہ میں احمدیہ جماعت کے کوائف سے واقف نہیں لیکن جو ریکارڈ میرے سامنے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ In Essential یہ اہلسنت جماعت کا ایک گروہ ہے۔ عدالت ماتحت کی کارروائی پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ایسے معاملات میں مقامی افسروں کو چاہئے کہ فریقین کو بلا کر سمجھائیں۔ نہ کہ ان پر مقدمات کریں۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں بری کیا اور ضمانتوں کو خلاف قانون قرار دیا۔ ہائی کورٹ میں ہماری اپیل مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء کو پیش ہوئی اور ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو فیصلہ سنایا گیا۔ الحمد للہ علی ذالک

(رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان
سال ۱۹۳۶ء۔ ۱۹۳۷ء صفحہ ۵۶)

اس موقع پر مکرم عبدالحکیم جان صاحب کا جنہوں نے اپیل کا سارا خرچ برداشت کیا' ان کے علاوہ جماعت احمدیہ دارالسلام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس عرصہ میں مختلف طریقوں سے امداد فرمائی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ان مقدمات اور مخالفت کا ذکر خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے دعا کی غرض سے کیا تو آپ نے سارے حالات کا جائزہ لیکر بذریعہ خط جواباً تحریر فرمایا۔

"مبلغ جماعت کا سر ہے۔ ایسے معاملات میں گفتگو وغیرہ کیلئے سیکرٹری کو بھجوانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔"

حضور کی دعا سے بالآخر ہائی کورٹ میں تو ہمیں کامیابی ہوئی۔ لیکن یہ ہدایت ہمیشہ کے لئے مدنظر رہی۔ جماعت میں مبلغ کا ایک خاص مقام ہے اسے ایسے امور میں سیکرٹریوں سے کام لینا چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا انتباہ

ایک اور بات کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ خاکسار ان دنوں تھرڈ کلاس کے کمپارٹمنٹ ریلوے میں سفر کرتا تھا۔ تنزانیہ کی ریلوے ٹرینوں میں تھرڈ کلاس میں افریقن جب سفر کرتے تو اپنا مال واسباب، تیر کمانیں، بھیڑ بکریاں اور مرغیوں تک کو ساتھ لے کر سفر کرتے۔ تھرڈ کلاس ایک عجیب ہنگامہ کا منظر پیش کرتا۔ مکرم بابو فضل کریم صاحب لون ان دنوں ریلوے کے محکمہ اکاؤنٹ میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا! شیخ صاحب آپ سلسلہ کے مبلغ ہیں اور امیر جماعت ہائے مشرقی افریقہ۔ آپ اس قدر کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں جب کہ یہ سفر بھی لمبے اور کئی کئی گھنٹوں کے ہوتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حکومت کی ہدایت پر یہ قانون ہے خاص طور پر مشنریوں کے لئے کہ وہ ایک طرف کا سیکنڈ کلاس ٹکٹ خرید کریں دوسری طرف کا محکمہ تعلیم کرایہ ادا کرے گا۔ آپ مشنری ہیں اس قانون سے فائدہ اٹھائیں۔ چنانچہ خاکسار نے جب پہلی دفعہ سیکنڈ کلاس میں سفر کیا اور محکمہ تعلیم کو واؤچر بھجوایا تو انہوں نے مشنری ہونے کی بناء پر دوسری طرف کا کرایہ ادا کر دیا۔ جماعت نیروبی پر ان دنوں خاکسار کے اخراجات اور الاؤنس وغیرہ ادا کرنے کی ذمہ داری تھی بلکہ سارا مشرقی افریقہ اس میں شامل ہوتا۔ جب خاکسار نے ایک طرف ریلوے سیکنڈ کلاس کے خرچ کا مطالبہ کیا تو جماعت نیروبی کی مجلس عاملہ میں یہ سوال اٹھا کہ جماعت کی تو ایسی پوزیشن نہیں کہ سیکنڈ کلاس کا خرچ برداشت کرے۔ خاکسار کے مطالبہ کو بے جا سمجھا۔ مجھے لکھنے کی بجائے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ شیخ صاحب نے سیکنڈ کلاس

کے کرایہ کا مطالبہ کیا ہے۔ حضور کی خدمت میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور نے جواباً جماعت نیروبی کو ارشاد فرمایا:۔

"کوئی چپڑاسی ملازم رکھ لیں جو مسجد میں آنے والوں کی جوتیوں کو ترتیب سے رکھا کرے۔ میرے مبلغ کو واپس بھجوا دیں۔"

جماعت اس جواب سے سخت متفکر ہوئی۔ اپنی اصلاح کی۔ انہیں سلسلہ کے مبلغ کے وقار اور احترام کا خوب احساس ہوا۔

ایک دفعہ کسی بات پر بعض صاحب حیثیت دوستوں کو مبلغ کے کسی امر کے بارہ میں فیصلہ کرنے یا ہدایت دینے پر شکوہ پیدا ہوا۔ حضور اقدس کی خدمت میں جب اطلاع پہنچی تو حضور نے فرمایا:۔

"مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مرکز کا نمائندہ ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی امیر ہو مالی لحاظ سے اور بڑی حیثیت رکھتا ہو سلسلہ کے نمائندہ کا اسے حکم ماننا ہوگا۔"

خاکسار نے اس مفہوم کا ارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ابتدائی قواعد و ضوابط کی کتاب میں بھی لکھا ہوا دیکھا۔

ٹبورا میں خاکسار نے سکول جاری کیا۔ یہ پہلا مسلم سکول تھا۔ محکمہ تعلیم نے بہت قدر سے دیکھا۔ ڈائریکٹر تعلیم کی ہدایت پر ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز مسٹر مین نے ہر قسم کی امداد کی۔ سکول کیلئے ضروری کتب اور سٹیشنری تک مہیا کی۔ اللہ کے فضل سے دو ٹرینڈ استاد بھی مل گئے۔ معلم سعیدی صاحب بھی اور ایک اور معلم۔ کافی تعداد طالب علموں کی ہوگئی۔ ایک احمدی دوست نے اپنے Shamba (کھجوروں اور ناریل کا باغیچہ) جس میں مکان بھی معمولی نوعیت کا دو تین کمروں پر مشتمل تھا احمدیہ مشن کو دے رکھا تھا یہاں ہی ایک بڑے کمرہ میں سکول لگتا۔

چھوٹے کمرہ میں جو چند فٹ کا تھا غالباً ۶ x ۶ کا وہ خاکسار کا ان دنوں دفتر ہوتا تھا۔ یہاں ہی نمازیں ادا ہوتیں۔ مخالفت زوروں پر تھی۔ بائیکاٹ اور والدین کو سکول میں بچے بھیجنے سے روکنے کی تحریک بھی زور و شور سے جاری تھی۔ کچھ عرصہ بعد یہ سکول بوجہ بائیکاٹ کے آخر بند ہو گیا۔ جس کا محکمہ اور خاکسار کو افسوس ہوا۔

ٹبورا میں کئی سال تک تبلیغی سلسلہ جاری رکھنے اور اردگرد کے علاقہ میں احمدیت کے نفوذ کے بعد جماعت ایک منظم صورت میں قائم ہو گئی تھی۔ انہی دنوں حضور کا ارشاد موصول ہوا:۔

”میں نے تو تمہیں نیروبی بھجوایا تھا تم ٹبورا جا کر بیٹھ گئے ہو۔“

خاکسار ویسے بھی ہر سال وقفہ وقفہ کے بعد نیروبی کا دورہ کرتا تھا اور کمپالہ کا بھی۔ لیکن مستقل طور پر حضور کے اس ارشاد کے بعد نیروبی منتقل ہو گیا۔ لیکن تینوں علاقوں کینیا' یوگنڈا اور تنزانیہ میں کام کی نوعیت میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ تحریری طور پر اور اشتہارات کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ وللہ الحمد

ٹبورا کے قیام میں اسی ۶ x ۶ فٹ کے دفتر میں ہی خاکسار کو قرآن مجید سواحیلی میں ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ اس سلسلے میں ایک تفصیلی نوٹ خاکسار نے انڈیکس کے لئے تیار کیا ہے وہاں مزید تفصیلات اس بارہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ٹبورا کے قیام کے عرصہ میں حکومت کے مرکزی دفتروں کے افسران اعلیٰ' وزرا' ڈائریکٹر محکمہ تعلیم' ان کے نائب اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سے تعلقات موانست پیدا ہو گئے تھے۔ جب ٹبورا کی مسجد کی بنیاد رکھنے پر بلوہ ہوا اور اس کی پولیس نے تحقیق شروع کی تو ڈائریکٹر آف ان ٹیلی جینٹس مسٹر سٹیورڈ تھے۔ وہ نیروبی میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ ترقی پا کر یہاں آئے تھے۔ وہ ہماری جماعت سے واقف تھے۔ خاکسار دارالسلام میں ایک دفعہ انہیں بلوہ کے کئی دنوں بعد ملنے گیا تو مجھ سے

کہنے لگے ”بلونت سنگھ (غالباً یہی نام تھا) ٹبورا اس بلوہ کی تحقیق کیلئے جا رہا ہے۔ اس سے نیچے دفتر میں مل لینا“ جب ان سردار صاحب کے دفتر میں گیا تو سردار صاحب بیٹھے رہے۔ جونہی خاکسار نے کہا کہ مسٹر سٹیورڈ ڈائریکٹر Intelligent نے مجھے کہا ہے کہ آپ سے مل لوں۔ میں شیخ مبارک احمد ہوں۔ تو سردار صاحب ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے میں آپ کا خادم ہوں۔ اسے احساس ہوا کہ افسر اعلیٰ خاکسار کا واقف ہے۔ جب یہ ٹبورا آئے تو تحقیق کا کام پورے انصاف سے کیا۔ سکھوں نے ہندوؤں نے اور شرفاء نے بھرپور ہماری تائید میں کہا اور بتایا کہ مقامی لیوالی کی انگیخت اور شرارت پر یہ بلوہ ہوا۔ چنانچہ بعد میں اس لیوالی کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد کسی وقت خاکسار دارالسلام کسی کام کے سلسلہ میں گیا تو چیف سیکرٹری نمبر ۲ جو ایڈ منسٹریٹر سیکرٹری کہلاتا ہے۔ Mr. Lamb سے ملا۔ تپاک سے اور خوش اخلاقی سے ملے۔ دوران ملاقات انہوں نے بتایا کہ پولیس کی رپورٹ مسٹر شیخ آپ کی favour میں آئی ہے۔ بعد ازاں کسی وقت یہ شریف افسر ٹبورا دورہ پر آئے تو مسجد دیکھنے بھی آئے اور خوش ہوئے۔ آخر مسجد بن گئی۔

ٹبورا کے قیام میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس زمین میں جس میں مسجد کی تعمیر سے ہمیں روک دیا گیا' دو رہائشی مکان بنوائے۔ ایک عرصہ تک ایک مکان میں خاکسار کی رہائش رہی اور دوسرا مکان کرایہ پر دے دیا گیا۔ خاکسار کے وہاں سے آجانے پر جس مکان میں خاکسار رہتا تھا ڈاکٹر ظفر محمود صاحب نے اپنا کلینک شروع کیا۔ وہاں عرصہ تک رہے۔ ملک کی آزادی کے بعد وہ بھی لندن آ گئے۔ مکرم نذیر احمد صاحب ڈاکٹر کے یہ بھائی ہیں۔ خاکسار نے ہی اولاً جب ڈاکٹری کر کے یہ آئے تو انہیں ٹبورا میں پریکٹس کرنے کیلئے کہا۔ اب ان مکانوں سے کرایہ کی مستقل آمد مشن کو مل رہی ہے۔

ٹبورا کے قیام کے دوران ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد ہوا کہ میں نے تو تمہیں نیروبی بھجوایا تھا تم ٹبورا جا کر بیٹھ گئے ہو۔ ساتھ ہی فرمایا کہ ایشین تمہارا بجٹ ہیں ان کی طرف خیال رکھو۔ وقتاً فوقتاً خاکسار ٹبورا سے نیروبی بھی عارضی طور پر جاتا رہا لیکن اب مستقل طور پر نیروبی منتقل ہو گیا۔ تبلیغ کا کام یہاں بھی جاری رہا۔ دوسرے علاقوں میں بھی تبلیغی جدوجہد انجام دی جاتی رہی۔ ٹبورا میں مسجد بن چکی تھی۔ جماعت منظّم طور پر قائم ہو گئی تھی اور مقامی معلم نے بھی کام شروع کر دیا تھا اور اس عرصہ میں مزید مبلغ بھی آ گئے تھے۔ کچھ عرصہ یہ مبلغ ٹبورا میں ہی رہے۔ ابتداء میں ان سب کو وہاں بلا لیا۔ کچھ عرصہ بعد مختلف علاقوں میں ان کو بھجوا دیا گیا۔

نیروبی میں مخالفت پہلے سے ہی تھی اور زوروں پر تھی۔ اگست ۱۹۴۷ء میں ملک ہندوستان کی تقسیم ہو گئی۔ پاکستان بن جانے پر تنزانیہ کے مختلف لیڈروں اور چیفس سے پنڈت نہرو کو قادیان کی حفاظت کے بارہ میں تاریں دلوائی گئیں۔ سنا گیا کہ ایک موقع پر انہوں نے کہا کہ جماعت نے مختلف ملکوں سے ان کے بارہ میں تاریں دلوا کر ان کو بدنام کیا ہے۔ ان تاروں کا کسی حد تک اثر ہوا۔ ان کے جواب بھی ان دوستوں کو آئے قادیان کے حالات کے بارہ میں۔

نیروبی میں ان دنوں مسلمانوں کو تقسیم ملک کی وجہ سے جو فکر لاحق ہوئی اور پاکستان کے حالات کے متعلق مختلف قسم کے تفکرات، تو عاجز نے نیروبی شہر کے سینما ہال میں پاکستان کی اقتصادی حالت و پاکستان کے دفاع اور پاکستان کے مستقبل پر پرزور لیکچر دیئے۔ ان لیکچروں میں مسلمان کثرت سے شامل ہوئے اور جب کبھی بعد میں پاکستان ڈے منایا جاتا تو خاکسار کی تقریر کو سننے کے لئے مسلمان بڑے شوق سے کثرت سے شامل ہوتے۔ ایک دفعہ اسماعیلی کمیونٹی کے صدر سر ابو پیر بھائی اسی

قسم کے جلسہ میں شمولیت کے لئے قدرے دیر سے آئے۔ آتے ہی پوچھا کہ شیخ صاحب کی تقریر تو نہیں ہو چکی۔ جب معلوم ہوا کہ ابھی نہیں ہوئی تو انہیں اطمینان ہوا اور جلسہ میں شامل ہوئے۔

نیروبی میں ایک دفعہ ڈیسائی میموریل ہال میں خاکسار کی تقریر سواحیلی زبان میں اس موضوع پر ہوئی "کہ افریقن کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔" ہال کچھا کچھ بھرا ہوا تھا۔ اس جلسہ کی صدارت کے لئے جومو کنیاٹا کے نام کا اعلان تھا لیکن اپنے گاؤں سے آتے ہوئے راستہ میں ان کی کار خراب ہو گئی۔ ان کے سیکرٹری جنرل نے اس تقریر کی صدارت کی۔ اس سلسلہ میں درج ذیل اشتہار بھی چھپوا کر تقسیم کیا گیا:۔

THE KEY TO AFRICAN PROGRESS.
A PUBLIC LECTURE IN KISWAHILI
BY
MAULANA SHEIKH MUBARAK AHMAD
The Chief of the Ahmadiyya Muslim
Mission in East Africa

Chairman: Mr. Jomo Kenyatta, B.A.,
(President, Kenya African Union.)
Time: 10 a.m. on Sunday, the 10th October, 1948.
Place: Desai Memorial Hall, Victoria Street.
Note: The speaker has been in close touch with the Africans for the last 13 Years. He is well versed in Kiswahili, and edits a Magazine in Kiswahili. He has recently completed a Translation and Commentary (in Kiswahili) of the Holy Quran.

He has precious ideas about African Welfare and I hope every one will be extremely benefited

by the speech. Please spend your time most usefully by attending this Public Meeting convened solely for the benefit of the African brethern.

WAAFRIKA WAFANYE NINI WAPATE KUINUKA?

Juu ya anwani hii Sheikh Mubarak Ahmed, Mubashir wa Islam, atatoa hotuba katika lugha ya kiswahili kwa ajili ya faida ya ndugu zetu waafrika. Hotuba hii itatolewa katika Desai Memorial Hall Victoria Street siku ya Jumapili asubuhi saa nne (10 a.m.) Tarehe 10 wa October 1948.

Bwana Jomo Kenyatta, B.A., (President Kenya African Union) atakuwa chairman wa mkutano huu.

Shaikh Mubarak Ahmad ni mtu maarufu katika ofrika ya mashariki. Tangu miaka 13 anafanya kazi afrika ya kubashiri dini katika waafrika na anafahamu sana hali yao na taabu zao na hivyo ataweza kuwaambia ndugu zetu waafrika mambo, na njia ambazo zita wafaa katika mwendeleo wao wa ustawi.

Tunatumai kila mwafrika atajihimiza na wenzake pia kufika katika mkutano huu na atapata faida kwa kusikia hotuba.

P.O. Box 554 Nairobi.

MOHD. AMEEN

Secretary UMOOR-AMMA

The Ahmadiyya Muslim Community.

نیروبی میں جماعت کی طرف سے جو اخبار شائع ہوتا اس کی تقسیم کے لئے کئی دفعہ افریقن علاقوں Pangani وغیرہ میں خود جا کر بعض نوجوانوں کو ساتھ لے کر دورہ کرتا اور تقسیم کرتا۔

مسٹر ڈنکن سے ملاقات

نیروبی کے قیام کے دوران ایک خاص واقعہ جس کے ذریعہ جماعتی تبلیغی جدوجہد کا خاص چرچا ہوا لائف میگزین امریکہ کے مشہور اخبار کے نمائندہ کا نیروبی آنا اور اسلام کے تبلیغی اثرات کا اور جدوجہد کا علم حاصل کرنا تھا۔ اس نمائندہ کا نام Davis Douglas Duncan تھا۔ خاکسار سے اس کا ملنا عجیب رنگ میں ہوا۔ شہر میں گھومتے گھماتے وہ ہارڈنگ سٹریٹ پہنچا۔ جس کے اردگرد بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔ بسوں کا یہاں سٹینڈ ہے۔ ایک طرف سڑک کے کونے کی پنجابی مسلمانوں کی دکان کارپٹ اور قالینوں کی ہے۔ ہارڈنگ سٹریٹ میں انفارمیشن آفس ہے۔ مسٹر ڈنکن نے جب انفارمیشن آفس دیکھا تو وہاں ایک انگریز خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈنکن صاحب اس سے جا ملے اور اس سے ذکر کیا کہ وہ امریکہ سے آیا ہے۔ لائف میگزین کا نمائندہ ہے۔ اسلامی مساعی اور مسلمانوں کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اس انگریز خاتون نے اسے بتایا کہ یہ جو کونے کی دکان ہے مسلمانوں کی دکان ہے۔ ان سے مل لو ممکن ہے وہ کچھ بتا سکیں۔ یہاں سے مسٹر ڈنکن اس دکان پر جا پہنچا۔ دیکھا اندر دو نوجوان بیٹھے ہیں۔ ان سے بات چیت کر کے اپنا تعارف کرایا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ اس وقت دکان کے مالک مسٹر رشید بیٹھے تھے اور ان کے ایک دوست مسٹر شمس۔ باہم مشورہ کے بعد انہوں نے سوچا کہ ان کی انجمن اور ادارہ تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ دیکھنے والوں کو متاثر نہیں کرتا نیز وہ کوئی منظم تبلیغی کاروبار بھی نہیں کرتے۔ باہر سے

ایک اخبار کا نمائندہ آیا ہے۔ مسلمانوں کی مساعی کے متعلق کوئی موثر بات کر سکتا ہے تو وہ احمدیہ مشن کا ادارہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فون کیا۔ ان ہر دو نوجوانوں سے میری اور جماعت کے دوستوں کی علیک سلیک بھی تھی اور اس فون میں اس نمائندہ کا مختصر تعارف اور اس کے آنے کے مقصد سے مجھے اطلاع دی۔ مجھ سے ملنے کیلئے انہوں نے وقت لینے اور ملنے کی بات چیت کی۔ خاکسار نے فون پر ہی دوپہر کے وقت آنے کو کہا۔ چنانچہ مقررہ وقت پر مسٹر ڈنکن ان نوجوانوں کے ساتھ احمدیہ مسجد کے عقب میں خاکسار سے ملنے آ گئے۔ اس وقت مختصر انٹرویو انہوں نے اسلامی جدوجہد کے متعلق لیا۔ مسجد کو دیکھ کر اور دفتر میں لائبریری کو دیکھ کر اس مختصر سے انٹرویو سے انہیں تسلی ہوئی کہ وہ صحیح جگہ پر لائے گئے ہیں۔ سہ پہر تک گفتگو جاری رہی۔ مزید فیصلہ ہوا کہ اگلے دن تفصیلی گفتگو ہو گی۔ کھانے کی اس دن کیلئے دعوت بھی دی۔ دونوں نوجوانوں کو بھی کھانے پر بلایا۔ وہ مسٹر ڈنکن کو میرے پاس لے کر آئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ صحیح انداز میں مشرقی افریقہ میں اسلامی تبلیغی مساعی کے بارہ میں ہماری جانب سے ہی انہیں بتایا جا سکتا ہے۔ دوسرے دن مسٹر ڈنکن نے بہت لمبا انٹرویو لیا۔ کہاں مشن کی برانچیں ہیں۔ کیا کیا مشن اس وقت کام کر رہے ہیں۔ کہاں سے مشنری آتے ہیں اور افریقہ میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ الغرض متعدد امور کے متعلق ڈنکن صاحب نے سوالات کئے اور جو کچھ اسے خاکسار بتاتا رہا نوٹ کرتا رہا۔ خاکسار سے اس نے یوگنڈا کے متعلق بھی معلومات حاصل کیں۔ اس کی خواہش پر حکیم محمد ابراہیم صاحب مبلغ کو فون پر ضروری امور سے آگاہ کیا۔ ڈنکن صاحب کی خواہش تھی کہ عملی طور پر بھی وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کس طرح تبلیغی جدوجہد اختیار کی جاتی ہے۔ تفصیلی انٹرویو اور کھانے کے بعد اس نے فوٹو لئے۔ لائف میگزین نے ایک خصوصی نمبر اسلام پر

شائع کیا۔ اس ایشو میں جماعت کی مساعی کا کھل کر بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ جب یہ اخبار شائع ہوا جو کئی لاکھ کی تعداد میں امریکہ سے شائع ہوتا ہے تو نظارت دعوت و تبلیغ نے اردو میں اس کے ضروری حصے مع فوٹو شائع کئے۔

مسٹر ڈنکن نے ریٹائر ہونے کے بعد ایک بڑے سائز کی کتاب آرٹ پیپر پر شائع کی۔ اس کتاب کا نام "World of Allah" ہے۔ جس میں عالم اسلام کے مختلف فرقوں کی اہم تقریبات اور خاص خاص مناظر اس میں شائع کئے ہیں۔ تصویری رنگ میں یہ ایک بہت ہی دلکش کتاب ہے۔ مختلف فرقوں کے ذکر میں خاص تفصیل کے ساتھ احمدیت کا اس نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ خاص طور پر نیروبی کے Visit اور خاکسار کے انٹرویو کے سلسلہ میں۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷۴‘۲۷۵ میں دس شرائط کا انگریزی میں ذکر کر کے خاکسار کی ان خدمات کا جو اس بارہ میں قیام مشرقی افریقہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجام دینے کی توفیق ملی ان کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

Maulana Mubarak Ahmed is the chief of all Ahmadiyya missionaries in East Africa, with his headquarters just a desk in a tiny office behind the Ahmadiyya mosque in Nairobi, Kenya. The word "maulana" is a title, teacher. He was born in 1910 in West Punjab, at that time, northern India. Maulana Mubarak has translated the Koran into Swahili (said to be the tenth language in usage, of the world), a task he began during Ramadan, in 1936, and finished in 1953. There are over eleven hundred pages in the book, the greatest job of translation ever attempted in East Africa-perhaps all of Africa-regarding a

single-volume work. Parallel to Swahili, there is the full Arabic text of the Koran. Orthodox Moslems feel that their Holy Book must never be translated without Arabic accompanying the foreign text. In case of error in translation, there is always the oringinal version in the language of the Prophet, which has survived intact and unaltered since the seventh Christian century, when it was compiled during and shortly after Mohammed's lifetime.

Maulana Mubarak opend the first Ahmadiyya mission in East Africa, in 1934. It was ten years before another missionary joined him. He has but one wife, three daughters and one son. Funds for operating the mission are raised, by subscription, from among the local Ahmadiyya community which also underwrites the publishing costs of their literature, in English, Arabic, Swahili, Luo and Luganga. There are thirteen Pakistani missionaries under him, and twelve African. They are scattered all over East Africa, each receiving only a few shillings as monthly salaries. They are, as the Maulana says, " a very poor community... but we have zeal ... we devote our lives to our assigned tasks... we go willingly."

A quiet, intelligent, soft-spoken man who has thought about what he wants to say, Maulana Mubarak Ahmad is a far cry from those wild-eyed Moslem fanatics, out to convert or confront the

world. His job, he says, is "to lay the foundation of understanding, then others, non-Moslems, will turn to the only universal faith for all men, regardless of color, country, place in life or his community.

"They, the orthodox Moslems, feel it's a sin even to translate the Holy Koran into languages other than Arabic. But we must, for Arabic isn't universal. Unlike Christians, we have no material attractions to offer. However, if the Moslem communities of the world can only really organize, we can be of help in bringing greater balance into the world. Our duty-at the Ahmadiyya Mission-is to place before interested people an understanding of Islam, nothing more. We print long-term literature, like the Holy Koran, and short-term things like magazines, newspapers and pamphlets. Our sect is the only Islamic order trying to carry on organized Moslem missionary work. Strangely enough there are others, Moslems, who resent and oppose us.

"Islam is the future religion of Africa. We are now preparing the ground. In Islam, there is absolutely no distinction drawn between men of different skin colors, nor of race. Yes, people will come!

یہ کتاب Boston (بوسٹن) کی ایک کمپنی نے شائع کی اب اس کا دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے۔ امریکہ کے مختلف کتب خانوں میں خریداروں کی کشش کا

باعث بنی ہوئی ہے۔ ڈنکن صاحب نے خاکسار کے تذکرہ کے ساتھ سامنے دیا گیا پورے صفحہ کا فوٹو بھی اس کتاب کے صفحہ ۱۸۲ میں شائع کیا ہے۔

ڈنکن صاحب نے خاکسار سے محترم نسیم سیفی صاحب کے متعلق بھی تعارفی نوٹ لیا کہ وہ مغربی افریقہ بھی جانا چاہتے ہیں اور وہاں بھی اسلامی مساعی کا جائزہ لیں گے۔ چنانچہ خاکسار نے مکرم سیفی صاحب کو بھی اطلاع کی۔ ڈنکن صاحب نے لیگوس کے متعلق بھی اپنے دورہ کے دوران جو دیکھا اور سنا اس کا ذکر اچھے انداز میں تصویری رنگ میں کیا۔

سر مہاراج سنگھ گورنر بمبئی، مسٹر تفضل علی فارن آفس انڈیا کے نمائندے عبوری حکومت کے دنوں میں پنڈت نہرو کی ہدایت پر ٹانگانیکا گئے تھے وہاں انڈین سوسائٹی کی خاص میٹنگ بلائی۔ امیگریشن کے قواعد جو نئے بن رہے تھے اس کے سلسلہ میں جب یہ دلی واپس ہوئے تو ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دلی میں تھے۔ مسٹر تفضل علی خاص طور پر ملے اور خاکسار کے بارہ میں حضور کو مبارک دی۔ حضور نے دلی سے واپس آکر قادیان میں ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء کے خطبہ جمعہ میں خاکسار کا ذکر کیا چنانچہ فرمایا:-

"ہمارا بہترین تجربہ یہ ہے کہ تبلیغ کے لئے ایک مولوی فاضل اور ایک گریجوایٹ دونوں کو اکٹھا بھیجا جائے۔ مولوی فاضل انسائیکلوپیڈیا کا کام دیتا ہے۔ اور جن مسائل سے واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے وہ بتاتا چلا جاتا ہے اور زبان دانی کے لحاظ سے گریجوایٹ زیادہ مفید کام کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔ آخر اکٹھے رہنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ گریجوایٹ مولوی فاضل کی طرح دینی مسائل سے واقف ہو جاتا ہے اور مولوی فاضل

گریجوایٹ کی طرح غیر زبانیں سیکھ سکتا ہے۔

ابھی افریقہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے جو کمیشن بھیجا گیا تھا دہلی واپس آیا تو اس کمیشن کے مسلمان ممبر صاحب خاص طور پر مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے کہا کہ میں آپ سے اس لئے ملنے آیا ہوں کہ آپ کے مشرقی افریقہ کے مبلغ مولوی مبارک احمد صاحب سے ہمیں بہت مدد ملی ہے اور وہ سب معاملات کو نہایت اچھے طور پر جانتے ہیں۔ وہ صرف مولوی فاضل ہی نہیں بلکہ تمام قسم کے معاملات کو سمجھتے اور بڑی عمدگی سے اپنے فرض کو انجام دیتے ہیں۔"

(الفضل قادیان ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ کالم ۲۔۳۔۴)

مزید مبلغین کی آمد

مشرقی افریقہ میں اب متعدد مبلغین مرکز سے خاکسار کی درخواست پر بھجوائے گئے جن کو کینیا، یوگنڈا اور ٹانگانیکا کے علاقوں کے مختلف مقامات پر متعین کیا گیا اور یہ امر موجب تسلی اور مسرت ہے کہ ان سب نے نہایت عمدگی او خلوص سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اپنے اپنے علاقوں میں سب نے بہت محنت سے کام کیا۔

خاکسار نے اس عرصہ میں کچھ طالب علموں کو مرکزی ادارہ میں تعلیم کیلئے ربوہ بھجوایا۔ معلم یوسف عثمان اور معلم علی۔ یوسف عثمان نے تو اپنے عرصہ کو وہاں پورا کیا اور دینی تعلیم کے حصول کے بعد واپس آکر ٹبورا میں اسے متعین کیا گیا۔ علی اپنی تعلیم پوری نہ کر سکا اور واپس آگیا۔ کھلاڑی تھا۔

مشرقی افریقہ مشن خاکسار کے دور میں بفضل خدا مالی لحاظ سے ایک خاص حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ نہ صرف مشرقی افریقہ کے مبلغین کے الاونسز اور اخراجات برداشت کر رہا تھا بلکہ مرکز سلسلہ کی ہدایت پر انگلستان اور امریکہ کے مبلغین کو بھی ان کے الاؤنس بھجوائے جاتے تھے۔ مسجد ہالینڈ کی تعمیر کیلئے مرکزی ہدایت پر ۲۰ ہزار شلنگ بھجوائے گئے حکومت کی خاص اجازت سے۔ نیروبی سے اس رقم کی ٹرانسفر ہوئی۔

تقسیم ملک کی وجہ سے جماعت کو مالی مشکلات کا قدرے سامنا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ضروریات سلسلہ کے لئے اس وقت ۷۵ ہزار شلنگ بھجوائے گئے۔ نیروبی جماعت نے بالخصوص بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عورتوں نے زیورات تک پیش کئے۔ اس موقع پر جیسا کہ بعد میں مجھے نظارت بیت المال کے ایک افسر نے بتایا یہ سعادت جماعت احمدیہ نیروبی کو نصیب ہوئی۔

☆......☆......☆

بلی گراہم کو دعا کا چیلنج

مارچ ۱۹۶۰ء میں ایک خاص خدمت کا خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت سے موقع ملا جس کا دنیا بھر میں شہرہ ہوا۔ مشرقی افریقہ میں بالخصوص۔ ڈاکٹر بلی گراہم کو دعا کا چیلنج تھا۔ مغربی، مشرقی افریقہ اور امریکہ اور دیگر مختلف ممالک میں بذریعہ اخبارات اس کا چرچا ہوا۔ میڈیا نے خوب اچھالا۔ اس چیلنج کے بارہ میں یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند دن پہلے خاکسار عدن میں تھا اور عدن کے اخبارات میں خبر پڑھی کہ چند دن بعد نیروبی میں بلی گراہم کی آمد آمد ہے۔ اخبارات اور پوسٹر ان کی آمد کے سلسلہ میں شائع کئے گئے۔ بہت زور شور سے اس کی آمد کی خبر کا اعلان اور پراپیگنڈا ہوا۔ خاکسار کو انہی دنوں دعا کی طرف غیر معمولی طور پر خاص توجہ ہوئی۔ نیروبی واپس آیا تو مکرم مولوی محمد منور صاحب سے جو میرے رفیق کار تھے مشورہ کیا۔ چیلنج کے تعلق میں ذکر کیا۔ ان کی طرف سے Courage نہ ہوئی۔ ان دنوں محترم قاضی عبدالسلام صاحب جماعت کے صدر تھے ان سے بات کی۔ فون پر قدرے تفصیل سے چیلنج کی نوعیت سے انہیں آگاہ کیا اور اپنے رفیق کار کے مشورہ سے بھی مطلع کیا۔ حضرت قاضی صاحب نے میری تائید کی اور پر زور انداز میں فرمایا کہ ضرور چیلنج دینا چاہئے اور کہا "میں ابھی آپ کے پاس آتا ہوں۔ انگریزی میں جو خط لکھا جا رہا ہے اس کی نوک پلک بھی آکر درست کرتا ہوں۔" حضرت قاضی صاحب کے جرات دلانے پر خاکسار نے فیصلہ کر لیا کہ بلی گراہم کو چیلنج دیا جائے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب تشریف لائے۔ خط دیکھا۔

نوک پلک درست کی۔ خط لفافہ میں بند کیا اور مکرم مولوی محمد منور صاحب کے ذریعہ بلی گراہم کے کیمپ میں بھجوا دیا۔ نیروبی کے اخبارات کو بھی اس خط کی نقول ارسال کی گئیں۔ بالخصوص ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ اور سنڈے پوسٹ کو۔ پریس کے نمائندوں نے اس دن مجھے احمدیہ مشن ہاؤس میں آگھیرا اور کہنے لگے۔ "شیخ! آپ نے تو یہ چیلنج دے کر ورلڈ نیوز بنا دی ہے۔" بلی گراہم سے جب بھری مجلس میں اس چیلنج کے بارے بات ہوئی تو اس نے اسے قبول کرنے سے معذرت کی۔ ساری دنیا میں خبر پھیل گئی اور اس کے انکار کا خوب خوب چرچا ہوا۔ مجھے تاریں اور خطوط آنے لگے۔ ملے جلے اثرات پر مشتمل کہیں مبارکبادی کے اور کہیں ہم سے مقابلہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ اس انکار کی خبر نیویارک ٹائمز کے صفحہ اول پر شائع ہوئی جس کے متعلق محترم مولوی غلام یٰسین صاحب نے جو ان دنوں وہاں کے مبلغ تھے مجھے اطلاع بھجوائی اور تراشہ بھی۔ شہر نیروبی اور ملحقات میں بھی اس کے انکار کا خوب چرچا ہوا۔ ایک دن مسٹر ابراہیم نتھو جو اسماعیلیہ کمیونٹی کے معزز رکن ہیں اور لیجسلیٹو کونسل کے ممبر کے علاوہ گورنر کینیا کی ایگزیکٹو کے رکن بھی خاکسار سے ملے اور کہنے لگے:۔

> "ساری رات ہم اپنے کلب میں بیٹھ کر آپ کے اس چیلنج اور بلی گراہم کے انکار کا ذکر کرتے رہے۔ آپ نے اسلام کے جھنڈا کو خوب اونچا رکھا۔"

نیروبی کی گورنمنٹ روڈ پر جناب علامہ مشرقی کے ایک عقیدت مند خاکسار تحریک سے تعلق رکھنے والے ایک دوست ملے۔ بڑے جوش اور خاص تپاک سے گلے ملے اور خاص جذبہ سے اس خدمت کو سراہنے لگے اور کہنے لگے کہ "آج آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔"

ہندوستانی اور پاکستانی احباب میں ہزارہا کی تعداد میں پمفلٹ شائع کئے گئے اور خوب خوب تقسیم کئے گئے۔ امریکہ کے بعض مشہور و معروف مصنفین نے اور نامہ نگاروں نے بھی اپنی کتب اور مضامین میں نہایت دیانتداری کے ساتھ من وعن چیلنج کا ذکر کیا اور بلی گراہم کی معذرت اور انکار کا بھی۔ گذشتہ تین چار سال یا کم و بیش کا عرصہ گزرا بوسٹن رائس یونیورسٹی کے پروفیسر آف سوشیالوجی نے بلی گراہم پر سات سو صفحات کی ضخیم کتاب لکھی۔ اس کے سفروں' اس کے انٹرویوز اور ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ اس کتاب کا نام
A Prophet with honour The Billy Graham story اور
مصنف کا نام William Martine ہے۔

اس مصنف کے علاوہ مارشل فریڈی جو اٹلانٹا کے آزاد نامہ نگار اور قلمکار ہیں انہوں نے بھی چند سال قبل "بلی گراہم" پر پانچ صد صفحات کی کتاب میں اس سارے چیلنج اور بلی گراہم کے انکار و معذرت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ لاہور کے مشہور ہفت روزہ "لاہور" نے ہردو مصنفوں کا ذکر کرتے ہوئے خاص انداز میں اس سارے واقعہ اور چیلنج کا مندرجہ ذیل عنوان کے ساتھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے:۔

"ڈاکٹر بلی گراہم کی قبولیت دعا کا چیلنج ماننے سے انکار کی کہانی

رائس یونیورسٹی ہوسٹن (امریکہ) کے پروفیسر ڈاکٹر ولیم مارٹن اور مارشل فریڈی کی زبانی"۔ جسے خاکسار ذیل میں درج کر رہا ہے:۔

"حال ہی میں امریکہ کے مشہور و معروف عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کی زندگی کے حالات پر ایک ضخیم کتاب طبع ہو کر امریکہ کے ہر شہر کے کتب فروشوں کی دکانوں کی بطور خاص زینت بنی ہوئی ہے

اور دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہے۔ یہ کتاب جو ۷۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا نام
"A prophet with honour The Billi Graham story"
اور یہ مشہور و معروف قلمکار اور مورخ پروفیسر ڈاکٹر ولیم مارٹن کی تصنیف ہے جو ہوسٹن (Huston) کے رہنے والے ہیں اور اسی مشہور شہر کی رائس یونیورسٹی میں سوشیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مذہبی امور سے متعلق ان کے متعدد علمی مقالہ جات بطور خاص قابل ذکر ہیں جو امریکہ کے ممتاز اور وقیع جرائد و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ Biblical Studies میں ماسٹر کی ڈگری کے علاوہ انہیں کئی دیگر علمی اعزاز بھی حاصل ہیں۔ ڈاکٹر بلی گراہم کا تعارف کراتے ہوئے پروفیسر ولیم مارٹن لکھتے ہیں۔

گزشتہ چالیس سال سے عیسائیت کی تبلیغ میں نمایاں اور ممتاز مناد کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ذاتی طور پر انہوں نے ۷۰ ملین لوگوں تک اپنے لیکچروں کے ذریعہ عیسائیت کا پیغام پہنچایا ہے اور کئی لاکھ کو بذریعہ ریڈیو' ٹیلی ویژن اور فلم عیسائیت سے متعارف کرایا ہے۔ تعارف کے اختتام پر لکھا ہے۔

He is quite possibly the best known and most admired religious figure of the twentieth century.

ڈاکٹر بلی گراہم کا گزشتہ چالیس سال کے عرصہ میں امریکہ کے ہر ایک پریذیڈنٹ سے خصوصی قربت کا تعلق رہا ہے اور اب بھی ہے۔ کتاب مذکور میں

ان پریذیڈنٹوں کے ساتھ مختلف تقاریب اور مواقع کے فوٹو بھی دیئے گئے ہیں۔ جن ملکوں کا انہوں نے تبلیغی اغراض کے لئے دورہ کیا اس کتاب میں ان ملکوں کا تفصیلی تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور بلکہ انہوں نے جو انٹرویو دیئے ہیں انہیں بھی ریکارڈ کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف ملکوں کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں سے ملاقاتوں اور ان سے گفتگوؤں کی تفاصیل بھی اس کتاب میں درج ہیں۔ الغرض ڈاکٹر بلی گراہم کی زندگی پر اس مفصل و جامع کتاب میں انہیں ایک غیر معمولی مذہبی مناد کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو قدآور، خوبصورت اور سرخ و سفید رنگ کی شخصیت کے حامل ہونے کے علاوہ ایک فصیح البیان مقرر بھی ہیں۔

براعظم افریقہ میں

مارچ ۱۹۶۰ء میں امریکی صدر آئزن ہاور کے زمانہ میں ان کے مشورہ سے ایک خاص سکیم کے تحت ڈاکٹر بلی گراہم نے براعظم افریقہ کا دورہ کیا جسے ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لئے بڑے وسیع پیمانے پر شدومد اور اہتمام سے انتظامات کئے گئے۔ اخبارات کے علاوہ ریڈیو پر بھی ان کی آمد اور تقریروں کے متعلق اعلانات کئے گئے نیز ان اعلانات میں ان جلسوں کا بطور خاص ذکر کیا گیا جس سے انہیں خطاب کرنا تھا۔ مغربی افریقہ کا دورہ ختم کرنے کے بعد موصوف نے مشرقی افریقہ کا رخ کیا۔ چنانچہ مشرقی افریقہ کے اہم اور خوبصورت شہر نیروبی میں ڈاکٹر بلی گراہم کی آمد پر بڑے بڑے جہازی سائز کے پوسٹروں کے علاوہ اخبارات میں پورے پورے صفحے کے اشتہارات شائع ہوئے۔ خصوصی اہتمام کے منعقدہ جلسوں سے ان کے خطاب کے انتظامات کئے گئے۔ اس امر کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ اپنے ان خطابات میں موصوف

اسلام کے خلاف بھی نکتہ چینی کرتے رہے۔

نیروبی میں جب ان کی آمد کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو دین خداوندی کی تبلیغ و اشاعت پر مامور مشرقی افریقہ (نیروبی) میں ۲۷ سال سے مقیم مبشر دین ہدیٰ شیخ مبارک احمد نے اسلام کے بارے میں ان کی تنقیص اور موشگافیوں کی خبر پا کر بفضلہ تعالیٰ اس عظیم عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کو قبولیت دعا کا معین چیلنج دینے کی توفیق پائی اور یہ تحریری چیلنج فوری طور پر بذریعہ مکتوب خاص نیروبی میں ان کی آمد پر ان کی خدمت میں پہنچا دیا گیا۔ اس چیلنج کی مختصر تفصیل کچھ یوں تھی کہ:-

"چند بیماروں کو جن کے متعلق کینیا کالونی کے ڈائریکٹر آف میڈیکل سروسز یہ تصدیق کریں کہ لاعلاج ہیں فریقین (عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم اور مبشر دین ہدیٰ شیخ مبارک احمد) میں تقسیم کر دیئے جائیں اور دونوں فریق ان کی صحت و تندرستی کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں۔ جس فریق کی دعا سے بیمار تندرست ہو جائیں اس فریق کے مذہب کو درست تسلیم کیا جائے۔"

اس چیلنج کا ذکر اس وقت کے نیروبی کے ممتاز اخبارات "ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ" اور "سنڈے پوسٹ" کے علاوہ افریقہ کے مختلف ملکوں کے اخبارات میں بھی ہوا۔ بلکہ امریکہ کے اخبارات میں بھی ہوا۔ چنانچہ "نیویارک ٹائمز" کے پہلے صفحہ پر اس خبر کی خصوصی اشاعت ہوئی۔ بلکہ اس چیلنج کی اشاعت کے ساتھ ڈاکٹر بلی گراہم کے انکار اور چیلنج کو قبول نہ کرنے کا بھی ذکر ان اخبارات میں ہوا

جن میں بطور خاص یہ مذکور تھا کہ اس وقت ڈاکٹر گراہم کو درجنوں ' خطوط ' تاریں اور فون آئے اور اس اصرار پر مبنی کہ اس چیلنج کو قبول کیا جائے لیکن ڈاکٹر گراہم ذراٹس سے مس نہ ہوئے۔

کتاب مذکور میں تفصیل پروفیسر ڈاکٹر ولیم مارٹن نے اپنی اس ———— تازہ تصنیف میں پوری تفصیل دیانتداری کے ساتھ دے دی ہے اور صفحہ ۲۶۰ پر لکھا ہے کہ ڈاکٹر بلی گراہم کو امریکہ سے متعدد تاریں اور پیغام بھجوائے گئے کہ وہ اس چیلنج کو قبول کریں مگر انہوں نے خاموشی ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ ایک عیسائی مورخ ' مصنف اور محقق کا وضاحت کے ساتھ گراہم کی طرف سے اس چیلنج کو قبول کرنے میں تامل ' تذبذب اور مسلسل خاموشی کا ذکر کرنا قارئین "لاہور" کے لئے یقیناً دلچسپی کا موجب ہو گا۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔

A Prophet With Honor

The Billy Graham Story
William Martin
William Morrow and Company, Inc.
New York
260 "From Vict'ry unto Vict'ry" (1950-1960)

of their scholars on theological doctrine or even to meet privately with Muslim leaders. On a more secular level, the strong endorsement he received from Christian political leaders led some Muslims to fear that he was trying to help boost a Christian government into power, a charge for

which there was little evidence, though he did subsequently urge President Eiscenhower to visit Nigeria to build better relations between the two nations and perhaps even to use the occasion of Nigeria's becoming independent of England later that year to identify himself and the United States with the interests of African nationalism.

Muslims in Sudan managed to rescind Graham's invitation to preach in that country, apparently because they feared he might disrupt proper observance of Ramadan, the sacred month during which Muslims severely restrict normal activities. The most explicit and memorable Muslim challenge, however came in Kenya, where Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, chief of the Ahmadiyya Muslim Mission in East Africa, hurled a challenge reminiscent of that proposed by the prophet Elijah in his famous contest on Mount Carmel with the priests of Baal (1 Kings 18:20-40). In a letter to Graham, the Muslim leader proposed that thirty individuals- ten Europeans, ten Asians, and ten Africans, all certified by the director of medical services of Kenya to be incurable by scientific medicine-be assigned by lot into two groups and that he and Graham, together with a small band of associates, beseech God to heal the group assigned to them "to determine as to who is blessed with the Lord's grace and mercy and upon whom His door remains

closed." If Graham declined, Ahmad argued, "It will be proved to the world that Islam is the only religion which is capable of establishing man's relationship with God. "A group of American Pentecostals cabled him to" accept the challenge; the God of Elijah still lives," but Graham neither picked up the gauntlet nor offered any comment to the press.

ایک اور کتاب۔ واضح رہے پروفیسر ڈاکٹر ولیم مارٹن کے اس تذکرہ سے
چند سال پہلے بھی ایک اور مشہور مصنف اور نامہ نگار مارشل فریڈی بھی اپنی کتاب

Billy Grapham a prrable of American righteousness

میں جو پانچ صد صفحات پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر بلی گراہم کی زندگی کے حالات و
واقعات پر ایک قابل ترین قلمکار کی لائق تحسین تصنیف متصور ہوتی ہے اس چیلنج کا
بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ موصوف نے ڈاکٹر صاحب کے دورہ افریقہ کا تذکرہ
کرتے ہوئے نیروبی میں ایک خادم اسلام کے چیلنج کا ذکر کیا ہے اور پوری تفصیل
دی ہے صفحہ ۲۳۰ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

Marshall Frady
Billy Graham

A Parable of American Righteousness

It was not always a completely decisive encounter. In Nigeria once, electrical charges somehow strayed from a live wire to a platform railing, which, when Cliff Barrows happened to grasp it, dealt him a jolting eye- glazing kick, and now and then sudden slammings of rain would,

with a brief crackle of sparks, snuff out to dead silence the public address system. Beside these occasional disarrayings, Graham also was persistently challenged by Islamic evangelists to healing duels-one proposal being to divide equally between them thirty hospital patients pronounced incurable for a grand public face-off between Christ and Allah. Roy Gustafson, who had accompanied Graham there, remembers, "Boy, those phones started ringing, press people and all sorts, wanting to know what Billy was going to do." But Graham, beginning to feel somewhat harried, would merely snap to all inquiries, "No comment. No comment." Finally, says Gustafson, "we started getting all these wires and letters from people back in the States-particularly the Pentecostal folks-telling us Go on! Accept the challenge! Show them that the God of Elijah Still lives! But Billy just kept quoting from Jesus' parable, 'If they hear not Moses and the prophets, neither will they be persuaded, though one rose from the dead."

مشرقی افریقہ بالخصوص نیروبی میں مزید گرماگرمی

نیروبی میں جماعت احمدیہ کے ایک معروف بزرگ حضرت سیٹھ عثمان یعقوب صاحب تھے جنہیں تبلیغ کا خاص جنون تھا۔ کوئی نہ کوئی موقع تبلیغ کا نکال لیتے۔ نیروبی میں جن دنوں جماعت تبلیغی جدوجہد میں مصروف تھی اور مخالفت بھی شدت کی تھی۔ سیٹھ صاحب موصوف نے پندرہ ہزار شلنگ کے انعام کا اعلان کیا۔ بذریعہ اشتہار اس کی عام تشہیر ہوئی اور لکھا کہ جو کوئی قرآن مجید سے حضرت مسیح کی جسمانی زندگی کے بارہ میں کوئی ایک ہی آیت پیش کرے گا اسے یہ انعام دیا جائے گا۔ اس مقصد کیلئے دونوں طرف سے اشتہارات چھپتے رہے۔ جب لال حسین اختر نیروبی پہنچا تو نیروبی کے مخالفین اور مولویوں نے سمجھا کہ یہ کوئی آیت نکال دکھائے گا اور جماعت سے انہوں نے مطالبہ شروع کیا کہ پندرہ ہزار شلنگ کا چیک پیش کرو اور قرآن مجید کی آیت دربارہ حیات مسیح دیکھ لو۔ خاکسار نے فوری طور پر پندرہ ہزار شلنگ کا چیک سیٹھ صاحب سے لکھوا کر مکرم ملک احمد حسین صاحب جو جماعت کے ذمہ دار عہدیدار تھے اور مکرم شیخ غلام فرید صاحب سیکرٹری تبلیغ ہر دو کو جامع مسجد جہاں ایک بہت بڑا جلسہ ہو رہا تھا بھجوایا۔ ان ہر دو احباب نے مخالفین کے سرکردہ احباب اور مولویوں اور اجتماع کے سامنے یہ اعلان کیا کہ یہ پندرہ ہزار شلنگ کا چیک ہے قرآن مجید سے حیات مسیح کے بارہ کوئی آیت دکھا دو اور چیک وصول کر لو۔ لال حسین اختر کھڑا ہوا۔ بجائے قرآن کریم سے آیت دکھانے کے کہنے لگا کہ مرزا صاحب نے خود براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت

مسیح زندہ ہیں۔ ہمارے نمائندوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ تو قرآن کریم سے آیت دکھانے کا ہے۔ مولوی عبداللہ جو اس انعام کا اول مخاطب تھا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ تمام ہندو اور سکھ اور مسلمان جو جلسہ میں موجود تھے ان پر ظاہر ہو گیا کہ کوئی ایسی آیت قرآن کریم میں نہیں۔ شور مچا۔ لال حسین اختر نے بالآخر بل رفعہ اللہ الیہ (النساء:۱۵۹) کی آیت پیش کی۔ جس کا ترجمہ اور وضاحت کی گئی تو سامعین اور مجمع کے لوگوں نے اعتراف کیا کہ یہ تو حیات مسیح کی آیت نہیں۔ بالآخر ان مخالفین نے اس آیت کا انگریزی میں ترجمہ کر کے نیروبی کے ایک مشہور وکیل سے رائے لی کہ کیا اس آیت کی روشنی میں سیٹھ عثمان صاحب کا پیش کردہ انعام لیا جا سکتا ہے۔ وکیل نے فیس لی اور کہا کہ اس ترجمہ سے جو آپ نے پیش کیا ہے آپ انعام کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ مسیح کی زندگی کا اس میں تو ذکر نہیں۔ انجام کار اپنا منہ لے کر بیٹھ گئے۔ اس پر ہماری طرف سے "سچائی کی فتح" اشتہار شائع کیا گیا پبلک اور شہر میں جس کی تقسیم ہوئی۔ مخالفین اپنی اس ہزیمت سے بجائے نادم ہونے کے احمدیت کے خلاف انہونی باتوں سے اپنے آپ کو مطمئن کرنے لگے۔

مباہلہ کا چیلنج

انہی دنوں مخالفین نیروبی نے اپنی شکست کو چھپانے کے لئے جماعت احمدیہ کو مباہلہ کیلئے للکارا۔ جماعت نے دعوت مباہلہ کو منظور کیا۔ جماعت کے نمائندے شرائط مباہلہ طے کرنے کیلئے مخالفین کے سرکردہ احباب کو ملے۔ جماعت کے نمائندوں نے آیت مباہلہ کی روشنی میں مخالفین کے نمائندوں سے کہا کہ ہم اپنے امام کی اجازت سے مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ مخالفین کے نمائندوں نے یہ سن کر کہ احمدی بغیر امام کی اجازت کے مباہلہ کیلئے تیار نہ ہونگے شور مچا دیا اور اشتہار بازی

شروع کر دی کہ احمدی مباہلہ سے فرار کر گئے ہیں۔ جماعت نے اس اثناء میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کو جماعت کے پریذیڈنٹ مکرم جناب سید معراج الدین صاحب کے ذریعہ حسب ذیل تار دے کر حضور کی اجازت طلب کی۔

"Has khalifatul Masih permitted Mubahala Cable Mirajuddin muncipality Nairobi."

اس تار کے جواب میں حضور کی طرف سے اجازت کا حسب ذیل تار موصول ہوا۔

"Mirajuddin Muncipality Nairobi yes permitted held according to condition published by me with reference Mohd Sharif challanges, Khalifatul Masih"."

شرائط یہ تھیں کہ جتنے آدمی احمدیوں کے مباہلہ میں شامل ہوں گے اتنے ہی غیر احمدیوں کے شامل ہوں اور اس بات کی وہ تصدیق کریں کہ مباہلہ کے نتیجہ کو قبول کریں گے۔ مباہلہ سے پہلے فریقین اپنے موقف کی اجتماع میں وضاحت کریں۔ اس منظوری کی اطلاع آنے پر جماعت نے "مباہلہ" کے عنوان سے اشتہار شائع کیا کہ جماعت ہر طرح ان شرائط کی روشنی میں مباہلہ کے لئے تیار ہے۔ اشتہار کی خوب تقسیم کی گئی۔ اس پر نیروبی کے مولویوں کو اور معاندین کو بلایا گیا کہ اب وہ آئیں اور مباہلہ کریں مگر معاندین اس اشتہار کے بعد ایسے خاموش ہوئے جیسے کسی کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ مباہلہ کے لئے جس قدر شور مچایا تھا وہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ جماعت نے اس موقع پر "آسمانی نصرت کا تازہ نشان" کے عنوان سے ایک خاص بڑا اشتہار شائع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس موقع پر بھی جماعت کو فتح دی اور مخالفین کو ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔ والحمدللہ علی ذالک

ابتدائی دس سالوں پر تبصرہ

مسٹر رچرڈ ارل مارٹن نے اگرچہ اپنے مقالہ میں بار بار اس بات کا ذکر کرنے کی ناکام سعی کی ہے کہ جماعت احمدیہ کی مساعی مشرقی افریقہ میں کوئی خاص کامیابی پر منتج نہ ہوئی۔ اس کے باوجود ان کی قلم سے کبھی حق و صداقت کا بھی اظہار ہوا۔ ایک موقع پر اپنے مقالہ میں اس نے لکھا کہ خاکسار جب ابتدائی دس سالوں میں اکیلا مبلغ تھا بفضل خدا بنیادی نوعیت کے کاموں کی داغ بیل ڈالی۔ غیر بھی معترف ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"A summing up of Ahmadiyya propogation in the early period of the mission shows that the pattern for missionary endevour was set from the beginnings. Their energetic use of literture, Their bold preference for direct personal persuation, their caseful training of converts, their readiness to build Mosques and schools all demonstrate the foundational methods, upon which mission was established. All of their work was insigated through the varigated efforts and determination of one missionary Sheikh Mubarak Ahmad. For over ten years Sh. Mubarak served as the only missionary from India" (page 42)

خاکسار کے ابتدائی دس سالوں کی مساعی کا ذکر جس انداز میں ارل مارٹن نے کیا ہے اس کے ان خیالات کا رد ہے جو اس نے جماعت کے بارہ میں اپنے مقالہ

میں کئے ہیں۔ خاکسار کے بعد ۱۹۴۵ء میں دوسرا مبلغ آیا اور تیسرا ۱۹۴۸ء میں۔ پھر اس کے بعد خاکسار کی تحریک پر مزید مبلغ آنا شروع ہوئے اور ان سب نے اپنے اپنے مقررہ علاقوں میں دلی خلوص اور جذبہ سے تبلیغی فرائض انجام دیئے۔ ایک مذہبی جماعت کی جدوجہد کا چند سالوں کی کیفیت پر اندازہ لگانا عقلمندی نہیں۔ وقت درکار ہوتا ہے اور جیسا کہ خاکسار نے واقعات کی شہادت سے لکھا ہے اب یہ ابتدائی جدوجہد تناور درخت بن چکی ہے۔

نوواردوں کو مشورہ

مشرقی افریقہ میں لمبا عرصہ تک خدمت اسلام کے فریضہ کے انجام دینے کے دوران افریقن سے ملنے کا خوب موقع ملتا رہا۔ باہمی پیار و محبت اور موانست کا خاص تعلق عاجز نے ان سے رکھا۔ وہ بھی خاکسار کے اس تعلق کو محسوس کرتے رہے۔ امیگرنٹ لوگ کیا ایشین اور کیا یورپین ان سے اچھے شہریوں والا سلوک نہ کرتے بلکہ ایسے انداز میں ان سے ملتے اور کلام کرتے گویا وہ ادنیٰ قسم کے انسان ہیں۔ خاکسار نے ان دنوں اسلامی تہذیب و تمدن کے پیش کردہ اصولوں کی بناء پر دس ایسے اصول تجویز کئے جن پر عمل کرکے افریقنوں اور امیگرنٹ لوگوں کے باہمی تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ مورو گورو کی ایک اہم کانفرنس میں جو ایشین نے منعقد کی جس میں خاکسار بھی شامل تھا پر زور انداز میں تفصیل کے ساتھ ان اصولوں کو پیش کیا جسے سب نے سراہا اور وعدہ کیا کہ وہ ان پر عمل کریں گے۔
نیروبی کے اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز نے ان اصولوں کو An advice to immigrant races کے عنوان سے شائع کیا اور Kenya Daily Mail ممباسہ نے خاص طور پر ان کی پابندی کی اہمیت پر

ایڈوٹوریل میں خاص توجہ دلائی۔ ان اصولوں کی بذریعہ پمفلٹ الگ اشاعت بھی کی گئی۔ ملک کے سربراہ مسٹر جولیس نیریرے اور دوسرے سرکردہ احباب نے خاکسار کی افریقن کو Lift دینے کے بارہ میں اس جدوجہد کو پسند کیا۔

An Advice to Immigrant Races

"The best amongst you is he who treats most humanly the creatures of God is a saying of the Holy Prophet of Islam. It will readily be perceived that this saying embodies a great universal truth. "Bearing in mind this principle, we should work for the welfare and betterment of all races of mankind, especially of those that are considered down-trodden and low in social scale in view of their all-round backwardness. In fact the raising of the standard of living of such backward people in itself constitutes an act of highest good and nobility.

The ethical reasons apart, it behoves the immigrant races in this country to help the indigenous populations in their struggle for advancement and progress in life, Since in one way or the other the immigrants have built up their own prosperity at the expense of the African or his land, Whatever bit we do to-day for the welfare of the sons of the soil will leave an indelible impression on their minds, and in the days to come will have a considerable bearing on race relationship between the African and Non-African.

Although Indians of all grades feel genuinely about the matter, as yet no well-defined and concrete scheme has been put before them in such a way that they might pull their resources together to work for the uplift of the African. Certain societies and many individuals are busy at this humanitarian work, but their efforts are mostly sporadic. Until a good scheme is evolved I suggest that we direct our energies in the following channels. The course proposed is most likely to be productive of good results and is such that does not require vast funds of money to put it into operation:-

(1) In addressing the Africans generally and in particular the domestic servants the use of pugnacious words like Native, "Boi", "Gola" or "Shenzi" should be regorously discarded, as they cause much betterness and resentment. Instead words such as "African", "Rafiki", "Ndugu" etc, make for sweetness. Domestic servants and subordinate staff should be called by their proper names.

(2) On festive occasions and other non-religious celebrations, Africans may be invited. In the seating arrangement at such gatherings no discrimination should, however, be made between African and Non-African guests.

(3) When we are accompanied by our African servants on Safaris, the latter should be

adequately fed and provided for and if need be we should part with a portion of our own meals. It is immorul on the part of a Master to throw a small coin at his servant and then trust that the latter would be able to make his own arrangements at a place to which he is a stranger.

(4) Non-African Artisans, merchants, industrialists and Agriculturists should endeavour to train the Africans in respective skilled and semiskilled professions, and provide the latter with expert advice in technical matters appertaining to various trades. Our attitude should be that of an elder brother striving to set the younger brother on his legs.

(5) On request being made, those who have influence about them should not hesitate in securing employment to a jobless African or in putting in a word of recommendation to his boss if he be already in employment.

(6) Non-Africans should not only themselves abstain from being a party to acts which are morally degrading, but desist from asking the Africans to lend a helping hand to the same. As members of a more cultured race, they are expected to set up standards and norms of good behaviour.

(7) Non-Africans should take personal interest in the well-being of the Africans under their care, and show concern for their various daily needs.

For instance, medical aid may be provided if there is a case of sickness in an African family; or an African parent may be urged to send his child to School and later enquiries may be made from time to time in the matter of progress which the boy, might be making at his studies. Books and equipment may also be procured for him.

(8) In those villages and small townships where educational facilities are not available to the Africans, the local Indians will do very well if they contribute towards an African Educational fund and organise elementary schools. A Mwalimu can be engaged to coach the children in the rudiments of 3 R's and to import to them simple moral instruction. The costs of maintaining a village school are generally very moderate.

(9) Africans should be supplied with such literature as promotes generally better feeling between the various races that inhabit this country and in particular better, understanding between the Africans and Indians.

(10) The general Indian public should consider it of highest importance to support and uphold the cause of those societies and organisations that are engaged on the work of the African welfare.

In conclusion I may say that any work of social or general welfare will be meaningless until and unless we make concerted efforts to raise the

African morally and spiritually. In formulating the above ten points I have constantly kept in mind this vital consideration.

(Shiekh Mubarak Ahmad Ahmadiyya Masjid Tabora.)

اعلیٰ حکام سے رابطہ

ایسٹ افریقہ کے دوران بالخصوص نیروبی کینیا اور دارالسلام تنزانیہ کی حکومتوں کے اعلیٰ افسران سے خاکسار کا رابطہ رہا اور تعلقات میں استواری پیدا ہوئی۔ باہمی تعلقات قدر موانست کا رنگ اختیار کئے رہے۔ ایک موقع پر سر آرتھر کربی صاحب جو ایسٹ افریقن ریلویز کے جنرل مینجر تھے ہمارے ہاں کھانے پر بھی آئے۔ ان کو ان کے دفتر میں خاکسار نے مل کر قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔

خاکسار نے ولیم مارٹن کو ان کی دیانت داری کے ساتھ سارے واقعہ کو اپنی کتاب میں درج کرنے پر مبارک باد کا خط لکھا کہ اگرچہ یہ واقعہ بلی گراہم کی شہرت پر داغ تھا مگر آپ نے من و عن درج کر کے مورخانہ دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ ساتھ ہی اسے "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "مسیح ہندوستان میں" کتابیں مطالعہ کیلئے بھجوائیں۔ شکریہ کے ساتھ ان کا جوابی خط ملا۔ انہوں نے لکھا میں مورخ ہوں میرا فرض تھا کہ صحیح صحیح واقعات کو لکھتا۔ یہ بھی لکھا کہ کسی وقت وہ لندن گئے تھے اور وہاں ہماری مسجد لندن کو انہوں نے دیکھا اور کبھی ملنے کو بھی کہا۔

مشرقی افریقہ کے قیام کے دوران کینیا کے گورنر سر فلپ مچل جو مسلمانوں کے ہمدرد تھے، گورنری سے ریٹائر ہو کر کینیا میں ہی آباد ہو گئے۔ نیروبی سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر نکورو Nakuru شہر سے اندرون علاقہ کے زرخیز High Land کے معروف مقام Subakia میں فارم لے لیا اور یہاں رہنے

The photograph were taken when Sir Arthur Kirby General Manager E. A. Rly visited E. A. Ahmadiyya Muslim Mission House Nairobi to receive an English translation copy of the Holy Quran which was presented to him by the Chief Missionary Sheikh Mubarak on behalf of E. A.Muslim Mission at the home of the Grandmother.

لگے۔ خاکسار نے انہیں ملنے اور قرآن کریم کا تحفہ پیش کرنے کے بارہ لکھا۔ جواب آیا ساتھ ڈائرکشن کا نقشہ بنا کر بھیجا اور ملنے کو کہا۔ خاکسار مکرم چوہدری محمد شریف صاحب جو جماعت کے جنرل سیکرٹری تھے کو ساتھ لے کر سر فلپ کے ہاں ایک دن پہنچا جس کی انہیں پہلے سے اطلاع کر دی تھی۔ جونہی ہم ان کے فارم کے مکان میں داخل ہوئے انہوں نے بڑھ کر ہمارا استقبال کیا۔ بہت احترام سے ہمیں ملے اور ضروری حاجات کیلئے راہ نمائی کی۔ جب کچھ وقفہ کے بعد آرام سے بیٹھے تو قرآن کریم کا انہیں تحفہ پیش کیا جو انہوں نے خاص ادب سے وصول کیا اور کھانے کی میز پر جب لے گئے تو کہنے لگے شیخ صاحب! مسلمان Cook سے میں نے یہ پلاؤ پکوایا ہے۔ ہر طرح تواضع کی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ سر فلپ مسلمانوں کے خیر خواہ تھے۔ اپنے دور گورنری میں انہوں نے سر آغا خان صاحب سے مل کر ممباسہ میں جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی ہے بالخصوص عربوں اور افریقن مسلمانوں کی انہوں نے پولی ٹیکنک قسم کی ایک اکیڈمی کھلوائی جس میں اکثریت مسلمان طلباء کی تھی۔ سر فلپ کو انگریزی ترجمۃ القرآن کا تحفہ دیا۔ بعد میں سر ایولین بیرنگ گورنر مقرر ہوئے۔ یہ کسی قدر اردو زبان سے بھی آشنا تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ جن دنوں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب حکومت ہند میں وزیر تجارت تھے یہ اس وقت لکھنؤ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ یہ بھی بتایا انہوں نے کہ شیخ صاحب "میں نے شائستہ اردو سیکھی تھی" انہیں نیروبی کے گورنمنٹ ہاؤس میں سواحیلی ترجمۃ القرآن کا تحفہ پیش کیا۔ کچھ دنوں بعد ان کے پرائیویٹ سیکرٹری سے ساری بات کی اور پوچھا کہ کیا گورنر صاحب قرآن کریم کا سواحیلی میں ترجمہ پڑھتے ہیں یا اپنی الماری میں ہی رکھ دیا ہے۔ تو پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے جواب میں بتایا کہ قرآن کریم ان کے دفتر کی میز پر رکھا ہوا ہے روزانہ پڑھتے ہیں۔ جو نشانی رکھتے

ہیں وہ روزانہ آگے ہوتی ہے۔ سرایولین بیرنگ لمبے قد' خوبصورت' وجیہہ انسان تھے اور خوب بولتے تھے۔ کئی دفعہ انہوں نے اس عاجز کو کاک ٹیل پارٹیوں میں بھی دعوت دی۔ نیروبی سے روانگی سے قبل ایکٹنگ گورنر سے گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات ہوئی۔ عزت و احترام سے وہ ملے اور مشن کی کارکردگی پر اظہار تحسین فرمایا۔

سرٹرن بل (Turn Bull) کینیا کی حکومت کے چیف سیکرٹری تھے۔ بعد میں میری کینیا میں موجودگی کے دوران وہ تنزانیہ کے گورنر ہو گئے۔ شیخ امری عبیدی صاحب نے ان کی تقرری اور دارالسلام آمد پر نظم لکھی جو سرٹرن بل نے دارالسلام کے گورنمنٹ ہاؤس میں انہیں بلا کر ان سے یہ نظم سنی۔ تنزانیہ جانے سے چند دن پہلے نیروبی میں جب وہ تھے تو خاکسار نے انہیں سواحیلی ترجمۃ القرآن کا تحفہ پیش کیا۔ انہیں جماعت کے بارہ میں کافی واقفیت ہو گئی تھی۔ ان کا دارالسلام میں شیخ امری صاحب سے خاص تعلق رہا۔

☆......☆......☆

Top: L-R :-
Mr. A.S. Bhatti President, Sir A. Kirby , Sheikh Mubarak Ahmad (Chief Missionary

Bottom:
Myself with Sir A. Kirby & Sheikh Mubarak Ahmad (Chief Missionary)

سید محمد اقبال شاہ صاحب صدر جماعت نیروبی خاکسار کی روانگی پر ایڈریس پیش کر رہے ہیں

آزادی کے بعد مشن کی تقسیم

مشرقی افریقہ کا مشن پہلے ایک ہی مشن تھا اور خاکسار اس سارے علاقہ کا انچارج مشنری تھا۔ تمام مبلغین خاکسار کی زیرِ نگرانی اپنے اپنے علاقوں میں کام کر رہے تھے۔ آزادی کے بعد کے سالوں میں تینوں ملکوں کو الگ الگ مشنوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر مشن کا الگ الگ مشنری انچارج مقرر ہوا اور امیر۔ خاکسار کو مشرقی افریقہ کیلئے پھر بھی رئیس التبلیغ رہنے دیا گیا۔ ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو خاکسار کی نیروبی سے پاکستان کے لئے روانگی ہوئی۔ اس سے قبل جماعت احمدیہ نیروبی نے خاکسار کو الوداعی پارٹی سے نوازا۔ جماعت کے افراد کے علاوہ شہر کے معززین نے بھی شرکت کی۔ اس الوداعی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر ارل رچرڈ مارٹن نے اپنے مقالہ "ایسٹ افریقہ میں احمدیت" میں لکھا:۔

Not long ago the work was sucessfully divided and the separate missions appear to be funationing satisfactorily. Sh. Mubarak made his final departure from East Africa. On 30th April, 1962, he left returning to Pakistan to take up his new responsibilities at the head quarters office in Rabwah. The fare well tea given in his honour was made somewhat remarkable by the represantatives of certain Muslim and other orginisations that attended. Among those present were Sh Yahya Husein of the world Muslim congress; Mzee Ambari, East Africa Muslim

politicle union, Mr. Juma mponda of the Muslim African Union, Mr. Behramji representing social service leagal and Mr. Channa of the Sikh Community. The recognition afforded to Sh. Mubarak and the Ahmadiyya community by the presence of the represantive of such organisations gave a measure of prestige to the mission which it had rarely engaged in Kenya in previous Times. (Page 59)

اس طرح احمدیت کی اشاعت اور خاکسار کی تبلیغی جدوجہد کا پہلے دور کا اختتام ہوا۔ اس رخصتی تقریب پر محترم سید محمد اقبال شاہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی نے خاکسار کی خدمت میں اپنے الوداعی ایڈریس میں خاکسار کی گذشتہ ستائیس برس کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے شکریہ کے جذبات سے ان کو سراہا اور دعاؤں سے ممنون کیا۔ جس کا اظہار اس تصویر سے بھی ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خاص احسان اور اس کا کرم تھا کہ اس عاجز کو مشرقی افریقہ کے تینوں علاقوں میں کئی مفید اور دور رس نتائج کے کاموں کے انجام دینے کی توفیق ملی جن کا خاکسار نے گذشتہ صفحات میں اختصار سے ذکر کیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سالانہ رپورٹوں میں تفصیل سے ان خدمات کا ذکر ہے۔ اس روئیداد میں چیدہ چیدہ باتوں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے لیکن دو ایسے کام ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بھی اور جماعت کی خاص عظمت کا باعث بھی بنے۔ اگرچہ ان کا خاکسار نے اختصار سے ذکر کیا ہے مگران ہر دو کا میرے رفیق کار مولوی محمد منور صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں قدرے تفصیل سے الفضل اخبار میں ذکر کیا۔ خاکسار کی ہر دو خدمات کو انہوں نے مفید اور خاص عظمت کا باعث قرار دیتے ہوئے لکھا:۔

الوداعی تقریب کا ایک نظارہ نیروبی مسجد میں

دو خاص خدمات کا ذکر

جماعت احمدیہ کے ذریعہ بہت سے اچھے اور مفید کام مشرقی افریقہ میں ہوئے ہیں لیکن دو کام ایسے ہوئے جو عیسائی پادریوں کے لئے ہوش ربا ثابت ہوئے۔ ان کاموں کا اثر پادری صاحبان پر بھی ہوا اور عیسائی حکومتوں پر بھی۔

امریکی پادری ڈاکٹر بلی گراہم کو کینیا میں جس شکست فاش سے پالا پڑا اور ساری دنیا میں اس شکست کو جس طرح اشاعت ملی اس کا اثر امریکی حکومت اور امریکہ سے آنے والی عیسائی تنظیموں پر یکساں پڑا۔ انہوں نے اس شکست کے نتیجہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی اور احمدیت کے بارہ میں اعداد و شمار اور معلومات جمع کرنا شروع کیں۔

دوسرا عظیم کام کلام پاک کا ترجمہ تھا۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ تشریحی نوٹوں کے ذریعہ دینی تعلیم وضاحت سے پیش کی گئی اور مخالفین صداقت کے اعتراضات کے ٹھوس اور مدلل جوابات دیئے گئے۔ جو میدان پہلے پادریوں کے قبضہ میں تھا اب وہ آہستہ آہستہ ان کے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ ادھر آزادی کی رو نے عوام کو سیاسی بیداری سے ہم کنار کر دیا اور مذہبی اور سیاسی مخالفت یکجا ہو کر برطانوی سامراج کو کمزوری کی طرف دھکیلنے لگی۔ جماعت احمدیہ نے ملکی عوام کا ساتھ دیا اور ان کے حق خود ارادیت کے مطالبہ میں ان سے تعاون کیا۔

ان باتوں سے متاثر ہو کر اروشہ (ٹانگانیکا) کی ایک سیمینری کے استاد مسٹر ارل مارٹن نے کینیا کے احمدیوں کے بارہ میں ایک مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ بعد میں انہوں نے یوگنڈا کو بھی ساتھ شامل کر لیا۔ پھر ٹانگانیکا کو بھی اپنی مساعی کے دائرہ کار میں داخل کر لیا۔ ان کا تعلق ڈاکٹر بلی گراہم کے چرچ یعنی بپٹسٹ (Baptist) چرچ

سے تھا۔

جب نیروبی میں تھا تو یہ میرے پاس آتے رہے اور معلومات اور لٹریچر حاصل کرتے رہے۔ جب میں نیروبی سے دار السلام بھجوا دیا گیا تو وہاں بھی ان کی آمد و رفت جاری رہی۔ ایک لمبی کار میں یہ سفر کرتے جس میں کھانا پکانے اور سونے کا بھی انتظام تھا۔ اس وجہ سے کم آبادی والے علاقوں اور دیہات میں جانے میں بھی انہیں کوئی دقت پیش نہ آتی تھی۔

جب انہوں نے مقالہ ترتیب دے لیا تو اس کی ایک نقل مجھے تبصرہ کے لئے بھجوائی۔ میں نے ان کی غلطیوں کی نشان دہی کر کے کاپی انہیں واپس بھجوا دی۔ اپنا یہ مقالہ انہوں نے نیروبی یونیورسٹی میں رجسٹر کرایا تھا اس لئے وہیں سے انہوں نے مقالہ پیش کیا اور اس کی بناء پر ڈاکٹریٹ حاصل کر لی۔ اور اب وہ ڈاکٹر ارل مارٹن کہلاتے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ پاس شدہ مقالہ کی ایک نقل مجھے بھجوائیں گے مگر نہ بھجوا سکے۔

اس مقالہ میں انہوں نے لکھا تھا کہ عیسائیوں میں سے کوئی احمدی نہیں ہوا۔ میں نے انہیں کہا کہ ٹانگا (Tanga) شہر میں ہمارے معلم عبداللہ علی صاحب سے ملیں۔ وہ وہاں گئے اور ہمارے معلم کے ساتھ ایک گھر پر گئے۔ صاحب خانہ موجود تھے۔ مارٹن صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیسے احمدی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے معلم صاحب سے ان کے مشن کا سواحیلی رسالہ لے کر پڑھا جس سے میری دلچسپی بڑھی اور میں احمدی ہو گیا۔ مارٹن صاحب نے پوچھا کہ اس سے پہلے وہ کیا تھے انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے وہ عیسائی تھے اور پادری بننے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مارٹن صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اکیلے کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔

اپنے تحقیقی مقالہ میں مارٹن صاحب نے ہمارے ترجمہ قرآن اور شیخ عبداللہ صالح فارسی کے ترجمہ قرآن کے موازنہ کے لئے ایک خصوصی باب الگ باندھا۔ انہوں نے لکھا کہ انہوں نے سواحیلی ادباء اور دانشوروں سے زبانی اور تحریری طور پر اس بارہ میں دریافت کیا ہے۔ ان کے جوابات کے حوالے سے مارٹن صاحب نے لکھا کہ شیخ فارسی نے احمدی ترجمہ قرآن کی نقل کی ہے اور اس کے واضح ثبوت موجود ہیں۔ شیخ فارسی صاحب نے جناب مودودی صاحب کے اصرار پر قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ کیا تھا تاکہ ہمارے ترجمہ کی مخالفت کی جائے لیکن جناب فارسی ادیب اور اہل زبان ہونے کے باوجود صرف ہماری نقل سے زیادہ کچھ نہ کر سکے۔ البتہ حواشی میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو گالیاں دیں۔ جسے عوام اور شرفاء نے بھی پسند نہ کیا۔

مارٹن صاحب نے اس امر کا اعتراف کیا کہ اگرچہ جماعت احمدیہ کی تعداد کم ہے لیکن اس کا اثر و نفوذ اپنی فردی قوت سے بہت بڑھ کر ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے محترم شیخ امری عبیدی صاحب کا ذکر کیا ہے جو قلم دان وزارت سنبھالے ہوئے ہیں حالانکہ تنزانیہ میں جماعت احمدیہ قلیل تعداد میں ہے۔

ہمارے سواحیلی اخبار کے مضامین کا مارٹن صاحب نے تجزیہ پیش کیا ہے کہ اس کا اتنا حصہ عام مسلمانوں کے بارہ میں' اتنا حصہ عیسائیوں کے بارہ میں' اتنا حصہ کمیونسٹوں کے بارہ میں اور اتنا حصہ احمدی معتقدات اور مسائل کے بارہ میں ہوتا ہے۔ مارٹن صاحب نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ اگرچہ اس رسالہ میں عیسائیت کی مخالفت ہوتی ہے ساتھ ساتھ کمیونزم پر بھی تنقید ہوتی ہے جس کا امریکہ بھی مخالف ہے۔ ہمارے رسالہ کی انہوں نے مائیکرو فلم تیار کی جس کی ایک نقل ہمیں بھجوائی۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے ہمفرے فشر نے مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا حساب پیش کیا تھا جس کے عوض میں وہ بھی ڈاکٹر کہلائے۔ یہ سارے مقالے اور رپورٹیں حکومت امریکہ کے پالیسی ساز اداروں کے زیر غور آتی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں جو آخری پالیسی تشکیل دی جاتی تھی اسی سے جماعت احمدیہ عرصہ سے نبرد آزما رہی ہے۔ مختلف ملکوں میں جماعت احمدیہ سے جو معاملہ کیا جاتا ہے اس کی بنیاد انہی مہیا کی جانے والی رپوزٹوں پر رکھی جاتی ہے۔

ہمارے ترجمہ قرآن کی طباعت کے بعد سب سے پہلا رد عمل جو نظر آیا وہ یہ تھا کہ پادری صاحبان کینن گاڈفرے ڈیل کے عرصے سے نایاب ترجمہ قرآن کو دوبارہ چھپوانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اسے انہوں نے ترک کر دیا۔ ہمارے ترجمہ کے حواشی میں پادری ڈیل Dale کے تمام اعتراضات کا مدلل' معقول اور علمی جواب دیا جا چکا تھا۔ پادریوں نے اسے نہ چھاپنے ہی میں اپنی خیر سمجھی اور امید ہے کہ اب قیامت تک ڈیل کا ترجمہ دوبارہ نہیں چھپ سکے گا۔

دوسرا رد عمل مسلمانوں کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ان کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ انہوں نے بے انتہا مسرت کا اظہار کیا اور بعض نے لکھا کہ ہمارے لئے تو گویا قرآن مجید اب نازل ہوا ہے۔ گو پہلے بھی ہم اسے تبرک کے طور پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کی تعلیمات پر صحیح عبور ہمیں اب ہو رہا ہے۔

چرچ کی طرف سے دوسرا رد عمل یہ ظاہر ہوا کہ عیسائی جو ہمیشہ اسلام کو اپنے لئے ایک بلا اور روک سمجھتے تھے اور اس وجہ سے مسلمانوں سے بھی نفرت رکھتے تھے۔ اب انہوں نے برملا کہنا شروع کیا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو باہم متحد ہو کر کمیونزم کا مقابلہ کرنا چاہئے کیونکہ ہم خدا پرست ہیں اور وہ خدا کے دشمن۔

کیتھولک فرقہ نے یہ قدم اٹھایا کہ ہمارے ترجمہ قرآن میں درج بائبل کے تمام حوالہ جات جمع کر کے ان سے ہمارے استدلال کو پیش کر کے کیتھولک چرچ کی تمام شاخوں سے کہا گیا کہ اب وہ اس نئے سیلاب کو روکنے کے لئے کوشش کریں جو سواحیلی ترجمہ کی شکل میں ان کے راستہ میں حائل ہونے والا ہے۔

دارالسلام (تنزانیہ) میں ایک دفعہ میں کیتھولک چرچ کے اٹالین وائٹ فادر صاحب سے ملنے گیا۔ وہ کیتھولک چرچ کے اسلام کے بارہ میں مشیر بھی تھے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنا مذہب پھیلانا چاہتے ہیں یا عیسائیت کو ختم (Kill) کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ کھیل آپ ہی نے شروع کیا ہے۔ "صداقت کہاں ہے؟" (Where is the Truth) نامی کتاب آپ نے انگریزی میں چھپوائی۔ پھر اس کا ترجمہ سواحیلی میں چھپوایا۔ اس کتاب میں ایک مستقل باب اسلام کے بارہ میں ہے جس میں اعتراضات کا طومار جمع کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمیں ان کا جواب دینے کا حق حاصل نہیں ہے؟ پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں نے یہ بات خارج کر دینے کی ہدایت دے دی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ گزشتہ ایڈیشنوں میں شائع شدہ اعتراضات کا جواب تو ہمیں بہرحال دینا ہی پڑے گا۔

ہمارے ترجمہ کی اشاعت سے قبل افریقی علماء کا خیال تھا کہ سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہمارے ترجمہ کے چھپنے کے بعد اس غلط فہمی کا نہ صرف ازالہ ہوا بلکہ مسلمانوں کی طرف سے بھی ایک ترجمہ سواحیلی زبان میں چھپا جس سے مندرجہ بالا خیال کی کلی طور پر تردید ہو گئی۔ مقامی ریڈیو سٹیشنوں سے بھی قرآنی آیات کے تراجم ہر روز نشر ہونے لگے۔ اس طرح قرآن مجید جو لوگوں کے لئے ایک بند کتاب تھی کھلی کتاب بن گیا اور اس کے مضامین پر غور و خوض

شروع ہو گیا اور جو لوگ ترجمہ قرآن لکھنا چاہتے تھے انہیں اسکے طریق کا علم ہو گیا۔ غرضیکہ امریکی پادری بلی گراہم کی دھواں دار تقاریر کی افریقہ میں یلغار کو روک کر جماعت احمدیہ نے ایک عظیم الشان بند باندھ دیا ہے۔ اب امید نہیں کہ ڈاکٹر صاحب موصوف پھر کبھی اس قسم کی مہم کا افریقہ میں آغاز کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکیں۔ اسی طرح قرآن مجید کا سواحیلی میں ترجمہ کر کے جماعت احمدیہ نے اتنی بڑی خدمت کی ہے جس کے اثرات آئندہ کئی صدیوں تک ظاہر ہوتے چلے جائیں گے۔

احمدیت کی دوسری صدی میں دینی لٹریچر کی طباعت اور اشاعت کا کام خود مغرب ہی سے شروع ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ مختلف علاقہ جات کے لئے جو مختلف زبانوں میں تراجم، رسائل اور کتب شائع ہو رہی ہیں ان کو پیاسی روحوں تک پہنچائیں اور دینی شوق رکھنے والے افراد سے بار بار رابطہ قائم کر کے ان کے دلوں اور ذہنوں کو پاک و صاف کریں تا خدائی نور ان میں جاگزیں ہو سکے اور فکری و دینی اتحاد کی مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی بنیاد قائم کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل ۲۶ جنوری تا یکم فروری ۱۹۹۶ء)

نیرونی میں الوداعی دعوت کا ذکر کر چکا ہوں جس کے بارہ ارل رچرڈ مارٹن نے خاص طور پر اپنے P.H.D کی ڈگری کے حصول کے تحقیقی مقالہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور جماعت کی Prestige کا اعتراف کیا۔ اس سے قبل خاکسار جب پاکستان دو ماہ کی رخصت پر ۱۹۵۸ء میں آیا تو دارالسلام کی جماعت نے خاکسار کی روانگی پر پارٹی کا اہتمام کیا۔ جس میں تنزانیہ کے معززین وزراء اور خود وزیر اعظم شریک ہوئے۔ مقامی اخبار میں اس کا تذکرہ ہوا۔ اس الوداعی پارٹی کا دارالسلام کے اخبار Sunday News نے مندرجہ ذیل تفصیل سے ذکر کیا۔

A Farewell Party for Sheikh Mubarak

On Staurday 15-2-1958, the Dar-es-Salaam Mission gave a farewell tea party to Maulana Sheikh Mibarak Ahamd who was going on a two month leave to Pakistan. Many leading Africans of Dar-es-Salam attended the party which was presided by the Deputy Mayor, Alhaji Salim Mirambo. The Assistant Minister of Agricultural Production, Chief Humbi Ziota, the President of T.A.N.U., Mr. Julius Nyerere along with his chief executive attended.

The vernacular press and the English newspaper had published about this function and caused quite a good impression.

The Sunday News February, 23, 1958 contained the following issue:

"A farewell tea party was held in Dar-es-Salaam during the weekend in honour of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Amir and Chief Missionary of the East African Ahmadiyya Muslim Mission, who is shortly going on leave to Rabwah, Pakistan.

"The Party which was presided over by

the Deputy Mayor, Mr. I.S. Mirambo, was held at the Mission Hall.

"Sheikh Amri Abedi paid tribute to the work of the Maulana since his arrival in 1935, and referred to the mosques which had been built in the East African territories, and to the literature on Islam which he had published. This included the Swahili translation of the Holy Quran.

"Chief Humbi Ziota, Assistan Minister for Agricultural Production, also paid tribute to the Maulana.

Replying, the Maulana spoke of the Islamic teaching of fraternity, equality and lack of discrimination. He received good wishes for his journey from the Deputy Mayor and from Mr. F.K.Lone, President of the Ahmadiyya Muslim Association. During the party, the Maulana presented Swahili translation of the Quran to the Deputy Mayor, to Chief Hunbi, to Mr. Julius Nyerere, President of Tanu, and to Mr. Abbas Abedi, a Dar-es-Salaam municipal councillor."

زنجبار کے سلطان سے ملاقات اور تبلیغی گفتگو

بفضل خدا زنجبار جو تنزانیہ کے قریب چند میل کے فاصلہ پر جزیرہ ہے خاکسار کو یہاں کئی مرتبہ جانے کا موقع ملا اور یہاں کے سلطان اور بعض دوسرے سرکردہ احباب سے بھی ملاقات کا موقع ملتا رہا۔ انہیں سلسلہ کا لٹریچر پیش کرنے کے علاوہ زبانی بھی تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ ۱۹۳۶ء کی بات ہے خاکسار کو زنجبار جانے کا موقع ملا۔ ہز ہائی نس خلیفہ بن حاروب سلطان آف زنجبار سے ان کے شاہی محل میں ملاقات ہوئی۔ سلسلہ کی تبلیغ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت، آپ کی جماعت کی اسلامی خدمات اور آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی معجزات پیش کرتے ہوئے کتاب "اعجاز المسیح" مطبوعہ جبل الکرمل خوبصورت جلد میں مجلد کرا کر اسی ملاقات میں سلطان کی خدمت میں پیش کی۔ سلطان اپنی کاؤچ سے کھڑے ہو کر دو قدم آگے بڑھا۔ نہایت عزت و احترام سے کتاب "اعجاز المسیح" کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور کہا:

"میں جماعت احمدیہ اور آپ کے سلسلہ سے واقف ہوں اور اسلامی خدمات جو آپ کی جماعت کر رہی ہے اس سے آگاہ ہوں اور میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ میرے علاقہ کے لوگوں کو یہ بشارت ضرور پہنچائیں اور جب کبھی زنجبار آئیں تو مجھے ضرور ملا کریں۔ میرے پاس اور بھی سلسلہ احمدیہ کی کتابیں ہیں۔ میں اس کتاب کو پہلی فرصت میں پڑھوں گا۔"

قصر سلطان کے کمرہ انتظار میں پرنس عبداللہ ولی عہد اور مسقط کے شاہی خاندان کے بعض نووارد اور سلطان کے عرب پرائیویٹ سیکرٹری سے لمبی گفتگو ہوئی۔ سلسلہ کے بعض مسائل اور احمدیہ جماعت کی خدمات کا مناسب رنگ میں ان سے ذکر ہوا۔

زنجبار کے قیام میں قاضی القضاۃ شیخ طاہر المصری اور شیخ سعید بن ناصر قاضی جو فرقہ اباضی کے بہت بڑے عالم ہیں ان ہر دو قاضیوں سے کئی مرتبہ ملنے کا موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے انہیں آگاہ کیا۔ احمدیت کے مسائل خصوصی سے اور قرآن کریم کی بعض آیات کی احمدیت کے علم کلام کی روشنی میں تفسیر بھی بیان کی گئی۔ ان کے علاوہ زنجبار میں شیخ عمر اور شیخ ابوبکر سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور سلسلہ کا پیغام پہنچایا گیا۔ کچھ عرصہ ہوا خاکسار کو تنزانیہ کے مشنری انچارج صاحب کا خط ملا جس میں انہوں نے بتایا کہ زنجبار کے لوگوں میں جماعت احمدیہ کا نفوذ ہو رہا ہے۔ وہ سلسلہ کے لٹریچر کے بے حد خواہاں ہیں۔ قرآن کریم سواحیلی ترجمہ کا شوق سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

زنجبار کے علاوہ ممباسہ میں بھی عربوں کا ایک کثیر طبقہ آباد ہے۔ ان کے معاملات میں تصفیہ کیلئے بھی قاضی مقرر ہیں۔ خاکسار ممباسہ کے قاضی سے بھی جو ممباسہ کے عربوں میں ایک سرکردہ شخصیت تھے کئی بار ملا۔ ان سے اچھے تعلقات شروع میں ہو گئے تھے۔ ہمارے سواحیلی رسالہ کے لئے عربی مضامین کا سواحیلی میں ترجمہ بھی کرتے تھے۔ ان تعلقات کی وجہ سے ممباسہ کے لوگوں نے ان کی مخالفت کی چنانچہ انہوں نے مجھے لکھا:

"آپ کے ممباسہ سے جانے کے بعد مجھ پر لوگوں نے قیامت برپا کر دی اور میں نے انہیں سمجھایا کہ تم لوگوں نے عیسائیوں کو کچھ نہ

کہا۔ آج وہ سارے ملک پر چھائے ہوئے ہیں۔ یہ شخص اسلام کی خدمت اور عیسائیت کا مقابلہ کر رہا ہے۔ کیوں تم اس سلسلہ کی مخالفت کرتے ہو۔"

بعد ازاں جب ممباسہ جانے کا موقع ملا ان سے ملتا رہا اور سلسلہ کا عربی لٹریچر پیش کیا۔ کچھ عرصہ بعد مخالفت برداشت نہ کر سکے اور ایشین مخالفین کے زیر اثر موید نہ رہے۔

کچھ عرصہ ہوا شیخ الامین کا لڑکا جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں آج کل ملازم ہے انہوں نے ایک کتاب لکھی جو امریکہ میں ہی شائع ہوئی۔ اس میں انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ تبلیغی مساعی میں Actively مصروف ہے۔ واشنگٹن میں یہاں کی کسی یونیورسٹی میں وہ لیکچر کیلئے آئے۔ خاکسار ان سے ملا اور انہیں سلسلہ کا لٹریچر بھی دیا۔ محسوس کیا کہ ان میں تعصب نہ تھا۔ لکھتا ہے:۔

"It should be borne in mind that dis - Arabisation of Islam is not necessarily the Africanisation. One of the best organised movements in Muslim Africa is the Ahmadiyya Sect, operating both in east and west Africa. The founder of the sect was Mirza Ghulam Ahmad of old India under the British Raj....... The Ahmadiyya movement has quite extensive missionary activity in Africa......in east Africa the Ahmadiyya movement was also the first to traslate in full the Quran in Swahili language, the most wide spread indigenous

language in the continent.

(Ali A. Mazrui The Africans Page 150

حج بیت اللہ کی سعادت

مشرقی افریقہ کے قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اس عاجز عبد حقیر کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیروبی سے خاکسار عدن پہنچا۔ عدن سے آخری فلائٹ جدہ کیلئے دو ایک دن میں روانہ ہونے والی تھی۔ عدن میں خاکسار کا قیام محترم ڈاکٹر شیخ عبداللطیف صاحب کے ہاں تھا جنہوں نے ہر طرح خدمت و تواضع کی۔ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۰ء مکہ مکرمہ بوقت عصر بذریعہ ٹیکسی پہنچا۔ عدن سے خاکسار کے ساتھ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال بھی جو ربوہ سے بغرض حج بدل تشریف لائے ہوئے تھے شامل ہوئے۔ اس سال جن احمدیوں کو فریضہ حج بیت اللہ کی سعادت ملی ان کی تعداد چوبیس تھی۔ ان میں سے ایک افریقن دوست تھے جو یوگنڈا سے آئے۔ ان کا نام معلم زیدی تھا۔ نیروبی سے مکرم عبدالخالق صاحب بٹ اور ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی تھے۔ ہمارا قیام معلم عبدالصمد کے ہاں تھا۔ مکرم خورشید مسعود احمد صاحب اور مکرم احمد گل پراچہ صاحب کے قیام کا انتظام بھی معلم عبدالصمد کے ہاں تھا۔ مورخہ یکم جون ۱۹۶۰ء سے قبل خاکسار اور مکرم شبیر احمد صاحب بیت اللہ شریف میں دعائیں کرتے رہے۔ ہمارے دوسرے دونوں ساتھی جو ہم سے پہلے مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے تھے اس عرصہ میں طواف اور سعی میں مصروف رہے۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم چاروں بذریعہ ٹیکسی منیٰ کیلئے روانہ ہوئے۔ ایک گھنٹہ میں منیٰ پہنچ گئے۔ معلم نے دامن کوہ کیش میں ایک وسیع احاطہ کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اس احاطہ میں دو

چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ پتھروں سے ناقص طور پر تعمیر کئے گئے تھے۔ ان کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ دن کے وقت کمرے گرم ہو جاتے۔ رات کو قدرے ہوا لگتی اور گرمی کی شدت کم ہو جاتی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ مقام تھا جہاں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو قربان کرنے کیلئے لائے تھے اور لٹا کر چھری سے ذبح کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقام کے بالکل قریب ٹھہرنے کا موقع ملا۔ دعائیں کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ رات بڑی مشکل سے بسر کی کافی گرمی ہو گئی تھی۔ کمرے کا کچا فرش بھی سخت گرم تھا۔ دوسری رات بھی اسی طرح بے چینی میں بسر کی۔ دونوں راتوں کے آخری حصہ میں ہم سب نے بیدار ہو کر الگ الگ نوافل ادا کئے اور جماعتی طور پر بھی نفل ادا کرنے کا موقع ملا اور دعائیں کرتے رہے۔ مورخہ ۲ جون ۱۹۶۰ء کی شام منیٰ کی مسجد خیف دیکھنے گئے۔ وہاں مغرب و عشاء کی نماز ادا کی۔ مورخہ ۳ جون کی مقدس صبح کو نماز فجر ادا کی۔ بعد ازاں فوراً ہم سب نے مختصر سامان عرفات کیلئے تیار کیا۔ اس مبارک دن کو حج اکبر ہونا تھا۔ یہ متبرک دن جمعہ کا دن تھا اور چاند کی ۹ تاریخ ذی الحج کی تھی۔ ہم سب حج اکبر کے مناسک ادا کرنے کی خوشی میں بے حد مسرور تھے۔ بس میں سامان رکھا۔ خدا تعالیٰ سے مناسک حج صحیح رنگ میں ادا کرنے کیلئے دعائیں کیں۔ مسنون ادعیہ پڑھتے اور اپنی التجائیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمہ لک والملک لک لا شریک لک پڑھتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک

ہماری بس سعودی وقت کے مطابق سوا دس بجے عرفات کیلئے روانہ ہوئی۔ ہزاروں بسیں، ہزار ہا کاریں۔ ہزاروں ٹرک۔ پیدل چلنے والوں کا جم غفیر۔ کچھ

لوگ اونٹوں پر سوار اور بعض گدھوں پر سوار۔ الغرض اپنی استطاعت کے مطابق ہر شخص عرفات جانے کے واسطے بے قرار تھا اور رحمت الٰہی کا طالب اور زوال سے پہلے عرفات پہنچنے کیلئے بے تاب اور فقیر مجسم بن کر عرفات کی طرف رواں دواں تھا۔ جہاں نور مجسم اور انوار الٰہی کے مورد اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کے ایک کثیر اجتماع کو اپنے خطاب دل پذیر سے نوازا اور فرمایا:۔

"ہر مسلمان بھائی کی جان و مال کی اس طرح حفاظت کرنا اور ان کو اپنے لئے حرام سمجھنا جس طرح تم اپنے مال و جان کی حفاظت کرتے ہو۔ عورتوں کی آزادی اور خلق اللہ سے محبت کی خاص وصیت فرمائی۔"

مناسک حج میں سب سے بڑا فریضہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میدان عرفات کا وقوف ہے۔ اگر کوئی شخص میدان عرفات میں ۹ تاریخ کو زوال سے قبل داخل نہ ہو تو اس کا حج نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کے ان عشاق کے قافلے مختلف ملکوں، مختلف رنگوں، مختلف سواریوں پر اور جو پیدل تھے رواں دواں تھے۔ خاکسار کو ساتھیوں نے امیر قافلہ بنایا۔ ہم چاروں بس کی اگلی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔ اس دوران بھی تلبیہ اور دعائیں کرتے جاتے تھے۔ ہر شخص نے احرام باندھا ہوا تھا۔ یہ ایک عجیب منظر تھا۔ آٹھ دس لاکھ کے مجمع میں سے ہر چھوٹا بڑا، پیر و جوان، سیاہ و سفید نسل کا انسان احرام پہنے ہوئے تھا۔ ہر انسان عجز و انکسار کا مجسم بنا ہوا نظر آتا تھا۔ اس متبرک و مقدس دن کی خوشی میں ان کے چہرے چمک رہے تھے اور یہ سعادت مسلمانوں کو اس سال حج اکبر ادا کرنے کی نصیب ہو رہی تھی۔ ہم پون گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچ گئے۔ ٹریف قدرے تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ ہم چاروں نے باقی سب کی طرح جو اس

وقت رواں دواں تھے مزدلفہ سے گزرتے ہوئے دعائیں کیں۔ اب میدان عرفات میں پہنچنے کا اشتیاق بڑھ رہا تھا۔ ہماری خواہش اور تمنا تھی کہ ایک منٹ ضائع ہوئے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اس پاک مقام پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جائیں جہاں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو آخری قرآنی وحی سنائی تھی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (سورہ المائدہ:۵)

ہماری بس مزدلفہ سے گذر گئی۔ مسجد نمرہ نظر آنے لگی۔ میدان عرفات کے خیمے اپنی شان و شوکت کے ساتھ کھڑے دکھائی دینے لگے۔ ہم سب نے خدائے واحد کا شکریہ ادا کیا جس نے ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب کیا۔ ہماری گردنیں جھک گئیں اللہ تعالیٰ کے حضور۔ پرنم آنکھوں سے دعائیں پڑھتے اور تلبیہ کہتے ہم مسجد نمرہ کے برابر پہنچ گئے اور اس کے ساتھ ہی مقدس "میدان عرفات" میں داخل ہو گئے۔ ہم میدان عرفات کے خیموں کے آگے سے گذر رہے تھے۔ اس مقام کی تلاش میں تھے جہاں ہمارے معلم نے اپنے حجاج کیلئے خیمے لگا رکھے تھے۔ ہماری خوش قسمتی کہ جبل رحمت کے قریب ہمارا خیمہ تھا۔ ہم نے بغلگیر ہو کر ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ثم الحمد للہ اپنے خیمہ میں دعائیں کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ سامان رکھا۔ وضو کیا۔ نوافل ادا کرنے شروع کئے۔ بعد ازاں ہم سب نے ناشتہ کیا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ساتھیوں کی خواہش پر وہ سب دعائیں پڑھیں جو حضرت رسول اکرم ﷺ نے اس میدان میں کی تھیں۔ ان دعاؤں کے اختتام پر دیر تک سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی کیفیت کے ساتھ رقت سے پُر درد انداز میں اپنی زبان میں دعائیں

کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آڑے وقت کی دعا اور بعض دوسری دعائیں کیں۔ بالآخر سب نے آمین کہا۔ اس کے بعد دوست اپنے طور پر انفرادی رنگ میں دعائیں کرنے میں مشغول رہے۔ حضرت احدیت کا شکریہ بجا لائے جس نے حج اکبر کے مناسک ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ والحمد للہ رب العالمین

ہمارے خیمہ سے نصف فرلانگ پر ہمارے معلم کے حبشی ملازم چلچلاتی دھوپ، ریت اور گرم لو میں بڑی بڑی سیاہ دیگوں میں چاول پکا رہے تھے۔ میدان عرفات میں ہر معلم کی جانب سے دوپہر کا کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ ہمارے معلم کا نشان ہوائی جہاز تھا۔ لو کی تیزی سے ہوائی جہاز کا پنکھا تیز تیز چکر کاٹ رہا تھا۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہے۔ دن خیریت سے گذرے۔ عالم اسلام، احمدیت، سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی کامیابی، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ، خاندان مسیح موعود، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغین، سلسلہ کی خدمت کرنے والے کارکنان سب کیلئے دعاؤں کی توفیق ملی۔ بالخصوص قادیان میں مقیم درویشوں کو ان دعاؤں میں یاد رکھا۔ ان عاؤں کے دوران معلم نے ہمیں کھانا بھجوایا۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ ہم سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس دشت میں لذیذ کھانے اور نعماء سے نوازا۔ کچھ پھلوں کے ڈبے برف پر رکھے ہوئے تھے وہ کھول کر ہم سب نے نوش کئے اور خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو نماز جمعہ کی تیاری کی۔

میدان عرفات میں نماز جمعہ کی ادائیگی

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب نے پہلی اذان جمعہ کی نماز کیلئے کہی۔ وقفہ کے دوران ہم سب افراد دعاؤں میں مشغول رہے۔ وقفہ کے بعد دوسری اذان بھی مسعود احمد خورشید صاحب نے دی۔ احباب کی خواہش پر خاکسار نے اس مبارک جمعہ کا خطبہ دیا۔ خطبہ میں اس مبارک دن کی سعادت نصیب ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور شکریہ کی تلقین کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے کی احباب کو ترغیب دی جو آنحضور نے میدان عرفات میں اپنے خطاب میں فرمائے تھے۔ خطبہ اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز قصر کر کے ادا کی گئی۔ نمازوں کے جمع کرنے کے بعد پھر وہ دعائیں کیں جو آنحضرت ﷺ نے میدان عرفات میں کیں۔ ان دعاؤں کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی وہ دعائیں جو سورہ معوذتین کا درس دیتے ہوئے آپ نے کی تھیں وہ دعائیہ رنگ میں پڑھیں۔ ساتھی ساتھ کے ساتھ آمین کہتے رہے۔ اس کے بعد اور لمبی دعائیں جو عاجز کو یاد آئیں کرائیں۔ احباب آمین کہتے رہے۔ کچھ دیر بعد خاکسار اور محترم احمد گل صاحب پراچہ جو ہمارے ساتھ تھے جبل رحمت پر دعا کرنے چلے گئے۔ واپسی پر خیموں کے اکھاڑنے اور لوگوں کا سامان باندھنے کی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ دیکھا کہ سڑک پر بے شمار انسان اپنا اپنا سامان کندھوں پر اٹھا کر واپس منیٰ کی طرف جارہے ہیں۔ ہم نے بھی اپنا سامان باندھنا شروع کیا اور خیمہ اکھاڑے جانے لگا۔ سورج کو بھی اب اللہ تعالیٰ نے زمین کے نزدیک کر دیا۔ موسم تبدیل ہونے لگا۔ گرمی اور لو کی بجائے ٹھنڈی ہوا سے جانوں میں جان آنے لگی۔ معلم

کے آدمیوں نے ہمارا سامان اٹھایا اور بس پر پہنچا دیا۔ ہم سب دعا کرتے ہوئے بس میں بیٹھ گئے۔ آٹھ دس لاکھ کا یہ ہجوم کوچ کی تیاری کر رہا تھا۔ ابھی مغرب کی اذان ہونے میں پندرہ منٹ تھے کہ ہماری بس نے چلنا شروع کیا۔ ہزاروں دوسری سواریوں کے ساتھ ہماری بس آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ سواریاں ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھا کر چلتی نظر آئیں۔ تقریباً تین گھنٹوں کے بعد ہماری بس مسجد نمرہ کے پاس پہنچی اور قدرے تیز رفتاری سے یہاں سے گذرے۔ اب ہماری بس مشعر الحرام کی طرف آرہی تھی۔ ہمیں جلد مشعر الحرام پہنچنے کی تمنا تھی لیکن بے بس۔ تھکے ماندے، بھوک، پیاس کی شدت مزید براں تھکاوٹ اور کوفت نے ہمیں بے چین کر رکھا تھا۔ راستہ بھر تھوڑا تھوڑا پانی پیتے رہے۔ بالآخر یہ پانچ میل کا سفر پانچ گھنٹوں میں بس نے طے کیا اور وہاں پہنچی جہاں ہم نے قیام کرنا تھا۔ قیام مزدلفہ کیلئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاذا افضتم من عرفت فاذکر واللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدلکم (سورۃ البقرۃ:۱۹۹)

لاکھوں بندگان خدا حسب توفیق کپڑے بچھا کر لیٹے ہوئے تھے۔ بعض لوگ "مویہ" "مویہ" پانی پانی کہہ کر پھر رہے تھے۔ پانی کا ایک ٹین دو ریال میں فروخت کرتے تھے۔ ہم نے بھی ایک ٹین پانی کا حاصل کیا۔ ہمارے پاس فروٹ اور بسکٹ جو ساتھ لائے تھے ان سے اپنی بھوک کو دور کیا اور وضو کر کے رب العزت میں سجدہ ریز ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے احسان کا شکریہ ادا کیا۔

اگلے دن منیٰ میں رمی کرنی تھی۔ اس لئے کنکریاں جمع کی گئیں۔ مزدلفہ سے کنکریاں لے جانے کی سنت ہے۔ ہمارے جسموں میں سکت نہ تھی۔ زمین پر کپڑے بچھا کر اور چٹائیاں پھیلا کر دراز ہو گئے اور جلد ہی گہری نیند میں چلے گئے۔ صبح اٹھے۔ توپوں کی آواز سنی اور اذانوں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہم سب نے مل کر

باجماعت فجر کی نماز ادا کی۔ اپنا سامان باندھا اور بس کی طرف لپکے۔ بس خراب ہو چکی تھی۔ ایک گھنٹہ ضائع ہو گیا۔ دنیا صبح کی روشنی سے منور ہو چکی تھی۔ ہمارے بہت سے ہم سفروں نے دوڑ بھاگ کی اور ایک ٹرک لے آئے۔ اس میں وہ سوار ہو کر چلے گئے۔ ہم بس کا انتظار کرتے رہے۔ ٹھیک ہو گئی تو چلیں گے۔ سورج کی تمازت کا بھی خوف تھا۔ بالآخر ایک ویگن حاصل کی اور ہم بھی روانہ ہوئے۔ پون گھنٹہ میں اڑھائی میل کی مسافت طے کی۔ الغرض ہم گرتے پڑتے اپنا سامان اٹھائے منیٰ کے قیام میں پہنچے۔ یہاں دوپہر کے ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔ جلد ہی جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے چلے گئے۔ کش مکش کرتے ہوئے جمرہ عقبہ کے پاس پہنچے۔ لوگوں کا یہاں بھی اژدھام تھا۔ اس ملک میں ہر وقت پیاس لگتی ہے۔ موسم بے حد خشک اور گرم۔ میل آدھ میل چلنا پڑے تو ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں۔ کنکر مارنے کا فریضہ ادا کرنے کے بعد پونے دو بجے اپنی قیام گاہ میں واپس آئے۔

اب قربانیوں کا فریضہ ادا کرنا تھا۔ قربان گاہ ہم سے اڑھائی میل دور تھا۔ دھوپ کی شدت اور لو کا تصور ہی جسم کے رونگٹے کھڑے کر رہا تھا۔ ہم نے مشورہ کیا۔ قربانیوں کے فریضہ کے بارہ میں مکرم مسعود احمد خورشید صاحب اور مکرم شبیر احمد صاحب کی ڈیوٹی لگی کہ ہم سب کی طرف سے قربانی کر آئیں۔ معلم کے آدمی کو ساتھ لیا۔ قیمتیں معلوم کر کے ہر دو نے ہم سب کی طرف سے ۹ بکرے دو دنبے خریدے۔ ہر دو نے ان کو ذبح کیا۔ انتہائی مشکل کے ساتھ شدید گرمی اور شدت کی لو میں ساڑھے پانچ بجے زوال کے قریب اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ اس وقت عصر کی نماز کی اذان کی صدا بلند ہو رہی تھی۔ ہم نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں۔ مکہ مکرمہ جانے کا پروگرام بنایا طواف بیت اللہ شریف کی غرض سے۔ کیونکہ آج ہی طواف زیارت سنت رسول ہے۔ ہم سے بعض نے غسل کیا۔ ہم

سب نے سر منڈائے۔ نئے کپڑے پہنے۔ پھر ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ دعائیں کیں۔ مکہ مکرمہ سے بارہ بجے کے بعد تین گھنٹے بس میں بیٹھنے کی تکلیف کے بعد منیٰ پہنچے۔ پھر مسجد خیف پہنچے اور یہاں سے اپنی قیام گاہ گئے۔ کھانا کھایا۔ نمازیں ادا کیں۔

مورخہ ۵ جون بروز اتوار منیٰ میں ہمارا قیام رہا۔ ظہر کی نماز کے بعد رمی کرنے گئے۔ پوری کوشش سے جمرۃ الاولیٰ پھر جمرۃ الوسطیٰ اور پھر جمرۃ العقبیٰ تک پہنچے۔ تینوں کو کنکریاں ماریں۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد ہم جبل کیش پر چڑھ گئے۔ آج سارا شہر بجلی کی روشنیوں سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ ہم نے اجتماعی دعا کی اور واپس اپنے کیمپ میں آ گئے۔

۶ جون منیٰ میں ہمارے قیام کا آخری دن تھا۔ ہم نے کوشش کی کہ ٹیکسی کا انتظام ہو سکے۔ مگر نہ ہو سکا۔ پھر نماز ظہر کے بعد تینوں شیطانوں کو گذشتہ دن کی طرح کنکریاں ماریں۔ عصر کی نماز پڑھ کر بذریعہ بس ہم مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ واپسی پر بس میں بیٹھے ہوئے غار حرا بھی نظر آیا۔ شام کے وقت مکہ مکرمہ پہنچے۔ مغرب کی نماز کی اذان ہو رہی تھی۔ اب بفضل خدا تمام مناسک حج ادا ہو گئے۔ وللہ الحمد

مورخہ ۷ جون کی شام مکرم مسعود احمد خورشید خاکسار اور مکرم شبیر احمد صاحب کو آنحضور ﷺ کی جائے پیدائش دکھانے لے گئے۔

۷ جون سے ۱۲ جون ۱۹۶۰ء تک ہمارا قیام مکہ مکرمہ میں رہا۔ مورخہ ۸ جون مکرم چوہدری محمد علی صاحب آف نواب شاہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔ جمعہ کی نماز میں بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ ہم پانچوں نے گروپ فوٹو کھچوایا۔

۱۰ جون کو جمعہ تھا۔ خاکسار کی قیادت میں احمدی بھائیوں نے اپنی قیام گاہ پر ہی

جمعہ کی نماز ادا کی۔ والحمدللہ

مدینہ منورہ کی زیارت

۱۰ جون شام خاکسار اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں معلم نے ہماری رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ دلی تمنا تھی کہ مدینہ منورہ میں سات آٹھ دن ٹھہرنے کا موقع ملے لیکن قیام مختصر رہا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ نیروبی کا ایک شخص دشمن احمدیت محمد حسین پراچہ جو اس سال حج کیلئے آیا ہوا تھا۔ یہاں بھی اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ آیا۔ اس نے کہیں مکہ میں دوران مناسک بیت اللہ شریف خاکسار کو دیکھ لیا۔ مکہ میں تو معمول کے مطابق بفضل خدا سب مناسک ساتھیوں سمیت ادا کرتا رہا مگر اس نے پولیس کو رپورٹ کر دی یہ کہہ کر کہ خاکسار غیر مسلم ہے اور یہاں آیا ہوا ہے۔ مدینہ کے معلم سے دو تین دن بعد جب پولیس نے تحقیق کی تو اس نے آکر بتایا کہ ضروری زیارت آپ نے کر لی ہے پنجابی جہاں جاتے ہیں فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ اس معلم نے کہا کہ آپ کے خلاف پولیس تحقیق کر رہی ہے۔ بہتر ہے آپ یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ تین دن کے بعد ایک شام اس نے ہمیں ٹیکسی تک پہنچایا اور بٹھا کر اپنی طرف سے مطمئن ہو کر چلا گیا۔ ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد جب مدینہ سے باہر نکلنے لگے تو مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اذانیں ہو چکی تھیں۔ مسجد میں لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ مقامی پولیس کے سپاہی نے ہم سے پاسپورٹ دیکھنے کے بعد بالخصوص مجھ سے دو تین بار دریافت کیا "من انت" خاکسار نے جواباً عربی میں ہی جواب دیا "انا شیخ مبارک احمد" کافی دیر تک بار بار یہی سوال کرتا رہا اور خاکسار جواب میں اپنا نام بتاتا رہا۔ آخر اسے اطمینان ہوا کہ ہم بفضل خدا مسلمان ہیں۔ اس نے ہمیں سرحد سے باہر نکلنے

کی اجازت دے دی اور سیدھے جدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جدہ پہنچ کر ایک دوست میاں محمد یوسف صاحب کے بیٹے سعید احمد صاحب کے ہاں جو بنک میں ملازم تھے ایک آدھ دن قیام کیا۔

مدینہ منورہ کے قیام میں سب سے اول مسجد نبوی اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے روزہ مبارک کو دیکھا۔ نوافل ادا کئے۔ بعد نوافل آنحضور ﷺ کے روزہ مبارک پر درود شریف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ نعتیہ یاعین فیض اللہ والعرفان پڑھا اور دعا کی روزے کے قریب۔ ریاض الجنۃ کے متعلق جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسکے پیش نظر نوافل ادا کئے اور دعا کی۔ مختلف اوقات کی نمازیں مسجد نبوی میں ادا کرنے کی سعادت اور برکت نصیب ہوئی۔ مدینہ منورہ کے بعض اور علاقوں کو بھی دیکھا لیکن پوری تسلی اور تشفی اس فتنہ پرداز کی شرارت کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ زیادہ دن ٹھہرنے کی دلی آرزو پوری نہ کر سکا اور نہ ہی دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کر سکا۔

جدہ سے نیروبی کی دوسرے دن فلائٹ تھی براستہ عدن خیریت سے واپسی ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اس فتنہ پرداز کو نیروبی سے ذلت و رسوائی سے ملک بدر کیا گیا۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو اس حج کیلئے مکرم برادرم ڈاکٹر ظفر محمد صاحب ابن مکرم عبدالکریم صاحب ڈار نے خرچ دیا۔ انہوں نے اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے خاکسار کو حج کیلئے بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو (ڈاکٹر صاحب اور ان کی والدہ) کو اپنے خاص افضال سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

نیروبی ائیرپورٹ سے الوداع

پاکستان کیلئے واپسی مرکز ربوہ آمد

مشرقی افریقہ کو الوداع کہنے کا وقت آگیا۔ الحمدللہ اختتام خیر و خوبی سے اس دور کا ہوا۔ خاکسار ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو بذریعہ ہوائی جہاز نیروبی ایئرپورٹ سے ۲۷ سال بعد روانہ ہوا۔ الوداع کہنے کیلئے مقامی جماعت کے احباب۔ افریقن معززین اور لیڈروں اور جماعتی عہدیداروں نے پیار اور جدائی کے احساسات کے ساتھ دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ راستہ میں دو دن عدن قیام ہوا۔ محترم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب اور جماعت کے دوسرے دوستوں بالخصوص شیخ عثمان کے احباب جو عدن کے قریب ہی شہر ہے بہت تپاک سے ملے اور خاکسار کو پاکستان کیلئے دوسری فلائٹ سے روانہ کیا۔ مورخہ ۵ مئی ۱۹۶۲ء یہ عاجز کراچی سے ربوہ بذریعہ چناب ایکسپریس خیر و عافیت سے پہنچا۔ اہالیان ربوہ نے تبشیر کے افسران سمیت اور سلسلہ کے دوسرے محکموں کے احباب نے خاکسار کا گرمجوشی سے استقبال فرمایا اور خاکسار کے قیام و رہائش کیلئے تحریک جدید نے وہ کوٹھی پیش کی جو مسجد محمود کے قرب میں واقع ہے۔ کچھ دنوں بعد اس عاجز کو صدر انجمن احمدیہ میں منتقل کیا گیا۔ تحریک کے ادارہ میں خاکسار On Deputation تھا۔ ماہ مئی کے وسط تک دفتری کارروائیاں ہوتی رہیں بالآخر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی سعی مشکور پر خاکسار صدر انجمن احمدیہ کی نظارت اصلاح و ارشاد میں متعین کیا گیا۔ ان دنوں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد تھے۔ خاکسار کا خیال ہے کام کی زیادتی کے باعث محترم مولانا صاحب نے بھی خواہش کی کہ خاکسار ان کے ساتھ کام کرے۔ چنانچہ نائب ناظر اصلاح و ارشاد کے طور پر تقرر ہوا۔

مورخہ ۱۰ مئی کو جامعہ احمدیہ (جو مبلغین کی تیاری اور ٹریننگ کا تعلیمی ادارہ ہے) کے پرنسپل صاحب کی خواہش پر مجھے تقریر کرنے کی دعوت دی اور موضوع یہ مقرر کیا "میرے تجربات و تاثرات" تقریر کے بعد طلباء نے سوالات کئے۔ ان کے جوابات دیئے گئے۔ مورخہ ۱۳ مئی .Y.M.C.A ہال لاہور میں جماعت لاہور کے زیر اہتمام ایک عظیم جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس میں محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے مغربی افریقہ میں اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ آخری تقریر خاکسار کی "مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر ہوئی۔ ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ سردار محمد اقبال صاحب جج ہائی کورٹ، وکلاء، بیرسٹر اور شہر کے معززین اس جلسہ میں موجود تھے۔ محترم شیخ بشیر احمد صاحب ان دنوں لاہور کی جماعت احمدیہ کے امیر تھے۔ ان کی صدارت میں یہ جلسہ تھا۔ خدا کے فضل سے تقریر بہت کامیاب ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جناب ڈاکٹر صلاح الدین شمس نے اپنے والد محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب کو بتایا کہ ان کے ساتھ ہال میں علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب تشریف فرما تھے جو اسلامیات کے ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی کے ہیڈ تھے۔ خاکسار کی تقریر کے دوران ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور بہت متاثر تھے۔ جلسہ بفضل خدا خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ تپاک سے احباب اور معززین ملتے رہے۔ جماعت کو خاص اطمینان ہوا۔ الحمدللہ۔ اس دن دوپہر کا کھانا برادرم مکرم شیخ محمد شریف صاحب کے ہاں تھا جس میں بہت سے احباب کو اور مقررین یعنی خاکسار اور مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کو مدعو کیا ہوا تھا۔ شیخ محمد شریف صاحب خاکسار کے بہنوئی تھے۔

مورخہ ۱۸ مئی خاکسار کو جھنگ جانا پڑا وہاں پاسپورٹ وغیرہ ایس پی کے دفتر میں دکھانا اور اپنی آمد کی اطلاع کرنا تھا۔ جمعہ جھنگ کی احمدیہ مسجد میں اس روز ادا کیا۔

شام سے قبل جھنگ سے ربوہ واپسی ہوئی۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے خاکسار کے اعزاز میں دعوت چائے کا انتظام کیا تھا۔ شام کا کھانا محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے ہاں تھا۔ کچھ دنوں کے لئے خاکسار کمالیہ ضلع فیصل آباد اپنے سسرال کے ہاں چلا گیا اور پھر لاہور کیلئے واپسی ہوئی۔ اپنے عزیزوں اور بھائیوں کے ساتھ چند دن گزارے۔ مورخہ ۲۷ مئی احمدیہ مسجد بیرون دلی دروازہ خاکسار نے "ضرورت خلافت" کے موضوع پر جماعت کی خواہش پر تقریر کی۔ ان دنوں خاکسار کی اہلیہ مبارکہ بیگم علیل ہوگئیں اور علالت میں زیادتی کے باعث انہیں ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ مورخہ ۳۰ مئی خاکسار واپس ربوہ آیا۔ مورخہ ۳۱ مئی دارالصدر میں تحریک جدید کا جلسہ تھا۔ مقصد اس جلسہ کا یہ تھا کہ احباب تحریک جدید کے مطالبات کو اپنائیں اور چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ خاکسار کو اس جلسہ میں تقریر کرنے کیلئے کہا گیا۔ الحمدللہ تقریر کی توفیق احسن انداز میں ملی۔

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیل تھے اور نگران بورڈ کا قیام حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے ہو چکا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نگران بورڈ کے صدر تھے۔ ان دنوں جب کبھی نظارت علیا کی ہدایت پر حضرت مولانا شمس صاحب مرکز ربوہ سے باہر جاتے یا کسی جلسہ یا اجتماع یا کسی سلسلہ کی ضرورت کیلئے جاتے تو خاکسار کو ان کی جگہ انچارج نظارت اصلاح و ارشاد مقرر کیا جاتا۔ پہلی دفعہ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۶۲ء خاکسار نظارت اصلاح و ارشاد کا انچارج حضرت مولانا شمس صاحب کی عدم موجودگی میں مقرر ہوا اور دفتری کاموں اور ذمہ داریوں کو انجام دینے میں مصروف رہا۔ حضرت منشی کظیم الرحمن صاحب خاکسار کی راہ نمائی کرتے وہ ان دنوں نظارت میں ہیڈ کلرک تھے اور بزرگ شخصیت تھے۔ خاکسار سے بہت احترام سے پیش آتے۔

مورخہ ۲۵ جون مکرم مولانا احمد خان صاحب نسیم جو ناظر اصلاح و ارشاد مقامی تھے ان کی درخواست پر منگلا کے علاقہ میں جل بھٹیاں کے جلسہ میں ان کے ساتھ شرکت کی۔ رات کے وقت جلسہ کا انعقاد ہوا۔ خاکسار نے بھی تقریر کی۔ گاؤں کے لوگوں کے علاوہ اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی شامل ہوئے۔ اگلے دن بعد عصر کریم پورہ روانہ ہوئے۔ مکرم چوہدری محمد حیات صاحب کی حویلی میں جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ بھی رات کے وقت منعقد ہوا۔ جلسہ کے بعد رات ایک بجے ربوہ کو واپسی ہوئی۔

سارا سال ۱۹۶۲ء کا ان علاقوں میں تبلیغی جلسوں میں شمولیت کا موقع ملتا رہا۔ اور ان جلسوں میں تقریروں کی توفیق نصیب ہوئی۔ خاص طور پر ان شہروں کے جلسوں میں خصوصیت سے شمولیت کا موقع ملا۔ سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ، راولپنڈی، حیدر آباد، باندھی، میرپور خاص سندھ، مغربی پاکستان کے ان شہروں کے جلسوں میں تقریروں کا موقع ملا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی معیت میں حیدر آباد اور میرپور خاص سندھ جانے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں مشرقی پاکستان حال بنگلہ دیش میں مختلف جماعتوں کے جلسوں میں بھی شرکت کا موقع ملا۔ خاص طور پر ڈھاکہ، برہمن بڑیہ، چٹاگانگ، احمد نگر، دیناج پور، باریسال وغیرہ۔ مشرقی پاکستان کے دوروں میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی معیت میں خاکسار ان دوروں میں شامل ہوتا رہا۔

ایک دفعہ مشرقی پاکستان کے دورہ سے واپسی پر جب لاہور پہنچا تو اس روز کے اخباروں میں پڑھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے اسلامیات کے ہیڈ علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب کی صدارت میں جناب ڈاکٹر خالد غزنوی "اسلام افریقہ میں" کے

موضوع پر تقریر کریں گے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی معیت میں خاکسار مشرقی پاکستان سے واپس لاہور پہنچا تھا۔ وہ اسی دن ربوہ تشریف لے گئے خاکسار ان کی اجازت سے لاہور اس جلسہ میں شامل ہونے اور ڈاکٹر خالد کی تقریر سننے کیلئے رک گیا۔ پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں یہ جلسہ ہوا۔ خاکسار بھی سامعین میں شامل ہوا۔ ڈاکٹر خالد غزنوی نے جب اسلامی مبلغوں کی خدمات کا ذکر کیا تو ڈاکٹر بلی گراہم کے انکار اور فرار کا بھی انہوں نے ذکر کیا اور سامعین کو ڈاکٹر خالد نے بتایا کہ یہ واقعہ غانا میں ہوا۔ جب وہ تقریر ختم کر چکے تو صاحب صدر نے سوالات کی اجازت دی۔ سوالات ہوتے رہے۔ اس موقع پر خاکسار بھی کھڑا ہوا اور صاحب صدر سے اجازت طلب کی کہ سوال تو نہیں لیکن ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر بلی گراہم کو دعا کا چیلنج جو دیا گیا تھا وہ غانا میں نہیں بلکہ کینیا میں دیا گیا تھا اور انہیں دعا کا چیلنج دینے والا یہ عاجز تھا۔ اتنا کہہ کر بیٹھ گیا۔ سارے سامعین اور حاضرین خاکسار کی طرف متوجہ ہو گئے اور دیکھنے لگے۔ بعد میں محترم صدر علامہ علاؤالدین صاحب نے اپنے صدارتی ریمارکس میں خاکسار کا نام لے کر ذکر کیا اور کہا کہ ہمیں "شیخ صاحب پر فخر ہے" جنہوں نے بلی گراہم کو چیلنج دیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر خالد صاحب سے ملنا جلنا رہا۔

اس دوران ایک جلسہ خالق دینا ہال کراچی میں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب محترم شیخ رحمت اللہ صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے امیر تھے اور ان کی خاص سعی اور جدوجہد سے اس جلسہ کا انعقاد بڑے اہتمام سے ہوا۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ اور خاکسار کے نام کے ساتھ مبلغ اسلام مشرقی افریقہ دعوتی کارڈوں پر لکھ کر شہر کے معززین کو بھجوائے گئے۔ ہال کچھا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بہت سے سامعین کو کھڑا رہنا پڑا۔ بفضل خدا یہ تقریریں پر اثر ہوئیں۔ اس

وقت سننے میں یہ بھی آیا کہ علامہ نیاز فتح پوری صاحب جو ان دنوں کراچی آئے ہوئے تھے وہ بھی اس جلسہ کے سامعین میں شامل تھے۔ جلسہ ختم ہونے پر جب باہر نکلے تو ہجوم نے ہم دونوں کو آگھیرا۔ ایک دوست نے خاکسار کو مخاطب کر کے بے اختیاری کے عالم میں کہا کہ آپ تو ابوالکلام نکلے۔ کراچی میں کئی دفعہ جانے کا موقع ملا اور ہر بار جمعہ کا خطبہ دینے کا بھی اتفاق ہوتا رہا۔ احباب ہر بار بفضل خدا متاثر ہوئے اور مطمئن ہوتے رہے۔ الحمد للہ

کئی بار مجلس خدام الاحمدیہ کے مرکزی اجتماع میں تلقین عمل کے موضوع پر تقریر کرنے کیلئے خاکسار کو جناب صدر صاحب مجلس کا ارشاد ہوتا رہا۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ کے مرکزی اجتماع میں قائد اصلاح وارشاد کی حیثیت سے اور کبھی نائب صدر اور قائمقام صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی حیثیت سے تقریریں کرنے کا موقع ملتا رہا۔

خوب یاد ہے قائمقام صدر مجلس انصار اللہ کی حیثیت سے سالانہ اجتماع کے موقع پر خاکسار نے "ذکر الٰہی" کے موضوع پر مبسوط تقریر کی اور بعض بزرگوں کے اہم واقعات بھی اس تقریر میں بیان کئے۔ تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے تقریر کے بارہ میں خوشی کا اظہار فرمایا اور کہنے لگے۔ "بہت ضرورت تھی اس موضوع کی۔"

دو تین مرتبہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے جن دنوں آپ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے خاکسار کو کالج میں تقریر کیلئے بلایا۔ ایک دفعہ لاہور میں جب کہ کالج DAV کی عمارت میں تھا خاص احترام سے تقریر کیلئے دعوت دی اور از راہ مہربانی اپنے صدارتی ریمارکس میں عاجز کا تعارف کرا دیا۔ کالج کے تمام پروفیسر، طلباء اور بعض دوسرے احباب بھی شریک تھے "مشرقی افریقہ میں تبلیغ

اسلام" کا موضوع تقریر کا تھا۔

جب خاکسار ربوہ آیا تو محترم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ آپ نے خاکسار کو اپنی مرکزی مجلس عاملہ میں ممبر مقرر فرمایا اور قائد اصلاح و ارشاد نامزد کیا۔ ہفتہ تربیت ہر سال منایا جاتا تھا۔ انصار اللہ کے زیر انتظام اس ہفتہ تربیت کیلئے خاکسار نے تربیتی مضامین پر چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابچے مرتب کئے۔ متعدد مرتبہ جماعتوں میں انصار اللہ کے اجتماعوں میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے وفد میں عاجز بھی شامل ہوتا رہا۔ بعد میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب انصار اللہ مرکزیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ بھی اس عاجز کو اپنے ساتھ لے جانے والے وفد میں شامل فرماتے۔ آپ کے دور میں خاکسار نائب صدر بھی رہا اور کبھی کبھی قائمقام صدر کے فرائض بھی انجام دیئے۔

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریریں

خاکسار کو بفضلہ تعالیٰ یہ توفیق نصیب ہوئی کہ قیام ربوہ کے دوران ہر سال جلسہ سالانہ ربوہ میں ۱۹۶۲ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک نظارت اصلاح و ارشاد کی ہدایت پر کسی نہ کسی اہم مضمون پر تقریر کرنے کا موقع ملتا رہا۔ کئی تقریریں کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ بعض کا انگریزی میں ترجمہ ہوا اور اخبار الفضل ربوہ میں اس عرصہ کی سب تقریروں کو شائع کیا گیا۔ نمونتاً چند عنوان جن پر جلسہ سالانہ مرکزیہ میں تقریریں کیں درج کر دیتا ہوں۔ ختم نبوت کی حقیقت، میاں بیوی کے حقوق اور فرائض، خلافت راشدہ کے خلاف سازشیں اور ان کے اثرات، وحی کے متعلق اسلامی نظریہ، فلسفہ زکوۃ، شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ

وغیرہ۔

بعض اوقات خاص حالات کے پیش نظر ربوہ میں خاص جلسوں کا انتظام کیا جاتا۔ بعض فتنوں کے پیش نظر ایسے ہی ایام میں ایک اہم جلسہ مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر مسجد کا اندرون اور بیرون باہر کے دروازوں تک بھرا ہوا تھا۔ اس جلسہ میں "خلیفہ خدا بناتا ہے" کے موضوع پر اس عاجز نے پر زور تقریر کی۔ سامعین نے خاص اثر لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس تقریر کو اور جلسہ کی باقی تقریروں کو قصر خلافت کے صحن میں ٹہلتے ٹہلتے سنا۔ بعد میں محترم حضرت قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے اصرار سے اس تقریر کو سراہا اور خاکسار سے لکھوا کر اسے پمفلٹ کی صورت میں شائع بھی کیا۔

درس قرآن مجید کی سعادت

جتنا عرصہ ربوہ رہا۔ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں نظارت اصلاح و ارشاد کی ہدایت پر ہر سال چند پاروں کا درس قرآن مجید دیتا رہا اور یہ درس مسجد مبارک ربوہ میں ایک عظیم اجتماع میں دینے کی توفیق ملتی رہی۔ ایک سال رمضان المبارک میں لاہور کی جماعت کی درخواست پر کہ کسی مبلغ کو درس کیلئے وہاں بھجوایا جائے نظارت اصلاح و ارشاد نے خاکسار کو لاہور بھجوایا۔ سورہ رحمان کا خاکسار نے بیت الذکر میں درس دیا۔ جماعت کے دانشوروں کے علاوہ دوسرے احباب سے دارالذکر کی مسجد بھری ہوئی تھی۔ میرے قرب میں محترم حضرت قاضی محمد اسلم صاحب بھی رونق افروز تھے۔ خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے درس بہت کامیاب ہوا اور مقبول اور خاص شہرت کا باعث بنا۔ اس شہرت اور قبولیت کی

گونج ربوہ بھی پہنچی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے خاکسار سے بار بار اور اصرار سے فرمایا کہ تمہارے ذہن میں درس کے نکات اور مضامین محفوظ ہیں اور تفصیلات بھی۔ رسالہ الفرقان کیلئے لکھ دیں۔ چنانچہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے اس درس کے ضروری اور اہم نکات لکھ دیئے۔ انہوں نے بصد شوق رسالہ الفرقان میں اس درس کو شائع کیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

گورنر مغربی پاکستان سے احمدیہ وفد کی ملاقات

حکومت پاکستان نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ ۱۷ جون ۱۹۶۴ء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رسالہ ایک غلطی کا ازالہ ضبط کر لیا۔ جس پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے ایک وفد تجویز فرمایا جس نے ۲۸ جولائی کو گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خان نواب آف کالاباغ سے لاہور میں ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کے ساتھ ان کی خدمت میں قریباً ساٹھ صفحات پر مشتمل ایک عرضداشت مع ضمیمہ کے پیش کی۔ وفد کی قیادت مرزا عبدالحق صاحب نے فرمائی اور اس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب اور بعض دیگر ذمہ دار ارکان کے علاوہ یہ خاکسار بھی ناظر اصلاح و ارشاد کی حیثیت سے شامل تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے قریباً دو ہفتہ بعد ضبطی کے حکم پر نظر ثانی کے بعد رسالہ کی اشاعت کی اجازت دے دی۔

متفرق خدمات

قیام ربوہ کے دوران خاکسار کو مجلس افتاء کا بھی ممبر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقرر فرمایا اور جتنا عرصہ ربوہ رہا مجلس افتاء کے اجلاسوں میں شامل ہوتا رہا اور کئی سب کمیٹیوں کا ممبر بنتا رہا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مختلف مسائل پر رپورٹیں مرتب کرنے میں حصہ لیتا رہا۔

خاکسار کو اس عرصہ میں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کا بھی ممبر مقرر کیا گیا۔ بہت باقاعدگی سے اور فکرمندی سے اس مجلس کے اجلاسات میں یہ عاجز شامل ہوتا رہا اور متعدد معاملات میں موصیوں کے تعلق میں دوسرے ممبروں کے ساتھ مل کر اپنا کردار ادا کرتا رہا۔ خاکسار کا بالعموم قواعد کی روشنی میں نرمی کا رویہ رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت پر خاکسار تعزیری کمیٹی کا بھی رکن رہا۔

قضاء بورڈ میں شمولیت کی ہدایت ہوئی۔ کئی مرتبہ بورڈ میں شامل ہو کر ضروری فیصلوں میں دوسرے ممبروں کے ساتھ ضروری فریضہ انجام دیتا رہا۔ جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کی تقرری کا ایک کمیشن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقرر فرمایا۔ خاکسار کو بھی اس کمیشن کا ایک رکن مقرر کیا۔

جامعہ احمدیہ کی انسپکشن ٹیم مقرر ہوئی۔ محترم پروفیسر نصیر احمد خاں صاحب کے ساتھ خاکسار اس ٹیم کا دوسرا رکن مقرر ہوا۔

جامعہ احمدیہ کی شاہد کلاس یعنی آخری کلاس کے طلباء کا تحریک جدید کے ادارہ کی ہدایت پر خاکسار ۱۹۶۲ء سے لیکر ۱۹۷۸ء تک ان کی تقریروں اور معلومات عامہ کا جائزہ لینے کیلئے مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے ساتھ ممتحن مقرر ہوتا رہا۔

علاوہ ازیں دو ایک سال خاکسار دو ایک پرچوں کا ممتحن بھی مقرر ہوا۔ جامعہ احمدیہ کی سالانہ تقریبات میں دو ایک دفعہ مہمان خصوصی کے طور پر شمولیت کی دعوت بھی ملی پرنسپل صاحب کی طرف سے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان خدمات کے علاوہ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گندم کمیٹی کا بھی ممبر مقرر فرمایا۔ حسب ہدایت گندم کی تقسیم کا مستحقین میں خاص خیال رکھا۔ قیام ربوہ کے دوران سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے کئی اور بھی مواقع نصیب ہوتے رہے کچھ ان کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات حسرت آیات پر فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام ہوا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور محترم کرنل عطاء اللہ صاحب کی باہمی مشاورت اور تجویز نے اس فاؤنڈیشن کی راہ ہموار کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان بزرگوں کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور منظوری سے نوازا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے اس فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔ ۲۵ لاکھ روپے سے اسے قائم کرنے کا ارشاد ہوا۔ حضرت چوہدری صاحب کو اس کا چیئرمین مقرر فرمایا اور کرنل صاحب کو وائس چیئرمین۔ حضرت چوہدری صاحب اس وجہ سے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں سال کا اکثر حصہ ملک سے باہر رہتے ہیں کرنل صاحب عملاً فاؤنڈیشن کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لئے ہر طرح سے خدمت کرنے کو تیار ہوئے۔ انہیں سیکرٹری کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت چوہدری صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سے مشورہ کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے ان سے کہا "آدمی میں بتا دیتا ہوں منظوری حضور سے لے لیں" بعد میں محترم

چوہدری صاحب نے محترم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں سے بھی مشورہ کیا کہ سیکرٹری کس کو مقرر کیا جائے۔ دونوں بزرگوں نے خاکسار کا نام تجویز کیا۔ حضور کی خدمت میں منظوری کیلئے درخواست کی گئی۔ حضور اقدس نے خاکسار کو بطور سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن منظور فرمایا۔

ایک دن حضور نے مجھے بلا کر ہدایت کی کہ ایک نوٹ بک تیار کر لو جو کچھ چوہدری صاحب فرمائیں اور ہدایت دیں نوٹ کر لیا کرو اور اس کے مطابق عمل درآمد کر لیا کرو۔ فاؤنڈیشن کیلئے اب عملاً کارروائی شروع کرنے کا وقت آ گیا۔ سب سے پہلے دفتر کی ضرورت پیش آئی احاطہ صدر انجمن احمدیہ کے دفتروں کے عقب میں حضور کی منظوری سے دفتر تعمیر کرنے کی اجازت ہوئی۔ لاہور کے محترم قاضی محمد رفیق صاحب کو نقشہ وغیرہ بنانے کیلئے کہا گیا۔ ہر طرح کی ضروریات اور تفصیلات کے بعد عمارت کا سنگ بنیاد حضور نے رکھا اور کرنل صاحب نے بھی۔ صدر محترم کے ساتھ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا۔ جس میں جماعت کے خاص سرکردہ احباب کا تقرر ہوا۔ موزوں و مناسب عمارت تیار ہو گئی اور پوری توجہ سے بفضل خدا کام شروع ہو گیا۔ پر زور انداز میں تحریک جماعت کے احباب میں کی گئی۔ اخبارات کے ذریعہ خصوصاً الفضل کے ذریعہ۔ ذاتی ملاقاتوں اور دوروں کے ذریعہ۔ رقوم وصول ہونی شروع ہو گئیں۔ بنک میں اکاؤنٹ کھلوا دیا گیا۔ بورڈ کے اجلاس ساتھ کے ساتھ ہوتے رہے۔ فاؤنڈیشن کے مقاصد کا تعین ہوا اور فیصلہ ہوا کہ جمع شدہ رقم کو Invest کیا جائے۔ اس Invest سے جو آمد ہو اس سے فاؤنڈیشن کے مقاصد کی تکمیل ہو۔ محترم کرنل عطاء اللہ صاحب نے بڑی فکر مندی اور سوچ کے ساتھ فاؤنڈیشن کی ان رقوم کو Invest کرنے کا انتظام کیا۔ اس دوران وصولی کی جدوجہد جاری رہی۔ یہ جدوجہد خاکسار مختلف

ذرائع اختیار کرکے کرتا رہا۔ حضرت چوہدری صاحب اور محترم کرنل صاحب کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے خاکسار کو انگلستان کے دورہ کی ہدایت فرمائی۔ چند ہفتے لنڈن پہنچ کر محترم حضرت چوہدری صاحب اور جناب امام صاحب مسجد لنڈن بشیر احمد خان صاحب رفیق سارے ملک کے اہم شہروں کا جہاں جہاں احمدیہ جماعتیں تھیں اور احمدی افراد ان ہر دو بزرگوں کے ساتھ دورہ کیا اور ان دوروں میں ذاتی ملاقات کے ذریعہ تحریک کی جاتی رہی اور بفضل خدا خاصی معقول رقوم وصول ہوئیں اور ٹارگٹ کی مقررہ حد سے زیادہ وصولی اور جمع شدہ رقم ۳۵ لاکھ روپیہ ہوگئی۔ الحمدللہ

کئی مفید کام فاؤنڈیشن کی آمد سے کئے گئے اور اب تک کئے جارہے ہیں۔ انعامی مقالے لکھوائے گئے اور خاص تقریب میں ان مقالہ نگاروں کو انعام پیش کئے گئے حضرت خلیفۃ المسیح کے دست مبارک سے خاص تقریب میں۔ ربوہ میں فاؤنڈیشن کی آمد سے بورڈ نے خلافت لائبریری کی دیدہ زیب نہ صرف عمارت بنوائی بلکہ ضروری فرنیچر اور سامان بھی مہیا کیا۔ اس لائبریری کا ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو اہتمام سے افتتاح ہوا۔ ایک بڑے اجتماع کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دعاؤں سے افتتاح فرمایا اور فاؤنڈیشن کی اس پیش کش کو صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا گیا۔ یہ عمارت خاکسار کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔ خاکسار نے ہی افتتاح کے موقع پر موزوں اور مختصر ایڈریس پیش کیا۔ حضور نے انچارج لائبریری کو فاؤنڈیشن کی طرف سے چابیاں عطا کیں۔

فاؤنڈیشن نے تحریک جدید کے غیر ملکیوں کی آمد پر خصوصی رہائش کیلئے آرام دہ بہت بڑا گیسٹ ہاؤس تعمیر کروایا اور تحریک جدید کے ادارہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت پر کتاب تیار کروائی گئی۔ محترم صاحبزادہ

مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منظوری سے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس کتاب کی تکمیل فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

مزید فضل عمر فاؤنڈیشن نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتب اور آپ کے تحریر کردہ مختلف اوقات کے مضامین کو نہ صرف جمع کیا بلکہ ان کی طباعت کا بھی احسن انداز میں انتظام کرنے کا فیصلہ کیا اور اب عملاً ان سب فیصلوں پر عمل ہو رہا ہے جو فاؤنڈیشن نے کئے۔

بیت اقصیٰ کی تعمیر کا کام

جن دنوں خاکسار فضل عمر فاؤنڈیشن کا سیکرٹری تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس عاجز کو بیت اقصیٰ کی تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا۔ اس بات کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ مسجد مبارک ربوہ اب جمعہ کی نماز کی حاضری کیلئے ناکافی ہے۔ ان دنوں صدر عمومی مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب تھے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ ربوہ میں جامع مسجد تعمیر کی جائے اور اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ بجٹ میں رکھنے کی صدر انجمن احمدیہ کو درخواست کی۔ انجمن نے اپنے سالانہ بجٹ میں یہ رقم رکھ دی۔ اس سال مجلس شوریٰ نے اس بجٹ کو منظور کیا۔ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کو کسی طرح علم ہوا کہ ربوہ میں جامع مسجد بنانے کی تجویز ہوئی ہے اور ایک لاکھ روپیہ بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ انہوں نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے توسط سے یہ پیش کش کی کہ وہ یہ خرچ ایک لاکھ کا برداشت کریں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کی اس مخلصانہ پیش کش کو منظور فرمایا۔ چنانچہ خاکسار نے اس سلسلہ میں ضروری کارروائی شروع کی۔

مکرم قاضی محمد رفیق صاحب جنہوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کا نقشہ بنایا اور تعمیر کی نگرانی کی ان کے مشورہ سے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب چارٹر آر کی ٹیکٹ سے بھی مشورہ کیا۔ اور بھی کئی نوجوانوں سے جنہوں نے آر کی ٹیکٹ انجنیئرنگ کی ڈگریاں یونیورسٹی سے لی ہوئی تھیں مشورہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ مسجد کا ہال ایسا ہو کہ جس میں ستون نہ ہوں اور بہت سی ہدایت آپ نے نقشہ بنانے کے سلسلہ میں دیں۔ ابتدائی نقشہ بنا جو کسی قدر رقبہ کے لحاظ سے چھوٹا تھا۔ جب زیادہ کیلئے نشان زمین مقررہ پر لگائے گئے تو حضور خاکسار کی درخواست پر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمانے کے بعد فرمایا مسجد کا ہال ۱۲۰ فٹ لمبا اور ۶۰ فٹ چوڑا ہو۔ اور صحن کافی کھلا۔ بنیادوں کو کھدوا دیا گیا۔ بنیاد رکھنے کیلئے یہ فیصلہ ہوا کہ سب سے پہلی بنیادی اینٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ رکھیں گے اور کچھ اینٹیں صحابہ کرام جو ربوہ میں موجود ہیں وہ رکھیں گے۔ اڑھائی فٹ کے قریب جب بنیادیں کھودی گئیں اور ان کی تعمیر ہو گئی تب حضور تشریف لائے اور بنیادوں کی تعمیر کو دیکھا تو فرمایا کہ ہال بہت بڑا ہے بنیادیں اس نسبت سے چھوٹی ہیں اور اونچی تعمیر ہوں۔ چنانچہ بنیادوں کو اور اونچا کیا گیا۔ ہر موقع پر کچھ نہ کچھ زیادتی اور عمارت کی تعمیر میں تبدیلی ہوتی رہی۔ بفضل خدا مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب آف گجرات کی زیر نگرانی جو سول انجنیئر تھے عمارت تعمیر ہونی شروع ہو گئی۔ خاکسار کے ذریعہ مستریوں، راجوں، مزدوروں کو رقوم ان کی مزدوری بذریعہ چیک دفتر فاؤنڈیشن کا اکاؤنٹنٹ پوری لسٹ تیار کر کے خزانہ صدر انجمن کا چیک خاکسار سے لیتا۔ رقم وصول کر کے انجنیئر اپنی ذاتی نگرانی میں مزدوروں اور مستریوں وغیرہ اور دوکانداروں کو جن سے تعمیری سامان خریدا جاتا ادا کرتا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ جب عمارت مکمل ہو چکی تو اس پر قریباً ۲۵ لاکھ کے

قریب خرچ اٹھا۔ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے فرمایا کہ وہ اس سارے خرچ کو ادا کریں گے۔ آخری مرحلہ پر جب مسجد کی عمارت تعمیر ہو گئی اور اب بجلی اور پنکھوں وغیرہ کا کام باقی رہ گیا تو خاکسار کو فضل عمر فاؤنڈیشن سے تبدیل کر کے سیکرٹری حدیقۃ المبشرین مقرر کیا گیا۔ Finishing Touch کا کام محترم بریگیڈیر اقبال احمد شمیم صاحب کے سپرد کیا گیا جو خاکسار کی جگہ سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن مقرر ہوئے۔ مسجد اقصیٰ اس کا نام تجویز ہوا۔ بخیر و خوبی اس کا بڑے اجتماع کی موجودگی میں حضور نے ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء کو خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ ادا کر کے افتتاح فرمایا۔ محترم حضرت سیٹھ صاحب بھی شریک ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

فضل عمر فاؤنڈیشن سے تبدیل ہونے پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب چیئرمین فاؤنڈیشن نے ایک تفصیلی خط میں جو خاکسار کے نام ۱۲ نومبر ۱۹۷۱ء کو لکھا خاکسار کی خدمات کو جو فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں انجام دیں فراخ دلی اور بہت پیار سے سراہا اور لکھا کہ:

”آپ نے فاؤنڈیشن کے فرائض اور ذمہ داریاں Wet Nurse کے طور پر انجام دیں“

ذیل میں محترم حضرت چوہدری صاحب کا خط درج کر رہا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Dear Shaikh Sahib

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Colonel Ata-Ullah has forwarded to me your letter of October 11 addressed to him in which you have asked him to convey your sentiments to the

directors of the Foundation and also to myself for which I thank you sincerely.

I am sure it is not necessary for me to tell you how much I have appreciated working with you and in what high degree of esteem I hold you. You have, as it were, been the wet nurse of the Foundation at its birth and have nurtured and cherished it with great affection and devotion. May Allah's grace richly reward you for all that you have done in that behalf. I consider myself very fortunate that our association together has given me the opportunity of acquiring a valued and sincere friend whose friendship I cherish deeply. I am sure that wherever we may be and whatever we may be occupied with these sentiments will continue to bind us and to regulate our relationship. Kindly accept my deep gratitude for all the affection that you have so kindly extended to me personally.

At the personal level I would beg you to explain my habits, weaknesses and idiosyncrasies to your successor so that when I have the honour to meet him he should not feel that he is meeting a stranger.

With kindest regards,

Yours sincerely,
Zafrullah Khan

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاکسار محترم کرنل عطاء اللہ صاحب کا خاص

طور پر ذکر کرے۔ اگرچہ وہ فاؤنڈیشن کے نائب صدر رہے۔ دراصل وہی سب کچھ تھے۔ حضرت چوہدری صاحب تو ھیگ (ہالینڈ) میں ہوتے' سالانہ ان کا Visit ہوتا۔ ان کا خاکسار کے ساتھ نہایت شرافت کا سلوک رہا۔ اکثر لاہور جاکر ان سے ملنا ہوتا ضروری کاموں کے سلسلہ میں۔ وہ ہمیشہ بہت تواضع سے پیش آتے اور عزت و احترام سے معاملہ کرتے اور کہتے "شیخ صاحب آپ کا ایک مقام ہے۔" ان کے گھر کے افراد خاص خیال رکھتے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

سیکرٹری حدیقۃ المبشرین

فضل عمر فاؤنڈیشن کے ادارہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی منظوری اور ہدایت پر خیرباد کہا اور دفتر حدیقۃ المبشرین میں اپنی ذمہ داری انجام دینی شروع کی۔ جیسا کہ لکھ چکا ہوں یہ ایک نیا ادارہ تھا جو انجمن اور تحریک جدید کے مبلغین کا مشترکہ پول (Pool) تھا۔ کئی سو مبلغوں کا ریکارڈ تیار کیا گیا۔ ہر ایک مبلغ کا کارڈ تیار ہوا۔ ان کے ضروری کوائف اس میں درج کئے جاتے رہے۔ جامعہ کی شاہد کلاس سے فارغ ہو کر حدیقۃ المبشرین میں ان کی حاضری ہوتی۔ مختلف ضرورتوں اور غیر ممالک میں ان کی تقرری کا یہ طریق رہا کہ وکالت تبشیر حدیقہ کو اطلاع کرتی کہ تحریک کو فلاں ملک اور علاقہ کیلئے مبلغ کی ضرورت ہے کسی کی تقرری کر کے اطلاع دی جائے۔ اسی طرح صدر انجمن بھی۔

خاکسار سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کوئی مبلغ تجویز کرتا۔ سب سے پہلے پرنسپل جامعہ احمدیہ سے ان کی علمی' اخلاقی' روحانی حالت کا علم حاصل کرتا۔ پھر محترم

وکیل التبشیر سے مشورہ کرتا ان کے views اس مبلغ کے متعلق معلوم کرتا اس کے بعد حضور کی خدمت میں اس ساری رپورٹ کے ساتھ نام پیش کرتا۔ حضور کی کبھی منظوری ہوتی اور کبھی ارشاد ہوتا کہ کوئی اور نام پیش کرو۔ یا خود کسی کا نام پیش فرما دیتے۔ اس طرح مبلغ کی تقرری کا آخری فیصلہ ہوتا۔ درجنوں مبلغین کا تقرر باہر کے ملکوں میں اس طریق پر حدیقۃ المبشرین کے قیام کے بعد ہوتا رہا۔

سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کی حیثیت سے خاکسار نے مبلغوں کیلئے سالانہ ریفریشر کورس کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے ایک قسم کی دوہرائی اور ان کے علم اور معرفت میں اضافہ ہوتا رہا اور خاص فائدہ انہیں محسوس ہوا۔ قرآن کریم کے ضروری حصے حفظ کروائے گئے اگر یاد ہوتے تو ان کی دوہرائی ہو جاتی رہی۔ جماعتوں کی مشکلات اور روزمرہ کے معاملات سے ان مبلغوں کی راہ نمائی کی جاتی۔ سلسلہ کے پرانے مبلغوں اور تجربہ کار اساتذہ اور علماء سے مختلف امور کے متعلق تقریریں اس ریفریشر کورس کا ایک خاص حصہ ہوتا رہا۔ خاکسار کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث″ بھی تشریف لا کر مبلغین کو ضروری ہدایات سے مطلع فرماتے رہے۔ بزرگان سلسلہ کو بھی خاکسار مدعو کرتا رہا کہ وہ ان مبلغوں میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات و حالات سے آگاہ کریں۔ بفضل خدا ان ریفریشر کورسوں سے مبلغین خاطر خواہ طور پر صلاحیتیں حاصل کرتے رہے۔

وقف جدید کا ممبر اور ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن کی تقرری

انہی دنوں سلسلہ کے ایک خاص محترم عالم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی وفات ہو گئی۔ اس عاجز عاصی کو ان کی جگہ وقف جدید انجمن احمدیہ جس کے ناظم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب تھے اور صدر حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر، کا ممبر مقرر فرمایا۔ وقف جدید کے مسائل میں ضروری فرائض انجام دیتا رہا۔ مزید حضرت خلیفۃ المسیح الثالث″ نے اس خادم کو ان کی جگہ ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن بھی مقرر فرمایا۔ وقف عارضی کا شعبہ اس نظارت کی نگرانی میں تھا۔ موثر انداز میں اس شعبہ کو عملی طور پر جاری کیا گیا۔ خاص طور پر وقف عارضی کے نظام میں یہ مد نظر رکھا گیا کہ جتنے دن کیلئے یہ وقف عارضی ہوگا جو کم از کم دو ہفتوں کیلئے احباب وقف کریں ان واقفین کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے مقررہ حلقہ کے احباب کی دینی تربیت کا خیال رکھیں۔ قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم دیں اور با معنی سکھانے کی کوشش جاری رکھیں۔ اس نظام کے تحت سینکڑوں احباب۔ کالجوں کے طلباء۔ چھوٹے بڑے احباب کو توفیق نصیب ہوتی رہی اور وقف عارضی سے خود ان کی اپنی بھی تربیت ہوتی رہی۔ یہ ضروری ہدایت رہی کہ یہ واقفین عارضی اپنے خرچ پر سفر کریں گے اور اپنے کھانے پینے کا بندوبست بھی۔ جہاں جائیں گے وہاں کے لوگوں پر بوجھ نہ ہونگے۔ نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن کے زیر انتظام خاکسار نے "تعلیم القرآن کلاس" کا بڑے پیمانہ پر اجرا کیا۔ سارے ملک سے سینکڑوں کی تعداد میں کالجوں، سکولوں سے اور متعدد دوسرے احباب ربوہ میں

تشریف لا کر اس کلاس میں شامل ہوتے رہے اور تعلیم القرآن کے کورسز اور
ہدایات کی روشنی میں فائدہ اٹھاتے رہے۔ ان خاص ایام کیلئے سوچ سمجھ کر علماء
سلسلہ کے مشورہ سے ضروری نصاب مقرر کیا گیا۔ بزرگ اساتذہ تعلیم کے دوران
مقرر کئے جاتے رہے۔ بزرگ صحابہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ان شامل
ہونے والوں کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ جو اساتذہ مقرر ہوتے رہے وہ
اپنے مضامین کی تعلیم دیتے رہے اس کے ساتھ ساتھ مفید اصلاحی اور تربیتی امور کا
بھی اس کلاس کے متعلمین کا خاص خیال رکھا گیا۔ بفضل خدا بہت کامیاب یہ کلاس
ہوتی رہی۔ آخر میں الوداعی ملاقات حضور کے خطاب سے ہوتی رہی۔

ربوہ کے قیام کے دوران خاکسار صد سالہ جوبلی کمیٹی کا بھی ممبر رہا۔ صد سالہ
کمیٹی کے ابتدائی اجلاسوں میں شمولیت کا موقع ملتا رہا اور اپنی سمجھ کے مطابق
ضروری تجاویز پیش کرتا رہا۔

ان جماعتی خدمات کے علاوہ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عاجز کو نصیب ہوئیں
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مختلف اوقات میں عارضی طور پر کوئی کام سپرد فرما دیتے
یا کہیں بھجوانے کا ارشاد فرما دیتے تو تعمیل ارشاد کر کے حضور کو خورسند اور
مطمئن کرتا۔

ربوہ کے قیام کے دوران خاکسار کو ربوہ میونسپل کمیٹی کا بھی جس کے صدر ان
دنوں صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب تھے ممبر مقرر کیا گیا۔ ربوہ شہر کی ضروریات
کے پیش نظر سب ممبران نے باہمی مشاورت سے کئی مفید شہری سہولتوں کا فیصلہ کیا
اور ان اصلاحات کو جاری کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ ۱۹۷۹ء اپریل تک ان
خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں انگلستان جانے کا ارشاد ہوا۔

☆......☆......☆

انگلستان کیلئے تقرری

فروری ۱۹۷۹ء کے آخری دنوں کی بات ہے خاکسار نظارت اصلاح و ارشاد
تعلیم القرآن کے دفتر میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا۔ ٹیلیفون کی
گھنٹی بجی۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دفاتر کے معائنہ کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ دو تین
دوسرے ناظر صاحبان کو بھی آپ نے یہ اطلاع بھجوائی اور ہدایت کی کہ حضور کے
آنے پر آپ کو Recieve کریں۔ اس پیغام کے ملنے کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ
گذرنے پر حضور تشریف لے آئے۔ ہم سب ناظروں نے بموجودگی ناظر صاحب
اعلیٰ حضور کا استقبال کیا۔

حضور نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن کے دفتر کی لابی سے اندر تشریف
لے آئے اور دفاتر کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس معائنہ سے حضور کا یہ بھی مقصد تھا
کہ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کی عمارت کے اوپر جو نئی عمارت تعمیر ہوئی ہے اسے
دیکھیں اور یہ کہ کن دفاتر کو یہ عمارت الاٹ کی جائے۔ معائنہ اور ضروری
ہدایات محترم ناظر صاحب اعلیٰ کو دے کر جب حضور واپس تشریف لے جانے لگے
تو دفاتر کی لابی سے باہر جہاں کار کھڑی تھی کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلنے پر حضور
جب داخل ہونے لگے تو مجھے قریب بلا کر آہستگی سے ارشاد فرمایا:۔

"شیخ صاحب! ایک ضروری کام کیلئے آپ کو انگلستان بھجوانا
ہے۔ کیا آپ جا سکیں گے"

عرض کیا۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل کیلئے ہر وقت حاضر ہوں۔ فرمانے لگے۔

"PIA کے مقامی دفتر سے دریافت کریں آپ پچھلے سال کسر
صلیب کانفرنس میں شمولیت کیلئے لندن گئے تھے۔ کیا اس سال بھی
جاسکتے ہیں کوئی قانونی روک تو نہیں۔"

حضور یہ فرما کر واپس قصر خلافت تشریف لے گئے۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں PIA کے مقامی دفتر کے کارکن سے دریافت کیا تو PIA کے کارکن نے کہا کہ چونکہ آپ پچھلے سال کسر صلیب کی کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے لندن گئے تھے اس سال آپ نہیں جاسکتے۔ دو ایک روز بعد حضور سے ملاقات کا جب موقع ملا تو آپ کو مقامی ایجنٹ PIA کے جواب سے مطلع کیا اور بتایا کہ یہ تو کہتے ہیں کہ امسال نہیں جاسکتے۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا آپ لاہور جائیں اور وہاں اپنے بھائیوں سے بات کریں اور دوسرے ذرائع سے بھی معلوم کریں کیا امسال آپ لندن جاسکتے ہیں۔ آپ کے اس فرمان پر خاکسار لاہور گیا۔ اور بھائیوں سے بات کرنے کے علاوہ بہتر سمجھا کہ واپڈا بلڈنگ کے نچلے حصہ میں ٹریولنگ ایجنٹس کے دفاتر ہیں اور کمپنیوں کے متعدد دفاتر جو بکنگ وغیرہ کے کام کرتے ہیں ان سے بات کروں۔ دو تین متفرق ایجنٹوں سے خاکسار نے استفسار کیا اور انہیں بتایا کہ گذشتہ سال خاکسار لندن گیا تھا امسال ایک ضروری کام کیلئے پھر جانا ہے کیا جاسکوں گا۔ تو سب نے بتایا کہ کسی قسم کی قانونی روک نہیں۔ آپ ہر روز جاسکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ٹکٹ باہر سے منگوائیں۔ اگر باہر سے ٹکٹ آئے تو پھر آپ کے لندن جانے میں پاکستان کے قوانین کی رو سے کوئی روک نہیں۔ اس یقینی اطلاع کے ملنے پر خاکسار ربوہ واپس آیا اور حضور کو اس بارہ اطلاع دی۔ حضور نے سنتے ہی فرمایا "تبشیر سے کہیں کہ وہ آپ کیلئے لندن سے ٹکٹ منگوائیں۔" خاکسار نے عرض کیا۔ حضور! خاکسار تبشیر کو کیا جا کر کہے۔ فرمانے لگے۔ "میں خود تبشیر کو لکھتا

ہوں۔" چنانچہ حضور نے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن کے ذریعہ اپنی قلم سے مختصر نوٹ تبشیر کو بھجوایا کہ شیخ مبارک احمد کو لندن ایک ضروری کام کیلئے بھجوانا ہے۔ ان کیلئے وہاں سے ٹکٹ منگوائیں جلد۔ یہ ۶ مارچ ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ تبشیر میں جب حضور کا ارشاد پہنچا تو دوسرے دن نائب وکیل التبشیر جناب حسن محمد خان صاحب عارف خاکسار کے دفتر نظارت اصلاح و ارشاد و تعلیم القرآن میں تشریف لائے اور حضور کی ہدایت کا ذکر کر کے خاکسار سے پاسپورٹ طلب کیا۔ ٹکٹ کے حصول کے سلسلہ میں ضروری کوائف دریافت کئے اور بتایا کہ لندن بھجوانے ہیں اور وہاں سے ٹکٹ منگوانا ہے۔ تبشیر نے حسب ہدایت لندن مشن کو فوری طور پر ٹکٹ بھجوانے کیلئے لکھا۔ وسط مارچ میں کسی دن لندن مشن سے اطلاع آئی کہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب جو برٹش ایرویز میں کام کرتے ہیں وہ پاکستان آرہے ہیں ان کے ذریعہ ٹکٹ بھجوایا جارہا ہے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے خاکسار کو دفتر تبشیر میں بلایا یہ ۱۶ مارچ ۱۹۷۹ء کی بات ہے اور فرمایا:۔

"حضرت صاحب سے تفصیلی بات ہوگئی ہے۔ لندن جانے کیلئے
آپ تیاری شروع کردیں۔ تفصیلی ہدایات آپ کو بعد میں دے
دیں گے ایک سال کے لئے جانا ہے۔"

۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء کو تمام مربیان ریفریشر کورس کے سلسلہ میں مرکز میں آئے ہوئے تھے۔ حضور سے ملاقات اور دعوت کا انتظام بھی قصر خلافت کے ملحقہ باغ میں خاکسار نے کیا ہوا تھا۔ وقت مقررہ پر خاکسار حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تشریف لانے کی درخواست کی۔ اس دوران حضور نے لندن سے ٹکٹ کے آنے کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی

طرف سے اس عاجز کو ٹکٹ وغیرہ کے بارہ میں جو معلومات ملی تھیں ان سے آپ کو مطلع کیا اور بتایا کہ مکرم حمید اللہ صاحب لندن سے ٹکٹ لے کر آرہے ہیں اور تبشیر بکنگ کا انتظام کر رہی ہے۔

۲۷ مارچ ۱۹۷۹ء دفتری کام کے سلسلہ میں اور بیرونی ملکوں میں تقرری کے سلسلہ میں حضور سے منظوری اور ہدایت لینے کی غرض سے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس ملاقات میں پہلی مرتبہ حضور نے واضح طور پر عاجز کو فرمایا۔

"آپ کو لندن بشیر احمد خان صاحب رفیق سے چارج لینے بھجوانا ہے۔ تفصیلی ہدایات میاں مبارک احمد صاحب آپ کو دیں گے۔ آپ نے پہلے جانا ہے اور اس کے بعد انہیں بھجوانا ہے۔"

حضور کی خدمت میں بعد میں کسی وقت مکرم حمید اللہ صاحب نے مکرم منیر الدین شمس جو ان دنوں وہاں نائب امام تھے، ان کا خط مع ٹکٹ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مجھے ٹکٹ دے کر فرمایا کہ تبشیر میں ٹکٹ اور خط میاں مبارک احمد صاحب کو دے دیں تا وہ ضروری کارروائی کریں۔ تبشیر نے ٹکٹ مع ضروری ہدایات برائے بکنگ PIA کے مقامی دفتر کے کارکن کو دیتے ہوئے تاکید کی کہ جلد سے جلد کارروائی کرے۔ ان دنوں مرکزی مجلس مشاورت کا اجلاس ربوہ میں ہو رہا تھا۔ خاکسار کے کئی عزیز آئے ہوئے تھے۔ ان کی مہمان نوازی کے انتظام کے علاوہ دفتری مصروفیات کے انجام دینے کے ساتھ ساتھ لندن جانے کی تیاری میں بھی اپنے طور پر مصروف رہا۔ استخارہ اور دعا کا سلسلہ کئی دنوں سے جاری تھا۔ ایک اہم مہم پر روانہ ہونا تھا۔ اپنی حالت کے پیش نظر پریشانی بھی تھی اور دعاؤں کی طرف توجہ۔ مورخہ ۳۱ مارچ PIA والوں کی طرف سے اطلاع ملی کہ لاہور سے ہفتہ کے دن مورخہ ۷ اپریل کی بکنگ برائے کراچی ہوئی ہے اور

کراچی سے لندن کیلئے اتوار کے دن مورخہ ۸ اپریل بکنگ ہوئی ہے۔ آنے جانے کی ٹکٹیں خاکسار کے سپرد کر دیں۔ واپسی کی ٹکٹ کا حصول بھی ضروری تھا قانونی طور پر۔

یکم اپریل ۱۹۷۹ء کو مجلس شوریٰ کا آخری اجلاس تھا۔ تین بجے کے قریب شوریٰ کی کارروائی ختم ہوئی۔ جو عزیز آئے ہوئے تھے شوریٰ میں عصر کے قریب سب کو رخصت کیا۔ سب عزیز عاجز کیلئے دعائیں کر کے اور مل کر رخصت ہوئے۔

مورخہ ۲ اپریل ۱۹۷۹ء محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ خاصی لمبی ملاقات تھی۔ دو گھنٹوں تک جاری رہی۔ مجھے تمام ضروری امور سے انہوں نے آگاہ کیا اور ہدایات دیں جو انگلستان کے مشن سے تعلق رکھتی تھیں۔ خاکسار نے ان ضروری ہدایات کو نوٹ کیا۔ یہ ملاقات نماز ظہر سے قبل ہوئی۔ بعد نماز خاکسار کے دفتر تعلیم القرآن میں محترم مسعود احمد صاحب جہلمی تشریف لائے اور تبشیر کی طرف سے مزید امور کے متعلق اطلاع دی اور سفر کے اخراجات کیلئے ضروری رقم پیش کی۔ مکرم مسعود احمد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ محترم صاحبزادہ مبارک احمد صاحب نے ان سے کہا کہ شیخ صاحب از خود تو مطالبہ نہیں کریں گے لیکن قواعد کے مطابق انہیں فوری طور پر تیاری کیلئے اور دیگر اخراجات سفر کیلئے رقم پہنچا دی جائے۔

مورخہ ۳ اپریل ۱۹۷۹ء محترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سے ملنے ان کے دفتر گیا۔ خاکسار وقف جدید کی انجمن کا ممبر تھا اس وجہ سے بھی ان سے ملنا ضروری تھا اور پاکستان سے باہر جانے کی ان کو اطلاع دینی بھی۔ مزید خاکسار کا محترم حضرت صاحبزادہ صاحب سے پیار کا تعلق تھا اور کئی کمیٹیوں میں ہم مل کر کام کرتے رہے تھے۔ ایک بزرگ کی حیثیت سے بھی کہ ان سے مل کر اور دعا لے کر

جاؤں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو جب خاکسار نے بتایا کہ مجھے انگلستان مشن کا
چارج لینے کی حضور کی طرف سے ہدایت ہو گئی ہے اور جلد جانے والا ہوں۔
تپاک اور پیار سے ملے اور دعا بھی دی ساتھ ہی فرمایا۔ ”تبدیلی بہت ضروری
تھی“ محترم صاحبزادہ صاحب کی دعا لے کر ان کے دفتر سے رخصت ہوا۔ اسی دن
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے بھی ملنے کا وقت مقرر تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ حضور نے لندن مشن کے سلسلہ میں مزید ہدایات دیں اور چند خاص امور
سے تفصیلی طور پر مجھے مطلع کیا۔ بعد ازاں حضور نے دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ
جانے سے پہلے پھر مل لیں اور دفتر سے چیک کر لیں۔ مجوزہ پروگرام سے حضور کو
اطلاع دی۔ حضور نے فرمایا کہ لاہور سے بھی اپنی روانگی کا فون کر دیں اور میاں
مبارک احمد صاحب کو بھی بتلا دیں۔

۴ اپریل روانگی کا ربوہ سے پروگرام تھا۔ گذشتہ رات میرے عزیز اور دیگر
رشتہ دار ملنے اور رخصت کرنے کیلئے آ گئے تھے۔ مکرم برادرم شیخ نور احمد صاحب
منیر فاضل نے دعوت طعام پر بلایا ہوا تھا۔ سب عزیز بھی شامل ہوئے۔ آج اپنے
بھائی سے ملنے کے بعد مکرم لطیف خان صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور
مکرم قاضی مبارک احمد صاحب جو میری اہلیہ کے چچا ہیں کو ملنے گیا۔ آج صبح
قصاب بھی آیا اور روانگی سے پہلے صدقہ کے طور پر بکرا ذبح کیا۔ ضروری امور کے
انجام دینے کے بعد عزیزوں سے مل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خاکسار کی
انگوٹھی پر حضور نے دعا کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی انگوٹھی جو
آپ نے پہن رکھی تھی اس سے کچھ دیر مس کر کے خاکسار کے سپرد کی اور دعا سے
رخصت کیا۔ فرمایا خدا تعالیٰ فضل کرے گا۔ حضور سے مل کر گھر واپس آتے ہوئے
راستہ میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے ان کے مکان پر اور حضرت

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے ان کے مکان پر دونوں بزرگوں سے ملاقات
کی اور دعا کی درخواست کی۔

دوپہر دو بجے کے بعد ربوہ سے روانگی کا پروگرام تھا۔ چند منٹ پہلے حضور کی
طرف سے پیغام ملا کہ آج ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزا دی گئی ہے۔ خطرہ ہے
کہ راستہ میں جلوس وغیرہ نکلیں اور Law and Order کی صورت پیدا ہو۔
اس لئے آپ جلد روانہ ہو جائیں۔ میرے عزیز بھائی شیخ نور احمد صاحب منیر اور
دوسرے عزیز جو رخصت کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے سب نے خاکسار کی
درخواست پر اجتماعی دعا کی۔ مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل نے دعا کروائی۔
تبشیر کی طرف سے کار آئی۔ اس پر سوار ہو کر لاہور کیلئے روانہ ہو گیا۔ اللھم
انت الصاحب فی السفر والخلیفہ فی الرھل دعا کرتا ہوا سفر کا یہ
حصہ گزرا اور عصر کے وقت خیر و عافیت سے بفضل خدا لاہور پہنچ گیا اور سفر کی پہلی
منزل طے ہوئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

لندن میں آمد

الحمد للہ کراچی سے ہوائی جہاز میں سوار ہو کر لندن ہیتھرو ایئرپورٹ پر خیریت
سے پہنچا۔ محترم برادر منیر الدین شمس صاحب ایک دو اور احباب کے ساتھ
ایئرپورٹ پر خاکسار کو Receive کرنے کیلئے موجود تھے۔ امیگریشن اور کسٹم سے
باسانی فراغت ہوئی اور ان دوستوں کے ساتھ سیدھا پہلے مسجد فضل لندن اور
احمدیہ مشن ہاؤس کے احاطہ میں پہنچا۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوا۔
دو نفل ادا کئے اور خیر و برکت سے پہنچنے پر مولیٰ کریم کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ نیک
نیتی سے خدمت دین کی توفیق نصیب ہو۔ رقت سے اس دعا کی توفیق ملی۔ وللہ الحمد

ان دنوں چونکہ مشن ہاؤس خالی نہ تھا۔ خاکسار کا قیام اپنے عزیز ربیب نسیم احمد بھٹی کے ہاں چند دن تک رہا۔ عزیز نے ہر طرح خدمت و تواضع کا حق ادا کیا۔ ہر روز صبح کے وقت مشن کے دفتر میں پہنچ جاتا اور معمول کے مطابق کام کرتا۔ ضروری معلومات مکرم منیر الدین شمس صاحب اور محترم مبارک احمد صاحب ساقی سے حاصل کرتا رہا۔ اگرچہ اس سفر سے پہلے خاکسار کو دو بار لندن آنے کا موقع ملا۔ یہ دونوں سفر چند دنوں کیلئے تھے۔ پہلا سفر کسر صلیب کانفرنس کے سلسلہ میں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کسر صلیب کانفرنس میں شمولیت کیلئے تشریف لائے اور اپنے ساتھ بارہ حواریوں کا بھی انتخاب فرمایا جو آپ کے ساتھ لندن آئے۔ ان میں سے ایک خاکسار عاجز بھی اس سعادت سے نوازا گیا۔

دوسری بار فضل عمر فاؤنڈیشن کے ادارہ نے محسوس کیا کہ انگلستان سے اس فنڈ میں خاص رقم موصول نہیں ہوئی۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تحریک اور درخواست پر حضور کی اجازت سے خاکسار کو ادارہ کی طرف سے لندن بھجوایا گیا۔ الحمدللہ اس عرصہ میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے عطیات خوب وصول ہوئے۔ اس غرض کے لئے سارے ملک کا حضرت چوہدری صاحب اور جناب امام رفیق صاحب کے ساتھ ملکر دورہ کیا۔ اس دورہ میں اہم شہروں میں جانے اور احباب سے ملنے اور ان کی ضروریات کا بھی خاص طور پر علم ہوا۔ یاد آ رہا ہے حضرت چوہدری صاحب خاص طور پر ہیگ سے خاکسار کی امداد کیلئے تشریف لے آئے تھے۔ ایک ہی کار میں ہم تینوں سفر کرتے۔ ہر بار جب کار میں بیٹھنے لگتے تو حضرت چوہدری صاحب خاکسار کو پہلے بیٹھنے کا ارشاد فرماتے۔ میری درخواست ہوتی کہ آپ پہلے بیٹھیں۔ مگر ہر بار یہی ان کا اصرار بھی ہوتا اور فرماتے آپ حضور کے نمائندہ ہیں پہلے آپ بیٹھیں۔ مرکزی نمائندہ کا خاص احترام اور ادب

آپ کا شیوہ رہا۔ بہرحال اس سارے سفر میں انگلستان کا اس نیک مقصد کیلئے دورہ کرنے اور احباب سے رقوم وصول کرنے کا موقع ملا۔

مزید فضل عمر فاؤنڈیشن کے عطیات کی وصولی کے علاوہ خاکسار نے اس سفر میں انصار اللہ مرکزیہ کی تحریک گیسٹ ہاؤس کے سلسلے میں بھی خاصی رقم جمع کی۔ ان تمام احباب کے نام انصار اللہ کے گیسٹ ہاؤس کے باہر کی دیوار پر دعا کی غرض سے کندہ ہیں۔ ان ہر دو سفروں میں جو معلومات اس عاجز کو حاصل ہوئیں ان کے پیش نظر انگلستان کے مشن کا چارج لینے اور امام مسجد لندن کی حیثیت سے بعض اہم فرائض کی انجام دہی کی خاکسار کو فکر ہوئی۔

نمازوں کی طرف خصوصی توجہ

سب سے پہلی اہم اور خاص خدمت جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مسجد فضل لندن کے دروازے پانچوں وقت کی نمازوں کے لئے کھلوا دیئے اور جب تک رہا کھلے رکھنے کا اہتمام کیا۔ اس سے قبل امام صاحب کی رہائش گاہ میلروز روڈ والے مکان میں ظہر و عصر کی نماز اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے جو دو چار دوست شامل ہوتے ان کے ساتھ ادا کر لی جاتی تھیں۔ لیکن چارج لیتے ہی خاکسار نے تاکید سے جماعت کی خدمت میں درخواست کی اور اہتمام سے مسجد میں نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ اس سے جہاں بفضل خدا مسجد پانچوں وقت کھلنے لگی اور ہر نماز وقت پر ادا ہونے لگی وہاں احباب جماعت میں ایک خاص خوشی کی لہر اٹھی اور جوش پیدا ہوا۔ قرب و جوار کے احمدی باقاعدگی سے اور التزام سے مسجد آنا شروع ہو گئے۔ جمعہ کی نماز اور خطبہ کا کچھ حصہ اردو میں اور کچھ حصہ انگریزی میں ادا کرنے کا خاص خیال رکھا۔ مناسب حالات کے پیش نظر تربیتی امور

بریڈ فورڈ مشن ہاؤس کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ افتتاح فرما رہے ہیں

کی طرف پر زور توجہ دلائی جاتی رہی۔ ان پر اثر خطبات کا احباب جماعت پر خاص اثر ہوا۔ نہ صرف لندن کے احباب جوق در جوق آنے لگے بلکہ بیرون لندن کے احباب اور خواتین بھی خاص شوق اور جذبہ سے شمولیت کرنے لگیں۔ مسجد اور مسجد کے ملحقہ ہال نمازیوں سے بھرنے لگے۔ تحریری اور زبانی طور پر احباب و خواتین نے خاکسار کے اس اقدام کا دل کھول کر خیر مقدم کیا۔ ایسے احباب بھی شامل ہونے لگے جو کبھی شامل ہی نہ ہوتے تھے یا کبھی کبھی شامل ہوتے۔ بہت باقاعدگی سے احباب کی شمولیت سے ایک انقلاب آگیا۔ ایک محترمہ خاتون نے لکھا:۔

"الحمدللہ آپ کے ارشادات اور خطبات سے ہم لوگ لطف اندوز ہو رہے ہیں اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کی توجہ جماعت کی تعلیم و تربیت اور روحانیت کی طرف کس قدر زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش میں برکت ڈالے۔" (ناصرہ بیگم)

اس صورت حال کی گونج مرکز سلسلہ ربوہ بھی پہنچی چنانچہ محترم حضرت صاجزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جو ان دنوں کچھ عرصہ کیلئے وکیل التبشیر کے فرائض انجام دے رہے تھے اس عاجز کو اپنے خط مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۷۹ء میں لکھا۔

"مجھے ندیم صاحب کے خط سے یہ معلوم کر کے دلی مسرت ہوئی کہ آپ کے روح پرور خطبات اور نیک عملی نمونہ سے جماعت میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے جو بڑے خوش آئند مستقبل کا پتہ دے رہی ہے۔ مگر یہ خبر میرے لئے ہرگز تعجب انگیز نہیں کیونکہ اس کی توقع تھی۔ تاہم اس توقع کو پورا ہوتا دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اللھم زد فزد"

بفضل خدا جماعت میں یہ غیر معمولی بیداری نمازوں اور خطبات جمعہ میں شمولیت خاص جذبہ سے شریک ہونے کی کیفیت خاکسار کے عرصہ قیام تک رہی اور عاجز کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس خاص تائید و نصرت سے دل خورسند ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا رہا۔

مراکز اور مشن ہاؤسز کا قیام

انگلستان کے قیام میں خدمت کا ایک خاص موقع جو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت سے خاکسار کو نصیب ہوا' مراکز اور مشن ہاؤسز کا قیام تھا۔ لندن میں اس وقت صرف ایک مسجد فضل تھی جو ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے یعنی اپنے افتتاح کے دن سے ایک تاریخی اور یادگیری مسجد کی حیثیت کی حامل تھی۔ سارے ملک میں جماعت کی ضرورتوں کیلئے کوئی اور مرکز اور مقام نہ تھا۔ احباب کے گھروں میں مجالس منعقد ہوتیں۔ ہر بار گھروں کا فرنیچر اٹھا کر ادھر ادھر کیا جاتا۔ آنے والے احباب کیلئے جگہ بنائی جاتی اگرچہ یہ شوق سے سب کچھ ہوتا۔ ایک قربانی تھی ایک ایثار تھا جو سالہا سال سے کیا جا رہا تھا مگر تکلیف مالا یطاق کا سامنا بھی گھر کی خواتین اور رہنے والوں کو تھا۔

خاکسار کے قیام کے عرصہ میں عید الاضحیہ لندن میں پہلی دفعہ اس عاجز کو نصیب ہوئی۔ اس عید پر لندن اور ملحقہ علاقوں سے احباب و خواتین اور بچے کثرت سے شریک ہوئے۔ عید کے تہوار کے باعث احباب کا ایک عظیم اجتماع تھا۔ مرد و خواتین اور بچے سب ہی ذوق و شوق سے شامل ہوئے۔ مسجد اور ملحقہ ہال بھی ناکافی ہو رہے تھے۔ خاص مار کی لگائی گئی۔ یہ عید قربانیوں کی عید کہلاتی ہے۔ اس عید کا پس منظر اس بات کو الم نشرح کرتا ہے کہ یہ صرف ایک فرد کی قربانی کی یاد

نہیں دلاتی بلکہ یہ عید باپ کی قربانی' ماں کی قربانی' بیٹے کی قربانی اور اس کے ساتھ ساتھ جذبات کی قربانی' خاندان کے جملہ افراد اور ان کے احساسات کی قربانی کا یہ عید سبق دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان سب قربانیوں کی یاد دلا کر خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ایک پر اثر خطبہ دینے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ایسا ماحول پیدا ہو گیا کہ جماعت کو یہ بات ذہن نشین کرانے میں سہولت ہو گئی کہ مرکزیت کے قیام' تربیت کے اہتمام اور متفرق جماعتی خدمات اور ضروریات کو پورا کرنے اور نمازوں کی باقاعدہ باجماعت ادائیگی کیلئے مساجد اور مراکز کی اس ملک میں کس شدت سے ضرورت ہے۔ جماعتیں پریشانی اور پراگندگی کی حالت کے باعث اہم امور خیرو خوبی سے انجام دینے سے معذور ہیں۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے صرف ایک ہی مسجد ہے جو لندن میں ہے۔ سارا ملک مراکز اور مساجد سے خالی پڑا ہے۔ کسی جگہ بھی جماعتی ضرورتیں' خدمات' فرائض دینی کے انجام دینے کیلئے کوئی مرکز نہیں۔ سب عزیزوں سے سب احباب سے اور بہنوں سے بچوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس عید کے خطبہ میں جیسا کہ قربانی کی طرف اور اس کے بابرکت نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے آپ انگلستان میں مراکز اور مشن ہاؤسز کے قیام کیلئے خاص قربانی کریں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اموال پیش کریں۔ ہر مرد' ہر عورت اور ہر بچہ بلکہ ان بچوں کی طرف سے بھی حصہ لیں جو ابھی ماؤں کے پیٹ میں ہیں ان سب کی طرف سے مالی قربانی دل کھول کر کریں۔ بفضل خدا اس پر زور اور پر تاثیر خطبہ کا جماعت نے غیر معمولی اثر لیا اور بعد میں خواتین نے زیورات دھڑا دھڑ پیش کئے اور نقد رقم کی وصولی تیز رفتاری سے شروع ہو گئی اور لطف یہ کہ شاید ہی کوئی فرد حصہ لینے سے محروم رہا ہو۔ ماؤں نے بڑے جذبہ اور شوق سے ان بچوں کی طرف سے بھی اس نیک مقصد کے لئے رقوم دیں جو ابھی ان کے پیٹ میں تھے۔ خاکسار کے

لندن کے ماحول میں
سب سے پہلا مشن ہاؤس ساؤتھ ہال میں

انگلستان کے قیام کے عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ مشن ہاؤسز اور مراکز بفضل خدا جماعتوں میں قائم ہونے شروع ہو گئے۔

سب سے پہلا مشن ہاؤس ساؤتھ ہال میں قائم ہوا جو ساٹھ ہزار پونڈ میں خریدا گیا۔ ایک اچھے علاقہ میں اس کا حصول ہوا۔ جونہی یہ خبر جماعت تک پہنچی کہ اب تو مشن ہاؤسز کی خرید کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے یہ اقدام مزید تحریک اور جرات کا باعث ہوا۔

ساؤتھ ہال کے بعد برمنگھم، کرائیڈن، بریڈ فورڈ، مانچسٹر، ہڈرزفیلڈ، جلنگھم، آکسفورڈ اور ایسٹ لندن اور گلاسگو مشن ہاؤسز قائم ہو گئے۔ کئی لاکھ پونڈ جمع ہوئے اور بفضل خدا سب کی نقد ادائیگی ہوئی۔ نہ قرض لیا اور نہ بنک والوں سے کسی قسم کی بات چیت کی۔ ان مشن ہاؤسز کی خرید اور حصول سے جماعت کو اطمینان ہی نہیں بلکہ خاص مسرت ہوئی اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہر مشن ہاؤس کی خرید کیلئے ذاتی طور پر جدوجہد کرنے کے علاوہ ان مشن ہاؤسز کی Decoration میں حصہ لیتا رہا۔ اس عظیم خدمت کو خاص قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ پانچ مشن ہاؤسز کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دورہ انگلستان ۱۹۸۰ء میں افتتاح فرمایا اور خاصی خوشی کا اظہار فرمایا۔ باقی تمام مشن ہاؤسز کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاح فرمایا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ مرکز سلسلہ ربوہ سے مختلف دوستوں کیلئے یہ عظیم خدمت جہاں حیرت کا باعث ہوئی وہاں ان کی خوشی کا بھی موجب ہوئی۔ ان دوستوں اور احباب کی طرف سے مبارکباد کے خطوط موصول ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں چونکہ یہ مراکز قائم ہوئے حضور نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۱ء کے موقع پر ان کے قیام کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

Hazrat Khalifatul Masih III speaks after inaugurating Ahmdddiya Muslim Mission House in Haddorsfield U.K.

ھیڈرز فیلڈ کے مشن کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

"ہر آدمی جو نیک نیتی سے کام کرے اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اس ضمن میں (خاکسار کا نام لے کر) جن کی مساعی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک سال کے اندر اندر برطانیہ میں پانچ مشن ہاؤسز قائم کروا دیئے۔"

مزید حضور نے فرمایا:۔

"جب انہوں نے یہ اعلان کیا ان کی بات ایک گپ لگتی تھی اور پریس کانفرنس میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی پانچ مشن ہاؤس قائم ہو جائیں گے تو میں نے یہ سوچ کر ہاں کر دی کہ اب انہوں نے کہہ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی غیرت رکھنے والا ہے وہ ضرور برکت ڈالے گا۔ جب کام شروع کیا گیا تو اس کام کیلئے ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے نتیجہ میں سال سوا سال میں پانچ مراکز قائم کرا دیئے۔" (الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۸)

"دبی چل"

انہی دنوں جب یہ جدوجہد جاری تھی اور مزید مشن ہاؤسز کے حصول کی کوشش ہو رہی تھی۔ ایک دوست برادرم محمد امین احمدی لندن سے پاکستان گئے۔ حضور سے بھی ربوہ میں ملے۔ حضور نے ان سے دریافت فرمایا۔ "شیخ صاحب کیا کر رہے ہیں" جواب میں اس دوست نے عرض کیا کہ مزید مشن ہاؤسز کی خرید کیلئے کوشاں ہیں اور جماعت کی تربیت کیلئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ تو حضور نے خاکسار کو اس دوست کے ذریعہ پیغام بھجوایا۔ "دبی چل" ہیں تو پنجابی کے دو لفظ۔ مگر اندازہ لگائیں کہ کیسا خاص اعتماد اور خوشنودی کا اظہار حضور نے

عاجز کے متعلق مشن ہاؤسز کے قیام کی خبر پر فرمایا۔ والحمدللہ علی ذالک

ہڈرز فیلڈ کے مشن کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔

ہڈرز فیلڈ کے مشن ہاؤس کی خرید کے سلسلہ میں یہ لکھنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔ جب اس عمارت کو دیکھنے خاکسار گیا تو اس وقت خاکسار کے ساتھ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب' ڈاکٹر حامد اللہ خاں صاحب' ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور ڈاکٹر قمرالدین امینی صاحب تھے۔ عمارت کے دیکھنے کے بعد باہمی مشورہ سے طے ہوا کہ ہر طرح موزوں ہے۔ ضروریات جماعت کیلئے اس وقت مکتفی ہے۔ قیمت پر بھی فیصلہ ہوا اور جماعت کے ان دوستوں کو عطیات کی تحریک کی۔ سب نے بڑھ چڑھ کر اس وقت وعدے کئے۔ ڈاکٹر قمرالدین صاحب نے غالباً پانچ ہزار پاؤنڈ کے لگ بھگ وعدہ کیا۔ یہ سن کر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو ان کے دوست بھی ہیں کہنے لگے اس نے تو اپنے آپ کو..... کر لیا ہے۔ ابھی کام شروع کیا ہے۔ کار بھی اس کے پاس نہیں۔ گھر میں کارپٹ بھی نہیں۔ کلینک کی کوئی خاص صورت نہیں۔ بہرحال علاقہ کے احباب اور مقامی جماعت نے بھی حصہ لیا اور خرید کا فیصلہ کر کے لندن واپسی ہوئی۔ سارا راستہ فکر مندی اور دعا میں گزارا ڈاکٹر قمرالدین صاحب کی حالت اور وعدہ کی کیفیت کی وجہ سے۔ کچھ عرصہ بعد خاکسار کو جب ہڈرز فیلڈ جانے کا موقع ملا۔ تو محترم ڈاکٹر قمرالدین صاحب امینی مجھے اپنے گھر لے گئے۔ غالباً کھانے کی دعوت بھی دی۔ گھر کو دیکھا۔ بڑا اچھا ہر لحاظ سے Furnish۔ کارپٹ بھی بچھا ہوا۔ کلینک بھی ماشاء اللہ اچھے انداز کا۔ ڈاکٹر امینی صاحب مجھے کہنے لگے۔ شیخ صاحب آئیں میری کار دیکھیں اور ہاتھ لگائیں۔ خاکسار نے کار پر ہاتھ رکھ کر الحمدللہ ثم الحمدللہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا جو ڈاکٹر صاحب پر وعدہ کے بعد ہوا شکر ادا کرتا ہوا دعا میں منہمک ہو گیا۔ اخلاص اور نیک نیت سے وعدہ

کیا تھا۔ اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ مسجد و مشن ہاؤس کی خرید کیلئے خاص قربانی کا
وعدہ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبول کیا اور بہت کچھ دیا۔ والحمدللہ۔
خاکسار کے قیام انگلستان میں جن جن دوستوں نے اخلاص سے مالی قربانی کی سب
برکتوں سے نوازے گئے۔ والحمدللہ

لندن میں گیسٹ ہاؤس کا قیام

ان مراکز اور مشن ہاؤسز کے قیام کے علاوہ خاکسار کو شدت سے اس بات کا
احساس تھا کہ لندن میں مختلف اوقات میں احباب، جماعتی عہدیدار، مرکزی کارکن
کچھ دنوں کیلئے آتے جاتے ہیں ان کی رہائش دوستوں کے مکانات اور گھروں میں
ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ ہر طرح خدمت و تواضع کرتے ہیں بایں ہمہ مکانات کے تنگ
ہونے اور فاصلوں کے باعث مہمانوں کو مسجد لندن اور مشن ہاؤس آنے میں
مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حسن اتفاق سے مسجد کی سامنے کی سڑک پر ایک مکان
کے سامنے For Sale کا بورڈ لگا ہوا دیکھا۔ خاکسار نے فوراً بطور گیسٹ ہاؤس
اس مکان کو خریدنے کا فیصلہ کیا۔ عزیز مکرم نثار احمد بٹ صاحب فنانشل سیکرٹری
سے کہا کہ مالک مکان سے بات چیت کریں اور معلوم کریں کہ کس قدر قیمت پر
فروخت کرنا چاہتا ہے۔ ضروری معلومات جو خرید کے سلسلہ میں ہیں ان سے مجھے
اطلاع دیں تا اس کی خرید کیلئے جلد کارروائی کی جا سکے۔ بالآخر ضروری معلومات
اور قیمت فروخت معلوم ہونے پر مکان خرید کر لیا گیا۔ خاکسار نے اس مکان کی
خرید کا ذکر حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب سے کیا کہ بطور گیسٹ ہاؤس یہ
مکان خریدا ہے۔ حضرت چوہدری صاحب بے حد خوش ہوئے اور مسرت کا اظہار
کرتے ہوئے فرمایا۔ "پانچ ہزار پونڈ میں بھی اس کے لئے دوں گا۔"

اس گیسٹ ہاؤس اور دیگر مراکز اور مشن ہاؤسز کی خرید کیلئے احباب، خواتین
اور بچوں نے عطیات دیئے اور جس انداز سے انہوں نے پیش کئے اس کا ذکر
کرنے کیلئے یہ نوٹ متحمل نہیں لیکن اتنا لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت
نے خاص احترام اور فراخ دلی سے مشن ہاؤسز اور گیسٹ ہاؤس کی خرید کے اقدام
کو سراہا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکزی عہدیداروں اور دیگر متعدد احباب اور
بزرگوں نے اپنے خطوط میں قدر دانی سے ان خدمات کا ذکر کیا۔ بالخصوص حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث فون پر ہر دوسرے تیسرے دن عاجز کی حوصلہ افزائی فرماتے اور
دعاؤں سے نوازتے۔

ایک مشن ہاؤس جو ایسٹ لندن میں خریدا گیا اس علاقہ کی جماعت کے صدر
مکرم مرزا مجیب احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس
کے افتتاح کی درخواست کی۔ میرے قیام لندن میں یہ مشن ہاؤس خریدا جا چکا تھا
لیکن اس کا افتتاح خاکسار کے امریکہ آنے کے بعد ہوا۔ حضور نے صدر صاحب
جماعت کی درخواست کو منظور فرمایا اور افتتاح کیلئے تشریف لانے کی انہیں اطلاع
دی اور خط میں یہ تحریر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ ماشاء اللہ
بڑے اخلاص اور جذبہ کے ساتھ جماعت کی بھرپور خدمت کی ہے۔
امریکہ میں بھی بہترین کامیابی نصیب فرمائے۔"

(خط مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء نمبر ۱۲۹۱۱)

آئندہ نسل کی تربیت

خاکسار کو قیام انگلستان میں آئندہ نسل کی تربیت کی خاص فکر رہی۔ اگرچہ ہفتہ وار کلاسز لندن جماعت کے زیر اہتمام جاری تھیں مگر یہ صرف لندن جماعت کے بچوں کے لئے تھیں خاکسار کو سارے انگلستان کے احمدی بچوں اور نئی نسل کا فکر دامن گیر تھا۔ خاکسار نے سارے ملک کے بچوں اور بچیوں کیلئے تربیتی کلاسز کا اہتمام کیا۔ ہر سال ایسٹر کی تعطیلات میں ایک ہفتہ بچیوں کیلئے مقرر کیا اور کرسمس کی تعطیلات میں ایک ہفتہ بچوں کیلئے مقرر کیا۔ ان کے لئے خاص پروگرام 'نصاب' نمازوں میں شمولیت اور چوبیس گھنٹوں میں ضروری امور کی انجام دہی کا نظام مقرر کیا اپنی خاص نگرانی میں۔ جماعت کے مبلغین اور بعض دوسرے احباب اور خواتین کو اساتذہ اور نگران کے طور پر مقرر کیا۔ کبھی کبھی خاص بزرگوں کو بھی دعوت دیتا۔ ان کا تعارف کرواتا۔ ان سے درخواست کرتا کہ بچوں اور بچیوں کو اپنے تجربات اور زندگی کے خاص واقعات سے آگاہ کرنے کے علاوہ ضروری نصائح سے بھی نوازیں۔ ان بزرگوں میں سے خاص طور پر قابل ذکر حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحب ہیں کہ وہ بطور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور صاحب سطوت و عظمت ہونے کے آپ کے تعارف کے ساتھ ذکر حبیب کے موضوع پر بچوں اور بچیوں میں ہلکے پھلکے انداز میں تقریر کریں۔ اسی طرح ایک دفعہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے درخواست کی تھی کہ علم کی اہمیت اور برکات پر اپنے انداز میں بچوں اور بچیوں کی معلومات میں اضافہ کریں۔ ایک موقع پر محترم جنرل عبدالعلی صاحب لندن تشریف لائے تو انہیں بھی دعوت دی۔ انہوں

نے جماعت کے شاندار کارناموں سے آگاہ کیا۔ بچے اور بچیوں نے خوب حظ اور لطف اٹھایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے بچے کس طرح شاندار کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔

انگلستان کی اٹھارہ جماعتوں اور شہروں سے ۷۱ لڑکیاں اور ۱۰۵ لڑکے ان کلاسز میں شامل ہوئے۔ ان کی رہائش اور کھانے پینے کے اخراجات مشن نے برداشت کئے۔ نمازوں کی باقاعدگی کے ساتھ ساتھ دوسرے اوقات میں قرآن کریم ' دینی مسائل اور سوال و جواب کے مواقع دیئے جاتے رہے۔ کلاسز کے مقررہ ایام ختم ہونے پر باقاعدہ امتحان لیا جاتا رہا اور کامیاب ہونے والے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے خاص اہتمام سے خاص فنکشن کا قیام کیا جاتا رہا۔ انعامات اور سرٹیفکیٹ دیئے جاتے رہے۔ یہ بچے اور بچیاں جب اپنے گھروں کو واپس گئیں تو مختلف اوقات میں ان کے والدین کی طرف سے بہت دلچسپ آراء اور تبصرے موصول ہوئے۔ کسی نے کہا شیخ صاحب! آپ نے گھر گھر مبلغ بھیج دیئے ہیں۔ کسی نے کہا "جب ماں نے ذرا پردہ میں کوتاہی کی تو بچہ نے توجہ دلائی" کسی نے کہا "نماز میں کوتاہی کی تو بچی نے توجہ دلائی کہ اب نماز کا وقت ہے۔" بفضل خدا اس ساری کارکردگی اور خدمت کا جماعت انگلستان پر خاص اثر ہوا اور قدر کی نگاہ سے اس جدوجہد کو دیکھا گیا۔ جماعت کے احباب اور خواتین نے خاص تعاون کیا۔ خاکسار ذاتی طور پر بھی ان پروگراموں ' تعلیم و تدریس 'سوالات اور جوابات وغیرہ امور میں حصہ لیتا رہا اور خاص دلچسپی۔

اشاعت لٹریچر

اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے تبلیغی جدوجہد کی طرف بھی توجہ رہی۔

اس سلسلہ میں ایک خاص خدمت انجام دینے کی توفیق نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خاص تمنا اور ہدایت تھی کہ مغربی ممالک میں سیاح کثرت سے مختلف مقامات سے آتے ہیں۔ ہلکے پھلکے انداز کے پمفلٹ اور فولڈر شائع کئے جائیں اور سیاحوں میں بالخصوص تقسیم کئے جائیں اس طرح مختلف ملکوں میں اسلام اور احمدیت کا لٹریچر پہنچ جائے گا۔ اس ہدایت کی تعمیل میں سب سے پہلا پمفلٹ "احمدیت کیا ہے" (What is Ahmadiyyat) شائع کیا گیا۔ خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب سے درخواست کر کے ان سے انگریزی زبان میں پمفلٹ لکھوایا جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پہلا ایڈیشن بھی کثرت سے شائع ہوا۔ دوسرا فولڈر "اسلام کا پیغام" (Message of Islam) تیار کیا گیا۔ ہر دو فولڈر انگریزی زبان میں متعدد بار نہ صرف انگلستان میں شائع کئے جاتے رہے اور سیاحوں میں تقسیم ہوئے بلکہ مختلف ملکوں کے مبلغوں کو بھی حضور کی ہدایت پر بھجوائے گئے اور اب جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں ہر دو فولڈر دوسرے ملکوں کے علاوہ امریکہ میں بھی ان کی اشاعت ہوئی۔

فوری نوعیت کی اشاعت کے علاوہ خاکسار کے قیام انگلستان کے دوران مستقل نوعیت کے لٹریچر کی اشاعت کا بھی انتظام ہوا۔

"اسلامی اصول کی فلاسفی" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ مضمون ہے جس کے متعلق خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ یہ مضمون بالا رہے گا۔ اس تصنیف کا مضمون سب سے پہلے مذاہب عالم کی کانفرنس میں لاہور پڑھا گیا۔ اس مضمون کا انگریزی ترجمہ سب سے پہلے مکرم مولوی محمد علی صاحب نے کیا۔ چند سال پہلے ایک دوست نے جب غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ کچھ حصوں کا ترجمہ

نہیں ہوا اور کچھ اور بھی خامیاں انہوں نے نوٹ کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں اس دوست نے یہ اطلاع کی۔ اس پر حضور نے حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کو ارشاد فرمایا کہ از سرنو کتاب کا مکمل ترجمہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت چوہدری صاحب کو توفیق دی انہوں نے مکمل ترجمہ کیا اور خاکسار کی نگرانی میں یہ نیا ترجمہ پچاس ہزار کی تعداد میں شائع کروایا گیا۔ مختلف ملکوں کے احمدیہ مشنز کو کافی تعداد میں بھجوایا گیا۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اقتباسات کا انگریزی میں ترجمہ Essence of Islam کے عنوان سے دو جلدوں میں شائع ہوا۔ یہ کتب بھی امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھجوائی گئیں۔ یہ ترجمے بھی جن دنوں حضرت چوہدری صاحب ریٹائر ہو کر لندن میں مقیم تھے ان کی خاص جدوجہد کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منشاء مبارک کی تعمیل میں انہوں نے کئے۔ انگلستان کے جوبلی فنڈ سے ان کی اشاعت کے اخراجات ادا ہوئے۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تحریر فرمائی اس کا انہی دنوں انگریزی میں ترجمہ شائع ہوا کتابی صورت میں۔ اس تفسیر کا ترجمہ کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت چوہدری صاحب کو توفیق دی اور خاکسار نے اپنے قیام کے دوران اس کی طباعت کا فریضہ انجام دیا۔

"دعوت الامیر" مشہور و معروف تصنیف ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے افغانستان کے بادشاہ امیر امان اللہ خان کو پیش کی تھی۔ احمدیت کا تعارف، احمدیت کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کے بارہ میں علامات اس کتاب کا خصوصی مضمون ہے۔ اس کا بھی ترجمہ انگریزی میں شائع ہوا۔

"اسلام میں ارتداد کی سزا" کتابچہ انگریزی میں حضرت چوہدری صاحب سے

سواحیلی ترجمۃ القرآن کا تیسرا ایڈیشن Union پریس کا ڈائریکٹر خاکسار کو پہلی کاپی پیش کر رہا ہے

تیار کروایا گیا اور اس کی خاص طور اشاعت کی گئی۔ کتابچہ میں مدلل طور پر یہ ثابت کیا گیا کہ اسلام جبر کا مذہب نہیں اور ارتداد کی سزا قتل نہیں۔

انگریزی زبان میں قرآن مجید مع تفسیری نوٹس جسے ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے نے ایڈٹ کیا تھا اور مرتب کیا شائع کیا گیا۔

فرانسیسی زبان میں "قرآن مجید کا انٹروڈکشن" کی بھی انگلستان کے جوبلی فنڈ سے خاکسار کے قیام کے دوران اشاعت کی گئی۔

یہ سب کتب اور کتابچے کئی کئی ہزار میں طبع کروائے گئے۔ جب یہ کتابیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پہنچتیں تو بے حد خوشی کا اظہار فرماتے اور مختلف مجلسوں میں ان کا ذکر استحسان سے کرتے۔

مکرم فیض رسول صاحب جو بڑودہ (انڈیا) کے رہنے والے تھے اور ایک مدت سے انگلستان کے مشہور شہر برمنگھم میں رہتے تھے انہوں نے خاکسار کے دوران قیام میں ہی احمدیت قبول کی اور بیعت کر کے جماعت کے ایک معزز قابل رکن بنے۔ انہوں نے احمدیت قبول کرنے کی روئیداد بنام Commonsence about Ahmadiyyat لکھی۔ خاکسار نے ہی اس کتابچہ کو انگلستان میں شائع کیا۔ بے حد مقبول ہوئی۔ مختلف ممالک سے اس کی ضرورت اور مقبولیت کے خط آئے۔ خاکسار نے اور محترم چوہدری صاحب نے اس کتابچہ کی اشاعت سے پہلے الگ الگ پڑھا اور ختم کرنے کو دل نہ چاہتا تھا ایسی دلکش انداز میں انہوں نے یہ روئیداد لکھی۔ کئی سو کتب خود فیض رسول صاحب نے اپنے خرچ پر ہندوستان کے بڑے بڑے سکالرز، علماء اور مسلمانوں کو بھجوائیں۔ خاکسار سے تنزانیہ اور بعض دوسرے ممالک سے اس کا مطالبہ ہوتا رہا اس کی افادیت کے خاص ذکر کے ساتھ۔

بچوں کیلئے "اسلام کی پیاری باتیں" اور "پیارے رسول کی پیاری باتیں" انگریزی میں ان کے تراجم شائع کئے گئے۔ حضرت بلال ؓ کی سوانح زندگی پر ایک کتابچہ انگریزی میں تیار کیا گیا اور کئی ہزار کی تعداد میں اس کی طباعت ہوئی۔

ان کتب کے علاوہ خاکسار کی نگرانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کی تعمیل میں سواحیلی ترجمۃ القرآن کا تیسرا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع کرایا گیا۔ Union پریس سے شائع ہوا اور By Air تنزانیہ کے مشنری انچارج کے بار بار اصرار اور مطالبہ پر انہیں بھجوایا گیا۔ یہ سارا کام عاجز کی نگرانی میں ہوا۔ وللہ الحمد

ان کتب کی طباعت اور اشاعت کے علاوہ ہر ماہ باقاعدگی سے مسلم ہیرلڈ رسالہ انگریزی میں اور احمدیہ گزٹ انگریزی اور اردو میں شائع کئے جاتے رہے۔ رسالہ کی ایڈٹ اور گزٹ کی اشاعت کیلئے الگ الگ دوست مقرر تھے۔ مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نے رسالہ کی ایڈیٹری کے فرائض خاص خوبی سے انجام دیئے اور ماریشس کے بعض عزیزوں نے گزٹ کا کام سنبھالے رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ جب اپنی مجالس میں اس لٹریچر کے بارہ میں جب آپ کو اطلاع ملتی اور یہ کتب ملتیں تو خاص تعریفی انداز میں ذکر فرماتے بالعموم اسلام آباد (پاکستان) میں ان دنوں مکرم محمد شفیع اشرف صاحب مبلغ تھے خاکسار کو حضور کے ان جذبات سے مطلع کرتے اور تفصیل سے اپنے خطوں میں حضور کے سراہنے اور خوشنودی کے اظہار کا ذکر کرتے۔ ایک مرتبہ مکرم کمال یوسف صاحب مبلغ ناروے نے خاکسار کو مبارک باد دیتے ہوئے اپنے خط میں حضور خلیفۃ المسیح الثالث کے تعریفی کلمات اور تصریحات سے خاکسار کو آگاہ کر کے مسرور کیا۔

بین الاقوامی شہرت کے اخبارات سے رابطہ

انگلستان کے قیام کے دوران اس عاصی عاجز کو بین الاقوامی شہرت کے وقیع اخبارات جو لندن سے شائع ہوتے ہیں ان سے رابطہ رہا۔ ٹائمز آف لندن، گارڈین کے نامہ نگاروں کو مشن ہاؤس میں بلا کر ان کی تواضع کرتا رہا اور جماعتی کوائف اور حالات سے آگاہ کرتا رہا۔ ان دو اخباروں کے علاوہ اکانومسٹ سے بھی تعلق رہا۔ اس عرصہ میں جو خطوط اور احمدیت و اسلام کے متعلق تبصرے شائع ہوئے ان کا کسی قدر ذیل میں ذکر کر دیتا ہوں۔

سب سے پہلے ۱۹۸۳ء کے کسی روز گارڈین نے اپنے اداریہ میں لکھا جب کہ امریکن ایران میں یرغمالی بنائے گئے تھے کہ Islam is silent on this issue خاکسار نے فوری طور پر اس کے جواب میں گارڈین کو خط لکھا کہ اسلام اس مسئلہ پر خاموش نہیں قرآن کریم کی سورۃ انفال کی آیت نمبر ۶۸ کا ترجمہ

It does not behove a prophet that he should have captives until he engages in regular fighting in the land. You desire the goods of the world, while Allah desires for you the Hereafter. And Allah is Mighty, Wise (8 68)

لکھ کر وضاحت کے ساتھ خط میں لکھا کہ باقاعدہ اور سخت جنگ کی حالت میں قیدی پکڑے جائیں اور یرغمال کے طور پر ان کو قید و بند میں رکھا جائے نہ کہ عام امن کی حالت میں کسی کو قیدی بنایا جائے۔ صرف ایسے قیدیوں کو Hostage بنانے کی اسلام اجازت دیتا ہے جو جنگ میں پکڑے جائیں اور ان کے متعلق یہ بھی

حکم ہے کہ یا تو فدیہ لے کر یا احسان کے طور پر ان کو رہا کر دیا جائے۔ عام شہریوں کو، سفیروں کو، کسی ملک کے نمائندوں کو یرغمال بنانے کی اسلام ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ گارڈین نے یہ سارا خط خاکسار کا شائع کیا۔

اخبار اکانومسٹ نے جب خانہ کعبہ پر حملہ ہوا اس خبر کے ساتھ یہ بھی شائع کیا کہ ان حملہ آوروں میں احمدی بھی شامل تھے۔ خاکسار نے فوراً اس کے رد میں اکانومسٹ کو خط لکھا کہ جماعت کی شمولیت کی خبر بے بنیاد اور سراسر غلط ہے۔ جماعت احمدیہ خانہ کعبہ کی عزت و احترام کا عقیدہ رکھتی ہے۔ اکانومسٹ نے خاکسار کے اس خط کو ۱۵ دسمبر ۱۹۷۹ء کے ایشو میں شائع کیا۔ یہ خط جو شائع ہوا ذیل میں درج ہے۔

Sir-While commenting (November 24th) on the recent seizure of the Holy Mosque at Macca you named two organisations which people had guessed might be involved in the occupation. I fail to understand how you thought it proper to include the world-wide Ahmadiya movement in Islam in the guess.

I, as Imam of the London Mosque and as accredited representative of the Ahmadiya community in Great Britain, wish to repudiate categorically this baseless suspicion. It is true that the founder of the Ahmadiya movement, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, claimed to be the expected Mahdi and the promised Messiah. However, he enjoined upon his followers to obey the laws of their countries and to establish the excellence of Islam through preaching and

peaceful means. Kaaba is our "Qibla"- the direction of our prayers- and we believe its violation or the desecration of the Holy Mosque to be a most heinous and sacrilegious act. We totally repudiate any connection whatsoever with those who have been involved in this notorious incident.

London SW18 SHEIKH MUBARAK AHMAD

(The Economist December 15, 1979)

اس اقدام کے علاوہ خاکسار نے سعودی عرب کے بادشاہ خالد کو بھی اپنی جماعت کی بریت سے آگاہ کیا بلکہ حملہ آوروں کے خلاف احتجاج کے ساتھ خانہ کعبہ کی عزت و احترام کے عقیدہ کا بھی خاص طور پر ذکر کیا۔ بذریعہ تار جماعت کے اس موقف سے آگاہ کیا۔ تار کی نقل ذیل میں دے رہا ہوں۔

His Majesty King Khalid bin Abdul Aziz
Riyaz Saudi Arabia.
Assalamo Alaikum.

The horrific news of sacreligious attack by misguided fanatics on our most sacred and holiest shrine of Islam gave us all distressing shock stop special prayers were contineously offered and through Friday sermons members were kept informed of the situation stop. Alhamdo Lillah peace has now been restored for which Your Majesty and the entire Saudi authorities deserve praise and thanks. May Allah grant the custodians of the Holy Shrine strength, courage, fortitude and resolve to continue carrying out this sacred duty.

Shaikh Mubarak Ahmad
Ahmadiyya Muslim Mission London
16 Gressenhall Road, London S.W.18

خاکسار نے اس تار کے ذریعہ جو اقدام کیا اس کے جواب میں خالد بن عبدالعزیز نے بذریعہ تار خاکسار کو مطلع کیا۔

Z0047 ELB9173 ROC781 RYR848 848
GBLG CY SJRI 042
RIYADH 42/42 23 1300
ETAT
SHEIKH MUBARAK AHMAD AHMADIYYA MUSLIM MISSION C/O 16 GREESSENHALL ROAD LONDON W18 LONDON
12250
THANK YOU AND WE APPRECIATE YOU GOOD ISLAMIC FEELING PRAY ALLAH TO GRANT DIGNITY TO ISLAM AND MOSLEMES HOPING YOU CONTINUE PROGRESS AND SUCCESS
KHALID BIN ABDULAZIZ.

ٹائمز آف لندن نے ایک مسلم کانفرنس کی رپورٹ شائع کی جو کسی اسلامی ملک میں منعقد ہوئی۔ اس رپورٹ میں جہاد کی تصریح میں یہ بتایا کہ کانفرنس تلوار کا جہاد مراد نہیں لیتی۔ بلکہ حق و صداقت کیلئے علمی اور عقلی جدو جہد کو جہاد گردانتی ہے۔ اس رپورٹ کے پڑھتے ہی خاکسار نے ٹائمز کو خط لکھا کہ ایک سو سال قبل جماعت احمدیہ کے بانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جہاد کے متعلق وضاحت سے اس نظریہ کو پیش کیا تھا۔ خوشی ہوئی کہ ایک اہم مسلم کانفرنس نے جہاد کے اس مفہوم کو تسلیم کرتے ہوئے اب اس کی اشاعت بھی کی ہے۔ ٹائمز نے خاکسار کا یہ خط ۲۱ فروری ۱۹۸۱ء کو شائع کیا۔ جس پر کیمرج کالج آف کرائسٹ کے ایک پروفیسر

کا خط شائع ہوا کہ امام مسجد لندن شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے جہاد کے تعلق میں یہ وضاحت کی ہے۔

اخبار گارڈین میں زنا کی سزا کے متعلق عام مسلمانوں کے نظریہ کے پیش نظریہ شائع ہوا کہ اسلام زنا کی سزا سنگساری قرار دیتا ہے۔ ۱۶ فروری ۱۹۸۱ء کے ایشو میں گارڈین نے خاکسار کا مندرجہ ذیل خط شائع کیا جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ اسلام کے احکام اور حدود کی بنیاد قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم اس جرم کی سزا سنگساری کی بجائے کوڑوں کی دیتا ہے۔ گارڈین نے ذیل کا عنوان دے کر خاکسار کا اس بارہ میں خط شائع کیا۔

MISOLLONEY AT LARGE

Sir. Your correspondence report Feb 13 Pakistani leaders relying an Islam to emphasize his authority is leading to cerrection. Firstly the Holy Quran says that crime (Adultry) be witnessed by four and not two as mentioned by the reporter and there too who calumniates chaste women but brings not four witnesses be floged with eighty lashes. (24:5)

Secondly stoning to death is nowhere mentioned in the Quran for any crime what soever.

Sheikh Mubarak Ahmad
Imam of the London Mosque

اکانومسٹ اخبار نے ملیشیا یونیورسٹی کے deen of law کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ "زنا کی سزا سنگساری اور رجم ہے اسلامی شریعت کی رو سے" اس پر خاکسار نے قرآن کریم کی آیت کا حوالہ دے کر لکھا کہ اسلام اس جرم کی

سزا سنگساری قرار نہیں دیتا۔ مئی ۱۹۸۰ء میں خاکسار کا یہ خط شائع ہوا۔

ٹائمز آف لندن نے شراب کی تباہ کاریوں پر ایک رپورٹ شائع کی۔ یہ رپورٹ ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء کو شائع ہوئی۔ اس پر خاکسار نے ٹائمز کو خط لکھا کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دے کر انسانیت پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ مزید حرمت کی افادیت واضح کی۔ ۲۵ مارچ ۱۹۸۰ء کو ٹائمز نے خاکسار کا یہ خط جو ذیل میں درج کر رہا ہوں شائع کیا:۔

Symptoms of decline

From Sheikh Mubarak Ahmad

Sir, Every sensible person must be shocked at reading the item set out at page 5, coloumns 7 and 8, of your highly esteemed paper of Thursday, March 20, which discloses that alcoholism is now an epidemic and one adult in every 10 in England and Wales, about five million altogether, has a biochemical disorder, drinking regular amounts of alcohal. The details mentioned in illustration highlight the horror in striking terms.

May I be permitted to point out that the remedies suggested for the control of this grave threat to the moral and physical health and sanity of an increasing percentage of the population of this country are partial and half-hearted and are not likely to produce any worth while result. The real malady is the serious decline in moral and spiritual values which is observable not only in this country but all through the West. The effective remedy must also be of moral and

Hazrat Khalifatul Masih III (may Allah be pleased with him) leads Salat at Pedroabad Spain in 1980 on the occasion of the laying the foundation-stone of the Masjid. Basharat - the first mosque built 500 years after end of Muslim rule.

spiritual character and that can only be supplied by strong and sincere faith.

Unfortunately the prevalent faith in this country, Christianity, has utterly failed to check the serious decline in moral and spiritual values that I have mentioned and which is responsible for not only the spread of alcoholism but also of promiscuity in sexual relations and a host of other ills. As a contrast Islam presents a very different picture. The use of alcohol, for instance is strictly forbidden in the Holy Quran, which lays down: "O ye, who believe, liquor and gambling..... are but abominations and Satanic devices. So turn wholly away from them that you may prosper."(5:91)

That is why among the Muslims the drinking of alcohol is almost unknown and Muslim society, has been spared the horrors to which attention is drawn in the item at page 5 of the issue of The Times of March 20.

Yours faithfully,
Mubarak Ahmad
Imam, London Mosque
16 Gressen hall Road
Putney, SW18.
March 22

☆......☆......☆

مسجد بشارت سپین

مسجد بشارت سپین کی تعمیر کی تکمیل کے سلسلہ میں اس عاجز کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی ہدایات کی تعمیل میں کئی ضروری امور سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ اخراجات خاکسار لندن سے حضور کی اجازت سے بھجواتا۔ حضور نے اپنے دورہ کے دوران سپین کی اس زمین کو ملاحظہ فرمایا اور مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اس موقع پر کثرت سے مقامی باشندے بھی مدعو تھے اور جماعت کے احباب اور کئی مبلغین۔ حضور نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد نماز بھی وہاں ادا کی جس میں احباب جماعت اور خاکسار نے بھی شرکت کی۔ سامنے دیا گیا فوٹو اس قطعہ کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔

گارڈین اخبار کے نمائندہ کو خاکسار نے مشن ہاؤس میں کھانے پر بلایا۔ مسجد کے تعلق میں اسے جماعتی تفاصیل سے آگاہ کیا۔ اس نے تفصیلی انٹرویو لیا۔ اس کی بنیاد پر Mr. Jhon Rooper نے جو رپورٹ تیار کی گارڈین نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کے ایشو میں نصف صفحہ پر اسے شائع کیا۔ جماعت کی جدوجہد کا خاص ذکر کیا۔ گویا کہ کئی صدیوں بعد سپین میں انقلاب آگیا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے گارڈین کی اس رپورٹ کو پڑھا تو فرمانے لگے کہ یوں لگتا ہے جیسے کسی احمدی نے یہ ساری رپورٹ لکھی ہے۔ جس دن مسجد کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے افتتاح فرمایا اسی دن لندن کے اس وقیع اور بین الاقوامی شہرت کے اخبار نے رپورٹ

Islem's five hunderd year sigh for spain

کے عنوان سے خاص اہتمام سے شائع کی۔ اس طرح بفضل خدا اسلام اور احمدیت
کا خوب چرچا ہوا۔ اخبار کی رپورٹ یہ تھی:۔

Islam's five hundred year sigh for spain

JOHN HOOPER on the strange crusade to bring a mosque to Cordoba

The Forces of Spain's last Muslim kingdom surrendered on January 2, 1492. The Sultan rode away from his red fortress- palace, The Alhambra surrounded by his extravagantly dressed retinue. At an outcrop above the city he turned his horse, looked back at the magnificent city he was leaving for ever and the tears welled up in his eyes. To this day, that spot overlooking Granada is known as "El Ultimo Suspiro del Moro" - the Moor's last sigh.

Abu Abdullah's departure signalled the end of almost 800 years of Muslim rule in the south of the Iberian peninsula. At its height under the Ummayad Caliphs in the tenth century, al-Andalus was probably the most powerful and certainly the most advanced state in Europe. The Caliph controlled a standing army of one hundred thousand a huge navy and an administrative and judicial apparatus which was sophisticated enough to make provision for an ombudsman. With a half a million inhabitants. Cordoba the capital, was by for the biggest city in Europe and boasted such refinements as payed streets and a

regular postal service

Cordoba's scholars. notably her doctors- were renowned and it was through al-Andalus that Europe recovered the classical texts which had been preserved by the scholars of the Near and Middle East. Abu-Abdullah went to Fez where his descendants became beggars. His subjects stayed on- doomed to a grim cycle in which repression prompted rebellion which in turn provided the pretext for executions and banishments. By the beginning of the 17th century, only a half million Muslims remained. Then came the final, massive expulsion of 1609.

Islam left Spain reviled and degraded. It will be returning today with its head held high thanks to the efforts of a very persistent Indian and money collected largely in a leafy London suburb. The story begins in 1945 in the streets of Qadian, a town in what was then British India. Qadian was at that time the headquarters of the Ahmadiyya Movement founded towards the end of the last century by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad who claimed to be the Messiah prophesied by Mohammed. The outstanding characteristic of the Movement has been its missionary zeal. In less than a century it has won some ten million converts in Asia and Africa and established missions through out Europe and America.

On that day in 1945 a dejected young devotee

was wandering back from the mosque. The then leader of the Movement had summoned a number of imams, or ministers to tell them that they had been selected for missionary work and inform them of their destinations. Karam Ilahi Zafar had expected to be among them but he had not been called.

By chance, he bumped into a group of imams on their way back from the meeting and instead of offering him consolation they offered their congratulations. A mistake had been made and in his absence, he had been appointed sole missionary in Spain.

Only a very devout person could have been overjoyed- as he was- by the news. Spain had only recently survived the threat of an Allied invasion and was soon to be subjected to a UN boycott that would bring the nation to the verge of famine. General Franco, desperate for legitimacy and anxious to divert attention from the havoc he had wrought on Spain, depicted his uprising and the war that had followed it as a Crusade. It was hardly fertile terrain for a Muslim.

But Mr Ilahi Zafar's earliest difficulties were not created by the Spaniards. The Partition of the subcontinenet caused immense problems for the Ahmadiyya Movement which was forced to transfer its headquarters to Rabwah in the newly created Muslim state of Pakistan.

Mr. Ilahi Zafar was told that there was no money left for his mission and that he should withdraw to London. He sent back a message saying that if the movement colud not support him, he would support himself. He went to London for six months and there learnt the art of perfumery working for a time in a shop in Croydon.

He returned to Spain and by 1948 he had made enough money to finance the publication of an Ahmadi text in Spanish. It was banned, but then freed for sale by the intervention of a priest in the parish in which Mr. Ilahi Zafar was living. Encourged by his success, he printed a more overtly evangelical work- The Philosophy and Teachings of Islam. This time, the Curch hierarchy protested and the book was not merely banned but confiscated. After much lobbying he secured the return of 5000 copies and promptly sent them to London along with the names and addresses of Spaniards he thought might be interested in receiving a copy through the post.

Not surprisingly the persistent missionary was constantly under threat of deportation and he went about his business distributing what a fellow imam called "spiritual perfume to go with the material perfum." Once at his wits end, he sent a copy of one of his tracts to Franco. The "Caudillo" who had served in North Africa, wrote back

saying: "I enjoyed the book thoroughly and I thank you from the bottom of my heart for it." The next time the police turned up. Mr Ilahi Zafar showed them the letter and they went away. It was not until 1965 that he won permission to distribute legally the Philosophy and Teachings of Islam.

But the Government's policy remained one of strictly controlling any form of worshp but Roman Catholicism. Even Protestant Christians, were forbidden to advertise their services. It is only since General Franco's death that the law has been eased.

Mr Ilahi Zafar's main task since then has been to provide a mosque for the faithful whom he intends to recruit. He originally contemplated buying back one of many mosques converted into churches during the late Middle Ages, but he was turned down flat. He then fastened on the idea of building a new place of worship.

And about that time, the head of the Ahmadiyya Movement set up a fund for the building of mosques and the publication of texts in honour of the sect's centenary in 1989. It was decided that the funding of the Spanish mosque would be the special responsibility of the ten thousand Ahmadi muslims in Britain whos headquarters are at the London Mosque in Southfields. so far, they have contributed almost 200,000 pound.

The new mosque which will be opened today is at Pedroabad, twenty miles from Cordoba in a prominent position overlooking the main road to Madrid.

But who will use it ? "That "as Sheikh Mubarak Ahmad, the Imam of the London mosque readily concedes "is the problem." some of the Moslem businessmen and tourists who visit Spain will undoubtedly make trips to see it But less than a hundred Christians have converted to Islam during the thirtysix years that Karam Ilahi Zafar has lived in Spain and very few live within travelling distance of Cordoba.

The holy men of the Ahmadiyya Movement are putting their faith entirely -as always- in the will of Allah: And, providing the spirit of liberalism which has accompanied the rebirth of democracy in Spain survives, their chances of attracting converts are certainly better there than they are else.where in Europe.

Among young Spaniards especially the eradication of Islam is seen as a cause for guilt rather than pride- a feeling reflected in the increasingly common description of Islam's former adherents in Spain not as Spanish Muslims, but as Mulsim Spaniards.

The Ahmadiyya Movement's emphasis on love and peace will also be attractive to a generation which has known quite enough of conflict. On this

کیفے رائل میں پر ہجوم کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شمولیت

point, one of the movement's earlier leaders was categorical "Spain is a country which witnessed the splendour of Islam. But the light manifested itself in the form of a war and as a result of a war it was extinguished. Now that light has been rekindled with the message of love and peace. Hence, it is everlasting will never go out and shall never be removed from there."

(The guardian, friday september 1982 Page13)

تاریخی پریس کانفرنس

اگست ۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث انگلستان کے دورہ پر تھے۔ لندن میں خاکسار کے ہاں از راہ کرم نوازی مشن ہاؤس میں مع اپنی بیگم اور صاجزادہ مرزا انس احمد صاحب مقیم تھے۔ حضور نے اس دورہ میں بہت سے ضروری امور انجام دیئے۔ اس عرصہ میں خاکسار نے لندن کے کیفے رائل میں پریس کانفرنس کا انتظام کیا۔ بہت فکر مندی اور اہتمام سے ملکی اور غیر ملکی اخبارات کے نمائندوں اور نیوز ایجنسیوں کے ساٹھ نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی تھی۔ حضور بار بار کسر صلیب کانفرنس کے تسلی بخش نہ ہونے کے باعث متفکر تھے کہ یہ بھی کہیں غیر تسلی بخش اور ناکامیاب نہ ہو۔ نمائندے اخبارات کے کم یا نہ ہی آئیں۔ حضور کی اس فکر مندی کے اظہار سے خاکسار بھی متفکر تھا اور پریشان۔ لیکن ہر بار حضور سے عرض کرتا دعا کریں خدا کرے ہر طرح کامیاب اور حضور کو پوری تسلی اور اطمینان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے غیر معمولی طور پر نمائندے بڑی کثرت سے اس پریس کانفرنس میں ہماری دعوت پر شریک ہوئے ساٹھ سے زائد۔ کالم نویسوں نے بھی شرکت کی۔ مکرم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی نے خاکسار کو پر ہجوم کانفرنس کے سلسلہ میں بتایا کہ ایسی عظیم کانفرنس سربراہان مملکت کی ہوتی ہے۔ مکرم نسیم مہدی صاحب ان دنوں سوئٹزر لینڈ میں مبلغ تھے ان کی طرف سے ۲۲ ستمبر کا لکھا ہوا خط خاکسار کو ملا۔ جس میں انہوں نے لکھا:

"آنمحترم کی خدمت میں فون پر کامیاب پریس کانفرنس پر زبانی مبارک باد عرض کر دی تھی اب تحریری مبارکباد ایک خوشخبری کے

ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ آپ کی پریس کانفرنس کے نتیجہ میں جنیوا کے ایک نہایت مشہور فرینچ اخبار Tribune Degume نے بھی نہایت اعلیٰ مضمون حضور ایدہ اللہ کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔"

نسیم مہدی صاحب نے اصل مضمون بھی بھجوایا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ مڈل ایسٹ کے اخباروں میں بھی اس تاریخی پریس کانفرنس کی رپورٹ چھپی اور خوب چرچا ہوا۔ کوئی شبہ نہ رہا۔ یہ پریس کانفرنس ایک تاریخی نوعیت کی اور غیر معمولی کامیاب پریس کانفرنس اور اسلام کی خوب خوب اشاعت کا باعث ہوئی۔ اخبار گارڈین کے نمائندہ خصوصی نے جو شامل تھا Home News کے صفحہ پانچ پر پانچ کالم کی خبر مع فوٹو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث شائع کی۔ اصل تراشہ اخبار کا ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

HOME NEWSE

Words on the End of the world.

Martyn Halsall meets the leader of Muslim sect which claim 10,000 followers in Britain

CHRISTIAN and Muslim leaders seeking a basis for further talks could usefully have spent some time in a London hotel yesterday in the company of Mirza Nasir Ahmad.

He was talking about the Ahmadiyya, the Islamic sect which he leads. In the tradition of Mormons and Jehovah's Witnesses who send shivers down more orthodox ecclesiastical spines with claims

of final revelations and forecasts of the Apotalypse he spoke of his movement's supremacy and of the end of the World.

"We are not only piling up sophisticated weapons of destruction but problems we are not able to solve, and the number of such problems is increasing" he said. "I foresee a time when you see the problems but cannot see the solutions to them and that is my time, and Islam's time."

The sect was founded 92 years ago and has never been far from controversy. Much of this surrounds its claim to exclusivity. The movement claims the privileged seventy - third position in the 73 sects of Islam; that of the true defender of the faith at any one time.

But the Ahmadiyya movement goes further than this, claiming its special relationship to the faith is guaranteed until the end of the world, in between 1,000 and 1,100 years time. It has been foretold the sect claims, that the chosen sect in the present 14th century "will remain the seventy-third until Doomsday."

As the chosen sect the 10 million Ahmadiyya members claim direct contact with Allah. "Even the small children hear the voice of Allah. All other sects have

declared that no Muslim can hear the voice of Allah," said Mirza Nasir Ahmad. His sect takes this as evidence that the rest of the 800 million Muslims are not rejoicing in the promises from the Holy Koran to the "righteous ones."

With its policy of peace and tolerance to all men, the Ahmadiyya would never say others were non-Muslim. although it says its opponents have shown no such restraints. Officials produce copies of the movement's daily newspaper, published from its stronghold of Pakistan, to illustrate government censorship. The movement claims to have suffered persecution from both Christians and Muslims.

This is now said to be declining in certain countries and in Britain, where the movement claims 10,000 followers. Six more centres are being developed from the mospue and headquarters in Southfields, London.

Among the sect's fundamental beliefs are that man is created to develop a personal relationship with his creator and to maximise his potential. This is endorsed not only through the spiritual discipline which takes worshippers to their prayers

five times a day but through concern for health and social welfare, expressed through the sect's educational and health programmes.

The sect's policy of universal cooperation enables it to be philosophical about international tensions involving the Muslim faith.

During his present European, African, and American tour, the 71 year old Oxford educated leader will encourage faith and goodwill among what he claims is a growing number of followers. He said: "My motto is:'Love for all hatred for none. We don't hate even our enemies."

جب حضور اس کانفرنس سے واپس گھر تشریف لائے تو از راہ مہربانی میری اہلیہ سے حضور نے دریافت فرمایا کہ شیخ صاحب کا اس کانفرنس کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ حضور سے اس نے عرض کیا وہ تو آتے ہی سجدہ ریز ہو گئے اور کہا غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئی اور حضور نے بہت عمدگی سے نامہ نگاروں کے سوالوں کا جواب دیا اور مطمئن کیا۔ اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے سلسلہ میں مکرم مبارک احمد صاحب ساقی اور محترم منیرالدین شمس صاحب جوان دنوں خاکسار کے رفیق کار تھے بہت امداد کی۔ بعد میں کھانے کا بھی انتظام تھا حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب بھی حضور کی معیت میں شامل تھے۔ خاکسار نے ابتدائی کارروائی تلاوت قرآن سے کروائی اور نمائندگان و نامہ نگاروں سے درخواست کی کہ حضور ایک عالمگیر جماعت کے مذہبی امام ہیں۔ آپ سب کو دعوت ہے بڑی

خوشی سے حضور سے سوالات کریں وہ آپ کو جواب دیں گے۔

مکرم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی مدیر الفضل بھی شریک تھے انہوں نے تفصیلی رپورٹ "دورہ مغرب" نامی تصنیف میں تفصیل سے اس پریس کانفرنس کی رپورٹ کو شائع کیا۔

ٹائمزلندن نے The Pope and Islam کے موضوع پر یکم مارچ کے اخبار میں ایک ایڈوٹوریل لکھا۔ اس ایڈوٹوریل کو پڑھ کر خاکسار نے ایڈیٹر ٹائمز کو خط لکھا۔ ٹائمز ۹ مارچ ۱۹۸۲ء کے ایشو میں خاکسار کا یہ خط شائع ہوا۔ ذیل میں یہ خط من وعن درج کر رہا ہوں۔

THE TIMES TUESDAY
MARCH 9, 1982

The Pope and Islam

From Shaikh Mubarak Ahmad

Sir, Your editorial "The Pope and Islam" (March 1) should be well received in the Muslim world. You rightly pointed out that their is no papacy in Islam. No Muslim religious leader, no matter how highly he may be acclaimed by his followers, can have the pretence of infallibility nor can he alter any doctrine of "Sharia" the Law. Even Prophet Muhammad, on whom be peace, was subject to the dictates of the Holy Quran. Moreover Islam does not impose any intermediary between man and God. However, despite these fundamental differences there is no reason why a meaningful dialogue should not be established between papal

authority or Anglican hierarchy and the Muslims. In the Holy Quran the non-Muslims are invited for joint efforts on matters of unanimity; as it is stated:

"O People of the Book! come to a word equal between us and you that we worship none but Allah, and that we associate no partner with Him and that some of us take not others for Lords beside Allah." 3:65

Holy Prophet Muhammad, on whom be peace, after his flight from Mecca invited the Jews and Christians of Medina for a pact for the safety of the town. Similarly, the present head of the world-wide Ahmadiyya movement of Islam, on the occasion of a historic conference in London in 1978, called the Christian hierarchy, the Catholic and the Anglican for a serious dialogue and joint efforts to combat the godless forces of materialism and communism.

I can assure you that the doors of our mosque are wide open for the Pope should he decide to visit and speak to the Muslim community on his forthcoming visit to this country.

اسلام میں پاپائیت کا تصور نہیں بلکہ شریعت اسلام اور قرآن مجید کے احکام اور ہدایات کی تلقین ہے۔ جو الٰہی قانون ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ اعلیٰ تعلیم کے بارہ میں عیسائیوں سے باہمی گفتگو کیلئے ان کو دعوت عام دی گئی اور پوپ کو بھی۔

ایک اہم واقعہ اور اسلامی حل

اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے عاجز کی انگلستان کے قیام میں یہ کوشش رہی کہ اہل ملک کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کیا جائے اور ملکی مشکلات میں اسلام کے پیش کردہ حل سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ امریکہ کی روانگی سے کچھ ہی عرصہ قبل حکومت برطانیہ کے ایک وزیر جو بہت معروف اور قدامت پسند پارٹی کے خاص ممبر تھے جن کی مساعی اور جدوجہد سے یہ پارٹی انتخاب میں کامیاب ہوئی اور برسراقتدار آئی، مسٹر پرکنسن تھے۔ ان کے تعلقات اپنی سیکرٹری سے بہت گہرے ہو گئے تھے اور اس سے شادی کرنے پر تیار ہو گئے لیکن ملکی قوانین اور عیسائیت کا کلچر اور ماحول ان کے لئے روک تھا کہ وہ دوسری شادی کریں۔ ان کے اس سکینڈل پر ہنگامہ ہوا اور حکومت کی پریشانی کا باعث بنا۔ میڈیا نے بھی خوب اچھالا بلکہ لعن طعن بھی کی۔ خاکسار نے اس موقع پر پارلیمنٹ کے ۶۵۰ ممبروں کے نام خط لکھا۔ خط کے مضمون کے بارہ میں بعض اپنے قریبی سرکردہ احباب سے مشورہ بھی کیا جنہوں نے پرزور خاکسار کی تائید کی۔ اس خط میں جسے خاکسار یہاں درج کر رہا ہے وضاحت سے لکھا۔ آپ لوگ اپنے ماحول میں دوسری عورتوں سے پرائیویٹ طور پر تعلقات رکھتے ہیں اور ان سے ان تعلقات کو قائم رکھنے میں کوئی روک نہیں سمجھتے تو دوسری شادی ایک احسن انداز میں کرنے کو کیوں معیوب سمجھتے ہیں۔ اس انداز سے اگر دوسری شادی کریں تو ملک بداخلاقی سے بچ جائے گا اور کئی قسم کی پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔ اس وقت حکومت کو جن حالات اور مشکلات کا سامنا ہے ان سے رہائی ہو جائے گی۔ دوسری شادی کی اجازت دینے کے بارہ میں حکومت غور کرے۔ آخر حکومت نے طلاق دینے کے بارہ میں قانونی

طور پر اجازت دے دی ہے۔ اسلام کے بتائے ہوئے طریق کار کو اختیار کر کے اخلاقی اصلاح کے علاوہ ماحول میں ایک قسم کی امن و سلامتی قائم ہو جائے گی۔ اس خط کا ممبروں کے پاس پہنچنا تھا کہ ان کی طرف سے شدید رد عمل ہوا کہ یہ عیسائیت کے خلاف ہے کہ دوسری شادی کی اجازت دی جائے۔ حتی کہ خاکسار کو BBC کے ایک پروگرام میں ایک رات بلایا گیا۔ خاکسار سے اس بارہ میں سوالات کئے گئے۔ ان کے جواب دے کر ان کی حماقت واضح کی اور اسلام کی تعلیم جو موجودہ معاشرتی ضرورتوں کو نہ صرف پورا کرتی اور اخلاقی حالت کو بہتر بناتی ہے اور جن مشکلات کا حکومت اور معاشرہ کو سامنا ہے ان سے نجات مل سکتی ہے پیش کی۔

جماعت احمدیہ لندن کے رسالہ مسلم ہیرلڈ نومبر ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں حسب ذیل نوٹ کے ساتھ یہ خط The Parkinson Affair کے عنوان سے من و عن شائع ہوا۔ بعض دوستوں نے اسے Tape کیا اور پھر سے ساری گفتگو جو BBC میں پروگرام کے دوران ہوئی سنی اور مجھے لکھا کہ "آپ ان پر خوب حاوی رہے اور بہت مدلل رنگ میں ان کی باتوں کا جواب دیا۔"

The Parkinson Affair

The political turmoil and the embarrassment faced by the Conservative Party through the so-called 'Parkinson Affair' would not have existed had the marriage laws of the country been framed differently. To avoid any such future happenings, Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Imam of the London Mosque, addressed the following letter to all 650 members of the Parliament which is reproduced in the Muslim Herald in full. The letter is selfexplnatory as it

presents a natural and God- given solution to the problem.

Honourable Member,

I have been following with some concern the recent events surrounding Mr Cecil Parkinson. I am deeply saddened by the course these have taken and the distress that has been caused to those involved. It is unfortunate that the religious and social laws of this country have brought about the loss to the nation such talents as Mr Parkinson undoubtedly possesses.

Although this is a very delicate and sensitive matter,I feel compelled to point out a simple solution offered by Islam, in the hope that a similar situation may be prevented from arising in the future. This takes into account the needs and capacities of each individual and balances these against the order and stability of society in general. As I understand it, the current controversy has occurred because Mr Parkinson was placed in a position where he had to choose between his wife and his secretary. Such a situation need not have arisen if the laws of Islam had been in force.

According to the article in The Times (14th October), Miss Keays and Mr Parkinson would have preferred to marry legally, but were prevented by a combination of circumstances. In Islam there would have been no hindrance to such

a marriage and therefore no resulting distress to the families and friends of those concerned. Indeed the country would not have been divided over the issue and the government's reputation would have remained intact.

Islam provides for limited polygamy, where there is a need and where financial means permit. For example,a wife who is physically disabled, or cannot travel with her husband or who cannot bear children, would remain in the care and protection of her husband and would not be humiliated by her husband's abandoning or divorcing her.

It is interesting to note that only in comparatively recent times has this country freely adopted the laws whichwere expounded by Islam 1400 years ago. For instance, it was only in this century that women were recognised as having equal rights to men, and were permitted to own independently of their husbands. The grounds on which divorce may be granted have also recently been amended; previously it was necessary for many people to prove adultery in order to obtain a divorce, whereas now, that evil has been removed. Similarly, some people today find themselves placed in the position of being adulterous, whereas if the taking of a second wife were legal, this too could be avoided. Because the present law does not meet the needs of all people,

nor take into account human nature, many individuals are placed in a position of acting outside it. This step naturally leads to a lack of respect for the law itself and destroys the stability and happiness of families, just as in this case, it has destroyed the careers of Mr Parkinson and Miss Keays.

I suggest that from a commonsense and humanitarian viewpoint you take up this matter in parliament and introduce an amendment to the law, which will remedy the present defect, making provision for restricted polygamy on the lines which I have outlined, and which are already in operation in many parts of the world. In this way you may help to cleanse this society of the social and moral ills which afflict it.

I would, therefore, commend to you, this simple solution provided by God, the Wise, the All-Knowing, so that the happiness and interest of the country, families and individuals may be safeguarded, and in the future, such unfortunate developments as in the present circumstances need not occur.

Yours faithfully,
SHEIKH MUBARAK AHMAD,
Imam, London Mosque
OCTOBER/NOVEMBER 1983

لندن مسجد میں وفود کی آمد

اسلامی تعلیمات کے تعارف کا سلسلہ بفضل خدا جاری رہا۔ اس سلسلہ میں خاص خدمت کا بار بار موقع ملا۔ مسجد لندن دیکھنے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے سکولوں، کالجوں اور کلبوں کے وفود آتے رہے نہ صرف لندن شہر سے بلکہ انگلستان کے دوسرے شہروں سے بھی۔ قبل از وقت یہ وفود اپنی آمد کی اطلاع دیتے۔ وقت مقررہ پر باہر سے آنے والے بسوں اور کاروں پر اپنے اساتذہ اور پروفیسروں کے ساتھ بڑے شوق و ذوق سے آتے رہے۔ خواتین اور لڑکے، لڑکیاں، بڑے چھوٹے ہر قسم کی عمر کے افراد ان وفود میں شامل ہوتے۔ بعض دفعہ لندن سے باہر بھی خاکسار کو ان اداروں کی طرف سے دعوت آتی کہ اسلام کے بارہ میں انہیں متعارف کروں۔ اگر ان سب سکولوں، کالجوں اور اداروں کی فہرست دوں اور تفصیل بیان کروں تو چند صفحات کافی نہ ہونگے۔ نموناً چند ایک کا ذکر کر دیتا ہوں۔ ان وفود میں شامل ہونے والے بعض دفعہ سو سو، پچاس پچاس اور کم و بیش طلباء ہوتے۔ ان کے سوالات کے جواب میں اور تقریروں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات اور مسائل سے انہیں آگاہ کیا جاتا اور ان میں مناسب لٹریچر بھی تقسیم کیا جاتا۔ لندن سے باہر کے علاوہ Iles of White کے ۵۲ طلباء اپنے اساتذہ سمیت لندن مسجد دیکھنے آئے۔ جلنگھم کے سکول Richmand کے ایک بار یکصد طلباء میں ان کے اساتذہ کی موجودگی میں اسلام کے بارہ میں معلوماتی تقریر کی۔ لندن سے ٹیچر ٹریننگ کالج کے طلباء اور ان کے اساتذہ مسجد میں آئے۔ تقریر

کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک بار ڈنمارک کے ۱۷ طلباء مع اساتذہ سینٹر سکول کے مسجد لندن دیکھنے آئے۔ اسلامی ارکان اور تعلیمات کے بارہ میں انہوں نے سوالات کئے۔ اس دن جمعہ تھا۔ انہوں نے خواہش کی کہ اسلامی نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے وہ اس سے بھی واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جمعہ کی نماز میں وہ بھی شریک ہو گئے۔ خطبہ سنا جو مکمل طور پر انگریزی میں خاکسار نے دیا۔ خاکسار کے مد نظریہ طلباء رہے۔ تبلیغی انداز میں خطبہ کے مضمون سے انہیں اطلاع ہوئی۔ محترم حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب اس جمعہ کی نماز میں اور خطبہ کے دوران شریک تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر عاجز کو ملے اور تپاک سے اور پیار سے پورا خطبہ انگریزی میں دینے اور معقول انداز میں پیش کرنے پر مبارکباد دی۔ ایسے وفود کی تعداد جو چار ساڑھے چار سال میں مسجد لندن آتے رہے یا ان کے ہاں خاکسار کو جانا پڑا بلا مبالغہ کئی درجن ایسے وفود کی تعداد رہی۔ جنہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ ایسے وفود اور مجلسوں کے دو چار فوٹوز بھی دے رہا ہوں۔ خاکسار کے رفقاء کار ان دنوں محترم مبارک احمد صاحب ساقی اور مکرم منیرالدین شمس صاحب تھے۔ بعد تقریری گفتگو کے ان وفود کی خاطر و مدارت کی جاتی اور مناسب حال لٹریچر ان کو پیش کیا جاتا۔ میرے رفقاء کار خاکسار کی ان مجلسوں اور تقریبوں کے انتظامات میں بھرپور امداد کرتے رہے۔ ان وفود کے علاوہ ایک دفعہ Chemsford Rainford سکول کے ۲۵ طلباء مسجد فضل لندن دیکھنے آئے خاکسار نے چالیس منٹ اسلام کے بارہ میں ان طلباء اور ان کے اساتذہ کو ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ بعد میں طلباء کے سوالات کے جوابات دیئے۔

طلباء سے ملنے اور انہیں اسلام کی بابرکت تعلیم سے واقف کرنے کیلئے خاکسار

مختلف اداروں کے طلباء لندن مسجد فضل میں

انگلستان کے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو اسلام سے تعارف

انگلستان کے تعلیمی اداروں کے اساتذہ

باتھ سکینڈری سکول کا ایک ٹیچر شیخ مبارک احمد صاحب۔ امام احمدیہ مسلم مشن لندن سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔

؎ نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار   آرہاہے اسطرف احرار یورپ کا مزاج

ہر موقع سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ ایک موقع پر جماعت لندن کے ایک احمدی نوجوان عزیز ندیم ملک نے جو امپیریل کالج لندن کی اسلامک سوسائٹی کے ممبر تھے خاکسار کے ساتھ طلباء کی میٹنگ کا انتظام کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ ان طلباء کو اسلام و احمدیت سے آگاہ کیا جائے اور ضروری معلومات سے ان کو واقف کیا جائے۔ یہ میٹنگ کالج کے کمرہ میں ہوئی جسے نماز وغیرہ کیلئے طلباء کو الاٹ کیا گیا تھا۔ پون گھنٹہ تک یہ میٹنگ رہی۔ سوالات کا موقع طلباء کو دیا گیا۔ الحمد للہ جوابات سے مطمئن ہوئے۔

علاوہ ان وفود کے جو اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کیلئے آتے جماعت لندن کے زیر انتظام باقاعدگی سے ہر اتوار سنڈے کلاس منعقد کی جاتی تھی جس میں لندن کے بچے اور بچیاں شامل ہوتیں۔ والدین شوق و ذوق سے انہیں محمود ہال میں لاتے اور کلاس ختم ہونے پر لے جاتے۔ کئی سال سے یہ کلاس لگاتار جاری رہی۔ خاکسار بھی اپنے دور میں اس کلاس کو ہر طرح کامیاب کرنے میں مستعد رہا۔ کبھی بزرگوں کو بھی بلاتا اور وہ شریک ہو کر اپنی مفید نصائح سے مستفید کرتے۔ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب اس کلاس کے ذمہ وار تھے۔ ان کے علاوہ دیگر اساتذہ بھی قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کیلئے مقرر تھے۔

جھوٹی خبروں کی تردید

انگلستان میں بالعموم اور لندن میں بالخصوص جماعت کی ترقی اور نفوذ کیلئے خاکسار بطور امام مسجد لندن خاص جدوجہد میں مصروف تھا۔ مخالفین اور معاندین کی پاکستان سے آمد خصوصاً مولویوں کی آمد و رفت سے فتنہ انگیزوں سے اور مخالفانہ تقریروں اور کانفرنسوں سے لندن مخالفت کا ایک خاص مرکز بنا ہوا تھا۔ رسائل

انگلستان کے تعلیمی اداروں کے طلباء لندن مسجد میں

بھی معاندانہ طبع ہو رہے تھے جو اعتراضات سے بھرپور ہوتے۔ اخبارات میں بالخصوص اردو کے اخبارات جو پاکستانیوں کی زیر ادارت چھپ رہے تھے "جنگ" وغیرہ ان میں غلط اور جھوٹ سے پر خبریں شائع ہونی شروع ہوئیں۔ خاکسار کی مسلسل کوشش رہی کہ ان کا ازالہ کیا جائے اور دفاع۔

پاکستان کے نورانی صاحب جب کبھی افریقہ ' ماریشس وغیرہ کے دورہ سے لندن آتے تو بڑے شوق و اہتمام سے اپنے حواریوں کو لندن میں یہ خبر سناتے کہ افریقہ میں احمدیوں کے مشن کو قفل لگوا آیا ہوں۔ اتنے سو احمدیوں نے احمدیت کو خیرباد کہہ دیا ہے اور اب انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ایک دفعہ آٹھ سو کی تعداد کا ذکر کیا۔ جونہی یہ اخبارات ملتے ان کے جھوٹ کے ازالہ کیلئے ان اخبارات کو لکھا جاتا کہ یہ سب خبریں جھوٹ پر مبنی ہیں ان میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں۔ ایک دفعہ اخبار جنگ کے ذریعہ نورانی صاحب کو چیلنج کیا کہ وہ آٹھ سو نہیں صرف آٹھ آدمیوں کے نام ہی مع ان کے پتہ جات کے بتا دیں جنہوں نے ان کے ذریعہ احمدیت کو خیرباد کہا ہو۔ مگر نورانی صاحب کو اس چیلنج کا جواب دینے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ بریلویوں کے مخالفوں کی طرف سے برمنگھم سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے۔ انہوں نے نورانی صاحب کو للکارا کہ وہ احمدیوں کے اس چیلنج کا جواب دیں مگر ایک کا بھی نام نہ بتا سکے۔ بعض معترضین کے پمفلٹوں کا تفصیلی جواب بھی شائع کیا گیا اور یہ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔

اس سلسلہ میں مدیر روزنامہ جنگ کو ایک خط لکھا وہ یہاں درج کئے دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

London Mosque

1-3-83

محترم جناب مدیر صاحب روزنامہ جنگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مورخہ یکم مارچ ۱۹۸۳ء اخبار جنگ میں صفحہ آخر پر کالم آخر میں "مولانا نورانی صاحب کی کوششوں کی بدولت ۸ ہزار قادیانیوں کا قبول اسلام" کے عنوان سے خبر شائع ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ڈربن ' ساؤتھ افریقہ کے متعلق چند ہفتے ہوئے آپ کے موقر اخبار میں چار سو کے متعلق خبر شائع ہوئی تھی۔ اس وقت بھی آپ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ یہ خبر سرتاپا غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے اور اب چند ہفتوں میں چار صد سے آٹھ ہزار کی خبر بھی جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہے۔ اس سے قبل شائع کیا کہ ۸۰ فیصد احمدیوں کے مشن بند کروا دیئے ہیں۔ یہ بھی غلط۔

ہم مولانا نورانی صاحب اور ان کے مشیروں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں ذرہ بھر بھی دیانت ہے تو چار صد نہیں ' آٹھ ہزار نہیں ' صرف آٹھ آدمیوں کے نام ہی مع ان کے مکمل کوائف اور دستخطوں کے پیش کر دیں جنہوں نے احمدیت سے انکار کیا ہو اور اگر نہ پیش کر سکیں اور یقیناً نہ کر سکیں گے تو انہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید سے ڈرنا چاہئے۔ اگر مولانا نورانی صاحب کو اتنا ہی شوق ہے کہ وہ احمدیوں کے ارتداد کی جھوٹی خبروں کو شائع کر کے سستی شہرت حاصل کر لیں تو ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ انگلستان کے کسی شہر میں کھلے عام احمدیوں کی بھاری تعداد میں اور اپنے متبعین کی اکثریت کو شامل کر کے کسی مباہ

النزاع مسئلہ پر جو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ہیں مناظرہ اور بحث کر لیں اور ضروری شرائط طے کر لیں۔ اور یہ ایک ایسا طریق ہو گا کہ روز روز آپ کو جو جھوٹی خبریں شائع کرنے پر ہماری طرف سے لکھا جاتا ہے اس کی تصدیق یا تکذیب ہو سکے گی کہ مولانا نورانی صاحب کی مناظرہ میں کسی قدر مقبولیت ہے۔ اگر وہ اس بحث کیلئے تیار نہ ہوئے تو اپنے ان بیانات کی تکذیب کے وہ خود مصدق ہو جائیں گے۔

والسلام۔ شیخ مبارک احمد

امام مسجد لندن، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ

کچھ مزید خدمات لندن میں

انگلستان کے قیام کے عرصہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خاکسار کو دو تین ہفتوں کے لئے کینیڈا اور امریکہ برازیل اور اٹلی میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں چندہ کے حصول کیلئے بھجوایا۔ خاکسار نے دونوں ملکوں کی جماعتوں کا دورہ کیا اور احباب سے مل کر ہر دو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں خاص تحریک کی۔ بفضل خدا بیاسی ہزار ایک سو پینتیس ڈالر وصول ہوئے اور مرکز میں بھجوائے گئے۔ اس کامیاب دورہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ والحمدللہ

اس دور میں خاکسار کو اور بھی کئی خدمات کا انگلستان میں موقع ملتا رہا۔ مسجد فضل لندن اور مشن ہاؤس کے نام انکم ٹیکس کی ادائیگی کیلئے بار بار خطوط سرکاری محکمہ کی طرف سے آ رہے تھے۔ ان خطوط اور سرکاری یاددہانیوں سے خاکسار کو احساس ہوا کہ ہمارا مشن تو ایک مذہبی مشن ہے۔ دینی اغراض کیلئے یہ عمارات

ہیں۔ ہم سے تجارتی اور کاروباری طریق پر معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس احساس اور فکر مندی کے دوران جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ہمارا مشن اور مسجد رجسٹرڈ نہیں۔ ضروری قوانین اور ضابطے اور معلومات حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ مسجد لندن بطور عبادت گاہ رجسٹر کروائی جائے۔ ضروری کاغذات ٹاؤن کونسل سے منگوائے گئے۔ کونسل سے مشورہ کیا اور قواعد و ضوابط کے مطابق فارم پر کئے گئے۔ بطور امام مسجد و ٹرسٹی رجسٹریشن کی درخواست داخل کی گئی۔ چند ہفتوں کے بعد مسجد کی رجسٹریشن کونسل کی طرف سے منظور ہو کر آ گئی اور ضروری سرٹیفکیٹ کونسل نے جاری کر دیا۔ انکم ٹیکس سے اس طرح رہائی ہوئی اور فکر مندی بھی دور ہوئی۔

مزید کونسل نے اپنے کاغذات میں سیاحوں کے لئے قابل دید مقامات میں مسجد فضل کا بھی اندراج کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ زائرین کی آسانی کیلئے کونسل کے متعلقہ محکمہ سے مل کر فیصلہ کروایا کہ پانچ مختلف مقامات پر London Mosque کی تختیاں لگائی جائیں۔ ایک ساؤتھ فیلڈ سٹیشن کے باہر کی سڑک پر جو مسجد کی طرف آتی ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے اہم کونوں اور مقامات پر یہ تختیاں لگا دی گئیں تا مسجد کی طرف آتے ہوئے زائرین اور مسافروں کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ یہ نشان اردگرد کے ماحول میں مسجد کی شہرت کا باعث بھی بنے۔ کونسل نے خاص طور پر اس معاملہ میں امداد کی۔

برطانوی وزیر داخلہ کی لندن مسجد میں آمد

مزید ایک بہت ہی ضروری خدمت کا اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو موقع دیا کہ پاکستان اور دیگر ممالک سے جب مبلغین منگوائے جاتے تو امیگریشن کے قواعد اور سفارت خانوں کی طرف سے کئی قسم کی قواعد کی پابندیوں اور formalities کی وجہ سے کبھی ایک سال اور کبھی ایک سال سے زائد کا عرصہ VISA کے حصول میں لگ جاتا تھا۔ بعض اوقات اس سے بھی زائد اور بعض دفعہ انکار۔ اس دقت کو دور کرنے کیلئے اپنے علاقہ پٹنی کے ممبر پارلیمنٹ مسٹر ڈیوڈ میلر سے خاکسار نے تفصیل سے بات کی اور ضروری مشورہ اور مدد طلب کی۔ خاکسار کے ساتھ Mr. David کے خاص روابط اور تعلقات ہو گئے تھے۔ جب تفصیل سے ان کے سامنے اس مشکل کو رکھا تو انہوں نے سنجیدگی اور پورے خلوص سے ہر ممکن امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ ان کی خاص جدوجہد اور امداد سے حکومت کے محکمہ داخلہ سے درخواست کی گئی کہ احمدیہ مشن ۶۰ برس سے زائد عرصہ سے یہاں قائم ہے۔ اس مشن کا ماحول پر نیک اثر ہے۔ اس مشن کے متعلقین حکومت پر بوجھ نہیں۔ شرفاء اور مہذب تعلیم یافتہ دانش وروں کی جماعت ہے۔ کبھی بھی گذشتہ اس سارے لمبے عرصہ میں جماعت کے کسی فرد کے متعلق حکومت کو کسی قسم کے شکوہ کا موقع نہیں ملا۔ جماعت تعداد میں بڑھ گئی ہے اور دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہر قوم اور ہر رنگ و نسل کے لوگ اس جماعت میں شامل ہیں۔ ان کی دینی ' اخلاقی ' روحانی اور تہذیبی اقدار کیلئے مشن کو تعلیم یافتہ تجربہ کار مشنریوں کی ضرورت رہتی ہے مگر ان کے بلانے میں حکومتی قواعد اور ضابطوں کی وجہ سے کئی قسم کی مشکلات

پیش آتی ہیں اور سفارت خانوں سے ویزا کے حصول میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ بعض اوقات بروقت ویزا نہیں ملتا اور بعض دفعہ انکار بھی ہو جاتا ہے۔ Home Office نے ان معروضات پر غور و فکر کیا۔ فارن آفس سے بھی انہوں نے اس بارہ مشورہ کیا۔ اس جدوجہد کے نتیجہ میں ہمارے علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ کی کوشش سے وزیر داخلہ Mr. Timothi Reason نے کسی وقت مسجد اور مشن خود آکر ہمیں ملنے اور حالات مشاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حسب فیصلہ وزیر داخلہ مع ممبر پارلیمنٹ نے اپنے آنے کی ہمیں اطلاع دی۔ وقت سے آگاہ کیا۔ خاکسار نے خاص اہتمام سے ان کے استقبال اور تواضع کا انتظام کیا۔ حکومت برطانیہ کے کسی وزیر کی یہ پہلی مرتبہ visit تھی۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جو ان دنوں مشن ہاؤس کے ایک فلیٹ میں رہتے تھے وہ بھی استقبال میں شریک ہوئے۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو ان دنوں نوبل پرائز مل چکا تھا۔ اخبارات میں چرچا تھا۔ ان کو بھی خاکسار نے اپنے ساتھ استقبال اور تواضع میں شامل کیا۔ دونوں بزرگ خاکسار کے ساتھ وزیر موصوف کے ساتھ ضروری گفتگو میں شامل ہوئے۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب حسن اتفاق سے سونے کا تمغہ جو انہیں نوبل پرائز کے ساتھ ملا تھا وہ ساتھ لے آئے۔ وزیر موصوف اور دونوں بزرگ اور ممبر پارلیمنٹ خاکسار کے فلیٹ میں تشریف لے آئے۔ وزیر موصوف ان سب سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ خاکسار نے وزیر موصوف کا باوجود مصروف الاوقات ہونے کے مسجد میں تشریف لانے پر ان کا خاص شکریہ ادا کیا اور جو حکومت کو درخواست دی ہوئی تھی اس کے تعلق میں ضروری اور مختصر بات کی۔ بڑی توجہ سے انہوں نے خاکسار کی گذارشات کو سنا۔ اپنی معلومات کی بناء پر ہماری باتوں کی تصدیق کرتے رہے۔ اس اثناء میں محترم

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے باتیں کرنے لگے اور ان کے تمغہ کو اپنے ہاتھ میں جو بھاری بھرکم وزن کا تھا بار بار اوپر نیچے کرتے رہے اور مسرور ہوتے رہے۔ بالآخر وزیر موصوف نے فرمایا کہ وہ ہماری مشکل سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ وہ ایک خط اپنے سفارت خانہ کو لکھیں گے اور اس میں یہ تحریر کریں گے کہ حکومت کی طرف سے ایسے مشنری جن کا تقرر احمدیہ مشن کا مرکز کرے گا اور ان کا خط تصدیق کے طور پر پیش کرے گا اور لندن مشن جب بھی اس تصدیقی خط کی بناء پر کسی مشنری کی آمد کیلئے درخواست کرے گا تو سفارت خانہ مزید قواعد و ضوابط کو نظرانداز کر کے ویزا جاری کر دیا کرے۔ یہ خلاصہ ہے اس خط کے مضمون کا جس کے لکھنے کا انہوں نے ذکر کیا۔ بعد میں Home Office کی طرف سے وزیر موصوف کے دستخطوں سے جو خط سفارت خانہ کو بھجوایا گیا اس کی نقل ہمیں بھی بھجوا دی۔

مسجد اور مشن ہاؤس سے روانگی کے وقت وزیر موصوف خاص شکریہ کے اظہار کے بعد رخصت ہوئے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ جماعتی مساعی اور مشن اور مسجد کے معاملات کو دیکھ اور سن کر وزیر موصوف مطمئن ہوئے۔ والحمدللہ

خاکسار عاصی کی ان خدمات کا جماعت انگلستان کے مردوں اور عورتوں اور سب جماعتی تنظیموں نے پر جوش رنگ میں شکریہ ادا کیا اور اپنے خادم کو دعاؤں سے نوازا۔ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ نے ان خدمات کا اختصار سے ذکر کر کے خاص انداز میں اپنے منظوم کلام میں اس عاجز کو اپنے پیار اور احترام سے نوازتے ہوئے یاد کیا۔ اس منظوم کلام کا عنوان انہوں نے دیا۔ "حضرت ناصر نے ہم پر لطف و احساں کر دیا"۔ نظم یہ تھی:۔

حضرت ناصر نے ہم پر لطف و احساں کر دیا

حضرت ناصر نے ہم پر لطف و احساں کر دیا
اس مبارک شیخ کا لندن تقرر کر دیا

ہے محض ذرہ نوازی یہ امام وقت کی
شیخ صاحب کو امام مسجد مقرر کر دیا

شیخ صاحب ہو مبارک آپ کا آنا یہاں
مستعد ہو جائیں گے ہم، فضل رب نے کر دیا

ہر وقت ہے تجھ کو لگن، ہو خدمت دین ہدیٰ
تیری فطرت میں خدا نے جوش ایسا بھر دیا

تربیت کا فکر تجھ کو ہر گھڑی ہے برملا
دوستو آگے بڑھو اعلان تو نے کر دیا

نوجوانوں سے محبت اور بزرگوں سے پیار
سب کی الفت سے خدا نے آپ کا دل بھر دیا

جو ابھی کمزور ہیں مسجد سے بھی کچھ دور ہیں
سب ہیں ہیرے دین کے اعلان تو نے کر دیا

بس اسی للکار سے تیری طرف کھنچنے لگے
مٹ گئی دوری دلوں سے جوش ایماں بھر دیا

اب چلے آتے ہیں سننے کیلئے تیرا بیاں
سب ترے خطبات کو پر اثر ایسا کر دیا

خادموں نے جوش پایا آپ کی تقریر سے
جسم و جاں کو کمر بستہ دیں کی خاطر کر دیا

آپ کی کوشش سے مسجد میں وہ اب آنے لگے
قدرے جو کمزور تھے کچھ جوش ان میں بھر دیا

ہو رہے ہیں اجتماع خدام اور انصار کے
روح پھونکی آپ نے ان کو منظم کر دیا

ست تھے چندوں میں جو اپنے وہ آگے آ گئے
اگلا پچھلا سب حساب اپنا برابر کر دیا

ہو رہی ہیں اب نمازیں پانچ پانچوں وقت پر
اور تراویح کیلئے حافظ[1] مقرر کر دیا

دور نیروبی ہمیں پھر یاد اب آنے لگا
رنگ ہے اب تک وہی جو خوب ظاہر کر دیا

شب کو گر ڈھونڈیں تو آفس میں ہی پائیں شیخ کو
دین کی خدمت میں گویا رات دن اک کر دیا

تیری یہ پیرانہ سالی اور تیرا انہماک
آپ کی ہمت جواں نے سب کو پیچھے کر دیا

ہر کوئی تصویر بن جائے گا اب اسلام کی
لاریب کوشش نے تری ایمان تازہ کر دیا

کیا ہی اچھے ہیں معاون ساقی و شمس و انیس[2]
کمر بستہ ہو گئے سب جوش ایسا بھر دیا

سرپرستی آپ کو حاصل بزرگ دیں[3] کی
ان کی برکت سے خدا نے کام آساں کر دیا

اے خدا دائم رہے ہم پر خلیفہ کا وجود
مال و جاں قدموں میں ان کی نذر سارا کر دیا

ہے دعائے ناصرہ نصرت ملے اس کی مدام
جس خدائے مہرباں نے اپنا سایہ کر دیا

عاجزہ ناصرہ ندیم نائب صدر و سیکرٹری تعلیم و تربیت لجنہ اماء اللہ انگلستان

۱۔ اس رمضان میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا و ہالینڈ مسجد فضل لندن میں تراویح پڑھا رہے تھے۔

۲۔ ان سے مراد مکرم مبارک احمد صاحب ساقی، مکرم منیر الدین صاحب شمس اور مکرم انیس الرحمٰن بنگالی ہیں جو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے معاون مبلغ ہیں۔

۳۔ مکرم و محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب اطال اللہ بقاءہ

خاکسار کے قیام کے عرصہ میں کئی ایک انگلستان کے اصل باشندوں کو اسلام قبول کرنے اور جماعت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ ہاٹلے پول جو لندن سے کئی سو میل کے فاصلے پر واقع ہے خاکسار کو کئی دفعہ محترمہ بیگم ڈاکٹر حمید احمد خاں صاحب کی دعوت پر جانے کا موقع ملا۔ وہ بہت اہتمام سے خواتین اور مردوں کو بلاتیں اور تبلیغی مجلس منعقد ہوتی۔ کئی تبلیغی مجالس کے نتیجہ میں اور محترمہ بیگم موصوفہ کی خصوصی توجہ سے وہاں سب سے پہلے ایک خاتون مسز پام مسلمان ہوئیں۔ بیعت کی۔ باقاعدہ چندہ بھیجنے لگیں۔ کچھ مردوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اب بفضل خدا ایک جماعت مخلصین کی قائم ہو گئی ہے جو سب انگریز ہیں۔

اسی طرح برمنگھم کے ایک دوست نے بھی احمدیت قبول کی۔ ان کا نام اب مظفر ہے اور ہیرزے ایک انگریز دوست نے اسلام قبول کیا جن کا نام مسٹر رشید رکھا گیا اور بھی کئی دوستوں کو اسلام قبول کرنے اور جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت فرمائے۔ جب کبھی خاکسار کو U.K کے سالانہ جلسہ پر جانے کا موقع ملتا ہے تو بالخصوص یہ احباب بہت تپاک سے ملتے ہیں۔

جماعتی اغراض اور احباب اور نوجوانوں کی تربیت کے سلسلہ میں خاکسار کو انگلستان کے شہروں میں جانے کا موقع ملتا رہا۔ مشن ہاؤسز کی خرید کے سلسلہ میں بھی، احباب سے چندوں کے بارہ میں وصولی کی رفتار کو بڑھانے کی غرض سے بھی، تبلیغی مجالس اور اجتماعوں میں شمولیت کیلئے بھی۔ بفضل خدا خاکسار کا جماعت کے اکثر احباب اور نوجوانوں سے ذاتی تعلق پیدا ہو گیا۔ ان کی خوشیوں میں شامل ہوتا۔ ان کی پریشانیوں کے دور ہونے کیلئے دعا کرتا اور مستحقین کی بہتری کیلئے کوشاں رہتا اور امداد کرتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بیماری

لندن قیام کے دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بیماری کی جب اطلاع ملی تو محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب ماہر امراض قلب کی خصوصی سفارش پر لندن سے امراض قلب کے ماہر ڈاکٹر جیکسن کو حضور کے ضروری علاج کے لئے اسلام آباد (پاکستان) بھجوایا گیا۔ نیو یارک سے محترم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب بھی گئے۔ چند دن کے بعد جب ڈاکٹر جیکسن واپس آئے تو خاکسار نے انہیں لندن کے ہیتھرو ایئرپورٹ پر Receive کیا۔ ڈاکٹر موصوف نے حضور کی علالت کے بارے میں بتایا کہ Lionisingured۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی قضاء پوری ہوئی۔ حضور کی وفات کی اطلاع بعد میں موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات سے پہلے صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے فون پر عاجز کو یہ پیغام دیا "ابا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرے علاج کیلئے آپ نے اچھے اور ماہر ڈاکٹر کو بھجوایا۔" اور دعا سے نوازا۔

خلافت رابعہ کا انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے انتخاب کا وقت آ گیا۔ لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی علالت کی خبروں سے بے چینی تھی۔ دعائیں بھی ہو رہی تھیں لیکن

تقدیر الٰہی پوری ہوئی۔ حضرت چوہدری صاحب نے اور خاکسار نے فوراً لندن سے ربوہ جانے کا فیصلہ کیا۔ ہم دونوں الیکٹرول کالج کے ممبر تھے۔ خاکسار نے لندن کے بعض مخدوش حالات کی وجہ سے لندن ٹھہرنا ضروری سمجھا تا کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔ بعد میں الحمدللہ انتخاب کی خبر آ گئی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہو گئے ہیں۔ دلی اطمینان اور مسرت سے اس خبر کو سنا اور بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جماعت انگلستان کی بیعت اور کامل فرمانبرداری کی اطلاع بھجوائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی یہ تمنا تھی کہ مسجد بشارت سپین کا افتتاح خود خلیفہ وقت کرے۔ اس کے تعلق میں اور بعض دوسرے امور کے بارہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے عاجز کو فوری طور پر ربوہ بلایا۔ مکرم آفتاب احمد خاں صاحب کو بھی بلایا۔ لندن سے جاتے ہوئے مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب نے مجھے روانگی کے وقت کہا کہ جب آپ بیعت کرنے لگیں تو مجھے بھی شامل کر لیں۔ حضور نے خاکسار اور مکرم آفتاب احمد خاں صاحب کا انجمن کے گیسٹ ہاؤس میں قیام کا انتظام فرمایا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سپین کے بارہ میں ضروری معلومات اور رپورٹ پیش کی تو حضور نے مزید ہدایات افتتاح کے سلسلہ میں خاکسار کو دیں۔ اسی عرصہ میں حضور نے خاکسار کی بیعت بھی لی۔ خاکسار نے مرزا عطاء الرحمٰن صاحب کا بھی ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ ”میں تو تمہارے ذریعہ سارے انگلستان کے احمدیوں کی بیعت لے رہا ہوں۔“ الحمدللہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔

مسجد سپین کے افتتاح کے انتظامات

بعد میں ضروری ہدایات لے کر خاکسار انگلستان واپس آگیا۔ مسجد سپین کے افتتاح کے ضروری انتظامات شروع ہوئے اور بفضل خدا حضور انور نے خود تشریف لا کر مسجد کا شاندار انداز میں افتتاح فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دور خلافت بابرکت انداز میں شروع ہوا۔ آپ نے اس دورہ کے قیام میں بقیہ مشن ہاؤسز کا بھی افتتاح فرمایا۔ جلنگھم مشن ہاؤس کے افتتاح کے ساتھ حضور کو خاص Reception دیا گیا۔ جس میں جلنگھم اور چیتھنم کے میئرز شامل ہوئے اور دونوں شہروں کے انگریز معززین نے خاص طور پر شرکت کی۔ ہال ان معززین سے بھرا ہوا تھا۔ اتنا بڑا Reception جس میں انگریز معززین کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ ہر دو شہروں کی کونسلوں کے افسروں نے بھی شرکت کی۔ سب حضور کی عزت و احترام کے طور پر ہال میں بوقت ملاقات و مصافحہ کھڑے رہے۔ ان شہروں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک مذہبی راہنما کو اس عزت و احترام سے انہوں نے Receive کیا۔

اس دورہ کے اختتام پر حضور نے عاجز کو لکھا:

”بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنایا اور قوت عمل میں ترقی دی۔ امید ہے آپ پہلے سے بڑھ کر دعاؤں اور حکمت اور محنت سے جماعت کو ایک سے ایک بڑھ کر اپنے مقام تک لے جانے میں کوشاں رہیں گے۔ سارے قافلے والے آپ کے بے حد خلوص سے متاثر آئے ہیں اور آپ کو

The Borough News, Friday, February 26th, 1982.

انگلستان کے ڈپٹی پرائم منسٹر سے ملاقات

یاد رکھتے ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ اور ان کی ساری بہنیں ماشاء اللہ اخلاص کا عملی اعلیٰ مرقع ہیں۔ نہایت ہی عمدہ تربیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں۔ ان کے اخلاص کا اثر ان کی نسلوں پر گہرا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا خاندان ہی احمدیت کا عاشق اور فدائی ہے۔" (۲۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

یہاں یہ ذکر بھی کر دوں کہ جب حضور اپنے پہلے دورہ پر لندن خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد تشریف لائے تو اس فلیٹ (Flat) میں ہی آپ کا قیام ہوا جس میں ہم رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار کی اہلیہ اور عزیزہ بیٹی فریدہ سلمھا اللہ تعالیٰ نے حضور اور آپ کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادیوں کی ہر طرح خدمت و تواضع میں برکت محسوس کی۔ چنانچہ حضور نے اپنے خط مورخہ یکم جنوری ۱۹۸۴ء میں عاجز کو یاد فرمایا اور لکھا:۔

"عزیزہ فریدہ کیلئے تھوڑا سا سوہن حلوہ اور اس کی امی کیلئے اچار کی ایک بوتل بھجوا رہا ہوں۔ دونوں کو بہت بہت محبت بھرا سلام۔ انگلستان کے سب نمائندے جو جلسہ پر آئے آپ کی یاد دلاتے گئے۔ بعض تو بڑی گہری محبت آپ سے رکھتے ہیں اور آپ کا نیک اثر مدتوں ان کے دل پر ثبت رہے گا۔ بڑے گہرے پیار سے آپ کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔ آج سال کا پہلا دن ہے۔"

پھر اسی تاریخ کو ایک دوسرے خط میں لکھا:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت سے رکھے اور پہلے سے بڑھ کر خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر قدم پر آپ کی راہ نمائی

فرمائے اور اپنے فضل سے آپ کی کوششوں کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ انگلستان میں جن دوستوں نے آپ سے تعاون کیا ہے ان کے نام دعا کے لئے لکھ کر آپ نے اچھا کیا۔ ان کے احسان کا یہی ایک بہتر بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امریکہ میں بھی آپ کو سلطان نصیر عطا فرمائے اور اس کی تائید و نصرت آپ کو حاصل ہو۔"

خاکسار۔ مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

سوشل خدمت

انگلستان کے قیام میں سوشل کاموں کی طرف بھی توجہ رہی۔ بوڑھے اور سینئر شہری جو مستحق امداد تھے اور پٹنی کے علاقہ میں رہتے ہیں ان کی امداد کیلئے ہماری بیڈ منٹن کی احمدی نوجوانوں کی ٹیم کا کھیلوں میں مقابلہ ہوا۔ اس ذریعہ سے ۵۰۰ پونڈ کی رقم جو اکٹھی ہوئی وہ مستحق شہریوں کو وانڈر وتھ کونسل کے ذریعہ دی گئی۔ اس تقریب میں بطور امام مسجد لندن خاکسار نے شرکت کی اور خاکسار کے ساتھ بعض دوسرے احباب نے بھی۔ کونسل کے متعلقہ ارکان بھی شریک ہوئے۔ مقامی Borough کے اخبار نے اس تقریب کا تذکرہ ۵ فروری ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں فوٹو کے ساتھ کیا۔

ایک اور موقع پر پٹنی کے علاقہ کے نوجوانوں کے معاملات کے تعلق میں ڈپٹی پرائم منسٹر صاحب تشریف لائے ان کے ساتھ پٹنی کے ممبر پارلیمنٹ بھی تھے۔ خاکسار بھی مدعو تھا اور بھی کئی احباب اس تقریب میں مدعو تھے۔ نوجوانوں کی بہتری کے لئے ضروری اقدامات کا انتظام کیا گیا۔ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۸۲ء

Borough کے اخبار نے اس کی تفصیل فوٹو کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی:-

"The Deputy Prime Minister, Mr. William Whitelaw, came to Putney recently for an offthe-record meeting with representatives of those in the local community involved with young people.

Mr. Whitelaw came to find out the group's opinion about what action the Government should take in the wake of the Scarman Report about the relationship between young people and the police force in Inner City areas.

Among those present at the meeting were two local head teachers, two local clerics, and represntatives of the Asian community in Putney. Also taking part were David Mellor, MP, Councillor Christopher Chope, OBE, the leader of Wandsworth Council, and Councillor Karina Arden, the Chairman of the Wandsworth Council for Community Relations.

Pictured are Mr. M. Saqi, Mr. Whitelaw, Mr. Shaikh Mubarak, and David Mellor.

Bennett, 874 2879

(The Borough News, Friday, February 26th 1982)

لندن میں یوم التبلیغ

لندن کے قیام کے دوران مختلف اوقات میں یوم التبلیغ منظم طور پر منائے جاتے رہے۔ احباب جماعت دلچسپی سے ان دنوں گھروں سے نکل کر پہلے مسجد لندن میں جمع ہوتے۔ لٹریچر اور پمفلٹ لیتے اور دعا کے بعد مختلف پارکس میں مقررہ دن جو تبلیغ کیلئے مقرر کیا جاتا ان میں چلے جاتے اور زائرین میں سلسلہ کا یہ لٹریچر تقسیم کر کے سہ پہر کے بعد اور کبھی شام سے پہلے واپس مسجد آکر خاکسار کو رپورٹ کرتے۔ خاکسار بھی ان ایام میں احباب کے ساتھ جاکر تبلیغی فرائض انجام دینے کی توفیق پاتا۔ ایک دفعہ ہائیڈ پارک میں سیاحوں میں اسلام واحمدیت کے لٹریچر کی تقسیم کا پروگرام بنایا گیا۔ جس میں ذوق و شوق سے احباب جماعت شریک ہوئے۔ اس یوم التبلیغ کا نمونتاً فوٹو دیا جا رہا ہے جس میں احباب اشتہارات تقسیم کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

مشرقی لندن میں مشن ہاؤس کے قیام پر حضور کا خوشنودی کا اظہار

۲۱ نومبر ۱۹۸۳ء حضور نے عاجز کو ان الفاظ سے ممنون فرمایا:-

"بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیام انگلستان کے دوران ترقی کی بہت سی منازل طے کرنے کی اور بہت سے نئے سنگ میل رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آخری انعام جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مساعی جمیلہ کا عطا فرمایا وہ مشرقی لندن کے لئے مشن ہاؤس / مسجد کا

قیام ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء"

اب انگلستان سے امریکہ کیلئے روانگی کا وقت آپہنچا۔ اس عاجز کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے انگلستان سے امریکہ کیلئے تبدیلی فرمادی۔ جیسا کہ حضور کے اوپر کے خط سے ظاہر ہے۔ حضور نے دعا سے بھی نوازا کہ امریکہ میں عاجز کو "سلطان نصیر" نصیب رہیں۔ انگلستان سے امریکہ کیلئے روانگی پر محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ محترم برادرم محمد یامین صاحب ندیم کی اہلیہ نے خاکسار کی روانگی کے موقع پر چند اشعار کہے۔ ان کا ذکر قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ان اشعار میں دعا کے علاوہ خاکسار کی بعض خدمات کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔

یہ منظوم کلام محترم چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی طرف سے خاکسار کی روانگی برائے امریکہ کے موقع پر دعوت کے وقت پیش کیا گیا۔ اس دعوتی کارڈ کے الفاظ یہ تھے۔

To bid Farewell to
Maulana Shaikh Mubarak Ahmad
and Begum Mubarak Ahmad
Mr and Mrs. SHAHNAWAZ
Request the pleasure of the company of
....
for Dinner at 7:45 p.m. on
Saturday, the 19th March 1983.

Regrets Only
Tel. 01-949-3230
01-949-3144

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند دنوں کی بات ہے محمود ہال لندن میں مکرم چوہدری شاہنواز صاحب اور ان کی بیگم محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ نے محترم و مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امیرو مشنری انچارج برطانیہ کو جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم کی تعمیل میں امریکہ تبدیل ہو کر جارہے ہیں بہت بڑے پیمانہ پر ایک عشائیہ دیا جس میں حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

الوداعی ایڈریس میں مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب نے اپنی اور اپنی بیگم محترمہ کی طرف سے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے محترم شیخ صاحب کے کارہائے نمایاں کو سراہا جو کہ موصوف نے اپنے دور امارت میں یہاں سرانجام دیئے۔

اس تقریب کیلئے عاجزہ ناصرہ ندیم نے ایک نظم کہی جو کہ میرے بیٹے عزیزم ایوب احمد ندیم نے ترنم سے سنا کر تمام معزز مہمانوں کو محظوظ کیا۔

شیخ صاحب تھا مبارک آپ کا آنا یہاں
باعث برکت ہو یا رب آپ کا جانا وہاں

حضرت فضل عمر نے چن لیا تھا آپ کو
آپ نے بھی عہد پورے کر دیئے سب بیگماں

آپ کی پر جوش تقریریں سحر آرائیاں
معترف ہے ہر کوئی کہ آپ ہیں جادو بیاں

مالی تحریکیں ثمر لاتی ہیں تیرے ہاتھ سے
ہر مشن لوٹتے ہیں کامیاب و کامراں

آپ کی محنت سے یان کار نمایاں جو ہوئے
یاد ان سے آپ کی دائم رہے گی اب یہاں

جال اک پھیلا دیا مشنوں کا انگلستان میں
کر دیئے تعلیم و تربیت کے کیا چشمے رواں

اے خدا ان مسجدوں سے معرفت کی مے لٹے
تا ملے اس قوم کو آب حیات جاوداں

ان کے دل معمور ہوں واحد خدا کے نور سے
اہل مغرب کو ملے پیار و سکون و اطمیناں

اس طرح کسر صلیب ہوتی رہے رب کریم
تھا یہی آمد کا مقصد مہدی آخر زماں

آپ جیسے گر مجاہد قوم کو ملتے رہیں
پرچم اسلام اونچا ہی رہے گا بیگماں

کامیابی نے قدم چومے ہمیشہ آپ کے
رنگ لائے گی وہاں بھی آپ کی ہمت جواں

انشاء اللہ احمدیت چار سو پھیلے گی اب
خلیفہ رابع کی قوت عزم و ہمت سے یہاں

قافلہ ہے حق پرستوں کا رواں حق کے لئے
بن گئے ہیں حضرت طاہر امیر کارواں

کیسے پہنچے گا عدو اس قافلے کی گرد کو
جس پہ سایہ ہو خدائے ذوالجلال و مہرباں

ناصرہ کی یہ دعا ہے اے خدائے ذوالمنن
باعث برکت ہو ان کا خیر سے جانا وہاں

ناصرہ ندیم
سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ انگلستان

انگلستان سے روانگی پر لندن میں آخری جمعہ

مسجد فضل لندن میں بطور امام مسجد لندن آخری خطبہ تھا۔ احباب 'عزیز اور دوست اور جماعت کے افراد بڑی کثرت اور بھاری تعداد میں شامل ہوئے۔ ان کی یہ توقع تھی کہ امریکہ جانے سے پہلے انہیں رخصتی نصیحت کروں گا۔ خاکسار نے اپنے اس آخری خطبہ میں تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ لندن کی یہ مسجد جو پہلی مسجد ہے لندن کی۔ یہ مسجد بہت سی برکات کی حامل ہے۔ اس مسجد کی بنیاد جماعت کے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے رکھی۔ اس مسجد کی زمین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک مخلص صحابی حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے خریدی جو انگلستان کے لئے جماعت کی طرف سے سب سے پہلے مبلغ مقرر ہوئے۔ تین خلفاء کرام نے اس مسجد میں مختلف اوقات میں نمازیں ادا کیں۔ متعدد صحابہ اور تابعین نے ان بزرگ خلفاء کی اقتداء میں اس مسجد میں عبادت کے فریضہ کو انجام دیا۔ مختلف اوقات میں احباب یہاں آکر ذکر الٰہی سے اپنے قلوب اور نفوس کو منور کرتے رہے۔ نوافل ادا کئے۔ رمضان المبارک میں اعتکاف اور تراویح کی ادائیگی سے اس مسجد کو مزید تزئین بخشی۔ ان خصوصیات کی بناء پر یہ مسجد امن و سلامتی ' روحانیت اور آسمانی برکات سے معمور ایک جزیرہ ہے کفرستان کے سمندر میں۔ اس لئے اس مسجد کی قدر و عظمت کے مدنظر احباب جماعت سے یہاں سے رخصت ہونے پر تاکیدی درخواست کرتا ہوں کہ جب بھی دوست یہاں کسی کام سے آئیں یا اس کے قریب سے گزریں یا انہیں کوئی مشکل پیش آئے اور پریشانی کا سامنا ہو تو

اس مسجد میں آکر دو نفل ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ خدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ یہ دعا ان کی اللہ تعالیٰ کے حضور خاص قبولیت کا شرف پائے گی۔ انشاء اللہ وہ برکات سے نوازے جائیں گے۔

یہ تھی لندن سے رخصت ہوتے ہوئے احباب کو آخری نصیحت اور مختصر خطبہ۔

الوداعی دعوتیں اور انگلستان سے روانگی

انگلستان کی مختلف جماعتوں نے خاکسار کی روانگی برائے امریکہ کے موقع پر نہ صرف دعوتیں کیں بلکہ بڑے خلوص اور محبت و پیار سے ایڈریس بھی پیش کئے جن کا ذکر آئندہ صفحات میں کر رہا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ لندن کی جماعت نے بالخصوص خاکسار کو بڑے پیار و احترام سے الوداع کہا۔ لندن کے احمدیہ گزٹ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں خاکسار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد مبارک پر ساڑھے چار سال تک کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنے اور بفضلہ تعالیٰ جماعت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب ۲۶ نومبر کو امریکہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ امیر مبلغ انچارج ہونگے۔ روانگی سے قبل ساری جماعت نے انفرادی اور اجتماعی طور پر محترم شیخ صاحب اور آپ کے اہل خانہ کو متعدد مواقع پر مدعو کیا اور آپ سے محبت کا اظہار کیا۔ جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے اجتماعی طور پر ۱۹ نومبر کو محترم شیخ صاحب کے

اعزاز میں الوداعی تقریب منعقد کی گئی جس میں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن، میڈیکل ایسوسی ایشن، انجنیئر و آرکی ٹیکٹ ایسوسی ایشین اور مبلغین کرام، انگلستان کے نمائندگان اور نیشنل پریذیڈنٹ نے باری باری محترم شیخ صاحب کی غیر معمولی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں ایک خصوصی ڈنر کا بھی اہتمام کیا گیا۔ محترم شیخ صاحب کے نمایاں کاموں میں سے سب سے اہم نئے مشن ہاؤسز کا قیام ہے۔ چنانچہ گذشتہ ساڑھے چار سال کے قلیل عرصہ میں تین لاکھ پونڈ سے نئے مشن قائم کئے گئے۔ ساؤتھ ہال، جلنگھم، کرائڈن، آکسفورڈ، بریڈفورڈ، مانچسٹر، ہڈزرفیلڈ میں مشن قائم ہو چکے ہیں۔ ایسٹ لندن میں عمارت خریدنے کی کارروائی اپنے آخری مراحل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم شیخ صاحب آئندہ امریکہ میں بھی بیش از پیش خدمات دینیہ کی توفیق پائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی والی طویل عمر عطا فرمائے اور آپ کو اور آپ کی اہلیہ محترمہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔"

(ماہنامہ اخبار احمدیہ دسمبر ۱۹۸۳ء)

مزید احمدیہ بلیٹن کے انگریزی حصہ میں مندرجہ ذیل نوٹ خاکسار کے متعلق شائع ہوا خاکسار کے فوٹو کے ساتھ۔

FROM UK TO USA

Sheikh Mubarak Ahmad to leave

Maulana Sheikh Mubarak Ahmad arrived in the U.K. Four years ago to take charge of the

mission. He is now shortly due to leave for the U.S.A. Where he has been reassigned as the Amir.

When Sheikh Sahib arrived in this country four years age, his mission was to reorganise the Ahmadiyya Jama'at in this country and to uplift the community spiritually and morally according to the tenets of Islam.

Working directly under the orders of Hazrat Khalifatul Masih III, Sheikh Sahib immediately put into operation his plan to purchase Mission Centres for local Jama'ats. This scheme was formally launched in an inspiring Eid-ul-Adha Sermon in 1979.

He appealed to men, women and children to come forward and contribute generously for this noble objective. He strongly felt that without Mission Centres up and down the country, members of the Jama'at were like scattered sheep. Only by having a central meeting place could a sense of unity and purpose be achieved.

Initially there were many sceptics; many doubted whether funds could be raised for the purchase of all the Mission Centres Sheikh Sahib had declared were needed. Undeterred by this, Sheikh Sahib prayed continuously to Allah for success. Khalifatul Masih III also wrote to Sheikh Sahib and said that he was praying for the success of the scheme and that he should go ahead without fear.

Thus the scheme was launched and it immediately became apparent that not only was it a success but that it was a runaway success.

Men, women and children came forward in vast numbers offering large sums of money. People who had not been paying their chanda regularly nevertheless came forward to participate in the scheme. Everyone was ástonished and declared that a very strange phenomena was at work. It was, however, nothing other that the blessing of Allah.

Altogether nearly 300,000 has so far been either collected or promised, while nearly one dozen Mission Centres have been established all around the country, the latest being in Oxford, the purchase of which was concluded only recently.

TARBIYYATTI CLASSES

Sheikh Sahib also established Tarbiyyatti Classes for boys and girls (separately), which have been very successfully held annually during the Christmas and Easter school holidays respectively.

Sheikh Sahib had felt that it was important that children should be brought together in an Islamic atmosphere. Many parents had expressed the view tnat a great service had been done for their children by organising these classes, while the children were reluctant to return home at the

end of the classes.

ENJOYABLE TIME

Reflecting on his stay in the U. K. Sheikh Sahib said that the four years had been most enjoyable and had passed very quickly for him. He had been very busy with hardly any spare time for anything else except the mission work. He rarely went to bed before 11 pm, often working till very late attending to visitors, arranging meetings, etc.

U.K. JAMA'AT

When asked about the U.K Jama'at he commented that every member was a jewel. Some were brighter than others- you could immediately see their value, while others were not so clearly apparent- they required to be polished for their true glory to become visible. But they were nontheless jewels still to be valued.

His advice to the Community is to remain united and steadfast. So long as the relationship with the Khilafat is kept strong, the Community will go from strength to strength. The future of the U.K Jama'at is very bright if the golden ways and means prescribed in the Holy Quran and portrayed by the example of the Holy prophet (peace be on him) are followed.

OTHER ACHIEVEMENTS

During his stay in the U.K. Chanda collections have increased by over 300 %. Apart from this,

large sums have been raised for the mosques in Spain and Italy. In fact, Hazrat Khalifatul Masih IV personally instructed Sheikh Sahib to make all the necessary preparations for the opening ceremony for the Basharat Mosque in Spain, which by the grace of Allah went smoothly as planned.

Valuable contacts with the national and local media were established. Several letters were written to, and published, in the national press, notably, The Guardian and The Times. Sheikh Sahib was also instrumental for the press conferences which Hazrat Khalifatul Masih III gave in London in 1980, at which scores of journalists were present, and which resulted in extensive coverage in the press.

Sheikh Sahib had earlier primed John Rooper of the Guardian with reference to the opening of the Mosque in Spain, giving him all the background details. This resulted in the publication of a very favourable article on the very day of the Mosque's opening!

SUCCESS ATTRIBUTED TO PRAYERS

How could a 72-year-old man in poor health and without perfect command of English have achieved so much? Without hesitation, Sheikh Sahib says that all that had been achieved had been made possible only through the prayers of Hazrat Khalifatul Masih III and the sincere and

zealous cooperation of all the members of the U.K. Jama'at. Without prayers, nothing could have been attained.

He extended his sincere thanks to Hazrat Choudry Zafrulla Khan for his guidance, co-operation, and help. Whenever he had a problem, Ch. Sahib was always immediately available for consultation and guidance. He was a splendid example of devotion to the cause of Ahmadiyyat.

Sheikh Sahib also extends his sincere thanks to all his colleagues for their devotion and co-operation, and also to all the Office-bearers and Executive Members of the Jama'at for their loyalty and support.

NEXT STOP - U.S.A

Sheikh Sahib will soon be on his way to the United States to take charge of the Mission there. At present, it is not known for how long his stay will be over there, but he will also be accompanied by his family, whose support and help in carrying out his duties he gratefully acknowledges.

In the meantime, Jama'ats all over the country, as well as individuals, wishing to express their gratitude to their Amir of the past four years, have sought opportunities to do so. Invitations to attend dinners, with him as the guest of honour, have been numerous.

This humble, yet great servant of Islam

deserves our prayers for having entered our lives, kept our company, reprimanded us on occasions, loved us and joked with us. He has enriched our lives to a large extent and now he is about to leave us.

May Allah bestow His choicest blessings on Maulana Sheikh Mubarak Ahmad for all that he has done for the U.K. Jama'at; may He grant him good health and long life in the service of Islam and Ahmadiyyat and may He be ever pleased with this humble servant of His.

انگریزی میگزین کا ترجمہ

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی انگلستان سے امریکہ کو روانگی

چار سال قبل مولانا شیخ مبارک احمد صاحب انگلستان میں احمدیہ مشن کی سربراہی کے لئے تشریف لائے۔ اب وہ عنقریب ریاستہائے متحدہ امریکہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ جہاں ان کا تعین بحیثیت امیر جماعت امریکہ ہوا ہے۔

چار سال پہلے جب جناب شیخ صاحب اس ملک میں تشریف لائے تو ان کے پیش نظر یہ خصوصی مقاصد تھے کہ اس ملک میں جماعت احمدیہ کو از سر نو منظم کیا جائے اور افراد جماعت کی روحانی اور اخلاقی حالت کو اسلامی اقدار کے مطابق مزید ترقی دی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی ہدایات اور احکامات کی تعمیل میں

جناب شیخ صاحب نے مقامی جماعتوں کے لئے مراکز خریدنے کے منصوبے کو فوری طور پر عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا اور اس منصوبے کا باقاعدہ آغاز ۱۹۷۹ء میں عید الاضحیہ کی تقریب سعید پر ایک پرجوش خطبے کے ذریعہ فرمایا۔

شیخ صاحب نے تمام مردوں، خواتین اور بچوں سے اپیل کی کہ وہ اس نیک اور اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر میدان عمل میں کود پڑیں اور فراخدلی کے ساتھ بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں حصہ لیں۔ انہیں اس بات کا بڑی شدت سے احساس تھا کہ جب تک ملک کے طول و عرض میں جماعتی مراکز قائم نہ کر دیئے جائیں، اس وقت تک افراد جماعت محض منتشر بھیڑوں کی مانند ہیں۔ افراد میں احساس وحدت پیدا کرنے کے لئے اور اشتراک مقصد کے حصول کیلئے مرکزی مقامات کا ہونا ضروری ہے کہ جہاں جماعت کو یکجا ہونے میں سہولت حاصل ہو۔

ابتدا میں تو کئی معترض تھے اور شکوک و شبہات کا اظہار بھی کیا گیا کہ کیا اس قدر مراکز کے لئے کہ جن کی ضرورت کی جناب شیخ صاحب نے نشاندہی کی ہے چندہ جمع بھی ہو سکے گا یا کہ نہیں؟ لیکن جناب شیخ صاحب ان تمام اعتراضات، شکوک و شبہات سے بالکل بے نیاز ہو کر بارگاہ الٰہی میں تواتر کے ساتھ دعا میں مصروف رہے کہ اللہ تعالیٰ اس نیک مقصد کے حصول میں جماعت کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے بھی شیخ صاحب کو تحریراً مطلع

فرمایا کہ حضور اس تحریک کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں اور شیخ صاحب بے خوف ہو کر اپنا قدم آگے بڑھائیں۔

اس طرح اس اسکیم کی ابتدا ہوئی اور بہت جلد یہ بات نمایاں طور پر سامنے آگئی کہ نہ صرف کامیابی بلکہ ایک درخشاں کامیابی سرراہ کھڑی ہے۔

اس کار خیر کے لئے مردوں عورتوں اور بچوں نے جوق در جوق آگے بڑھ کر کثیر رقمیں پیش کیں۔ جو لوگ عمومی چندوں کی ادائیگی میں کمزور تھے وہ بھی اس مالی قربانی میں شریک ہو گئے۔ اور ہر ایک نے بڑے تعجب سے محسوس کیا کہ ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ مگر در حقیقت یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہی تھا اور اس کے ماسوا کچھ اور نہ تھا۔

اس وقت کل تین لاکھ پونڈ تک کے وعدہ جات یا وصولیاں ہو چکی ہیں اور تقریباً ایک درجن مراکز قائم ہو چکے ہیں جو کہ سارے ملک میں مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں تازہ ترین اضافہ آکسفورڈ میں ہوا ہے جہاں ابھی حال ہی میں مشن ہاؤس کیلئے ایک مکان خرید لیا گیا ہے۔

تربیتی کلاسیں

جناب شیخ صاحب نے اطفال اور ناصرات کے لئے الگ الگ تربیتی کلاسیں شروع کروائیں جن کا انعقاد بڑی کامیابی کے ساتھ ہر سال کرسمس اور ایسٹر کے ایام میں سکولوں کی تعطیلات کے دوران ہو رہا ہے۔ جناب شیخ صاحب نے محسوس کیا تھا کہ بچوں کو اسلامی ماحول میں اکٹھا کرنا بے حد ضروری ہے۔ اکثر والدین نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کلاسوں

کے ذریعے بچوں کی تربیت کا بہت عمدہ انتظام رائج ہو چکا ہے اور بچوں کی دلچسپی کا یہ عالم کہ وہ ان کلاسوں کے اختتام پر واپس گھر جانے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔

پر لطف اوقات

انگلستان میں اپنے چار سالہ قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب شیخ صاحب نے کہا کہ ان کا وقت بہت پر لطف لیکن بہت سرعت سے گزرا ہے۔ وہ بہت زیادہ مصروف رہے۔ انہیں مشن کے کام سے بمشکل ہی فراغت ملتی تھی وہ رات گیارہ بجے سے پہلے کبھی آرام کے لئے نہیں جاتے تھے۔ دیر تک مہمانوں کی دیکھ بھال اور مختلف اجلاسوں کے انتظامات میں مصروف رہتے تھے۔

یو۔ کے جماعت

جب ان سے یو۔ کے جماعت کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جماعت کا ہر فرد ایک ہیرا ہے۔ بعض نسبتاً زیادہ چمکدار ہیں جن کی قدر و منزلت اور گراں مائیگی کا فوری طور پر اندازہ ہو جاتا ہے اور بعض کم چمکدار جن کو صیقل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی اصل قدر و قیمت نمایاں طور پر مزید ظاہر ہو سکے۔ مگر ہیں وہ بھی ہیرے ہی صرف ان کی حقیقی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

افراد جماعت کو ان کی نصیحت ہے کہ وہ سب متحدہ طور پر اور مستقل مزاجی سے کام میں مگن رہیں اور جب تک خلافت کے ساتھ ان کا تعلق مضبوط رہے گا جماعت ترقی پذیر رہے گی۔ یو۔ کے جماعت کا مستقبل بہت ہی درخشاں ہے۔ بشرطیکہ قرآن پاک کے سنہری اصولوں اور رسول مقبول ﷺ کے طریق کار کی پابندی کی جائے۔

مزید کارہائے نمایاں

ان کے قیام کے دوران چندہ جات کی وصولی میں تین صد گنا اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں سپین اور اٹلی میں

مساجد کی تعمیر کے لئے زر کثیر شیخ صاحب نے جمع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ذاتی طور پر ان کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ مسجد بشارت (سپین) کی افتتاحی تقریب کے انتظامات کریں جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام کے مطابق بہ احسن و خوبی سرانجام پا گئے۔

قومی اور مقامی ذرائع ابلاغ سے مضبوط روابط قائم کئے گئے، قومی پریس، خصوصاً دی گارڈین اور ٹائمز کو کئی خطوط لکھے جو کہ شائع ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں لندن منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس کے دوران جناب شیخ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی مختلف پریس کانفرنسوں کا بھی انتظام کیا جن میں درجنوں اخباری نمائندے حاضر ہوئے اور نتیجتاً وسیع پیمانے پر پریس میں اشاعت ہوئی۔ دی گارڈین کے نمائندہ مسٹر جان روپر کو جناب شیخ صاحب نے پہلے ہی سے سپین میں مسجد کی افتتاحی تقریب کے بارہ میں خاصی معلومات مہیا کر دی تھیں۔ شیخ صاحب کی مساعی آخر کار ایک بہت عمدہ، موافق و مثبت مضمون کی اشاعت پر منتج ہوئیں۔ یہ مضمون اسی دن دی گارڈین میں شائع ہوا کہ جس دن سپین میں مسجد کی افتتاحی تقریب وقوع پذیر ہو رہی تھی۔

تمام کامیابیوں کے حصول کا ذریعہ۔ دعا

کس طرح ایک ۷۲ سالہ عمر رسیدہ شخص، جسکی صحت بھی اچھی نہ ہو ان تمام کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے؟ بغیر کسی تردد کے جناب شیخ صاحب کا جواب یہی رہا ہے کہ یہ سب کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعاؤں اور جماعت انگلستان کی مخلصانہ اور پرجوش معاونت سے ممکن ہو سکا ہے۔ دعا کے بغیر تو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

جناب شیخ صاحب نے حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحبؓ کی بر موقع

راہنمائی، تعاون اور ضروری معاونت کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ جب بھی کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا حضرت چوہدری صاحب فوری طور پر اپنے مشورہ اور راہنمائی سے نوازتے رہے۔ حضرت چوہدری صاحب احمدیت کی خاطر اخلاص اور بے لوث محبت کی ایک درخشاں مثال تھے۔ شیخ صاحب نے اپنے تمام رفقاء کار عہدہ داران جماعت اور ممبران عاملہ کے پر خلوص اور وفادارانہ تعاون کا بھی شکریہ ادا کیا۔

نئی منزل۔ یو۔ ایس۔ اے

عنقریب جناب شیخ صاحب ریاستہائے متحدہ امریکہ روانہ ہونے والے ہیں جہاں وہ جماعت کی راہنمائی فرمائیں گے۔ فی الوقت یہ معلوم نہیں کہ وہاں ان کا قیام کتنا لمبا ہو گا لیکن وہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ جا رہے ہیں جنکی معاونت کے بھی شیخ صاحب ہمیشہ ممنون و معترف رہے ہیں۔ فی الحال سارے ملک سے مختلف جماعتیں اور افراد جناب شیخ صاحب کو الوداع کہنے کے مواقع حاصل کرنے میں مصروف ہیں تا کہ وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کر سکیں جنہوں نے چار سال تک اس ملک کی امارت کے فرائض ادا فرمائے۔ مہمان خصوصی کے طور پر کھانے پر تشریف لانے کے لئے انہیں بے شمار دعوت نامے مل چکے ہیں۔ اسلام کا یہ مخلص اور منکسر المزاج خادم ہماری انتہائی دعاؤں کا مستحق ہے جو ہماری زندگیوں میں آیا، ہمیں سوتے سے جگایا، ہمارے ساتھ رہا۔ ہمیں سمجھایا۔ کبھی ٹوکا اور کبھی ہنسایا لیکن ہمیشہ ہم سے پیار و محبت سے پیش آیا۔ اس کی وجہ سے ہماری زندگیوں میں ایک نئی روئیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ اور اب وہ ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو خدمات مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے جماعت انگلستان میں کارہائے نمایاں کے طور پر سرانجام دی ہیں ان کے بدلہ میں اللہ

Farewell to the Imam

Ch. Shahnawaz Sahib arranged a sumptuous party in honour of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad who has been transferred to the USA to take charge of the Mission there. Sheikh Mubarak Ahmad is replying to an address presented by Ch. Shahnawaz.

تعالیٰ انہیں اپنے غیر معمولی انعامات و اکرام سے نوازتا چلا جائے۔ اسلام اور جماعت احمدیہ کی مزید خدمت کے لئے انہیں صحت والی لمبی عمر عطا ہو اور اپنے خادم سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ راضی رہے۔ آمین۔

ایک خاص دعوت روانگی پر

انگلستان سے روانگی پر احباب جماعت نے انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے خادم کے اعزاز میں دعوتیں کیں اور ایڈریس پیش کئے۔ محترم چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب اور ان کی بیگم محترمہ آپا مجیدہ بیگم صاحبہ نے ساری جماعت لندن کو محمود ہال میں بلاکر دعوت دی اور چوہدری صاحب نے خاکسار کی خدمات کو سراہتے ہوئے ایڈریس بھی پیش کیا۔ چوہدری صاحب نے خاکسار کے قیام کے دوران بہت اخلاص سے تعاون فرمایا۔ ہر تحریک میں حصہ لیا اور فراخ دلی سے مالی امداد کی۔ حتی المقدور ہر جمعہ کے دن مسجد میں آتے۔ خطبہ سنتے اور نماز کی ادائیگی تک مسجد میں رہتے اور مل کر جاتے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس تقریب کے تعلق میں لندن لجنہ کی سیکرٹری تعلیم و تربیت نے جو منظوم کلام لکھا۔ اس تقریب میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب بھی رونق افروز تھے۔ محترمہ ناصرہ ندیم صاحبہ کے بیٹے عزیزم ایوب احمد ندیم نے ترنم سے سنا کر معزز مہمانوں کو محظوظ کیا۔ یہ نظم گذشتہ صفحات میں درج کر چکا ہوں۔

☆......☆......☆

قدردانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۹۸۰-۱-۳۰

مکرم ومحترم جناب شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خیریت سے ہی رکھے۔ آمین۔
اخبار احمدیہ اور جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے دوستوں سے آپ کی مساعی جمیلہ کا علم ہوتا رہاہے اور اس بات کی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ کی قیادت میں لندن مشن نے بہت ترقی کی ہے۔ فالحمدللہ۔ اور جو کمزوریاں خاکسار کی نااہلی اور بے عملی کی وجہ سے مشن میں واقع ہوگئی تھیں وہ خداتعالیٰ کے فضل سے آپ نے نہایت اچھے رنگ میں پوری کردی ہیں۔ اس عاجز کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے اور تا مرگ اپنا عہد وقف نبھانے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

خاکسار خادم

بشیر احمد رفیق

M. Nazim Khan Ghauri
21st NOV, 83

بسم الله الرحمن الرحيم

I would like to take this opportunity to say a few words about Hazrat Sheikh Mubarak Ahmad Sahib who, by Allah's grace, was an instrument to convert me to Ahmadiyyat when I was only 17 years old, and it would be ungratefulness on my part if I did not say a few words on his departure- you may call it my personal address to Hazrat Sheikh Sahib.

Hazrat Sheikh Sahib's sermons which he has more often delivered on the subject of Unity of Allah, that is to say, the central pillar of Islam, will be remembered and Cherished.

The purpose of creating mankind is that, they should recognise the creator and become the manifestation of his attributes; It is an admitted and recognised fact that the great people are sincere people and Hazrat Sheikh Sahib is a great leader and person, as this quality of sincerity is in abundance in him; He is most sincere to his family, to his faith, to the community, to Messiah Maood (Asw) and to Messiah Maood's family members regardless of their age and to Khilafat Institution; Hazrat Sheikh Sahib is a very sincere friend; He has been very sincere and affectionate

to his friends even when they had wronged and did his best to help them out and it is in this context or sense that he also became the manifestation of Allah's attributes.

Lastly I Would add my further personal feeling about his sincerity and that is, he is not even aware or conscious of his, this great characteristic attribute of sincerity. It is just natural with him. He is Just Sincere.
May Allah be always with him.

ایڈریس لجنہ اماء اللہ انگلستان

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز خواتین و حضرات

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ سب کو علم ہے آج کی اس مجلس کے انعقاد کا مقصد لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا اپنی دو بزرگ و دعا گو ہستیوں کو الوداع اور ایک مجاہد احمدیت کو خوش آمدید کہنا ہے۔ میری مراد مخدومی و مکرمی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب، مکرم و محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد سے ہے۔

گو حضرت چوہدری صاحب آج بوجہ مجبوری اس مجلس میں بہ نفس نفیس تشریف نہیں لاسکے۔ مگر آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کو ویسے تو دنیاوی لحاظ سے قدر و منزلت کے عظیم ترین مقام حاصل ہوئے لیکن سب سے عظیم اور اعلیٰ مرتبہ جو آپ کو ملاوہ آپ کا صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہونا ہے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کی خوش بختی تھی کہ ہم میں وہ عظیم وجود موجود تھا جس نے مامور زمانہ مسیحائے زماں علیہ اسلام کے مقدس ہاتھوں کو چھوا تھا...... ہاں یہ وہی ہاتھ تھے جن کے بارے میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی تھی کہ "فبایعوہ" کہ اس مقدس مسیح موعود کی بیعت ضرور کرنا...... ہم نے اس وجود کی بیعت اور ان مقدس ہاتھوں کے عکس کی برکت

حضرت چوہدری صاحب کے وجود میں جلوہ گر ہوتے دیکھی ہے اور ہمیں یہ فخر ہے کہ اس برکت سے عالمگیر جماعت احمدیہ عموماً اور جماعت احمدیہ برطانیہ خصوصاً متمتع اور مستفیض ہوئی ہے۔

آپ کی سیرت کا روشن اور قابل تقلید پہلو خلافت سے بصد دل و جان وابستگی ہے اور وارفتگی ہے اور خلیفہ وقت کے ساتھ صدق و صفا کے ساتھ اطاعت و وفا کا جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمی عدالت کا رتبہ بھی عطا فرمایا اور علمی طور پر اتنی دسترس بخشی کہ آج متعدد کتابوں کی صورت میں علم و عرفان کا ذخیرہ موجود ہے

حضرت چوہدری صاحب کی محبتیں۔ شفقتیں اور دعائیں ہر لمحہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے شامل رہیں جس کے لئے ہم تہہ دل سے ممنون و مشکور ہیں اور ہماری گردنیں آپ کے ان احسانوں سے جھکی ہوئی ہیں۔

حضرت چوہدری صاحب سے ہمارا یہ روحانی رشتہ ہے اور آپ کی دعاؤں کی تاثیر ہے کہ آج جب رخصت کی گھڑیاں قریب آرہی ہیں تو ہمارے دل غمگین اور اداس ہیں مگر ہم یقین کرتی ہیں کہ آپ کی دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی اور ہمارا خانہ دل بھی آپ کے لئے دعاؤں اور نیک تمناؤں سے معمور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اے خدا اس عظیم اور بابرکت وجود کی عمر اور صحت میں غیر معمولی برکت عطا فرما اور تیری رحمتوں اور برکتوں کا سایہ ہمیشہ ان کے سر پر رہے۔ آمین

ہماری دوسری مشفق و مہربان اور بزرگ ہستی جو ہم سے جدا ہو رہی ہے وہ مکرم و محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب ہیں جو آج سے ۴ سال قبل امام مسجد لندن اور مشنری انچارج برطانیہ کی حیثیت سے تشریف لائے اور جن کا یہاں تشریف لانا آپ کے نام کی طرح بہت ہی برکات کا حامل ثابت ہوا۔ آپ کے یہاں

قیام کے دوران جہاں چندہ جات میں غیر معمولی اضافہ ہوا وہاں تقریباً دس (۱۰) نئے
مشنز کا قیام بھی عمل میں آیا۔ جس کے لئے جماعت احمدیہ برطانیہ آپ کی نہایت ہی
ممنون ہے۔ آپ نے اپنی صحت اور عمر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انتھک محنت اور
ہمت سے کام لیکر جماعت کو ترقی کے ایک بلند مقام پر لاکھڑا کیا اور اس تمام عرصے
میں آپ نے خدمت دین اور تربیت کے کسی پہلو کو نظرانداز نہ کیا۔ بچوں اور
بچیوں کی تربیت کو خاص اہمیت دیتے ہوئے آپ نے ناصر تربیتی کلاس اور نصرت
جہاں تربیتی کلاس کا سلسلہ شروع کیا تا آج کے یہ نونہال دین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر
کے کل کو جماعت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکیں۔

آپ نے اپنی تقاریر اور خطبات میں ہمیشہ جماعت کی تربیت اور خلیفہ وقت کی
اطاعت کے پہلو کو مدنظر رکھا اور لجنات و ناصرات سے کئے جانے والے خطابات
میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ بچیاں اور بہنیں اپنے اخلاق، افعال، اعمال اور
اطوار سے اسلام کا کامل نمونہ نظر آئیں۔

ہم آپ کی تمام مہربانیوں اور شفقتوں کے شکر گزار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور
دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کی بیگم صاحبہ اور بیٹی فریدہ صاحبہ کو جزائے خیر عطا
فرمائے۔ ہمیں آپ کی شفقتیں اور عنایات ہمیشہ یاد رہیں گی۔ آج سرزمین امریکہ
آپ کی خدمات چاہتی ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہاں خیریت سے
لے جائے۔ صحت و تندرستی اور خدمت دین والی عمر دراز عطا فرمائے اور احمدیت
و اسلام کو آپ کے ہاتھوں مزید ترقی نصیب ہو۔ آمین

ہم آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو بھی خاص طور
پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ماحول کے برے اثرات سے
محفوظ رکھے اور وہ اسلام واحمدیت کے درخشاں ستارے بن کر چمکیں۔ آمین

ہمارے آج کے تیسرے مہمان خصوصی مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ہیں۔
جو امیر جماعت برطانیہ کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کو اس سے قبل بھی
لندن مشن میں کام کرنے کی توفیق مل چکی ہے اور ہر فرد جماعت انگلستان آپ کی
ذہانت و فطانت سے بخوبی واقف ہے اور پھر جاپان میں احمدیہ مشن کی روز افزوں
ترقی آپ کی علمی و عملی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے۔ ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ لندن
یو۔ کے آپ کو خوش آمدید کہتی ہیں اور یقین دلاتی ہیں کہ آپ کے ساتھ ہر قسم
کے تعاون میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گی۔ اور ہر لحظہ اسلام اور احمدیت
کی ترقی کے لئے دعاؤں اور عملی نمونہ کے ساتھ آپ کی ممد و معاون ثابت ہوں گی۔
انشاء اللہ تعالیٰ

ہم خدائے باری تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہیں کہ راشد صاحب ہمارے لئے
اسم بامسمی ہو کر رشد وہدایت کا موجب ہوں اور جماعت احمدیہ برطانیہ کی مزید ترقی
اور اصلاح کا سامان کرنے والے ہوں۔ آمین

والسلام
ہم ہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ
لندن۔ و۔ یو۔ کے
(بروز جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء)

ایڈریس لجنہ اماء اللہ حلقہ ساؤتھ فیلڈز لندن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

محترم ومکرم شیخ مبارک احمد صاحب امام مشنری انچارج یو۔ کے آپ نے

ہماری اس چھوٹی سی تقریب میں شمولیت اختیار کر کے جو ہماری عزت افزائی کی ہم اس کے بہت ممنون و مشکور ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

محترم و مکرم شیخ مبارک احمد صاحب وہ ہستی ہیں جنہیں خاص طور پر یو۔ کے اور لندن جماعت کے وہ افراد جو مشرقی افریقہ سے یہاں آئے وہ بہت سالوں سے جانتے ہیں۔ اسلام اور احمدیت کی خدمت اور تبلیغ کا جذبہ آپ میں شروع سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور اسی جذبے کے تحت آپ نے ملک ملک، شہر شہر جا کر اپنی پر اثر تقاریر سے لوگوں کو متاثر کیا۔ ساری زندگی انتہائی محنت، لگن، خلوص اور خاص جذبے کے تحت مسلسل اور ان تھک محنت کی۔ آپ نے یو۔ کے کے مشن میں قریباً پانچ سال کا وقت گزارا جو جماعت احمدیہ انگلستان کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ آپ کے دور میں بہت سے نمایاں کام ہوئے جن میں نئے مشن ہاؤسز کا اجراء سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ یہ مشن ہاؤسز تبلیغ کے میدان میں آنے والے وقت میں سنگ میل کی حیثیت رکھیں گے۔ سپین کی مسجد کی بنیاد و افتتاح آپ کے دور میں ہوا اور آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس مسجد کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ سپین کی مسجد جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بہت بڑے کارنامے کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ زمین جو آج سے سات سو سال سے اذان کی آواز کو ترس رہی تھی، اللہ اکبر کی آواز سے گونج اٹھی۔ جماعت احمدیہ انگلستان کی جماعت اور خاص طور پر مبلغین کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ سپین کی مسجد کے افتتاح کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

مختلف اوقات میں تربیتی کلاسز ہوتی رہیں جو ہمیشہ نہایت کامیابی سے اختتام کو پہنچیں۔ مختلف اوقات میں جلسے، اجلاس اور اجتماع وغیرہ ہوتے رہے جس میں آپ کی پر اثر تقاریر سے جماعت کے لوگ مستفیض ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

اس سے زیادہ اور زیادہ کام کرنے کی توفیق دے اور جس طرح یہاں کے لوگ آپ کے سب کاموں سے مستفیض ہوئے اسی طرح آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہوتی رہیں۔

موقع کی مناسبت کے لحاظ سے جن مبلغین نے آپ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ یعنی ہادی علی صاحب، نسیم احمد باجوہ صاحب، مجید احمد سیالکوٹی صاحب اور مبارک احمد صاحب ساقی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مبارک احمد صاحب ساقی عرصہ دس سال سے لندن میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر اجلاسوں کے انتظامات، باہر کے سکولوں اور کالجوں سے وفود کی آمد اور ان کے انتظامات، خطبات جمعہ خاص طور پر انگریزی میں، اخبار الاحمدیہ اور احمدیہ لٹریچر کی اشاعت، جلسہ سالانہ اور دوسرے اجلاسوں کے انتظامات میں خاص محبت کے ساتھ ہمیشہ خوش دلی سے حصہ لیا۔

آخر میں ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عزت والی لمبی زندگی عطا کرے۔ جس طرح سے یہاں کے لوگ آپ سے مستفیض ہوئے امریکہ کے لوگ بھی ہوں۔ خدا کرے کہ آپ صحت و سلامتی کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی مزید خدمت کرتے چلے جائیں۔ آمین

ہم ہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ حلقہ ساؤتھ فیلڈز لندن

(۱۸ اپریل ۱۹۸۳ء)

یہ ایڈریس لجنہ اماء اللہ ساؤتھ فیلڈز لندن کی طرف سے محترم بشیر احمد حیات صاحب کے گھر پڑھا گیا اور یہ ایڈریس خود محترم بشیر احمد خاں صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

☆......☆......☆

ایڈریس لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد لندن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

پیارے قابل صد احترام امام وامیر جماعتہائے احمدیہ انگلستان

جناب شیخ مبارک احمد صاحب و بیگم صاحبہ جناب شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد لندن جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ کے بے حد ممنون ہیں کہ آپ نے باوجود اپنی بے حد مصروفیات کے ہماری اس درخواست کو منظور فرمایا۔ آپ جہاں ہمیشہ دینی خدمات کی سرانجام دہی میں ہماری مدد و راہنمائی فرماتے رہے ہیں اپنی روانگی سے قبل بھی ہمیں کچھ نصائح فرماویں اور ہمارے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے۔ ہمارا قدم ترقی کی منزل کی طرف بڑھتا رہے اور کبھی ان تضل قدم بعد ثبوتہا سے دو چار نہ ہونا پڑے اور وہ منزل جس تک پہنچنے کیلئے اور وہ قلعہ جسے فتح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا جو بظاہر ابھی کافی دور ہے، مگر ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ جو اس پاک مقصد کے حصول کے لئے مردوں کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس فاستبقوا الخیرات کی دوڑ میں سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب سے انگلستان میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔ جتنے بھی مبلغ آئے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے حالات کے مطابق بہترین طور پر اپنا فریضہ ادا کر کے گیا۔ مگر ان میں سے ہمیں صرف دو کے دور کا اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ ایک مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کا اور دوسرا آپ کا۔

مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق جب تشریف لائے تو انگلستان میں صرف ایک ہی مشن تھا۔ لندن مشن۔ آپ کے دور میں بیسیوں جگہ جماعت کی شاخیں پھیل گئیں۔ جب آپ تشریف لائے تو صرف ایک مشن ہاؤس تھا لندن میں۔ آپ نے چار سال کے قلیل عرصہ میں وہ کام کیا جو بیسیوں سالوں کا تھا یعنی جماعتوں کیلئے مشن ہاؤسز کا خریدنا یہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ گو آپ کی عمر پیرانہ تھی مگر ہمت جواں اور جادو اثر زبان۔ جتنے الفاظ آپ کے منہ سے نکلے۔ ان سے بڑھ کر پونڈ مخلصین کی جیبوں سے نکلتے گئے اور آپ نے چار سال میں آٹھ مشن ہاؤس خرید لئے۔ مبارک صد مبارک۔

ہمیں انتہائی خوشی ہے کہ آپ جس فریضہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے تھے اس کو باحسن سرانجام دے کر کامیاب و کامران تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا جانا اور امریکہ پہنچنا آپ کے لئے مبارک فرماوے اور وہاں کے قیام میں یہاں سے بھی بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

بالآخر ہم درخواست کرتی ہیں کہ "آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے" والی بات نہ ہو۔ ہمیں اپنی دردمندانہ دعاؤں میں خصوصاً نیم شبی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام

ہم ہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ

حلقہ مسجد لندن

ایک محبت بھرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم بزرگوارم جناب شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

خاکسار کو یہ علم ہوا کہ آپ کی تبدیلی ہو گئی ہے اور آپ جلد ہی امریکہ جانے والے ہیں۔ لہٰذا امید تو ہے کہ ملاقات ہو جائے گی لیکن چونکہ میں آج کل بفرا یونیورسٹی میں ہوں اور امتحانات دے چکا ہوں اور پروجیکٹ کر رہا ہوں اس لئے شائد ملاقات نہ ہو اس ڈر سے یہ عریضہ بغرض درخواست دعا اور اپنے جذبات کے اظہار کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

آپ کے آنے سے بے شک جماعت انگلستان میں یک جانیت پیدا ہو گئی تھی نہ صرف احباب جماعت میں بلکہ جماعت کی بلڈنگز جو کہ اصل جماعتی بنیادیں ہیں۔ آپ کے جدوجہد جس میں نو (۹) مشنوں کی خرید و فروخت سے لے کر ان کی ہر زیبائش کے لئے جو بیداری آپ نے پیدا کی ہے وہ ہمارے لئے اور آئندہ مبلغین کیلئے ایک نمونہ بن کر رہے گی۔

علاوہ ازیں آپ نے جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ایک ذاتی رابطہ قائم کر رکھا تھا جس سے یہ عاجز بھی کافی مستفیض ہوا ہے اور آپ نے اپنی عمر کے تقاضے اور اپنی ہر سہولت کو جماعت کے لئے قربان کر رکھا تھا اسی وجہ سے احباب جماعت آپ کو اپنے دلوں میں عزت کی جگہ دیتے تھے اور اب دوری ہونے پر مزید دیں

گے۔ محاورہ ہے کہ

Absence makes the heart go strong

بچھڑنے پر قدر آتی ہے جو ابھی ہمیں محسوس ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ نئے مبلغ آپ کی ہر کمی کو پورا کرنے والے ہوں۔ آمین

بہر حال خاکسار ایک طرف آپ کی کمی اور دوری محسوس کرے گا اور دوسری طرف یہ کمی اور دوری آپ کے کارناموں کو جب اجاگر کرتی ہے تو یہ جذبات خوشی میں بدل جاتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اس ناچیز کو بھی وابستگی تھی اور ہے اور خدا کرے کہ یہ ایسے ہی رہے۔ آپ بے شک ہمیں امریکہ جا کر بھول جائیں لیکن ہم آپ کو نہیں بھولیں گے۔ بہر حال خاکسار کی دعا ہے کہ خدا آپ کا وہاں بھی ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور معاون ہو اور انگلستان کی جماعت کو آپ کی قائم کی ہوئی بنیادوں پر اعلیٰ عمارت بنانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔ بس اس دعا اور جذبات کا اظہار ہی کرنا تھا کیونکہ اصل جذبات قلم نہیں ہو سکتی وہ تو دل میں ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کا اور آپ کے اہل و عیال کا محافظ و معاون ہو۔ والدین (ابا جی اور امی جان) کی طرف سے خالہ جان آپ کی اہلیہ کو بھی سلام۔ وہ بھی میرے ساتھ ہی جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اچھا اب اجازت دیں۔

والسلام

آپ کا محتاج دعا

انوار الدین امینی

☆......☆......☆

ایڈریس جماعت احمدیہ ہڈرزفیلڈ انگلستان

(برموقع الوداعی تقریب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم محترم حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیرو مشنری انچارج یو۔کے کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کر کے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود سفر کی تکلیف اٹھا کر محض اللہ پیار و محبت کی خاطر ہمیں ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں جو ہمارے لئے باعث خوشی و افتخار ہے۔ جزاکم اللہ۔

اب جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق آپ کی دوسرے ملک میں اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جانے کی گھڑی قریب آتی دکھائی دیتی ہے تو آپ کے عرصہ ساڑھے چار سال کا قیام محض چار ساعت معلوم ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو اس زہر آلودہ پر خطر سوسائٹی اور غیر اسلامی معاشرہ میں آپ نے جماعت کی تعلیم و تربیت کیلئے جو اقدام مراکز اور مساجد قائم کر کے کئے ہیں ہر باشعور اور درد مند احمدی کے دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

خدا کے فضل سے جماعت کی ذیلی تنظیموں لجنہ، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، ناصرات کو فعال بنانے میں ہر رنگ میں مدد اور راہنمائی فرمائی۔ جماعت کو بیدار اور احساس ذمہ داری دلانے کی خاطر آپ نے ہر ذریعہ بروئے کار لا کر دن رات انتھک اور بے لوث خدمت کی۔ جماعت کے کمزور اور سست افراد کو ایسے احسن طور پر توجہ دلائی کہ عزت نفس کو ٹھیس نہ لگے وغیرہ جماعت کا مفید وجود بنا دیا۔ جماعت میں مالی قربانی کے لئے وہ روح پھونکی کہ ہر فرد نے ہر موقع

اور تحریک پر بشاشت قلبی سے حصہ لیا۔

محترم بزرگوار شیخ صاحب آپ کے رفاقت ہمارے لئے ایک شفیق اور مہربان بزرگ کی تھی جس نے ہمارے دکھ اور تکلیف کو خود اپنا دکھ اور درد سمجھا اور ظاہری تدبیر کے علاوہ دعاؤں سے مدد فرمائی جو ہمارے لئے اکسیر اور تریاق تھی۔

احمدی بھائیوں کے عزیز و اقارب کی وفات کے صدمات کو دلی طور پر محسوس کر کے پسماندگان سے تعزیت کر کے ان کی ڈھارس بندھائی اور مومنانہ طریق پر صبر کی تلقین فرمائی جو مشکلات کے وقت مشعل راہ ثابت ہوئی۔

محترم شیخ صاحب یہ جو چند امور بیان کئے گئے ہیں اس میں رسمی نہیں بلکہ نہ صرف ہڈرزفیلڈ جماعت کے افراد نے یہ امور مشاہدہ اور محسوس کئے ہیں بلکہ یو۔کے جماعتوں کا ہر فرد اس کا گواہ ہے۔ اب آپ جلد جانے والے ہیں اور ہمارے دل مغموم ہیں لیکن حوصلہ اس بات سے ہے کہ ہم الٰہی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے خلافت کی لڑی میں منسلک ہیں۔ آپ جہاں بھی خدمت اسلام میں مصروف ہونگے ہمیں اپنی نیم شبانہ دعاؤں میں حسب سابق یاد رکھیں گے۔

آپ نے جو جوت ہمارے دلوں میں خلافت سے وابستگی، تبلیغ اسلام کے لئے قربانی اور آپس میں پیار و محبت اور الفت سے رہنے کی جگائی ہے آپ کے بعد میں آنے والا انشاء اللہ اس بات کو محسوس کرے گا اور آپ کو مکمل یقین دلاتے ہیں ہم اس کے معاون و مددگار ہونگے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور صحت و تندرستی والی لمبی عمر اور خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ہم ہیں افراد جماعت ہڈرزفیلڈ

(۵ نومبر ۱۹۸۳ء)

ایڈریس منجانب احمدیہ مشن ہڈرز فیلڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کے الوداعی تقریب کے معزز مہمان مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مشنری انچارج یو۔کے ایسے خوش نصیب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تین خلفائے احمدیت کی قربت میں ان کی ہدایات اور دعاؤں سے دنیا کے چار براعظموں میں مقبول ترین خدمت دین کی توفیق ملی اور مل رہی ہے۔ اللھم زدفزد

آپ نے اپنے عرصہ قیام کے دوران اس ملک کی زہر آلود سوسائٹی اور خطرناک معاشرہ میں جماعت کی تربیت و تبلیغ کیلئے مراکز و مساجد قائم کرکے بلاریب ایک عظیم کام کیا ہے۔ محترم شیخ صاحب کی فراست نے ایک لمبے عرصہ سے یہ محسوس کیا ہوا ہے کہ مساجد اور مراکز قوموں کے بنانے میں کس قدر اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مشرقی افریقہ میں نامساعد حالات میں درجنوں مساجد و مشن ہاؤسز کی تعمیر اس کی زندہ جیتی جاگتی تصویر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعتی مراکز و مساجد کی تعمیر کے ساتھ مستقل ٹھوس علمی کام کی بھی نمایاں طور پر خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا کی ہے۔ یو۔کے میں شائع کردہ لٹریچر کتب و پمفلٹ کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ براعظم افریقہ میں ۸ ممالک سے زائد بولی جانے والی سواحیلی زبان میں درجنوں کتب کے علاوہ

قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنے کا روشن کام آج سے تیس سال قبل آپ نے سرانجام دیا جو وہاں کے لوگوں کیلئے آسمانی مائدہ ہے جس سے اپنوں، غیروں اور غیر مسلموں نے اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے اور اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مفید پایا ہے۔ کینیا کی آزادی کے بعد پہلے صدر اور نیک شہرت افریقی لیڈر مسٹر جوموکنیاٹا مرحوم محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے ان کو آپ نے قرآن مجید سواحیلی تحفہ بھی دیا تھا۔ انہوں نے کوسٹ کے علاقہ میں متعدد بار اپنی تقاریر میں فخریہ بیان کیا کہ میں نے کم از کم تین بار قرآن پاک کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اے مسلمانو مجھے تو اس میں جادو، ٹونے ٹوٹکے اور گندی رسموں کا ذکر نہیں ملا تم کیوں قرآنی تعلیم کے خلاف احمقانہ توہم پرستی میں ملوث ہو کر ملکی ترقی کے ساتھ قدم نہیں ملاتے۔

جناب عبداللہ الصالح الفارسی مرحوم جو کینیا کا مسلمانوں کے مسائل کے لئے چیف قاضی بھی رہا ہے، مکرم شیخ صاحب کی اس کے ساتھ اختلافی مسائل پر تحریری و زبانی گفتگو بھی ہوتی رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں احمدیہ لٹریچر سے متاثر ہو کر اس نے وفات مسیح کا فتویٰ بھی شائع کیا اور تمام ان غیر اسلامی رسومات کے خلاف کتاب بھی لکھی جو احمدیہ علم کلام میں جماعت کی طرف سے شائع کردہ کتب میں ملتی ہیں۔

محترم مولانا صاحب اپنی تقاریر میں اکثر بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اس کے بارہ میں مجھے مشرقی افریقہ کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے وہ بھی سن لیجئے۔

کینیا کے کوالے ڈسٹرکٹ میں ایک "وراکا" (Waraka) فیملی احمدی ہے۔ ان کے بچے اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ میں نے ایک دن ان کے باپ سے سوال کیا کہ سارے علاقہ میں صرف تمہاری ایک فیملی کے بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو علی وراکا صاحب مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مشنری صاحب یہ

صرف احمدیت کی بدولت ہے۔ ہم نے احمدیت قبول کی مشرکانہ رسوم سے نجات پائی۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب ہمارے ہاں تشریف لاتے تو اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور حصول کے لئے توجہ دلاتے، بچوں کو نصائح فرماتے، جس کے نتیجہ میں آج آپ نے ہی نہیں بلکہ غیراز جماعت اور غیر مسلموں نے بھی فرق محسوس کیا ہے جو صرف اور صرف احمدیت کی برکت اور احسان ہے۔

محترم مولانا صاحب کو جس طرح آپ نے انگلستان میں قیام کے عرصہ میں غیر از جماعت اور غیر مسلموں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کیلئے تیار اور ہمہ وقت مستعد پایا ہے اور ان کے جماعت کے بارہ میں غلط دعوؤں کے جواب میں بذریعہ پریس چیلنج کیا ہے اسی طرح کے واقعات مشرقی افریقہ میں مولوی لال حسین اختر اور عبداللہ شاہ کے ساتھ کامیاب مباحثے اور مناظرے کے چرچے اپنوں اور غیروں میں عام ہیں۔ عیسائیت کے مشہور مناد ڈاکٹر بلی گراہم آف امریکہ کو اسلام اور عیسائیت کی صداقت کے بارہ میں جماعت کی طرف سے قبولیت دعا کے چیلنج کا تذکرہ لوگوں کے ذہنوں میں ابھی تک تازہ ہے جب بلی گراہم نے اپنے دورہ کو مختصر کر کے راہ فرار اختیار کی اور اسلام واحمدیت کی صداقت کا ثبوت مہیا کر گیا۔ ذلک فضل اللہ

محترم مولانا صاحب کے ساتھ مجھے ایک سال کا قلیل عرصہ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے ہمیشہ تندہی اور اخلاص سے جماعتی امور کو سرانجام دینے کی تلقین فرمائی۔ اگر کبھی کسی بھائی کی کمزوری کا ذکر ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث الناس کالمعادن کی روشنی میں تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

محترم مولانا صاحب کی ذات اپنے ساتھ کام کرنے والوں کیلئے بھی ایک عمدہ مثال ہے کہ آپ کس طرح شفقت اور محبت کا سلوک ان سے کرتے ہیں۔ میں نے آپ کی گذشتہ پچاس سالہ زندگی جو آپ نے بطور مشنری انچارج گزاری ہے

نظر ڈالی تو مجھے یہ محسوس کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ اس لمبے عرصہ میں ایک بھی واقف زندگی یا مبلغ ایسا نہیں جو محترم شیخ صاحب کی رپورٹ یا سلوک سے شاکی ہو کر سلسلہ کے کام سے فارغ ہوا ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی خلیفہ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری عشق کی حد تک۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے پیار و محبت، سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والے افراد سے مشفقانہ سلوک و دعائیں۔ احباب جماعت کیلئے خلوص و محبت۔ ان کے دکھ اور سکھ میں برابر کا حصہ دار۔ جماعت کی بہتری کی تمنا و خواہش۔ تبلیغ اسلام کا جوش، مشن میں مہمانوں کے آرام و آسائش کا خیال۔ فراخ دلانہ مہمان نوازی، دسترخوان وسیع، بچوں کی تربیت کے ساتھ ہر جائز ضرورت و آرام کا خیال اور بیسیوں ایسے امور جن کا افراد جماعت نے آپ کے عرصہ قیام میں خود مشاہدہ کیا ہے جو ہمارے لئے ایک عمدہ و اعلیٰ نمونہ ہو گا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ہمارے واجب الاحترام بزرگ شفیق و ہمدرد دوست آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہم آپ کی بروقت نصائح اور مصاحبت سے دور ہونگے لیکن مجھے امید ہے کہ احباب جماعت ہڈرز فیلڈ اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی، دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب نئے آنے والے مبلغ انچارج بھائی سے اسی روح اور ولولہ سے سرشار کام کریں گے جو آپ نے ہم میں دیکھا اور اجاگر کیا ہے۔

محترم آپ کے پیار و شفقت اور حسن سلوک کی یادیں ہمیں مجبور کریں گی کہ آپ کیلئے دعاگو رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش مقبول خدمت دین کی توفیق

دیتا چلا جائے۔ آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

محمد عیسیٰ مبلغ سلسلہ

(۵ نومبر ۱۹۸۳ء)

☆......☆......☆

الوداعی تقریب

منجانب جماعت احمدیہ بریڈ فورڈ

۱۶ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار مکرم محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مشنری انچارج یو۔کے، جماعت احمدیہ بریڈفورڈ کی دعوت پر بریڈ فورڈ کے مشن ہاؤس بیت الحمد میں تشریف لائے۔ آپ عنقریب ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک کے تحت تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے کے لئے امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ۱۶ اکتوبر کی تقریب مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو ان کی خدمات کے سلسلہ میں ہدیہ تحسین پیش کرنے کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ اس تقریب میں بریڈ فورڈ کے علاوہ لیڈز اور کھیتلی کی جماعتوں نے جو بریڈ فورڈ مشن سے ملحق ہیں شرکت کی۔ اس تقریب کا افتتاح مکرم کلیم اللہ امینی صاحب نے خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ کیا۔ آپ کے بعد مقامی پریذیڈنٹ مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب نے محترم شیخ مبارک احمد صاحب کی انگلستان اور خاص طور پر بریڈ فورڈ جماعت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمت میں اظہار تشکر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود خدمت اسلام کے لئے جواں ہمتی کا ثبوت دیا ہے اور انگلستان میں ان کی زیر نگرانی تھوڑے ہی عرصہ میں قائم کردہ دس مشن ہمیشہ ان کی یاد دلاتے رہیں گے اور دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی رہیں گی۔ انہوں نے فرمایا ان مشنوں کے قائم کرنے میں محترم شیخ صاحب کی قابل تعظیم ذاتی شخصیت کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ وہ تمام انگلستان کی

جماعتوں کے اکثر دوستوں کو ذاتی طور پر جانتے ہیں اور پیار اور محبت سے سب سے پیش آتے رہے ہیں اور ان کا جذبہ شفقت اتنی بڑی رقوم کی فراہمی میں بہت زیادہ ممد ثابت ہوا ہے۔

مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب کے بعد مقامی مبلغ مکرم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب نے محترم شیخ صاحب کی خدمات کے اعتراف میں انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

انہوں نے فرمایا:۔

میں محترم شیخ صاحب کو ذاتی طور پر ایک عرصہ سے جانتا ہوں اور ان کے خدمت اسلام کے جذبہ اور جماعت کے دوستوں اور عزیزوں سے شفقت اور محبت کا مداح ہوں۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ انہیں تین خلافتوں کے دوران خدمت اسلام کی توفیق ملی ہے۔ انہوں نے ایشیا، افریقہ اور یورپ میں خدمت اسلام نہایت اعلیٰ جذبہ سے انجام دی ہے اور اب خدا کے فضل سے براعظم امریکہ میں خدمت اسلام کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مکرم شیخ صاحب جہاں بھی گئے وہاں ہی نامساعد حالات میں بھی خوبصورت مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرائے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے سواحیلی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے اور بے شمار کتب سواحیلی میں بھی اور انگلش میں بھی شائع کی ہیں جو بچوں اور بڑوں سب کے لئے ازدیاد علم کا باعث بنی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم شیخ صاحب کی صحت و عمر میں برکت ڈالے اور انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب کے بعد مکرم محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے مکرم مشتاق صاحب اور مکرم حفیظ صاحب نے جماعت کے دوستوں کے جذبات کی جو ترجمانی کی تھی اس کے جواب میں

فرمایا:۔

خدا کا شکر اور احسان اور کرم ہے کہ اس نے اس ناچیز اور مسیح پاک علیہ السلام کے ادنی خادم کے لئے آپ کے دل میں محبت کے جذبات پیدا کئے۔ آپ نے فرمایا اکیلا انسان کچھ نہیں کر سکتا جب تک اس کے عزیز ساتھی جماعت کے احباب تعاون نہ کریں۔ میری عزیز بہنوں، میرے بھائیوں اور عزیز بچوں نے اگر اپنے قیمتی اموال اور اوقات خرچ نہ کئے ہوتے تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ان سب نے ایک عجیب نمونہ دکھایا ہے۔ میں تو گھبراتا تھا مگر میں نے خدا کے فضل سے ایک انقلاب دیکھا ہے اور ہر احمدی کو ایک ہیرا پایا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا ہر پھل اور پھول کا الگ الگ رنگ ہوتا ہے۔ الگ الگ شکل ہوتی ہے لیکن ہر ایک کا اپنا مزا ہے۔ اسی طرح بریڈ فورڈ کی اپنی حیثیت ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے۔ بریڈ فورڈ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ بار بار پوچھتے تھے ٹیلی فون پر کہ بریڈ فورڈ کا مرکز قائم ہوا ہے یا نہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بریڈ فورڈ کی ایک خاص اہمیت تھی۔ وہ بریڈ فورڈ کے بارہ میں ایک خاص جذبہ اپنے دل میں رکھتے تھے۔

میں ایک بار پھر کہوں گا کہ میرے عزیزو! میرے نزدیک چھوٹے بڑے، عورتیں مرد سب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے میرے ساتھ تعاون کیا اور محنت کی اور اس کا نتیجہ ایک خوبصورت مشن ہاؤس کی عمارت کی شکل میں آپ کے سامنے ہے اس لئے آپ بھی خوش ہیں اور مجھے بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہماری جماعت ایک چھوٹی اور کمزور جماعت ہے جسے دنیا ختم کرنے کے درپے ہے لیکن خدا تعالیٰ اس کو بڑھاتا جارہا ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اتفاق نہیں کیونکہ ان کا

ایک امام نہیں۔ وہ اس سے محروم ہیں کہ ایک امام کی اطاعت کریں۔ اسی لئے ان میں لڑائی جھگڑے اور نا اتفاقی ہے۔ اگر ایک فرقہ مسجد بناتا ہے تو دوسرے فرقہ کو وہاں جانے کی اجازت نہیں لیکن جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو ہر ایک کو اپنی مسجد میں عبادت کی دعوت دیتی ہے۔ اس جماعت میں اتفاق ہے اس لئے کہ جماعت نے ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور جب تک ہم ایک ہیں اور ایک امام کے تابع رہیں گے خدا تعالیٰ ہم پر رحم کرتا رہے گا۔

آپ نے جس پیار اور محبت کے ساتھ مجھ ناچیز کی خدمات کا ذکر کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں لیکن یہ محض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث و رابع جیسے برگزیدہ کی دعاؤں اور آپ کے تعاون کا نتیجہ ہے۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے بچوں کے بارہ میں احباب کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

یہ بچے مستقبل کے لیڈر بننے والے ہیں۔ ان کی تربیت کی بہت بڑی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے گھر میں والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ مستقبل میں ان کی صحیح راہنمائی ہو سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک حالیہ ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا! ہمیں احمدی بنانے کا ایک ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ اب Construction کا وقت ختم ہو گیا اب conversion کا وقت ہے۔ اب ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ دوسروں کو احمدی بنائیں۔ اس طرف بھی ہمیں خاص توجہ دینی چاہئے۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے جس طرح آپ نے محبت سے مجھے

خوش آمدید کہا اور جس طرح محبت سے رخصت کر رہے ہیں اسی محبت سے میرے لئے دعائیں بھی کریں گے۔ میں ہمیشہ آپ کے لئے دعا گو رہتا ہوں اور آئندہ بھی انشاءاللہ رہوں گا۔

اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حاضرین نے چائے نوش کی۔ اس تقریب کا پروگرام مستورات نے اپنے ہال میں بیٹھ کر سنا جہاں سپیکر کا انتظام کر دیا گیا ہوا ہے۔

نوٹ: چائے سے پہلے مکرم شیخ صاحب کی فرمائش پر مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سنایا۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

خاکسار احمد انور
جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ بریڈ فورڈ

☆......☆......☆

ایڈریس منجانب جماعت احمدیہ ایسٹ لندن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل جب میں نے غور کرنا شروع کیا کہ حضرت شیخ صاحب کی خدمات سلسلہ کا ذکر کروں تو معاً میرا خیال آج سے تقریباً نصف صدی قبل چلا گیا جب محترم شیخ صاحب کو ۱۹۳۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے بطور مبلغ سلسلہ ایسٹ افریقہ بھجوایا جہاں انہوں نے ایک لمبا عرصہ انتہائی ناموافق حالات میں تبلیغ اسلام میں گزارا۔ اس عرصہ میں جو چوتھائی صدی سے زائد ہے جو خدمات سلسلہ محترم شیخ صاحب نے کیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اسے یہاں بیان کرنا ناممکن ہے اور حاضرین اس سے باخبر ہیں اور اس بات کے گواہ ہیں کہ بطور رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ محترم شیخ صاحب نے یہ عرصہ انتہائی مستقل مزاجی سے ایک کامیاب مبلغ کی طرح گزارا اور بے شمار دیگر کارہائے نمایاں کے علاوہ جو انہوں نے بڑا کام کیا وہ قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ ہے جو اس زبان میں بین الاقوامی طور پر سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنوں اور بیگانوں میں یکساں مقبول ہے۔ جسکا ثبوت یہ ہے کہ وہ وہاں کے غیر احمدی تاجر ۳۰۰ شلنگ میں جماعت سے لے کر ۵۰۰ شلنگ میں بازار میں فروخت کر رہے ہیں۔ میں مزید اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ یہ باب تاریخ احمدیت میں تفصیل کے ساتھ محفوظ ہو چکا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گا جس کے ساتھ محترم شیخ صاحب کا نام بھی تاریخ احمدیت میں ایک کامیاب جرنیل کی حیثیت سے تا قیامت زندہ رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

افریقہ سے پاکستان واپسی پر محترم شیخ صاحب مرکز سلسلہ مین قریباً ۱۷ سال

مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ آج سے چار سال قبل جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی نظر انتخاب برائے مبلغ انچارج برطانیہ آپ پر پڑی تو آپ اس وقت ربوہ میں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کے علاوہ نائب صدر انصار اللہ مرکزیہ تھے۔ حضور نے جب محترم شیخ صاحب کو مبلغ انچارج برطانیہ بنا کر بھیجا تو آپ کے ذمہ جو سب سے بڑی ذمہ داری لگائی وہ برطانیہ میں پانچ مراکز کا قیام تھا۔ محترم شیخ صاحب نے انتہائی نامساعد حالات میں کام شروع کیا اور جس کام کا بوجھ آپ پر ڈالا گیا تھا وہ انتہائی کٹھن تھا اور جماعت کی اکثریت اسے ناممکن سمجھتی تھی۔ (میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جماعت کے کئی اہم لوگ بھی اسے ناممکن سمجھتے تھے) مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعاؤں اور محترم شیخ صاحب کی انتھک کوششوں اور اولوالعزمی نے نہ صرف یہ کام احسن طور پر مکمل کر لیا بلکہ وہ مراکز جو زیر خرید ہیں اگر مکمل ہو جائیں تو برطانیہ میں مراکز کی تعداد دس ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ حضرت مصلح موعودؓ اور خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظر انتخاب بھی آپ ہی پر پڑی اور انہوں نے محترم شیخ صاحب کو امریکہ میں بطور مبلغ انچارج مقرر فرمایا ہے جہاں عنقریب محترم شیخ صاحب اپنے عہدے کا چارج لیں گے۔ وہاں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم شیخ صاحب کو ۵ مراکز کے قیام کا کام سپرد فرمایا ہے اور ہمیں کامل یقین ہے کہ محترم شیخ صاحب وہاں بھی اسی طرح کامیابی حاصل کریں گے۔ ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی ناصر ہو اور انہیں ہر جگہ کامیابی و کامرانی عطا کرے۔ آمین ثم آمین

ہم بھی محترم شیخ صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں خصوصاً ایسٹ لندن جماعت کے مرکز کے قیام کیلئے کہ خدا تعالیٰ

ہمیں جلد از جلد اپنا مرکز بنانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔ ہماری دلی تمنا اور خواہش ہے کہ خداتعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنا مرکز محترم شیخ صاحب کی موجودگی ہی میں بنالیں تا جس کام کو محترم شیخ صاحب نے شروع کیا ہے وہ ان ہی کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچے۔ آمین

مرزا مجیب احمد

صدر جماعت احمدیہ

ایسٹ لندن

☆......☆......☆

ہملٹن مگانا جماعت احمدیہ کے قائمقام صدر کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مکرم و محترم حضرت مولانا شیخ صاحب امیر و مشنری انچارج

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ ہر طرح سے بخریت ہونگے۔ خدا کرے۔ آمین ثم آمین۔ پہلے تو یقین نہ آتا تھا کہ آپ کی ٹرانسفر ہو جائے گی محض اس لئے کہ جس جوش، جذبہ اور رفتار سے آپ نے جماعت انگلستان میں کام کیا اور جو جو کارہائے نمایاں کئے اور جس جس قسم کے وسیع منصوبے اس جماعت کے لئے آپکے مدنظر تھے اور ہیں ان تمام چیزوں کو سوچ کر تو یقین یہی تھا کہ حضور پر نور آپ کو کہیں اور نہ بھجوائیں گے۔ لیکن اب اپنے علاقائی مبلغ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کی طرف سے خبر ملی ہے اب ایسا لگتا ہے کہ آپ واقعی جانے والے ہیں تو حالت یہ ہے کہ جہاں اس بات کا افسوس ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں گے تو اپنے ایک شفیق، دعاگو بزرگ اور سلسلہ کے ایک جلیل القدر عالم کی کمی کی وجہ سے ایک بہت بڑا خلا نظر آتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی احساس ہے کہ اگر حضور اقدس نے آپ کو امریکہ بھجوانے کا فیصلہ فرمایا ہے تو ضرور وہاں بھی آپ کی شدید ضرورت ہوگی۔ لہٰذا چار و ناچار دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے فضلوں سے نوازے اور ہر آن اور ہر گھڑی اپنی حفاظت میں رکھے اور پہلے سے بھی بڑھ کر آپ کو اسلام واحمدیت کی نہ صرف امریکہ بلکہ دنیا کے کونے کونے میں اعلیٰ سے

اعلیٰ خدمت کرنے کی توفیق بخشے اور کامیابی سے نوازے آمین ثم آمین۔

جماعت احمدیہ ہملٹن مگانا کے ہر فرد کی یہ دلی خواہش ہے کہ آپ بمع اہل و عیال ہمارے ساتھ ایک دفعہ پھر مل بیٹھیں اور کھانا نوش فرمائیں۔ امید ہے ہماری اس درخواست کو ضرور منظور فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

سب دوستوں کی طرف سے مودبانہ سلام اور درخواست دعا۔

والسلام

خاکسار

رشید احمد

قائمقام صدر

☆......☆......☆

انگلستان سے امریکہ کیلئے روانگی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایت پر وکالت تبشیر نے ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے دنوں میں خاکسار کو ہدایت بھجوائی کہ حضور نے خاکسار کی تبدیلی امریکہ کیلئے فرمادی ہے۔ ارشاد ہوا کہ خاکسار جلد امریکہ جانے کی کوشش کرے اور مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب سے چارج لے۔ دو تین ماہ امریکن امیگریشن کے قواعد و ضوابط کے مطابق ضروری کارروائی ہوتی رہی۔ امریکن سفارت خانہ سے مطالبہ ہوا کہ خاکسار جن جن ملکوں میں رہا وہاں سے پولیس کی رپورٹ منگوائی جائے خاکسار کے کیریکٹر وغیرہ کے متعلق۔ ایسٹ افریقہ سے نیروبی سے رپورٹ کچھ عرصہ بعد ملی اور کچھ عرصہ بعد ہندوستان سے قادیان کے ناظر صاحب امور عامہ کے ذریعہ وہاں کی پولیس کی رپورٹ بھی ہر طرح Clearence کی ملی۔ تمام قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد امریکن سفارتخانہ نے اپنے طور پر خاکسار کا میڈیکل چیک اپ کروایا۔ بفضل خدا ہر طرح سے صحت مند ہونے پر انہوں نے ویزا جاری کیا۔ خاکسار کی اہلیہ بھی ساتھ تھی۔ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء کو احباب جماعت اور لندن کے مبلغین کرام نے خاکسار کو مشن ہاؤس لندن سے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد جاپان سے لندن آگئے تھے انہیں اسی دن چارج دیا۔ یاد آرہا ہے مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں جو ان دنوں نیشنل صدر تھے وہ اپنی کار پر خاکسار کو اور خاکسار کی اہلیہ کو ایئرپورٹ پر لے کر آئے۔ ہیتھرو ایئرپورٹ پر لندن کے احباب سیکرٹری جنرل مکرم ہدایت اللہ صاحب بنگوی اور مبلغین کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سب بھائیوں نے

نہایت خلوص اور پیار سے دعا کے بعد رخصت کیا اور امیگریشن وغیرہ کی کارروائی مکمل ہونے پر جہاز میں سوار ہوا۔ امریکن نیشنل ایئرپورٹ پر اسی دن بخیریت مع اہل پہنچا۔ اسی دن جماعت ہائے امریکہ کی مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کی زیر صدارت مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو رہا تھا۔ سارے ملک سے پچیس تیس کے قریب نمائندے اس شوریٰ میں شرکت کیلئے موجود تھے۔ کچھ ان میں افرو امریکن بھائی بھی تھے۔ خاکسار یہاں برادرم مرزا بشارت احمد صاحب منیر کی کار پر نیشنل ایئرپورٹ سے آیا۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بھی اس شوریٰ کی میٹنگ میں موجود تھے۔

واشنگٹن میں پہلا خطاب اور اقدام

مکرم کلیم صاحب نے خاکسار سے شوریٰ کے نمائندگان کو خطاب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے خطاب سے پہلے خاکسار نے مشورہ کیا کہ خاکسار نے مواخات کے قیام کا فیصلہ کیا ہے اور سب سے پہلے آپ کی برادر مکرم مظفر احمد صاحب ظفر نیشنل پریذیڈنٹ سے مواخات قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے خاکسار کے اس ارادہ کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس بات کیلئے تیار ہو گئے کہ بے شک اعلان کر دیں اس مواخات کا۔ خاکسار نے اپنے سب سے پہلے اور مختصر خطاب میں مل جل کر رہنے، رنگ و نسل سے بالا ہو کر بھائی چارہ اور باہمی پیار و محبت کی فضاء قائم کرنے کی تلقین کی اور مواخات کے قیام کے ارادہ سے ممبران شوریٰ کو مطلع کیا۔ صاحبزادہ صاحب کا برادر مظفر احمد صاحب باہمی معانقہ اور مواخات کے اعلان کے بعد خاکسار نے جملہ ممبران مجلس عاملہ کے ایشین ممبروں کو افرو امریکن ممبروں کے ساتھ مواخات کی لڑی میں پرو دینے کا باری باری

اعلان کیا۔ اپنے متعلق خاکسار نے برادر رحمت جمال صاحب آف لاس اینجلز سے مواخات قائم کی۔

اس مواخات کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ ۱۹۸۱ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت پر مسجد اٹلی اور برازیل کے چندہ کے حصول کی کوشش کیلئے خاکسار کینیڈا اور امریکہ آیا تو محسوس کیا کہ افرو امریکن احمدیوں اور ایشین احمدیوں میں ایک قسم کی Friction پائی جاتی ہے اور بعض اوقات نسلی امتیاز کی وجہ سے خلفشار کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ امریکہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ایشین اور افرو امریکن ہر دو گروپ اس شوریٰ میں موجود تھے۔ خاکسار نے مناسب سمجھا کہ روز اول سے ہی باہمی اعتماد کی فضاء کے قائم کرنے کا اہتمام ہو جائے۔ جن جن احباب کی مواخات کرائی گئی ان سب کا ایک دوسرے سے معانقہ کروا دیا۔ اس طرح ہر دو آپس میں بغل گیر ہو گئے۔ اس اقدام کو جو ملک میں داخل ہوتے ہی خاکسار نے اٹھایا شوریٰ کے سارے ممبروں بلکہ ساری جماعت نے سراہا۔ جن جن دوستوں کو مواخات کے بندھن میں مربوط کیا گیا ان میں یہ تعلق جاری رہا۔

امریکہ آنے پر سب سے پہلا خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ احباب جماعت جو مسجد فضل امریکہ میں جمع تھے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا آج کا جمعہ امریکہ آنے کے بعد خاکسار کا پہلا جمعہ ہے۔ سوچا کیا کہوں بالآخر فیصلہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام اور پاک صحیفہ قرآن مجید کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کے برکات کے ذکر میں خاص ارشاد فرمایا ہے کہ ہر اہم مرحلہ اور کام بسم اللہ سے شروع کرو۔ تبلیغ

اسلام اور جماعت کی تربیت ایک اہم کام ہے اور بہت ہی نازک مگر ضروری فریضہ۔ دعا کے بعد پہلا خطبہ امریکہ آنے پر بسم اللہ کی برکات اور عظمت پر پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اس عظیم ملک میں اپنے فریضہ کو بسم اللہ سے ہی شروع کرتا ہوں۔

امت مسلمہ کے بزرگوں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں قرآن کریم کی مختلف آیات کو اپنے عرفان کی بناء پر خاص اہمیت اور عظمت دی ہے۔ اس عاجز نے بہت دفعہ اس بات پر غور کیا اور علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچا کہ سب سے عظیم آیت اور خاص برکت والی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام کو بسم اللہ سے شروع کیا۔ قرآن کریم میں ایک سو چودہ مرتبہ اس آیت کا نزول فرمایا۔ یہ وہ آیت کریمہ اور آیت مبارکہ ہے جسے اتنی بڑی تکرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ کثرت سے یہ تکرار ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ بہت برکت والی یہ بات ہے۔

پھر حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جو کام بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ یہی وہ برکت والی آیت ہے جس کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اعلان کیا کہ موعود عالم اللہ کا نام لے کر ہر کام و کلام شروع کرے گا۔ اس عظمت و اہمیت کے پیش نظر خاکسار اپنے ہم نشینوں، عزیزوں، دوستوں، ملنے جلنے والوں کو تاکید سے تلقین کرتا رہتا ہے کہ اگر کسی خاص وقت، خاص موقع کے لئے دعا یاد نہ ہو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی پڑھ لیا کرو۔ یہ ان سب دعاؤں کا نعم البدل تعویذ ہے۔ خاکسار کا اپنا عمل بھی اسی تلقین کے مطابق رہا ہے۔ مسنونہ ادعیہ کے ساتھ بسم اللہ کا ورد رکھتا

ہوں۔ احباب جماعت سے خاکسار کی آج کے خطبہ کے ذریعہ پہلی اور ابتدائی درخواست یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سوچ سمجھ کر حرز جان بنالیں۔ پھر دیکھیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی برکت اور رحمت سے ہم نوازے جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کو معمولی آیت خیال نہ کریں۔ خود حضرت رسول کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی وحی میں یہی ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے پڑھو۔ یہ وہ بابرکت نام ہے جس میں رحمانیت و رحیمیت کے عظیم اور وسیع دو سمندر موجزن ہیں۔ پس جو رحمانیت و رحیمیت کے سمندروں پر قابو پالیتا ہے اسے پھر کسی کا کیا خوف۔ وہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی بے بہا رحمتوں کا مورد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس برکت والی آیت کو اچھی طرح سے اپنالیں اور اپنے سب کام اسی بابرکت دعا سے شروع کریں تا ہمیں کامیابی حاصل ہو۔ آؤ ہم سب اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کا کام بسم اللہ سے شروع کریں۔

جماعتوں کا دورہ

امریکہ ایک عظیم ملک ہی نہیں بلکہ براعظم ہے جو پچاس ریاستوں پر اور ایک ڈسٹرکٹ پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ریاست ایک ایک ملک کے برابر ہے۔ خاکسار نے محترم کلیم صاحب سے چارج لیا اور انہیں عزت سے الوداع کیا۔ خاکسار نے اپنے قیام امریکہ میں افراد جماعت کو منظم رکھنے، مرکزیت اور اجتماعیت کی روح کو پروان چڑھانے۔ جماعتی مقاصد کی تکمیل بالخصوص دینی تعلیم و تربیت اور دیگر اغراض کیلئے مراکز، مشن ہاؤسز اور مساجد کی ضرورت شدت سے محسوس کی۔ خاکسار کی آمد کے وقت اس ملک میں دو تین مقامات پر ہی مراکز تھے۔ جماعتوں کا دورہ کیا۔ ان کی آراء سنیں۔ ان کے Views سے آگاہ ہوا۔ ان کی پریشانیوں کا مشاہدہ کیا۔ احساس ہوا کہ مراکز نہ ہونے کے باعث جماعتیں اور افراد منتشر ہیں۔ کبھی

کرایوں پر کمرے لئے جاتے ہیں اور کبھی افراد جماعت کے گھروں میں میٹنگ کی جاتی ہے۔ انہی دنوں امریکہ کی نسبتاً ایک بڑی جماعت نیویارک میں شرکت کی۔ ان کے ذمہ دار افراد سے یہ سن کر سخت افسردہ ہوا اور پریشانی کہ "ہماری کیا حیثیت ہے ہم بے گھر ہیں' یتیموں والا ہمارا حال ہے۔" ان کے سخت قسم کے ریمارکس بھی سننے میں آئے جن کے لکھنے کی مجھے تاب نہیں۔ اس وقت یہ سب کچھ سن کر خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی' ان کی تسلی اور اطمینان کی صورت پیدا کی اور بتایا کہ انشاء اللہ بہت جلد آپ کی یتیمی دور ہو گی۔ آپ بے گھر بھی نہیں رہیں گے۔ بہت جلد آپ کی جماعت کیلئے آرام گاہ اور مرکز کا انتظام کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حسن اتفاق سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی آمد سے قبل پانچ اہم شہروں میں مراکز قائم کرنے اور پچیس لاکھ ڈالر جمع کرنے کا ٹارگٹ دیا ہوا تھا۔ بہت سے دوست اور ذمہ دار افراد اسے ناممکن خیال کر رہے تھے لیکن خاکسار نے اس تحریک کو برکت سمجھا۔

مہم کا پہلا مرحلہ ۔ زمینوں کا حصول

خاکسار نے پرزور انداز میں جماعت کے موجودہ حالات بیان کر کے اور حضور کی خاص توجہ کا ذکر کر کے دعا سے مہم کا آغاز کر دیا اور مالی قربانی کی تحریک کی کہ حضور کے اس منصوبہ کو مکمل کیا جائے۔ جماعت بفضل خدا زمینوں کے حصول اور خرید کی اس تحریک کے نتیجہ میں مستعد ہو گئی۔ دھڑا دھڑ رقوم آنی شروع ہوئیں۔ کچھ عرصہ بعد خدا کے فضل سے ہم اس قابل ہو گئے کہ سب سے پہلے ملک کے دارالخلافہ واشنگٹن میں دس ایکڑ کے قریب زمین خرید لی گئی۔ جماعت کو اس خبر سے خوشی ہوئی۔ مزید حوصلہ ہوا اور خواتین مردوں نے

یارک کے امریکن احمدی احباب

یارک سکول کے طالب علم مع نگران

عطیات دینے میں خوب خوب مستعدی دکھائی۔ واشنگٹن کے بعد (۲) شکاگو جو اہم شہر ہے اس میں پانچ ایکڑ زمین کا قطعہ خرید کیا گیا۔ اس زمین میں ایک وسیع مکان بھی تھا۔ مکان میں فوری طور پر نمازوں کے پڑھنے اور مبلغ کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔ بعد ازاں (۳) ڈیٹرائٹ میں سات ایکڑ زمین حاصل کی گئی جو کہ ایک اچھے علاقہ میں ہے۔ (۴) لاس اینجلز میں پانچ ایکڑ Chino کے علاقہ میں قطعہ زمین خرید کیا گیا۔ اس قطعہ زمین پر ایک وسیع مکان بھی تھا جو فوری طور پر مبلغ کی رہائش اور ایک لحاظ سے مشن ہاؤس کا کام دیتا رہا۔ ان شہروں میں حضور ایدہ اللہ کی منشاء کے مطابق بفضل خدا زمین حاصل کرلی گئی۔ ضروری دستاویز اور ان کی رجسٹریشن بھی ہو گئی۔ ان زمینوں کی خرید سے جماعت میں نہ صرف قربانی کا جذبہ اور بیداری مزید پیدا ہوئی بلکہ خوب خوب حوصلہ بھی ہوا کہ "اب خدا کے فضل سے کچھ ہونے والا ہے" کا زندہ احساس جماعت میں نمودار ہونے لگا۔ زمینوں کی قیمت بفضل خدا خالصتاً عطیات سے ادا کر دی گئی۔ مختلف دوستوں نے بڑی بڑی رقوم دے کر امداد کی۔ ان زمینوں کے حصول میں مکرم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب نے بالخصوص امداد کی۔ الحمد للہ پہلا مرحلہ خوبی و خیریت سے طے ہوا۔

مہم کا دوسرا مرحلہ۔ مساجد کی تعمیر اب دوسرے مرحلہ کی طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے یارک میں مشن ہاؤس اور مسجد قائم ہوئی۔ خاکسار کی آمد سے پہلے یہاں ایک مکان دیکھا گیا تھا اس کی خرید کی تجویز تھی اور بنک سے قرضہ لے کر اسے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنک سے قرضہ سود پر لینے کے خلاف تھے اور منع فرما دیا۔ خاکسار نے اس مکان کو دیکھا مگر وہ اس قابل نہ تھا

بیت الفضل مشن ہاؤس۔ نیو یارک

کہ ہماری ضرورت کو پورا کرتا۔ اس دورہ میں یارک میں جب خاکسار اس مکان کو دیکھنے گیا تو معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا ایک ادارہ اپنی عمارت کی فروخت کر رہا ہے۔ خاکسار کو جب اس کی ضروری تفصیلات کا علم ہوا تو جماعت کے مشورہ اور وکلاء سے بات کر کے فوری طور پر اس عمارت کو خریدنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ساتھ ایک اور عمارت تھی وہ بھی فروخت ہو رہی تھی وہ بھی خرید لی گئی۔ ان ہر دو عمارتوں میں کچھ تو احباب کے وقار عمل کے طور پر اور کچھ کاریگروں کے ذریعہ ضروری ردوبدل کر کے بہت اچھے انداز میں مسجد اور اس کے ساتھ دفاتر اور دیگر ضرورتوں کیلئے کمرے تیار کروالئے گئے۔ اس مسجد کا نام مسجد نور رکھا گیا۔ اس ساری عمارت کے تیار ہونے اور باقاعدہ استعمال ہونے پر احباب جماعت نے جہاں خاص خوشی کا اظہار کیا وہاں احباب میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اب بفضل خدا اور بھی مسجدیں بنیں گی۔ جماعت میں ایک نئی امنگ اور جوش پیدا ہوا۔

نیو یارک میں مشن ہاؤس

نیو یارک شہر ایک اہم شہر ہے۔ ایک کروڑ کی آبادی کا شہر ہے۔ احمدی بھی ایک عرصہ سے یہاں رہ رہے ہیں۔ اگرچہ زمین کی بے حد تلاش کی مگر سخت گراں اور موقع کی زمین بھی نہ مل سکی۔ حضور کی ہدایت تھی کہ اس شہر میں بھی مرکز ہونا چاہیے۔ بسیار کوشش اور تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ اچھے صاف ستھرے علاقہ میں ایک سکول کی عمارت فروخت ہو رہی ہے۔ اسے دیکھا گیا۔ احباب نے دیکھا، بار بار جا کر دیکھا، اوپر اور نیچے ہال دو کمرے ضروریات کیلئے اور عقب میں خالی زمین کا ایک معقول رقبہ۔ جماعت کے ساتھ مشورہ ہوا۔ ہر ضروری بات کا جائزہ لیا گیا۔ بسیار غور و فکر کے بعد چھ لاکھ ڈالر میں یہ عمارت خرید کرلی گئی۔ سامنے

ایک آباد سڑک ہے۔ فیصلہ ہوا کہ نیچے کا ہال مردوں کیلئے اور اوپر کا ہال عورتوں کیلئے وقف ہو۔ ایک کمرہ جو ہال سے ملحق ہے اور سڑک سے اندر آتے ہی بائیں طرف ہے بطور دفتر ٹھیک کرایا گیا اور اوپر کے ہال کے ساتھ جو دو کمرے ہیں وہ مبلغ کی رہائش کے لئے تجویز کئے گئے۔ ایک بہت بڑے شہر میں عمارت کا حصول جماعت کے لئے سکون کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بے چینی کو دور کیا اور ان کی اخلاقی، روحانی تربیت گاہ کا انتظام فرمایا اور مرکزیت کا۔ جماعت کو اس مرکز اور مشن ہاؤس کے قیام سے خاص خوشی ہوئی۔ اس تعلق میں چند تصاویر پیش کر رہا ہوں جو اس عمارت کی کسی قدر تفصیلات پر روشنی ڈالتی ہیں۔

(۳) ولنگبرو (نیو جرسی) کے علاقہ میں محترم ڈاکٹر احسن اللہ ظفر صاحب کی مساعی اور خاص قربانی سے اڑھائی ایکڑ زمین کا رقبہ خرید کیا گیا۔ اس میں پہلے سے ایک مکان تھا اسے مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا۔ نماز کی ادائیگی کے لئے اوپر اور نیچے مسجد کے دو ہال بنائے گئے۔ اوپر کا ہال مردوں کے لئے ریزرو کیا گیا اور نیچے کا ہال خواتین کیلئے۔ ایک آدھ فرلانگ کے فاصلہ پر اسی رقبہ میں ایک ہال ہے جو کافی بڑا ہے جس میں بچوں کی کلاسز کے استعمال کے علاوہ کبھی جماعتی اجلاسوں کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بفضل خدا اس علاقہ کی جماعت کی دینی ضروریات کو انجام دینے کا خاص انتظام ہوا۔ مکرم ڈاکٹر احسن اللہ ظفر صاحب اس جگہ اور مسجد کی تعمیر کے خرچ کے علاوہ بھی بہت فراخی سے خاکسار کی جماعتی کاموں میں امداد کرتے رہے۔ فلوڈلفیا ایک پرانا اور خاصا بڑا شہر ہے۔ افروامریکن احمدیوں کی جماعت کی خاصی تعداد ہے اور ایشین احمدیوں کی بھی۔ ایک عمارت جو لب سڑک تھی کونسل کی منظوری سے خاکسار نے اسے مسجد کی شکل میں تبدیل کروایا۔ اس کا نام ناصر

ایک آباد سڑک ہے۔ فیصلہ ہوا کہ نیچے کا ہال مردوں کیلئے اور اوپر کا ہال عورتوں کیلئے وقف ہو۔ ایک کمرہ جو ہال سے ملحق ہے اور سڑک سے اندر آتے ہی بائیں طرف ہے بطور دفتر ٹھیک کرایا گیا اور اوپر کے ہال کے ساتھ جو دو کمرے ہیں وہ مبلغ کی رہائش کے لئے تجویز کئے گئے۔ ایک بہت بڑے شہر میں عمارت کا حصول جماعت کے لئے سکون کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بے چینی کو دور کیا اور ان کی اخلاقی' روحانی تربیت گاہ کا انتظام فرمایا اور مرکزیت کا۔ جماعت کو اس مرکز اور مشن ہاؤس کے قیام سے خاص خوشی ہوئی۔ اس تعلق میں چند تصاویر پیش کر رہا ہوں جو اس عمارت کی کسی قدر تفصیلات پر روشنی ڈالتی ہیں۔

(۳) ولنگبرو (نیو جرسی) کے علاقہ میں محترم ڈاکٹر احسن اللہ ظفر صاحب کی مساعی اور خاص قربانی سے اڑھائی ایکڑ زمین کا رقبہ خرید کیا گیا۔ اس میں پہلے سے ایک مکان تھا اسے مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا۔ نماز کی ادائیگی کے لئے اوپر اور نیچے مسجد کے دو ہال بنائے گئے۔ اوپر کا ہال مردوں کے لئے ریزرو کیا گیا اور نیچے کا ہال خواتین کیلئے۔ ایک آدھ فرلانگ کے فاصلہ پر اسی رقبہ میں ایک ہال ہے جو کافی بڑا ہے جس میں بچوں کی کلاسز کے استعمال کے علاوہ کبھی جماعتی اجلاسوں کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بفضل خدا اس علاقہ کی جماعت کی دینی ضروریات کو انجام دینے کا خاص انتظام ہوا۔ مکرم ڈاکٹر احسن اللہ ظفر صاحب اس جگہ اور مسجد کی تعمیر کے خرچ کے علاوہ بھی بہت فراخی سے خاکسار کی جماعتی کاموں میں امداد کرتے رہے۔ فلوڈلفیا ایک پرانا اور خاصا بڑا شہر ہے۔ افرو امریکن احمدیوں کی جماعت کی خاصی تعداد ہے اور ایشین احمدیوں کی بھی۔ ایک عمارت جو لب سڑک تھی کونسل کی منظوری سے خاکسار نے اسے مسجد کی شکل میں تبدیل کروایا۔ اس کا نام ناصر

مسجد تجویز ہوا۔ اس کے پچھلے حصہ میں دوسری سڑک پر مکان ہے جو مشن ہاؤس اور دیگر ضروریات کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا نچلا حصہ جماعتی اجلاسوں اور بعض دیگر ضروریات اور خاص اوقات میں نمازوں کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(۴) نیو جرسی کا وہ علاقہ جو نیویارک کے جنوب میں واقع ہے وہاں ایک موزوں ہال خرید کیا گیا۔ اس کا نام بیت الاحد حضور نے تجویز فرمایا۔ احباب نے اس کی خرید میں نمایاں حصہ لیا۔ محترم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ایک لاکھ ڈالر اس کی خرید کیلئے دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ضروری تبدیلیوں کے ساتھ مسجد کی شکل دی گئی۔ جماعت کے دیگر احباب نے بھی دل کھول کر امداد دی۔

(۵) کلیولینڈ میں عیسائیوں کا چرچ تھا جو وہ فروخت کر رہے تھے۔ حضور نے اس شرط سے اس کے خرید کرنے کی اجازت دی کہ اگر وہ تحریری طور پر یہ لکھ کر دیں کہ بعد میں مسجد کے استعمال سے ان کو اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے لکھ کر ایسی تحریر پیش کر دی۔ احتیاطاً سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب جو ایک مدت سے کلیولینڈ میں رہتے ہیں انہوں نے یہ بلڈنگ خریدی۔ بہت اچھی صاف ستھری اور وسیع ہے۔ بعد میں جماعت کو منتقل ہوئی۔ اب یہ عمارت مسجد کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں جماعتی اجلاس بھی اس جگہ منعقد ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۱ء کی شوریٰ امریکہ کی جماعتوں کی یہاں ہی منعقد ہوئی۔ پرانا خاندان مکرم سید عبدالرحمٰن صاحب کے عزیزوں کا یہاں مسکن ہے۔ اس کی خرید میں جماعت امریکہ کے علاوہ کلیولینڈ کے احمدی ڈاکٹروں اور احباب نے بھی خوب حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(۶) Lusiana میں نیو آرمین جو ایک بڑا شہر ہے خاکسار کے عزیز وہاں رہتے ہیں۔ بھتیجے بھانجے عزیز شیخ رشید احمد صاحب جو اب فوت ہو چکے ہیں متفکر تھے۔

Bait-ul-Hameed Mosque, Chino, California, U.S.A.

جماعت نے بھی ان کی مدد کی۔ حضور نے بھی فرمایا کہ فی الحال ایک مکان لے لو۔ چنانچہ ایک مکان خرید کیا گیا جس میں جماعت کے دوست جو قرب و جوار میں رہتے ہیں نمازوں کی ادائیگی یہاں کر لیتے ہیں۔

(۷) لاس اینجلز جہاں پانچ ایکڑ کا رقبہ خرید کیا گیا تھا لمبا عرصہ کونسل میں سماعت اور ہمسائیوں کے اعتراضات اور بعض دیگر پریشانیوں کا اگرچہ سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ نے کامیابی دے دی۔ بفضل خدا ایک وسیع و عریض مسجد کی تعمیر ہوئی۔ عورتوں کیلئے الگ اور مردوں کیلئے الگ ہال تعمیر ہوئے۔ دفاتر تعمیر ہوئے۔ دیگر ضروریات کا اہتمام سے انتظام ہوا۔ مزید براں مسجد کے ساتھ ایک الگ ہال ۶۰ x ۵۰ کا تعمیر کروایا گیا۔ اس قطعہ میں مبلغ کی رہائش کیلئے الگ مکان ہے۔ اس مسجد کا نام حضور نے بیت الحمید تجویز فرمایا۔ پارکنگ کیلئے وسیع انتظام ہے۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے مالی قربانی کا خاص نمونہ پیش کیا۔ Lionshare ان کا اس مسجد کے اخراجات کے سلسلہ میں ملا۔ ویسٹ کوسٹ کے احباب نے فراخ دلی سے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ باقی اخراجات تعمیر مرکزی فنڈ سے جو مساجد کے حصول کے لئے حاصل کیا گیا ادا ہوئے اور آرکیٹکٹ کے بھی۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب شروع سے لے کر آخر وقت تک کونسل کی کارروائیوں میں حصہ لیتے رہے اور تعمیر کے دوران نگرانی بھی کرتے رہے۔ عزیزم محمد اشرف راجپوت نے تعمیری حصہ میں خاص دلچسپی لی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد اور افتتاح حضور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا۔ الحمد للہ

مسجد بیت الحمید کا نظارہ کر کے احباب خاص خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یہ عاجز بروقت مالی امداد بھجواتا رہا جماعتی فنڈ سے جو مساجد کیلئے جمع کیا۔ اس مسجد پر کل خرچ دس لاکھ ڈالر آیا۔ مسجد کا فوٹو احباب کی زیارت کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔

Yousuf Mosque, Tucson, Arizona, U.S.A.

(۸) شکاگو میں ایک پہاڑی نما زمین پر پانچ ایکڑ کا پلاٹ ہے۔ مسجد کے نقشے بن چکے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے گذشتہ سال اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے۔ چار ملین ڈالر خرچ کا اندازہ ہے۔ خاکسار نے اس مسجد کے لئے دورہ کیا۔ دو لاکھ ڈالر کے وعدے ہوئے کچھ نقد بھی وصول ہوا۔ رہائشی مکان میں اس وقت مبلغ رہ رہا ہے۔ مقامی جماعت نے نصف خرچ برداشت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور جلد مسجد کی تعمیر مکمل ہو۔

(۹) ڈیٹرائٹ میں ایک پرانی عمارت مسجد کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ جو خستہ ہو چکی تھی۔ اسے از سرنو Renovate کیا گیا۔ بہت سا کام وقار عمل کے طور پر ہوا جو عزیزم محترم لئیق احمد بٹ صاحب اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے انجام دیا۔ سات ایکڑ کا رقبہ یہاں خریدا گیا ہے۔ مسجد کے نقشے بن چکے ہیں۔ انشاء اللہ کسی وقت مسجد کی تعمیر ہو گی۔

(۱۰) روچیسٹر میں بھی عمارت خرید کی گئی۔ اسے مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا اور اس کا نام حضور نے بیت النصیر تجویز فرمایا۔ روچیسٹر کے سب دوستوں نے خاص طور پر حصہ لیا اور مالی امداد پیش کی اور مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب نے سب سے زیادہ حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۱۱) طوسان میں مکرم ڈاکٹر ظفر قریشی صاحب نے مسجد کے لئے بڑی رقم زمین کی صورت میں پیش کی۔ یہاں پہلے مسجد تعمیر ہو چکی تھی لیکن کونسل نے سڑک چوڑی کرنے کیلئے اس کے کچھ حصہ کو گرا دیا۔ بعد میں نئی مسجد تعمیر ہوئی۔ گنبد اور مینار دلکش انداز میں تعمیر ہوئے۔ خاکسار نے اس کی بنیاد رکھی۔ قریباً پانچ لاکھ ڈالر اس کی تعمیر پر خرچ آیا جو محترم ڈاکٹر ظفر قریشی صاحب کی زمین کی فروخت سے حاصل ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر ایک غیر مسلم

نے حضور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' عبداللہ نام تجویز ہوا۔ موجودہ صورت میں جو مسجد تعمیر ہوئی اس کا فوٹو دیا جا رہا ہے۔ کونسل نے ہر قسم کی سہولت مہیا کی۔

(۱۲) زائن میں جو ڈوئی کا شہر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں آکر تباہ ہوا اس شہر میں جبرائیل سڑک پر ایک عمارت دو منزلہ خرید کی گئی۔ اوپر دفاتر اور نیچے کے حصہ میں مسجد تیار کی گئی۔ ضروری مرمت اور کارپٹ بچھائے گئے اور ساری عمارت کو Renovate کیا گیا اور قابل استعمال بنایا گیا۔

Zion مشن ہاؤس کے قیام پر حضور نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا:۔

"Zion میں مشن کیلئے عمارت کی خرید کا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں بہت برکت ڈالے اور اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔" (۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء)

(۱۳) سان فرانسسکو میں ایک عرصہ سے تلاش جاری تھی کہ کوئی مناسب جگہ یا مکان ملے۔ آخر ایک رقبہ تین ایکڑ کا ملا جس میں مکان بھی تھا۔ مکان بطور مشن ہاؤس استعمال ہونے لگا اور مبلغ کی رہائش کا بھی انتظام ہوا۔ یہاں کے دوست بالخصوص پٹس برگ کے احباب اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور باقاعدگی سے نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔

(۱۴) بالٹی مور میں ایک عرصہ سے ایک مکان کو بطور مشن ہاؤس جماعت استعمال کر رہی تھی اور یہ مکان کسی افرو امریکن کے نام تھا۔ جماعت پریشان تھی کہ وہ اپنی زندگی میں اگر جماعت کے نام ٹرانسفر نہ کرے گا تو مشکل پیش آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو توفیق دی۔ مکرم داؤد احمد صاحب سیکرٹری جائیداد کی خاص جدوجہد سے یہ عاجز اس افرو امریکن بھائی سے ملا اور درخواست کی۔ خاکسار کی ترغیب و تلقین پر اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی کہ جماعت کے نام ٹرانسفر کر دیا۔

Rizwan Mosque. Portland, Oregon, U.S.A.

ایک افرو امریکن احمدی بھائی نے جماعت کے نام یہ مکان ٹرانسفر کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اس کے آگے پیچھے کافی کھلی زمین ہے۔ ایک عرصہ سے باقاعدہ مبلغ سلسلہ رہ بھی رہا ہے اور عبادت اور اجلاسوں کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ والحمدللہ

ان سب مساجد اور مشن ہاؤسز اور زمینوں کی خرید پر پچیس لاکھ ڈالر کا خرچ آیا۔ بفضل خدا امریکہ کی جماعت نے دلی خلوص سے ساری کی ساری رقم پیش کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(۱۵) Huston میں ایک اچھا وسیع رقبہ جس میں مکان بھی اور ایک اور عمارت ہے جماعتی اغراض اور نمازوں کیلئے استعمال ہو رہی ہے اور مبلغ کی رہائش مکان میں ہے۔ باقی عمارت میں جماعتی اجلاس اور نمازیں ادا کی جا رہی ہیں۔ یہ سارا رقبہ جماعت کے مرکزی مسجد فنڈ اور لوکل احباب کی مساعی سے حاصل کیا گیا۔

(۱۶) پورٹ لینڈ میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہمارے دو محترم ڈاکٹروں' ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب اور ڈاکٹر سید آفتاب احمد صاحب نے اس جگہ ایک ایکڑ کا رقبہ جو شہر میں تھا خرید کیا اور اس پر خوبصورت مسجد کی تعمیر کا خرچ بھی برداشت کیا۔ اس عاجز نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور حضور نے افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کا نام مسجد رضوان حضور نے تجویز فرمایا۔ دیکھیں یہ مسجد جہاں اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہوتا ہے۔ اس مسجد کے قریب ہی ایک احمدی بھائی کی رہائش کا مکان بھی ہے۔

مسجد واشنگٹن بیت الرحمٰن

واشنگٹن میں مسجد کیلئے زمین خریدی جا چکی تھی اور مسجد کی بنیاد حضرت خلیفة المسیح الرابع نے کچھ عرصہ پہلے رکھ دی تھی۔ حضور کی ہدایت پر خاکسار نے حضور کے بعد دوسری اینٹ بنیاد میں رکھی۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے اور صاحبزادی امتہ القیوم صاحبہ نے بھی حضور کی ہدایت پر بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔

اس تقریب پر خاص فنکشن منعقد ہوا۔ مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب شاہین آف نیویارک نے اس بنیاد کی تقریب میں شکرانہ کے طور پر کثیر تعداد میں لڈو تقسیم کئے۔ لیکن مسجد کی تعمیر اس پر رکی رہی اور کچھ عرصہ بعد ضروری نقشے اور کونسل کی منظوری کے بعد موجودہ جگہ پر بیت الرحمٰن مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امارت کے دوران مکمل ہوئی۔ ایک دیدہ زیب خوبصورت وسیع عمارت مسجد کی تعمیر ہوئی۔ تمام ضروریات کا خیال رکھا گیا۔ Basement میں نیشنل مجلس عاملہ کے سکرٹریوں کے دفاتر بنائے گئے۔

Good Hope سڑک کے بائیں طرف اور Brigg Chaney کے کونے میں مسجد دو منزلہ عورتوں اور مردوں کیلئے گنبد اور مینار کے ساتھ مکمل ہوئی۔ حضور خلیفۃ المسیح الرابع نے اس مسجد کے افتتاح پر خصوصی پیغام بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار نے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کی طرف سے اور بھائیوں، بہنوں اور دامادوں کی طرف سے اور والدین کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم مسجد کیلئے پیش کی۔ محترم ملک مسعود احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت امریکہ کے توسط سے حضور نے ۲۷ جون ۱۹۸۹ء کو حسب ذیل خط اپنی دعا اور قبولیت چندہ سے ممنون فرمایا۔

محترم ملک صاحب نے لکھا:۔

"حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر بندہ آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض کر رہا ہے کہ حضور نے آپ اور آپ کے تمام عزیز و اقارب کیلئے دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ آپ کے اخلاص میں برکت ڈالے اور تمام عزیزان کو مزید خدمت دین کی

مسجد بیت الرحمن۔ واشنگٹن

توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی یہ رقم واشنگٹن میں جمع کروائی جائے۔"

یہ رقم اس وقت ادا کی گئی جب مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی۔ الحمدللہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خصوصی پیغام میں جو مسجد بیت الرحمٰن کے افتتاح پر محترم حضرت امیر صاحب کو بھجوایا اور انہوں نے مسجد کی باہر کی دیوار پر سنگ مرمر کی پلیٹ پر کندہ کروا کر Fix کرایا۔ اس کا وہ حصہ جو قربانی کرنے والوں کیلئے خصوصی دعا اور شکریہ کا جس میں ذکر ہے اس عاجز عاصی کا بھی کہ باوجود اس بڑھاپے کی عمر کے اس مسجد کیلئے عطیات جمع کرنے میں غیر معمولی جدوجہد سے کام لیا' حضور نے اس میں خاص طور پر خاکسار کی اس خدمت کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔

"Out side the executive, there is one name which I would personally like to add to the list of those who performed outstanding work with regard to the collection of funds- Hazrat Sheikh Mubarak Ahmad Sahib, the ex Amir and Missionary- In-Charge of U.S.A. His sternesus tours for fund raising have been truly impressive. He must be nearing 90 years of age and yet, by the grace of Allah, he works like a yong man. God bless him and all the workers in whatever capacity they worked. May posterity also remember them with prayers when they read this brief mention of their services on this
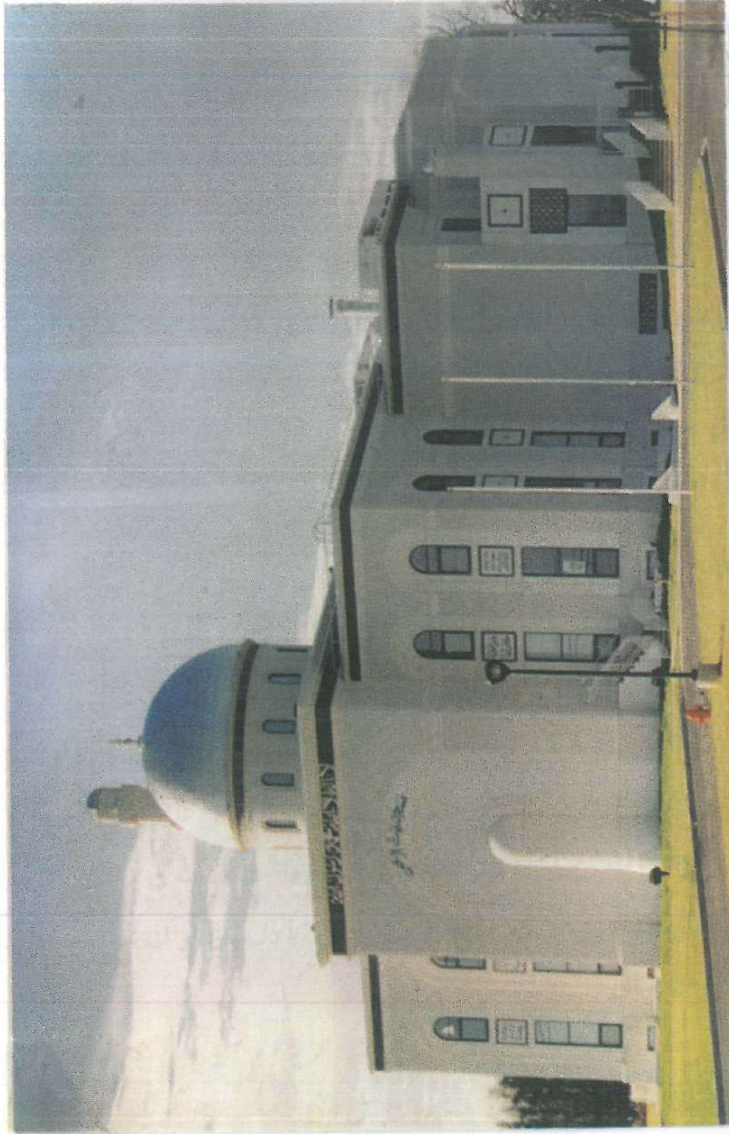
stone tablet."

(Page 20-1994 Souvenir)

اس مسجد کی تعمیر پر چار ملین ڈالر سے کچھ زائد خرچ آیا۔ جو بفضل خدا جماعت احمدیہ امریکہ کے مخلصین مردوں اور خواتین کی مبارک کاوش کا نتیجہ ہے۔ والحمدللہ علی ذالک

ان مساجد اور مشن ہاؤسز جن کی تعمیر اور خرید کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور احباب کی مالی قربانی کا۔ ان کے علاوہ انگلستان میں اسلام آباد کے مرکز کے قیام اور خرید کیلئے حضور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک پر امریکہ سے ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر پیش کرنے کی بھی سعادت ملی۔ یہ رقم خاکسار کے دور امارت میں جمع کی گئی اور بھجوائی گئی۔

قرآن مجید کے تراجم کی تحریک

ان تحریکات کے علاوہ ایک اور بھی آسمانی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تھی۔ حضور نے قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں کروانے کا پروگرام پیش کیا۔ بفضل خدا امریکہ کے احباب اور جماعتوں میں اس عاجز نے حضور کی اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کیلئے طباعت کا خرچ برداشت کرنے کی پر زور تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے افراد کو مندرجہ ذیل زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی توفیق عطا فرمائی۔

ا۔ گریک زبان میں مکرم ڈاکٹر حامد عزیز الرحمٰن صاحب نے اخراجات برداشت کرنے کے علاوہ گریک زبان میں اپنی بیگم سے جو گریک ہیں ترجمہ بھی کروایا۔

۲۔ پشتو زبان میں مکرم ڈاکٹر انوار احمد صاحب نے اخراجات برداشت کئے۔

۳۔ کورین زبان میں

۴۔ مینڈے زبان میں

۵۔ فرانسیسی زبان کے اخراجات اور

۶۔ گجراتی زبان میں اخراجات برداشت کرنے کی جماعت احمدیہ کے احباب کو سعادت ملی۔

ایک اور اہم خدمت جس کی خاکسار کے امریکہ میں قیام کے دوران جماعت امریکہ کو توفیق ملی انگریزی تفسیر القرآن کی اشاعت اور انڈیکس کی تیاری کا خاص کام سرانجام ہوا۔ یہ کام مرکز کی ہدایت پر چند خواتین نے دن رات لگ کر بڑی محنت سے کیا۔ بالخصوص محترمہ عائشہ شریف آف یارک اور سسٹر شکورہ اور بعض دیگر خواتین نے اپنے اپنے حصہ کی تکمیل کی۔ جزاھن اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ

قرآن مجید کی تقسیم

قرآن کریم کی خدمت کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ سمجھدار لوگوں میں اس کی تقسیم کی جائے۔ صد سالہ جوبلی کے موقع پر اسلامی لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ قرآن کریم کی بھی تقسیم کی گئی اور اکثر معززین کو خود جا کر پیش کیا۔ بعض احباب اور دانشوروں کو وفد کی صورت میں مل کر قرآن کریم پیش کرنے کی سعادت ملی۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ ان سب نے نہایت ادب ' عزت و احترام سے قرآن کریم کے تحفہ کو قبول کیا اور اسے پڑھنے کا وعدہ کیا۔ ایسے چند دانشوروں اور احباب کے فوٹوز جب کہ ان کو قرآن کریم پیش کیا گیا شامل کتاب کر رہا ہوں۔

فلاڈلفیا میں افرو امریکن لیڈر مسٹر جیکسن کو قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر پیش کیا جارہا ہے

The Amir presenting Holy Quran to Prof Galbraith

پروفیسر گابریتھ سے جو امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ایک اعلی عہدہ کے افسر تھے جن سے کئی بار سلسلہ کی بعض ضروریات کے سلسلہ میں ملاقات بھی ہوتی رہی۔ انہیں قرآن کریم پیش کیا جارہاہے۔ آج کل سفارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

Zambia کے سفیر کو ان کے سفارت خانہ میں قرآن کریم کا ھدیہ پیش کیا۔

The Amir presenting Holy Quran to Ambassador of Mauritius

The Amir presenting Holy Quran to DC's Mayor Barry

جماعت امریکہ کی تربیت کا خاص اہتمام

بفضل خدا اس عاجز کو جماعت ہائے امریکہ کے افراد کی دینی تربیت اور علمی و اخلاقی برتری کا خاص خیال رہا۔ اس غرض کیلئے تقاریر، خطبات اور مختلف مجالس میں گفتگو اور ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ نیکی تقویٰ کی راہ پر گامزن ہونے اور اسلامی روایات کو اپنانے کی مسلسل تبلیغ و تلقین احباب و خواتین کو ان کے اجتماعوں، میں جلسوں میں اور دیگر فنکشن میں جو جماعت کسی غرض کیلئے منعقد کرتی رہی توجہ دلاتا رہا۔ خلافت و نظام سے گہری وابستگی، فرمانبرداری اور اطاعت کا خاص جذبہ اور عہدیداروں سے مخلصانہ تعاون کی روح احباب و خواتین اور نوجوانوں میں پیدا ہوئی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلفاء وقت کی تحریکوں پر عملاً لبیک کہنے سے ظاہر ہے۔ بالخصوص اسلامی تہذیب و تمدن اور احکام قرآنی کی پیروی کی تحریک کو ہر ممکن طریق پر نافذ کرنے کی جدوجہد کی۔ خاکسار کے اس ملک میں آنے سے قبل مردوں عورتوں کی مخلوط مجالس کا انعقاد ہوتا تھا اور یہ ان کا ایک عام دستور تھا۔ اس قسم کی مجالس سے کلی اجتناب کی خاکسار نے مسلسل تحریک کی اور روکا۔ بفضل خدا یہ کوشش جاری رہی اور کامیابی ہوئی۔

اسلامی پردہ جو کلی طور پر مفقود ہو رہا تھا حضور کی اس بارہ میں خصوصی تنبیہ کے پیش نظر اسلامی پردہ کے معمولات کو اختیار کرنے کی پر زور توجہ دلاتا رہا جو بہت حد تک فائدہ مند ثابت ہوئی۔ اسی طرح Family Planning کے تحت مغربی انداز کو اختیار کیا جا رہا تھا۔ خاکسار اجتماعوں میں اور سالانہ جلسوں کی تقریروں میں احباب کو سمجھاتا رہا اور انہیں آگاہ کیا کہ بعض ممالک میں ہماری

ریڈ انڈین لیڈر کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا جا رہا ہے

محترم صاحبزادہ صاحب اور خاکسار لیڈر سے محو گفتگو ہیں

تبلیغی جدوجہد پر قدغن ہے اور آپ لوگوں نے بھی احمدیت کی ترقی کے ایک اہم ذریعہ پر از خود قدغن لگا رکھی ہے کہ ایک دو سے زائد بچے نہ پیدا ہوں۔ خدا کے رسول کا تو ارشاد ہے اور خاص حکم ہے "تزوجوا الودود الولود" (جامع الصغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۳۰) ایسی خواتین سے شادی کرو جو خوب جننے والی ہوں اور رودود بھی۔

تحریک بفضل خدا موثر ثابت ہوئی۔ کئی دوستوں کے خاکسار کو فون آئے۔ شیخ صاحب آپ کی نیک تحریک نے اب آثار پیدا کر دیئے ہیں۔ ماشاء اللہ بچے آ رہے ہیں۔ خاکسار کو بے حد مسرت ہوئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انداز میں اس فتنہ کو روکتے ہوئے "وقف نو" کی تحریک شروع کی جسے عاجز نے خوب خوب شائع کیا۔ دینی تقریروں اور خطبات میں اس کا ذکر کیا اور خاص توجہ دلائی۔ جماعت کی ترقی کا ایک اہم ذریعہ یہ سکیم ثابت ہوئی۔ ہزاروں بچے پیدا ہوئے اور مخلوط مجالس بھی بند ہو گئیں اور پردہ کا بھی اہتمام ہونے لگا۔ بلا مبالغہ سات آٹھ سال کے عرصہ میں جماعتی جلسوں، اجتماعوں اور خطبات جمعہ میں جن کی تعداد کئی سو تک ہے خاکسار نے جماعت کی All round ضرورتوں کا اور جماعتی اغراض و مقاصد کا خاص خیال رکھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ریڈ انڈین سے رابطہ

خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تعمیل میں Red Indian ملک کے اصل باشندوں سے ذاتی رابطہ کے علاوہ مکرم برادرم

رشید احمد آف ملواکی کی خاص ڈیوٹی لگائی کہ ان کی طرف خاص توجہ دیں اور ان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ان کے ایک اہم لیڈر اور ان کی خواتین کو خاکسار نے واشنگٹن مسجد فضل میں آنے کی دعوت دی۔ وہ بڑی خوشی سے آئے کچھ وقت ہمارے ساتھ رہے۔ ان کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا۔ قارئین کے ملاحظہ کیلئے ان کی دوایک تصویریں پیش کر رہا ہوں۔

تربیتی کلاسز

جماعت کی آئندہ نسل کی بالخصوص دینی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی خاص توجہ رہی۔ بڑے بڑے شہروں میں جہاں جماعت کے افراد کی تعداد نسبتاً زیادہ تھی وہاں ان کی تربیت کیلئے اور دینی تعلیم کے سلسلہ میں خصوصی کلاسز کا انتظام مقامی جماعتوں کے زیر انتظام اور مقامی مبلغین کی نگرانی میں جاری رہا۔ خاص طور پر واشنگٹن میں اور نیویارک اور لاس انیجلز میں بہت باقاعدگی کے ساتھ یہ ہفتہ وار کلاسز جاری رہیں۔ خاص تعداد میں ناصرات بھی ایسی کلاسز میں خواتین کی نگرانی میں تعلیم کے حصول کیلئے کوشاں رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنے ایک Visit کے دوران نیویارک کلاس کا معائنہ فرمایا۔ بچوں سے ملاقات کی اور ان کو اپنی ہدایات و نصائح سے نوازا۔ چند ایسی ہی کلاسز کے فوٹو دے رہا ہوں۔ یہ کلاسز مشن ہاؤسز میں اور مساجد میں ہفتہ وار قبل از نماز ظہر مقامی مبلغین کے علاوہ بعض احباب کی نگرانی میں جاری رہیں۔ والدین ذوق و شوق سے اپنے بچوں کو وقت پر لے کر آتے رہے اور ہر ممکن تعاون ان کلاسز کو کامیاب بنانے میں انہوں نے کیا۔

خاکسار کو مقامی اداروں میں ان کی دعوت پر اسلام پر لیکچر دینے کیلئے بھی بلایا

Hazrat Khalifatul Masih IV address the Tahir Training Class in New York. Subjects taught include the Holy Quran, the Hadith, Salat and Islamic History

جاتا رہا۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے سینئر کلاس کے طالب علموں میں ان کے پروفیسروں نے دو ایک مرتبہ خاکسار کو دعوت دی اور اسلام پر لیکچر دینے کیلئے کہا۔ کافی تعداد میں پروفیسر صاحبان اور ان کے طلباء ان لیکچروں کو سننے کیلئے آتے رہے۔ اسلام کے عمومی تعارف کے علاوہ اسلام کے متعلق مغرب میں اور بالخصوص امریکہ میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کے بارہ اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ ان کے سوالات کا جواب بھی دیا جاتا رہا۔

دو ایک مرتبہ یارک کے علاقہ کے سینئر سکول کے طالب علموں کے وفود مسجد نوریارک دیکھنے آئے اور بہت بڑی تعداد میں اپنے نگران استاد کی موجودگی میں۔ اسلام کی تعلیمات اور بالخصوص اسلام کی امتیازی باتوں سے انہیں آگاہ کیا گیا۔

امریکہ کے اعلیٰ حکام سے ملاقات

جس عرصہ میں خاکسار کے سپرد امارت کی ذمہ داریاں امریکہ کے قیام کے دوران تھیں پاکستان کے حالات کے پیش نظر اور حکومت کے جاری کردہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے باعث جماعت کو جو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کی تفصیل تو دردناک اور تکلیف دہ بھی ہے لیکن کسی قدر ان کا ذکر کرنا اس وجہ سے ضروری معلوم ہوتا ہے تا جو اقدامات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایات میں اٹھائے گئے ان کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہو سکے۔ پاکستان میں لگا تار جماعت کے افراد کے خلاف مقدمات درج کئے جا رہے تھے انہیں قید و بند میں مبتلا کیا جا رہا تھا۔ کلمہ طیبہ کو مٹانے کی مہم جاری تھی۔ مساجد کو مسمار اور Seal کیا جا رہا تھا۔ قتل و غارت سے اذیت پہنچائی جا رہی تھی۔ بائیکاٹ۔ طلباء کو سکولوں اور کالجوں میں حقیر گردانا جا رہا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلہ میں امریکہ کے اعلیٰ حکا

بالخصوص STATE ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ اور ذمہ دار افسروں اور عہدیداروں سے مل کر پاکستان کی حکومت کے اس خلاف انسانیت اور انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی پر پروٹسٹ کیا جارہا تھا۔ جماعت کا کیس پیش کرنے اور انہیں ضروری اقدامات کیلئے توجہ دلانے کا لگاتار ان سے مل کر سلسلہ جاری تھا۔ ملکی اخبارات اور بعض دیگر صائب الرائے احباب کے ذریعہ بھی حکومت پاکستان کے خلاف انسانیت طور و طریقوں پر ضروری اقدامات کئے جاتے رہے۔ اس دور میں واشنگٹن پوسٹ جو امریکہ کا نہایت ذمہ دار اور موقر اخبار ہے اس کا خاص نمائندہ دلی سے ربوہ پہنچا اور عینی شہادت کے طور پر جو حالات اس نے وہاں کے اور پاکستان کے دیگر شہروں کے جماعت کے متعلق دیکھے ایک مفصل رپورٹ اس نے اپنے اخبار کو بھجوائی جو شائع ہوئی۔ نیویارک ٹائمز بھی بہت ہی اہم اور خاص اخبار ہے۔ نیوز ویک نے بھی انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی اور اذیت ناک واقعات جو جماعت کو پاکستان میں درپیش ہیں ان کے نامہ نگاروں نے خوب اچھالا۔ سارے ملک کے اہم اخبارات نے یہ رپورٹیں شائع کیں۔ بلکہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی ہماری لگاتار ملاقاتوں اور نامہ نگاروں اور اخبارات کی رپورٹوں اور محکمہ کے اپنے ذرائع کے ذریعہ ان کی سالانہ رپورٹوں میں لگاتار پاکستان کی حکومت کے خلاف انسانی حقوق کی پامالی کا ذکر ہوتا رہا۔ بلا مبالغہ خاکسار کو ان اعلیٰ حکام اور افسروں سے کئی درجن مرتبہ ملنے کا موقع ملا۔ خاکسار جب بھی ملنے جاتا وفد کی صورت میں ملنے جاتا اور وفد میں ہر بار محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، برادر مظفر احمد صاحب ظفر اور بعض خواتین خاص طور پر مسز شکورہ نوریہ اور مسز عائشہ شریف کو ساتھ لے جاتا اور یہ سب مناسب انداز میں بات کر کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے افسروں کو متاثر کرتے۔ ان ملاقاتوں کی باقاعدہ مرکز میں

Hazrat Khalifatul Masih IV addresses American audience

US Senator Hartke presents gift to Khalifatul Masih IV

اطلاع کی جاتی رہی۔

کینیڈا میں جماعتی خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں بعض معاملات کے سلسلہ میں خاکسار کو کینیڈا جانا پڑا۔ کچھ دن وہاں قیام رہا۔ جماعت کی دینی اخلاقی اور تنظیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی کچھ خدمت کا موقع ملا۔ انفرادی طور پر ملاقاتوں کے ذریعہ اور بعض اوقات اجتماعی طور پر مجلسوں کے ذریعہ۔ بفضل خدا ان کا نیک اثر ہوا۔ حضور کو کینیڈا کے احباب کی طرف سے اطلاع ملتی رہی۔ حضور کو بھی اطمینان ہوا۔ از راہ ذرہ نوازی حضور نے مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۸۴ء کو عاجز کو اپنے خط میں لکھا:۔

"کینیڈا میں آپ بفضلہ تعالیٰ بہت ہی نیک اثر چھوڑ کر آئے ہیں اور جب بھی کسی خط میں ذکر ہوتا ہے آپ کی قدر دل میں اور بھی بڑھ جاتی ہے اور دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی خوشیوں سے معمور ثمرات حسنہ زندگی عطا فرمائے اور اپنے سب پیاروں کی طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ تمام احباب کو میری طرف سے محبت بھرا سلام۔ یعنی مرد و زن کو خصوصاً فریدہ کی امی کو۔ خدا حافظ۔" والحمد للہ علی ذالک۔

☆......☆......☆

واشنگٹن ہلٹن ہوٹل میں حضور کا استقبالیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب بھی خاکسار کے دور امارت میں امریکہ تشریف لائے کوتاہیاں بھی ہوئیں لیکن عاجز کی ہر بار کوشش رہی کہ دورہ خوب کامیاب ہو، موثر ہو۔ بابرکت نتائج حضور کے سفروں سے ظاہر ہوں۔ جب حضور پہلی دفعہ تشریف لائے تو معززین شہر جن میں سینیٹر اور کانگریس مین بھی حضور کی ملاقات کیلئے ہلٹن ہوٹل میں جو حضور کے تشریف لانے پر Reception تھا تشریف لائے۔ بفضل خدا کثرت سے معززین امریکن اور غیر امریکن احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب بھی شوق سے شامل ہوئے۔ حضور نے سوالات کرنے کا بھی حاضرین کو موقع دیا۔ ان کے جوابات سن کر احباب مطمئن ہوئے۔ اس موقع پر حضور نے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ سینیٹر Harke نے حضور کی خدمت میں تحفہ بھی پیش کیا۔ اس موقع پر برادر مظفر احمد صاحب ظفر جو ان دنوں خاص اس تقریب میں ڈیٹن سے واشنگٹن آئے ہوئے تھے اور حضور کے بطور چیف سیکورٹی آفیسر تھے انہوں نے حضور کا تعارف کرایا اور حضور کی اجازت سے خاکسار نے حاضرین سے درخواست کی کہ اگر کسی معزز دوست نے کچھ دریافت کرنا ہو تو بڑی خوشی سے سوال کریں۔ حضور کو جواب دے کر خوشی ہوگی۔ ہلٹن ہوٹل کی اس پروقار تقریب کی دو ایک تصویریں قارئین کے ملاحظہ کیلئے پیش ہیں اور تاریخی واقعہ کی یادگار کے طور پر بھی۔

حضور اس دورہ میں جب ڈیٹن تشریف لے گئے تو وہاں برادر مظفر احمد ظفر جو

Hazrat Khalifatul Masih IV speaks Columbia University

ڈیٹن میں استقبالیہ

ڈیٹن میں ہی ایک محکمہ کے رکن ہیں وہاں کے میئر کی صدارت میں حضور کا استقبال کیا اور جماعت نے اس موقع پر سب شامل ہونے والوں کو عصرانہ کی دعوت دی۔ برادر مظفر نے حضور کا تعارف کرایا اور حضور کی مساعی جمیلہ کا خوبصورت انداز میں تذکرہ کر کے سامعین کو مستفیض کیا۔ جماعتی خدمات کا خوب ذکر ہوا۔

امریکن شہروں میں حضور کا استقبالیہ

اس دورہ میں جب حضور نیویارک تشریف لے گئے تو جماعتی اجلاسوں اور بچوں کی کلاسز میں شمولیت کے علاوہ خاکسار نے کولمبیا یونیورسٹی جو امریکہ کی ایک اہم یونیورسٹی ہے وہاں کے پروفیسروں اور طلباء سے ملنے کا انتظام کیا۔ حضور وہاں تشریف لے گئے۔ طلباء کے سوالات کے جوابات میں حضور نے مختصر خطاب فرمایا۔ یہ سب سینئر طلباء تھے جو P.H.D. کی تیاری میں مصروف تھے۔

مرزا طاہر احمد کی نیویارک آمد۔ پریس کانفرنس سے خطاب

پاکستان کے یوسف ہارون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے
ایم ٹی مہدی کی شرکت

نیویارک (پ۔ر) جماعت احمدیہ امریکہ کے زیر انتظام واشنگٹن میں گزشتہ ہفتے ایک نئی مسجد کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔ مسجد کا نام بیت الرحمن رکھا گیا جو مبلغ ساڑھے چار ملین ڈالر کی لاگت سے مکمل ہوئی۔ مسجد کے افتتاح کیلئے جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد تشریف لائے۔ اس جلسہ میں سات ہزار کے

قریب احمدی و غیر احمدی احباب ساری دنیا سے شریک ہوئے۔ میری لینڈ جہاں یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے کے کانگریس مین اور دیگر سیاسی و سماجی رہنما اس تقریب میں شامل ہوئے۔ تقریب کی کارروائی تمام دنیا میں ڈش انٹینا کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ کی گئی۔ اس مسجد کے تمام اخراجات جماعت احمدیہ امریکہ کے اراکین نے جمع کئے۔ جماعت کے سربراہ نے اعلان کیا کہ اس مسجد کے دروازے ان سب انسانوں پر کھلے ہیں جو اللہ کی واحدانیت پر یقین رکھتے ہوں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارا پیغام انسانیت کیلئے محبت کا پیغام ہے اور یہ کہ ہماری تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ بعدہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب مورخہ ۱۱۸کتوبر کو نیویارک وارد ہوئے۔ مورخہ ۱۱۹کتوبر شام ساڑھے سات بجے انہوں نے ڈیزان ہوٹل میں شہر کی مختلف مذہبی، سماجی و سیاسی شخصیات کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے سوال و جواب کی ایک نشست میں بھی شرکت کی۔ اس استقبالیہ تقریب میں پاکستان کی ایک محترم شخصیت اور قائد اعظم کے پرانے رفیق کار جناب یوسف ہارون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ڈائریکٹر جناب ایم ٹی مہدی نے شرکت کی۔ اپنی استقبالیہ تقریر کے دوران جناب یوسف ہارون نے بڑے زوردار اور کھلے الفاظ میں اس بات کا اقرار کیا کہ پاکستان کے بنانے میں جماعت احمدیہ کا بھرپور اور قابل قدر حصہ ہے۔ اسی طرح آزادی کشمیر میں بھی جماعت کا بڑا حصہ ہے۔ جماعت کا کہنا ہے کہ جماعت کے زیر انتظام تعمیر کی گئی مساجد کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ

قرآن مجید کے بے شمار زبانوں میں تراجم سے مزین ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف مذاہب کے گہرے مطالعہ کے بعد ان مذاہب کے ماننے والوں کی رہنمائی کے لئے ہر طرح کا لٹریچر مہیا کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً عیسائیت سے متعلق وافر مقدار میں لٹریچر موجود ہے۔ یاد رہے کہ جماعت احمدیہ یورپ' امریکہ' کینیڈا' افریقہ اور بے شمار دوسرے ممالک میں اسی قسم کی عالیشان مساجد تعمیر کر چکی ہے جو وہاں کی مقامی آبادی کیلئے رہنمائی کا موجب ثابت ہو رہی ہیں اور مخالفین جماعت کا یہ کہنا کہ یورپ' امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تمام مساجد کو تالے لگ گئے ہیں ایک باطل پروپیگنڈا ہے۔ مزید تفصیلات اور آگاہی کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کیا جا سکتا ہے۔

Mission House
Bait-ul-Zafar
Hollis, N.Y 86-71 Paloalto St. 11423
Tel: 718 479 3345

جماعت احمدیہ نیویارک نے اپنے صدر محترم مکرم نذیر احمد ایاز کی نگرانی میں اس استقبالیہ اور پریس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مساجد اور مشن ہاؤسز کے عطیات کے علاوہ جو جماعت نے فراخدلی سے پیش کئے بفضل خدا لازمی چندوں کی طرف عاجز خاص توجہ دلاتا رہا۔ جب خاکسار اس ملک میں آیا تو اس وقت جماعت احمدیہ امریکہ کا سالانہ بجٹ لازمی چندوں کا تین لاکھ ڈالر تھا۔ جب خاکسار نے امارت کا چارج دیا تو اس وقت ۱۹۸۹ء میں سالانہ بجٹ لازمی چندوں کا پندرہ لاکھ ڈالر سے زائد تھا۔ تحریک جدید اور وقف جدید اور دوسرے طوعی چندوں میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ وکالت مال لندن کی طرف سے

جب حضور کی خدمت میں خاکسار کی رپورٹ پیش ہوئی تو فرمایا:۔

"جزاکم اللہ احسن الجزاء جب سے آپ نے کام سنبھالا ہے خدا نے قدم آگے بڑھانے کی توفیق بخشی ہے۔"

(خطبہ ۱۱ فروری ۱۹۸۶ء)

خاکسار نے اپنے عزیزوں اور والدین کی طرف سے تین لاکھ روپے کا وعدہ مسجد واشنگٹن کیلئے کیا تھا۔ بفضل خدا وہ وعدہ پورا ہوا۔ اور بھی جو وعدے خاص خاص دوستوں کے تھے عاجز کے ذریعہ پورے ہوئے۔ اس عرصہ میں داعین الی اللہ کا بھی اضافہ ہوا۔ بیعتیں بھی متعدد احباب نے کیں۔ حضور کو جب ان امور کے بارہ میں اطلاع ملی تو حسب ذیل خط حضور نے تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیارے برادرم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"آپ کا خط محررہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء موصول ہوا۔ جس سے آپ کی تبلیغی و تربیتی مساعی کا علم ہوا۔ ۸ بیعتوں کی اطلاع بھی ملی۔

الحمد للہ اللھم زد و بارک وثبت اقدامھم

اس بات سے خوشی ہوئی کہ واشنگٹن مسجد کے لئے آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کے ایک عزیز نے مزید ۵۰۰ ڈالرز بھجوائے ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر راجہ نصیر احمد محمود صاحب

نے مسجد واشنگٹن کے لئے ایک لاکھ ڈالرز کا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ میں نے ان کو علیحدہ خط لکھ دیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بھی نہایت کامیاب کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی کوششوں کو ہمیشہ اپنی برکتوں سے نوازے اور ان کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

یہ صرف ایک دورہ کی دو ایک باتیں لکھ دی ہیں ورنہ ہر دورہ میں بے حد حضور کی مصروفیت رہی اور جماعت کی تربیت و تعلیم کے سلسلہ میں نہ صرف خطبات جمعہ اور نمازوں کی باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف متوجہ کرتے رہے پریس کانفرنس اور مختلف فنکشنوں میں شامل ہو کر مجالس عرفان کا بھی انعقاد ہوتا رہا۔ وللہ الحمد

☆......☆......☆

امارت کی تبدیلی

اس عاجز کو بفضلہ تعالیٰ نومبر ۱۹۸۳ء سے جون ۱۹۸۹ء تک امارت کے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے کی توفیق ملی۔ ۱۹۸۹ء میں عاجز کی صحت کی کمزوری اور عمر میں زیادتی کے باعث حضور نے مناسب سمجھا کہ امارت کی ذمہ داری سے مجھے فارغ کر دیں۔ ان دنوں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جو ایک لمبے عرصہ سے واشنگٹن میں رہ رہے تھے اور خاکسار کے نائب امیر تھے انہیں اب جب کہ وہ ورلڈ بنک اور دوسرے اداروں سے فارغ ہو چکے تھے انہیں امارت کا چارج دلوا دیا۔ خاکسار نے فوری طور پر حضور کے ارشاد کی تعمیل کی۔ محترم صاحبزادہ صاحب ایک تجربہ کار منتظم۔ جماعت ان کو خاص عزت و احترام سے دیکھتی ہے۔ غیراز جماعت لوگوں میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ خاکسار کے ساتھ انہوں نے دلی خلوص سے تعاون فرمایا بلکہ نہایت واہلیت سے فرمانبرداری کا سلوک رکھا۔ جب کبھی خاکسار نے ان کے سپرد کوئی کام کیا بغیر کسی حیل و حجت کے پوری مستعدی سے اسے انجام دیا۔ بعض دفعہ خاکسار حضرت صاحبزادہ صاحب کو خاص امور کے متعلق رپورٹیں تیار کرنے کی درخواست کرتا بہت عمدگی سے میری امداد فرماتے اور ان رپورٹوں کو تیار کرتے۔ جب کبھی خاکسار نے انہیں بلایا کسی مشورہ یا ضرورت کے سلسلہ میں فوراً تشریف لے آئے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ صاحبزادہ صاحب خلوص کے ساتھ پیش کرتے رہے۔ دو ایک دفعہ خاکسار علیل ہوا۔ مشن ہاؤس عیادت کیلئے تشریف لائے۔ خاکسار کیلئے دعا کی۔ عیادت

کی۔ بعض دفعہ ادویہ پیش کیں۔ ہمیشہ ہر بار نہایت مفید اور قیمتی مشورہ دیا۔
خاکسار ان کے ان نیک رویہ اور جذبات کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور ان کا
ممنون۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرہ

☆......☆......☆

ریٹائرمنٹ کا فیصلہ

امارت کی ذمہ داری سے فارغ ہونے کے بعد حضور اقدس کے ارشاد پر خاکسار دو سال تک مشنری انچارج رہا۔ اس عرصہ میں خاکسار یہ محسوس کرتا رہا کہ حضور خاکسار کی عمر کی زیادتی کے باعث یہ چاہتے ہیں کہ میں ریٹائر ہو جاؤں۔ خاکسار نے دعاؤں اور استخاروں کا سلسلہ شروع کیا اور یہی مناسب معلوم ہوا کہ اب ریٹائر ہو جاؤں۔ حضور کی خدمت میں درخواست کی اور لکھا کہ میں نے تو اپنی زندگی تادم آخر تک وقف کی ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جو کچھ ہو سکا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہی خدمت کروں گا انشاء اللہ وباللہ التوفیق۔ حضور نے محترم امیر صاحب کو ارشاد فرمایا:۔

"شیخ صاحب کو عزت واحترام سے ریٹائر کیا جائے۔"

محترم حضرت امیر صاحب نے پورے وقار اور اہتمام سے خاکسار کی ریٹائرمنٹ کا فیصلہ فرمایا اور ۵ مئی ۱۹۹۱ء کی تاریخ مقرر کی۔ مختلف اوقات میں مجلس عاملہ کے ممبروں اور دوسرے اوقات میں یاد دلاتے رہے۔

خاکسار کی خواہش ہے کہ ان آخری دنوں میں جو ریٹائرمنٹ کے سلسلہ میں خط وکتابت ہوئی اس کے بعض ضروری اقتباس تاریخی یاد کے طور پر درج کر دوں۔ خاکسار نے دعا اور استخارہ کے بعد جو سمجھا اور سوچا اس سے حضور کو اطلاع کی حضور نے اس پر حضرت امیر صاحب کو خاکسار کے بارہ میں عزت و احترام کے ساتھ ریٹائر کرنے کی ہدایت فرمائی اور خاکسار کو لکھا:۔

لندن

۱۳ نومبر ۱۹۹۰ء

پیارے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"آپ کی طرف سے ارسال کردہ خط میں نے پڑھ لیا ہے۔ دعا اور استخارہ کے بعد آپ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تمام معاملہ آپ پر چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ باعزت طور پر ریٹائر کر دیا جائے میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

چونکہ آپ اپنے استخاروں کے نتیجہ میں آپ اس بات پر مطمئن ہوئے ہیں کہ آپ کے لئے سلسلہ کے کاموں سے فراغت مناسب ہے اگرچہ ایک مخلص احمدی کی طرح وقف کی روح کے ساتھ تو ہمیشہ حاضر اور مستعد رہیں گے۔ لہٰذا اگر مناسب سمجھیں تو اس بارہ میں مجھے خود ہی تحریک کریں۔ استعفیٰ کا رنگ نہ ہو۔ محض حالات پیش کر کے ایک مشورہ کا رنگ ہو۔ مثلاً آپ لکھ سکتے ہیں کہ مجھ پر جو ذمہ داریاں ہیں۔ عمر کے تقاضا اور کمزوری صحت کے باعث مجھے خدشہ ہے کہ کماحقہ ان کو پورا نہ کر سکوں۔ اس لئے میرے اس خط کو استعفیٰ نہ سمجھا جائے کیونکہ میں ہمیشہ خدمت کیلئے تیار ہوں۔ تاہم ان مجبوریوں کے پیش نظر آپ سے مشورہ کے طور پر درخواست کرتا ہوں کہ راہنمائی فرمائیں"۔

اس کے مطابق حضور کی خدمت میں خاکسار نے درخواست کی جس پر حضور کا

وہ ارشاد حضرت امیر صاحب کو موصول ہوا جس کا اوپر ذکر کیا ہے کہ عزت و احترام سے ریٹائر کیا جائے۔ چنانچہ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے نام ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے لندن سے لکھا:-

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنے خط محررہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء میں حضور ایدہ اللہ سے درخواست کی ہے کہ کمزوری صحت اور Advanced Age اور دیگر عوارض کے باعث سلسلہ کی خدمت سے انہیں ریٹائر کر دیا جائے۔

حضور نے فرمایا ہے کہ مکرم شیخ صاحب کو عزت افزائی کے ساتھ ریٹائر کر دیا جائے اور جماعت میں یہی اعلان ہو گا کہ مکرم شیخ صاحب کی اپنی درخواست پر ان کی مجبوریوں کے پیش نظر انہیں ریٹائر کر دیا گیا ہے۔

والسلام

خاکسار

مبارک احمد ساقی

ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالناصر

واشنگٹن

۲۱مارچ ۱۹۹۱ء

محبی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے پیارے آقا! آپ کا تازہ ارشاد مورخہ ۱۹مارچ بذریعہ محترم وکیل التبشیر (لندن) موصول ہوا۔ اس خط میں حضور نے دریافت فرمایا ہے "کیا ارادہ ہے اور آئندہ کا کیا پروگرام ہے" اس وقت ریٹائرمنٹ حضور کے فیصلہ اور منشاء مبارک کے ماتحت ہوئی ہے۔ عاجز کا وقف زندگی کا عہد ساری زندگی تادم واپسیں کیلئے ہے۔ یہ عاجز سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلافت حقہ مبارکہ کا ادنیٰ خادم ہے۔ گذشتہ خط وکتابت میں بھی عرض کر چکا ہوں۔ جو خدمت سپرد ہو اور جس خدمت کے لائق سمجھا جاوں۔ انشاء اللہ حتی المقدور اس کے انجام دینے میں راحت اور سکون محسوس کروں گا۔ لیکن فی الحال کوئی معین پروگرام نہیں۔ قدرے تصنیف کی طرف رجحان ہے۔ زیر نظر ہے توفیق الٰہی پر منحصر ہے۔

عزیزہ فریدہ بیٹی۔ اللہ تعالیٰ اسے جزاء خیر دے۔ اس کا اصرار ہے کہ ہم ان کے پاس رہیں۔ بوجہ اس کے کہ یہ دونوں ابھی کم عمر ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ کچھ عرصہ ان کے پاس رہیں اور ہماری بھی اس عمر میں جو بڑھاپے کو مس کر رہی ہے

ایسی صورت حال ہے کہ کسی نہ کسی عزیز کے پاس رہیں۔ حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کیلئے خیروبرکت کی صورت پیدا فرمائے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

لیکن حضور کے منشاء مبارک کی تعمیل میں کچھ دنوں تک عرض کر سکے گا کہ کیا پروگرام ہے۔ اگرچہ ہمیشہ سے یہی تمنا رہی ہے اور اسی کیلئے دعا اپنی اور والدین کی تھی اور ہے کہ زندگی کے آخری لمحہ تک کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کی توفیق پاتا رہوں۔ کسی اور مشغلہ سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہوئی نہ تھی نہ اب ہے۔ صرف ایک ہی تمنا کہ مقبول خدمت دین کی سعادت زندگی کے آخری لمحہ تک نصیب ہو۔ وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ رب العالمین

اب جب کہ رخصتی ہو رہی ہے۔ حضور! یہ عاجز آپ کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہے کہ اس نالائق اور خطاکار اور گناہ گار کو آپ نے ہمیشہ اپنے دور خلافت میں شفقتوں سے اور پیار سے نوازا اور میری غلط کاریوں پر چشم پوشی فرماتے ہوئے اگرچہ اس قابل نہ تھا اب بھی اپنے پیار سے مسرور کیا ہے اور محترم حضرت امیر صاحب کو ارشاد فرمایا کہ خاکسار کو "عزت افزائی کے ساتھ ریٹائر کر دیا جائے" جس کی تعمیل میں انہوں نے جماعتوں اور مبلغین کرام کو سرکلر جاری فرمادیا ہے اور خاکسار کو بھی آج یہ سرکلر حضور کے خط کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے۔

دلی دعا ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ جب سے ہوش سنبھالی ہے۔ خلافت کا بابرکت نظام اپنی بے حد برکتوں سے قائم و دائم رہے اور یہ سایہ ہمیشہ ہمیش رحمت و حفاظت کا موجب بنا رہے اور حضور کے دور سعادت میں اسلام و احمدیت کو غیر معمولی اور نمایاں فتوحات نصیب ہوں اور علم احمدیت اپنی پوری شان کے ساتھ

ساری دنیا پر لہرانے لگے اور خدا کے مقبول و محبوب مسیح اور مہدی علیہ السلام کی جماعت کو عزت و وقار ہر جگہ نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین

والسلام۔ خاکسار

عبد حقیر۔ حضور کا ادنیٰ خادم

محتاج دعا۔ شیخ مبارک احمد عفی اللہ

اس کے جواب میں حضور کی طرف سے مندرجہ ذیل خط موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

27-3-91

پیارے برادرم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی Fax محررہ ۲۱ مارچ موصول ہوئی۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ یکم مئی تک مشن ہاؤس خالی کر دیں گے اور آپ کی بقیہ ساری زندگی بھی خدمت سلسلہ کے لئے وقف ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ

اللہ تعالیٰ آپ کی بقیہ زندگی بھی باثمر بنائے اور خدا کی کتاب میں آپ تادم آخر واقف زندگی شمار ہوں۔ اللہ کی رضا اور پیار ہمیشہ آپ کے شامل حال رہے۔ اللہ آپ کو آپ کی خدمات کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

اپنی نہایت مخلص اور فدائی رفیقہ حیات کو میرا پر خلوص سلام کہیں اور فریدہ

اور داماد کو سلام اور پیار دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دونوں جہان کی لامتناہی سعادتوں سے نوازے۔

رمضان المبارک کی دعاؤں میں خاکسار کو یاد رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خاکسار کی رخصتی پر یعنی ریٹائرمنٹ پر حضور نے مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء کو جو خط لکھا اور خاکسار کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ اس کا شکریہ کے ساتھ ایک واقف زندگی ہونے کی حیثیت سے بفضل خدا وقف کی روح ہر موقع پر قائم رکھتے ہوئے ۱۲ اپریل جمعۃ المبارک واشنگٹن سے مندرجہ ذیل خط حضور کی خدمت میں لکھا تا تاریخی طور پر یاد رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ

ھوالناصر

محبی حضرت سیدی و مشفقی امیر المومنین ایدہ کم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سب سے اول حضور کی خدمت اقدس میں عید مبارک عرض کرتا ہوں اور حضور کی معرفت محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور حضور کی صاحبزادیوں کو۔ بے شمار خیر و برکت والی عیدیں نصیب کرے۔ آمین

حضور آپ میرے محبوب ہیں۔ خلافت کے بابرکت منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی تھے اور اب عقیدت محبوبیت میں شامل ہو گئی ہے۔ والحمد للہ۔

آپ کیلئے باقاعدہ دعاؤں کی توفیق ملتی ہے۔ اب رمضان المبارک میں خصوصی توجہ سے ملتی رہی ہے۔ اسلام واحمدیت کو آپ کے دور سعادت میں غیر معمولی عظمت و شوکت حاصل ہو۔ آمین یارب العالمین

سیدی! حضور کا مکرمت نامہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء ملا۔ حضور نے خاکسار کی رخصتی پر جس شفقت اور پیار۔ نیک تمناؤں اور نہایت قیمتی دعاؤں سے اس عاجز کو نوازا ہے۔ اگر یہ عرض کروں تو حقیقت کا اظہار ہوگا کہ اس رخصتی مکرمت نامہ کی مثال اس رخصتی خط کی سی ہے جو ایک ہمدرد باپ' شفیق باپ' خیر خواہ باپ اپنی بیٹی کو اس کی رخصتی پر جہیز کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اپنی خصوصی اور قیمتی دعاؤں سے معطر کر کے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پیش کرتا ہے اور رخصت کرتے ہوئے کہتا ہے لو بیٹی! خدا کے سپرد۔ حضور! آپ نے مجھے اس وقت رخصتی کے وقت اس سے کم سلوک نہیں فرمایا بلکہ بڑھ کر مجھے بہت ہی دور رس اور قیمتی دعاؤں کا تحفہ دے کر رخصت کیا ہے۔ نیک بخت بیٹی اس خط کو اپنا قیمتی سرمایہ اور بہت پیارا سرمایہ سمجھتی ہے۔ سینہ سے لگا کر رکھتی ہے۔ بار بار پڑھتی ہے۔ چومتی ہے۔ یہی کچھ حال اس عاجز' عاجز کی نیک بخت رفیقہ حیات اور جگر گوشہ فریدہ اور اس کے میاں کا ہے۔ بار بار پڑھا۔ خوشی اور مسرت سے آنکھوں میں آنسو آئے۔ آپ نے اپنے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلافت کے قدیمی خادم۔ ۵۸ سالہ خادم کو "دونوں جہانوں کی لامتناہی سعادتوں" کی دعا سے نوازا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

حضور! یہ عاجز خادم ہے۔ خادم ہی رہے گا۔ یہی اس عاجز کا مقام ہے۔ اسی پر انجام نیک انجام' کی تمنا اور دعا ہے۔ حضور آپ کی خاص دعاؤں کا محتاج

رہوں گا۔

والسلام

احقر

شیخ مبارک احمد

حضور کی طرف سے خاکسار کے مورخہ یکم مئی ۱۹۹۱ء کا حسب ذیل جواب موصول ہوا۔ از راہ مہربانی اس خط میں بھی حضور نے دعاؤں سے نوازا۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیارے برادرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مرسلہ یکم مئی بذریعہ فیکس ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت ڈالے اور زندگی کا نیا دور بھی پہلے کی طرح مبارک فرمائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل ہمیشہ شامل حال رہیں۔

عزیزہ فریدہ اور عزیزم خواص کو بہت بہت پیار اور ان کی والدہ کو بہت بہت سلام کہیں۔ کان اللہ معکم"

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

17-5-91

☆......☆......☆

امریکن جماعت کی طرف سے عزت افزائی

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں حضرت امیر صاحب نے خاکسار کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ ۵ مئی ۱۹۹۱ء مقرر فرمائی۔ جماعتوں کو اطلاع دی۔ خاص انتظام فرمایا اور کلیولینڈ میں جماعتوں کی سالانہ شوریٰ جس میں تمام جماعتوں کے نمائندگان اور مجلس عاملہ امریکہ کے نمائندے شامل تھے۔ محترم امیر صاحب نے خاکسار کو اپنے خاص ایڈریس سے مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد فرمایا:۔

FAREWELL ADDRESS TO MAULANA SHEIKH MUBARAK AHMAD SAHIB ON HIS RETIREMENT BY USA JAMAAT

As you all know by now Maulana Sheikh Mubarak Ahmad Sahib, Missionary Incharge USA is due to retire on May 5, 1991 after a long, dedicated and distinguished service of Ahmadiyya Movement in Islam. The present function with presence of representatives of all the 36 Chapters and National Aamla members is organized in his honor.

Sheikh Sahib has the rare distinction of having served the community for close to 60 years - an honor which he can rejoice and be proud of with full satisfaction. He became a devotee (Waqfe Zindgi) at a young age pledging his life in the

service of the community and his fulfilled his pledge with full loyalty and faith.

He served as Missionary in East Africa for 27 years (1934-1962) and was among the pioneers of missionaries on the African Continent and had the honor of contributing to the translation of the Holy Quran in Swahili language. On return from East Africa he served in various important capacities at the International H.Q. of the Movement before his assignment as Ameer and Missionary Incharge in U.K. from 1979 to 1983. His next assignment was to U.S.A. where he has served the Jamaat for 7 years. In both U.K. and U.S.A. he took special interest and worked hard for the establishment of Mission Houses and Mosques in successful fulfilment of the schemes launched by Hazrat Khalifatul Messih.

The dedication of whole life in service of Islam is a sacred pledge and trust and should continue to command the honor and respect of every Ahmadi. They are the soldiers of Islam who carry the message to all, undertake the training of Ahmadis and are charged to create around them a body of "Dai Illalahs" to multiply their own efforts manifold so that every Ahmadi becomes an Ambassdor of Islam and is imbued with the same zeal and inspiration as is the true hallmark of Missionaries of Ahmadis.

We honor and salute them and today in

particular Maulana Sheikh Mubarak Ahmad who steps into retirement after a long and distinguished service of Islam and Ahmadiyyat. We members of U.S. Jamaat wish him and his family good health and every happiness in his retirement.

Our best wishes and prayers always remain with you always Sheikh Sahib.

As a token of our esteem and regard I have the privilege to present to you a small gift on behalf of the Ahmadiyya Jamaat of U.S.A.

(M. M. Ahmad)
Ameer Jamaat U.S.A.

خاکسار کی درخواست پر محترم برادرم مبشر احمد صاحب مبلغ نے حضرت امیر صاحب کے اس ایڈریس کا ترجمہ کر کے دیا۔ جزاہ اللہ۔ یہ ترجمہ بھی ذیل میں درج کر رہا ہوں۔

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر جماعت احمدیہ امریکہ کی جانب سے

الوداعی ایڈریس

جیسا کہ آپ تمام احباب کو علم ہے جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس المبلغین امریکہ، سلسلہ احمدیہ کی ایک لمبی، بے لوث اور ممتاز خدمت کے بعد ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو ریٹائر ہو رہے ہیں۔ آج کا یہ خصوصی اجتماع جس میں چھتیس جماعتوں کے نمائندگان اور قومی مجلس عاملہ کے معزز اراکین شامل ہیں آنجناب کے اعزاز میں

منعقد کیا گیا ہے۔

جناب شیخ صاحب کا یہ ایک غیر معمولی امتیاز ہے کہ آپ کو ساٹھ سال کے قریب خدمت دین کی توفیق ملی ہے۔ یہ ایک ایسا نمایاں امتیاز ہے جس پر وہ جس قدر مطمئن ہوں اور ناز کریں، یہ ان کا حق بنتا ہے۔ آپ نے نوجوانی ہی کے ایام میں ایک واقف زندگی کی حیثیت سے جماعت کی خدمت کرنے کا عہد کیا اور انتہائی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اپنا عہد نبھایا۔

آپ نے ستائیس سال تک مشرقی افریقہ میں بہ حیثیت ایک مبلغ کے خدمات سرانجام دیں اور آپ براعظم افریقہ میں احمدی مبلغین کے اولین دستہ میں شامل تھے۔ وہاں آپ کو قرآن پاک کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مشرقی افریقہ سے واپسی کے بعد جماعت کے بین الاقوامی مرکز میں مختلف اہم فرائض کی ادائیگی آپ کے سپرد رہی۔ اس کے بعد آپ کا تعین انگلستان میں بہ حیثیت امیر جماعت اور مبلغ انچارج کیا گیا اور آپ نے ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک یہ فریضہ ادا فرمایا۔

بعد ازاں آپ کا تبادلہ ریاستہائے متحدہ امریکہ ہوا جہاں آپ نے سات سال جماعت کی خدمت سرانجام دی۔ انگلستان اور امریکہ ہر دو ممالک میں آپ نے تبلیغی مراکز اور مساجد کے قیام پر خصوصی توجہ دی اور حضرت خلیفۃ المسیح کی جاری کردہ تحریکات کو کامیابی کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا۔

اپنی تمام زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دینا ایک مقدس عہد اور عظیم بار امانت ہے جس کی قدر و منزلت ہر احمدی کے دل میں جاری و ساری رہنی چاہئے۔ واقفین زندگی اسلام کے سپاہی ہیں۔ وہ پیغام حق کو تمام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور احمدیوں کی تربیت اس رنگ میں کرتے ہیں کہ وہ اپنے گرد داعین

الی اللہ کا ایک گروہ جمع کر لیتے ہیں تا کہ ان کی محنت مزید تقویت پکڑے اور ترقی پذیر رہے۔ اس طرح وہ ہر ایک احمدی کو اسلام کا سفیر بنانے میں کوشاں رہتے ہیں اور اس میں بھی وہی جوش و خروش پیدا کرتے ہیں جو احمدی مبلغین کا حقیقی امتیازی نشان ہے۔ ہم تمام مبلغین کرام کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خصوصاً آج کے دن جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی گراں قدر خدمات کا اعتراف و اظہار کرتے ہیں جو کہ اسلام اور احمدیت کی ایک لمبے عرصہ تک خدمت کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ میں قدم رکھ رہے ہیں۔

ہم جماعت احمدیہ امریکہ کے تمام اراکین ان کی اور ان کے اہل و عیال کی خوشحالی اور صحت مندی کے لئے دعاگو ہیں۔ شیخ صاحب! ہماری نیک تمنائیں اور دعائیں ہمیشہ آپ کے شامل حال رہیں گی۔ ہمارے دلوں میں جو آپ کے لئے احترام ہے' ان جذبات کے اظہار کے طور پر میں جماعت احمدیہ امریکہ کی جانب سے ایک چھوٹا سا تحفہ پیش خدمت کرتا ہوں۔

ایم۔ ایم۔ احمد
امیر جماعت احمدیہ
یو۔ ایس۔ اے۔

اس ایڈریس کے جواب میں خاکسار نے اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

Response to Reveared Ameer Sahib's Address

My Lord! Grant me the ability to be grateful for the favours you have bestowed on me, on my parents and to do good works that will please

Thee. And admit me, through your mercy, among your righteous servants. (27/20)

Revered Amir Sahib Sahibzada Mirza Muzaffar Ahmad sahib, Presidents of Jama'ats, Members of the National Majlise Aamla, Distinguished Delegates of the Shura and Dear Brothers and Revered sisters:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

As a humble servant of the Ahmadiyya Movement and yours, I can not express how much you have warmed my heart and every part of my soul with your noble sentiments and generous remarks of appreciation of humble services of mine. But I am fully conscious that

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

What has been done in this great country and other parts of the world during my assignment of nearly 60 years has been done through shear mercy of Almight Allah and special prayers of Hazrat Khalifatul Masih of the time, and through their guidance. Iwas lucky and fortunate and honored to have served three very revered and beloved Khulafaa in four different continents of the world, namely, Asia, Africa, Europe and America. I was especially blessed by Allah to have the support and encouragement of the three dear Khulafaa and the most sincere cooperation and dedication of jama' at members in every field and

situation in the cause of Islam and Ahmadiyyat.

My dear brothers and sisters, I am fully aware of my shortcomings and weaknesses. I have pondered very seriously again and again upon my limitations and have come to the conclusion that I am but nothng. The real source of my salvation is the grace of Allah and Prayers of my revered khulafaa, my parents, my teachers and my friends. May Allah bless them all and you as well.

In the end, I wish to express my sincere thanks to you my very dear Amir Sahib and all members of the U.S.A. jama' ats. No doubt, with the best of your abilities, by the Grace of Allah, you all have implemented the wishes of my beloved Imam, Hazrat Khalifatul Masih IV in the best of manners by arrange this memorable and respectable farewell.

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قدر دانی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ مختلف اوقات میں عاجز کی اپنے خطوط کے ذریعہ حوصلہ افزائی کرتے رہے اور خاکسار کی خدمت کی قدر فرمانے کے علاوہ دعاؤں سے نوازتے رہے۔ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۳ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مسجد واشنگٹن کے عطیات جمع کرنے پر تحریر فرمایا:۔

"واشنگٹن مسجد کے لئے فنڈز جمع کرنے کی رپورٹ ملی۔ ماشاء اللہ۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اپیل میں جذبہ پیدا کیا۔ اور ہر جگہ آپ کے اثر و رسوخ کی چابی سے دل کھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیش از پیش مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور عمر بابرکت ہو۔ بیگم کو بہت بہت سلام۔"

پھر ایک اور رپورٹ پر حضور نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو عاجز کو تحریر فرمایا:۔

"آپ کی رپورٹ بابت مسجد واشنگٹن موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں آپ کو بڑا اثر عطا فرمایا ہے۔ اللہ کرے کامیاب دورہ ہو اور تاریخی خدمت کی توفیق ملے۔ سب احباب کو محبت بھرا سلام۔"

پھر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء کے خط میں حضور نے لکھا:۔

"مسجد فنڈ اکٹھا کرنے میں آپ نے بہت ہمت کی ہے۔ ماشاء اللہ۔ مساعی قابل قدر ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء"

حضور نے از راہ مہربانی خاکسار کو شہد، رائل جیلی اور پرفیوم کا تحفہ یہاں

امریکہ میں بھجوایا۔ خاکسار نے حضور کی خدمت میں اس عنایت پر شکریہ کا خط لکھا۔ حضور نے مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۵ء کو تحریر فرمایا:۔

آپ کا خط محررہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء ملا۔ آپ کی مجھ پر اتنی زیادہ شفقتیں اور عنائتیں ہیں کہ اس کے مقابل پر تو یہ کچھ بھی نہیں تھا جو ہم نے یہاں آپ سے کیا۔ آپ نے خواہ مخواہ اس پر اتنا زیادہ شکریہ ادا کیا۔ بہرحال جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الاخرہ۔ بیگم کو سلام اور فریدہ کو پیار دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

نیویارک اور واشنگٹن جماعت کی طرف سے عزت افزائی

An Address to Sheikh Mubarak Ahmad Sahib On His Retirement by New York Jamaat

On May 5th, 1991 Sheikh Mubarak Ahmad Sahib will retire from his active service as Missionary of the world wide Ahmadiyya Muslim Community at the age of approximately eight one year old. He has covered almost sixty years of missionary activities that has taken him over four continents and a dozen or so countries of the world.

Before the Tarike Jadid scheme was launched, Sheikh Mubarak Ahmad Sahib along with many others came forward and devoted their lives for the sake of Ahmadiyyat.

Sheikh Sahib was sent to East Africa to sow the seeds of Ahmadiyyat in those countries and thus he sailed to the unknown lands.

That seed he sowed in East Africa as Raisul Tabligh over the years produced sweet fruits from the ever growing tree of Ahmadiyyat. His

approximate twenty seven years of service in Africa has let many landmarks and lasting memories. His contribution in the translation of the Holy Quran in Swahili language will stay with the world till its end.

On his return to the world wide head office of the Ahmadiyya community, Rabwah, Sheikh Sahib was assigned to major institutes of the organization. He held offices as secretary General of Fazle Umar Foundation, Nazir Esla o Ershad and Hadiqa tul Mobashareen. Sheikh Sahib is not only a renown orator of the Jamaat, but also an author of some excellent publications of Ahmadiyya literature.

In early 1979, he was sent to United Kingdom as Missionary and Amir. In a short spell of few years in UK, several mission houses started cropping up all over that country. The world knows about Sheikh Sahib, wherever he went, he was instrument in the establishment of mission houses and mosques.

In Nov 83, He took the office of Amir and Missionary In-charge of United States of America, In this vast country, he has left an impressive imprint on the hearts of the people who came to know him- Ahmadies or Non Ahmadies. The hard work and great effort put into this country by Sheikh Sahib is of course remarkable and commendable.

Now after serving under three Khilafats for almost six decades, a period of superb achievements and noble momentums, Sheikh Sahib steps into retirement with Full honors and dignity.

Sheikh Mubarak Ahmad Sahib's name will go into the history of Ahmadiyyat as one of those missionaries who were the pioneers in the fulfillment of Hazrat Masih Maud Elasalaam's prophecy- "I shall cause the message to reach the corners of the world".

Sheikh Sahib, Your sacrifices for Islam and Ahmadiyyat will Inshallah be rewarded abundantly.

We, Members of the New York Jamaat join to offer our sincere prayers for you and Begum Sahibah. May you live long, healthy and all your noble wishes be fulfilled and you enjoy every moment of your retirement. You have been a great asset to the Jamaat and will remain in our hearts and soul for ever. May God be with you and yours loved ones.

One Behalf of New Yourk Jamaat

Nazir Ayaz, President.

M.A. Cheema, Mubligh North East Region.

April 13th, 1991

ترجمہ ایڈریس

شیخ مبارک احمد صاحب کی ریٹائرمنٹ پر

نیویارک جماعت کی طرف سے ایڈریس

انتہائی فعال خدمات سرانجام دینے کے بعد جناب شیخ مبارک احمد صاحب بعمر اکیاسی سال پانچ مئی ۱۹۹۱ء کو بین الاقوامی جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ کی حیثیت سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ساٹھ سال کے قریب لمبا عرصہ تبلیغی خدمات سرانجام دی ہیں اور دوران کار انہیں چار براعظموں میں ایک درجن کے قریب ممالک میں جاکر تبلیغ اسلام کی توفیق ملی۔

تحریک جدید کی سکیم سے قبل ہی جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنے بہت سے رفقاء کے ہمراہ خود کو احمدیت کی خاطر وقف کر دیا تھا۔ شیخ صاحب کو تخم ریزی کے لئے مشرقی افریقہ بھیجا گیا اور اس طرح اجنبی ممالک کی طرف ان کا سفر شروع ہوا۔

مشرقی افریقہ میں آپ نے بحیثیت رئیس المبلغین احمدیت کی جو تخم ریزی کی اس کے نتیجہ میں بہت سارے سرسبز اور بڑھتے ہوئے درختوں کو خوش ذائقہ پھل لگے۔ افریقہ کی سرزمین پر ان کی ۲۷ سالہ مساعی نے کئی سنگ میل اور باقی رہنے والی یادگاریں پیچھے چھوڑی ہیں۔ قرآن پاک کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کرنے میں ان کی خدمات تاقیامت اس دنیا میں قائم رہیں گی۔

افریقہ سے واپسی پر جماعت کے بین الاقوامی مرکز ربوہ میں جناب شیخ صاحب کا

تعین اہم شعبہ جات میں اعلیٰ عہدوں پر ہوا۔ جن میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے سیکرٹری جنرل، ناظر اصلاح و ارشاد و حدیقۃ المبشرین شامل تھے۔

جناب شیخ صاحب نہ صرف ایک مشہور مقرر ہیں بلکہ بعض انتہائی عمدہ کتب کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۹۷۸ء کے اوائل میں آپ کو بہ حیثیت امیر و مبلغ انگلستان بھیجا گیا۔ چند سالوں کے مختصر عرصہ میں انگلستان بھر میں تبلیغی مراکز نظر آنے شروع ہو گئے۔ دنیا پر یہ امر بھی بخوبی واضح ہے کہ جناب شیخ صاحب جہاں کہیں بھی بھیجے گئے وہاں تبلیغی مراکز اور مساجد کے قیام میں محرک ثابت ہوئے۔

نومبر ۱۹۸۳ء میں ان کو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جماعت کے امیر اور رئیس المبلغین کے عہدوں پر فائز کیا گیا۔ اس وسیع ملک میں آپ نے لوگوں کے دلوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے اور جس سے بھی ملے، چاہے احمدی ہو یا غیر احمدی وہ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جناب شیخ صاحب نے جس محنت سے اس ملک میں جماعت کی عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ بے حد قابل تعریف ہیں۔

اب تقریباً ساٹھ سال تک تین خلافتوں کے تحت عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد آپ پورے اعزاز و وقار کے ساتھ ریٹائرمنٹ کی زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ شیخ مبارک احمد صاحب کا نام احمدیت کی تاریخ میں ان مبلغین کرام کی فہرست میں شامل رہے گا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں ہراول دستہ کا کام کیا کہ:-

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

محترم شیخ صاحب! اسلام اور احمدیت کی خاطر آپ کی قربانیاں انشاء اللہ تعالیٰ بھرپور طور پر پھل لائیں گی۔

ہم نیویارک جماعت کے ممبران انتہائی اخلاص کے ساتھ آپ کے اور آپ کی

بیگم صاحبہ کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔ صحت سے رکھے۔ تمام نیک تمنائیں پوری فرمائے اور آپ ریٹائرمنٹ کے لمحہ لمحہ سے پوری طرح لطف اندوز ہوں۔ آپ جماعت کے لئے ایک زبردست مد کارکن ثابت ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے دلوں اور ہماری روحوں میں ہمیشہ جاہ نشیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کے تمام عزیزوں کا حامی و ناصر رہے۔

نیویارک جماعت کی نمائندگی میں

نذیر ایاز۔ صدر جماعت' ایم۔اے۔چیمہ مبلغ نارتھ ایسٹ ریجن

واشنگٹن میٹروپولیٹن جماعت نیوز بلیٹن

(مئی ۱۹۹۱ء)

A luncheon with
Maulana Sheikh Mubarak Ahmad Sahib

As we all know, our respected Missionary Incharge of U.S.A, Maulana Sheikh Mubarak Ahmad Sahib, will be retiring from the active duites of Jamaat on May 5, 1991. Sheikh Sahib has spent all his life serving Islam and Ahmadiyyat and has played a crucial role in the development of Ahmadiyyat and Islam in the Unitd States. In commemoration of his distinguished life-time achievements, the Washington Jamaat will be offering a luncheon on Sunday, May 5, 1991 at 12:00 p.m. The luncheon will be held at the J. F. Kennedy High School located at 1901 Randolph Road in Silver Spring, MD. All members are invited to attend and take part in this event.

محترم شیخ مبارک احمد صاحب کی ریٹائرمنٹ پر

جماعت احمدیہ واشنگٹن کی طرف سے تقریب الوداع

مورخہ ۵ مئی ۱۹۹۱ء استاذی المحترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے ریٹائرمنٹ کے موقع پر الوداعی تقریب کا اہتمام جماعت احمدیہ واشنگٹن کی طرف سے جان ایف کینیڈی ہائی سکول سلور سپرنگ میری لینڈ کے ہال میں کیا گیا۔ اپنے اس قابل احترام' عالی مرتبت مبلغ دین' جید عالم سلسلہ اور بزرگ و نافع الناس وجود کو خراج تحسین ادا کرنے کے لئے کثیر تعداد میں مرد و زن نے شمولیت کی۔ اس باوقار تقریب کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ریاستہائے متحدہ امریکہ نے کی۔ اسٹیج پر صاحبزادہ صاحب کے ساتھ دائیں طرف خاکسار کلیم اللہ خاں' محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صدر جماعت واشنگٹن اور بائیں طرف محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب' مکرم مبشر احمد صاحب ریجنل مشنری اور مکرم ظفر احمد صاحب سرور مقامی مشنری تشریف فرما تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فوزان احمد پال صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم ظفر احمد صاحب سرور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا منظوم کلام درثمین سے

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار

اپنی خاص سریلی آواز میں پیش کیا۔ حاضرین محظوظ ہوئے۔ ان کے بعد خاکسار کلیم اللہ خان نے مجاہد احمدیت' محترم شیخ صاحب کی عرصہ دراز پر پھیلی ہوئی تبلیغی مساعی اور مختلف ممالک میں خدمت دین کی جدوجہد اور دعوت الی اللہ کا ایک

اجمالی خاکہ بصورت نظم پیش کرتے ہوئے محترم شیخ صاحب کو خراج تحسین پیش
کیا۔ یہ نظم خاکسار اس رپورٹ کے آخر میں شامل کر رہا ہے۔
اس ملک میں پیدا ہونے والے اور پروان چڑھنے والوں کی خاصی تعداد حاضر
تھی ان کے افادہ کیلئے اردو کی یہ کارروائی ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں پیش کی
جاتی رہی۔ بعد ازاں مکرم مبشر احمد صاحب نے اس الوداعی تقریب کے موقع پر
اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار مخصوص انداز سے شروع کیا۔
”اس خدمت دین میں اے بھائیو جو شیخ صاحب کا حصہ ہے وہ نصف صدی کا
حصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔“
انہوں نے انگریزی زبان میں محترم شیخ صاحب کی نصف صدی سے زائد پر
محیط، بے لوث خدمت دین کو سراہتے ہوئے بتایا کہ بالعموم ریٹائرمنٹ کے مواقع پر
ایک بوجھل اور سنجیدہ سا ماحول محسوس کیا جاتا ہے۔ فعال اور مصروف زندگی کے
گذشتہ کٹھن مراحل اور کچھ حسین نقوش ابھرتے ہیں اور دوسری طرف فراغت
کا بوجھ بھاری محسوس ہونے لگتا ہے۔ مکرم مبشر احمد صاحب نے اپنی بات کو جاری
رکھتے ہوئے کہا۔ ”میں نے خوش گوار اور طرفہ تر انداز میں چند نقوش کو نظم کیا
ہے جو مزاح کا پہلو لئے ہوئے ہے تا محترم شیخ صاحب تفکرات کو نظر انداز کر کے
خوشی خوشی جادہ حیات طے کریں۔“ یہ مزاحیہ نظم مکرم ملک مبارک احمد صاحب
نے اپنی خاص لے میں سنائی۔ ہر شعر پر مسکراہٹیں اور قہقہے بکھر گئے۔ فضا کا تناؤ جا
رہا۔ اس اردو نظم کا انگریزی میں ترجمہ خود مکرم مبشر احمد صاحب نے پیش کیا۔
مزاحیہ دل آویز نظم بھی رپورٹ کے آخر میں درج کر رہا ہوں۔ اس خوش گوار ف
میں مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صدر جماعت واشنگٹن نے جماعت کی طرف
سے حسب ذیل ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کے محترم شیخ صاحب ۔

۱۹۵۰ء سے تعلقات ہیں جب کہ وہ گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد) کے طالب
علم تھے اور احمدیہ انٹر کالجیٹ کے صدر تھے۔
ان دنوں متعدد بار محترم شیخ صاحب کو کالج کے طلباء، اساتذہ اور وکلاء اور شہر
کے معززین سے خطاب کرنے کیلئے مدعو کیا جاتا رہا۔ آپ کا خاص موضوع ”افریقہ
میں اسلام اور جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات“ کے ذکر پر مشتمل ہوتا تھا۔ مشرقی
افریقہ سے آنے کے بعد جماعت کے عالمی مرکز ربوہ میں کئی انتظامی عہدوں پر آپ
فائز رہے۔ اپنی ان ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں کئی بار آپ کو لائل
پور آنا پڑتا اور خاکسار کی ان سے ملاقات رہی۔ ۱۹۶۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح
الثالثؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ
خاں صاحب صدر اور محترم کرنل محمد عطاء اللہ صاحب نائب صدر اور محترم شیخ
صاحب اس ادارہ کے پہلے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ خاکسار ان دنوں کامرس بنک
لاہور میں مینجر تھا۔ خاکسار کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہمارے
بنک میں فضل عمر فاؤنڈیشن کا اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس
اثناء میں کئی سالوں تک مجھے محترم شیخ صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔
فاؤنڈیشن کی تمام رقوم میری برانچ میں جمع کرائی جاتی تھیں۔ ان ایام کی خوشگوار
یادیں میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ شیخ صاحب کی جدوجہد سے روزانہ اتنی رقم جمع
ہوتی تھی کہ بنک کے کارکن حیران ہوتے کہ رقم کہاں سے آ رہی ہے۔ شیخ
صاحب کی عرق ریزی اور کاوشوں کا ذاتی طور پر شاہد ہوں۔ بہت سے احمدی دوستوں
کی اس راہ میں قربانیوں کی داستانیں بھی میں نے شیخ صاحب کی زبانی سنی ہیں۔
آپ کے امریکہ آنے کے بعد بھی مجھے واشنگٹن جماعت کے جنرل سکرٹری کی
حیثیت سے آپ کی راہ نمائی حاصل رہی۔ آپ کی فراخ دلی، وسعت نظر اور فہم و

ادراک کی خوبصورت یادیں جاگزیں ہیں۔ ہم عہدیداروں سے کئی غلطیوں کے سرزد ہونے پر بھی آپ کی شفقت و مروت نمایاں رہی۔ آپ احباب جماعت کے ہم و غم میں برابر کے شریک رہے اور فلاح و بہبود مدنظر رہی۔ بسا اوقات اپنے اختیارات سے بڑھ کر بھی احباب جماعت کی مدد کی۔ ان کے مسائل حل کئے۔ ان کی معاونت کی۔ ان کی ملازمتوں کا بندوبست کیا۔

کہنے کو وہ اب ریٹائر ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۵ء میں ہی آپ فارغ ہو چکے تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو کام جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا جس کی تعمیل میں آپ ہمہ تن مصروف رہے۔ اور متعدد ذمہ داری کے عہدوں پر فائز رہے۔ اب دوسری مرتبہ ان عظیم ذمہ داریوں سے فارغ ہو رہے ہیں۔ واشنگٹن میٹرو جماعت کی خوش قسمتی ہے کہ آپ نے یہیں رہنے کا فیصلہ کیا ہے اور مکان بھی کرایہ پر لے لیا ہے۔ آپ کی راہنمائی، آپ کی دعاؤں اور آپ کے تعاون سے ہم سب مستفیض ہونگے۔ اس موقع پر میں اپنی طرف سے اور جماعت کی طرف سے خدا حافظ کہنے کی بجائے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتا ہوں۔ ہماری جماعت کے معزز بزرگ اور عالی مرتبت فرد ہونے کی حیثیت سے ہم سب آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں اور ہر قسم کی مدد خواہ جماعتی ہو یا ذاتی کے لئے حاضر ہیں۔ آپ کی محبت بزرگانہ اور نصائح صالحانہ اور دعائے شبانہ کی حسین یادیں اور دیگر انمٹ خوش گوار نقوش ہماری زندگی کے ساتھ دور تک چلیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ہماری خداوندیگانہ سے مخلصانہ دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت و سلامتی والی حیات جاوید عطا کرے۔

آخر پر محترم شیخ صاحب نے مخدوم و محترم امیر صاحب اور مکرم جناب چوہدری

اللہ بخش صاحب اور جماعت واشنگٹن کا الوداعی تقریب کے انعقاد اور ان کی خدمات کا احسن انداز میں سراہنے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا جماعت نے اپنی قابل قدر روایات کا خاص خیال رکھا اور اپنے دیرینہ خادم کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں بالخصوص عزت و احترام سے الوداع کہا ہے جس کے لئے یہ عاجز آپ سب کا دل سے ممنون اور شکرگزار ہے۔ اس تقریب کے موقع پر چند باتیں عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ خاکسار نے اپنے سارے دور خدمت میں جہاں بھی اور جس ملک میں بھی خدمت کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ پانچ باتوں کو لازمی طور پر مدنظر رکھا۔

اول۔ امریکہ میں تین صد سے زائد خطبات دیئے۔ تقریریں اور لیکچرز ان کے علاوہ ہیں۔ ہر مرتبہ ہر خطبہ و تقریر کیلئے موقع و محل اور حالات کے پیش نظر نئی تیاری اور مطالعہ کیا۔ خواہ وہی مضمون پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوتا۔ یہ کوشش رہی کہ کوئی نیا نکتہ، نئی بات اس تعلق میں یا نیا حوالہ پیش کرسکوں۔ سننے والوں کی معلومات میں بالخصوص دینی اور عمومی معلومات میں اضافہ ہو اور ان کی دلچسپی کا موجب ہو اور علم و معرفت میں زیادتی کا باعث ہو۔

دوم۔ نہ صرف تقاریر و خطبات کے ذریعہ بلکہ عام ملاقاتوں اور مجلسی گفتگو میں اور مختلف مواقع پر اسلامی طرز زندگی کے اپنانے کی ترغیب و تلقین میرا خاص مقصد رہا۔ اسلام کی امتیازی تہذیب و تمدن کے اختیار کرنے اور اس غرض کیلئے حتی الوسع ذاتی طور پر بھی ہر موقع پر خود بھی عملی نمونہ سے احباب کے ذہن نشین کرتا رہا۔ مثال کے طور پر ہم نے اٹھتے بیٹھتے، ملتے جلتے آتے جاتے بجائے السلام علیکم کہنے کے "خدا حافظ" کہنا شروع کر دیا ہے۔ خدا حافظ بے شک دعا ہے لیکن حضرت رسول کریم ﷺ کا ارشاد اور آپؐ کا اسوہ کیا تھا۔ آپؐ نے تو فرمایا

افشوا السلام (جامع الصغیر للسیوطی جلد۱ صفحہ۴۹) کہ السلام علیکم کو رواج دو
اور صحابہؓ نے اٹھتے بیٹھتے ہر آن اس کی تعمیل کی۔ یہ بہترین Greeting ہے اور
اسلام اور مسلمان کی خاص امتیازی شان کی حامل ہے۔ اسی طرح بہت سی دیگر
اسلامی معاشرت و آداب کی باتوں اور سلیقوں کی خاص ترغیب دینے کی ہر موقع پر
کوشش کی۔

سوم۔ کوئی قوم اور تنظیم قربانی و ایثار کے بغیر اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو
سکتی۔ الحمدللہ بتوفیق باری تعالیٰ ہر موقع و محل کے مطابق اور ہر ضرورت اور
جماعتی و دینی مقاصد کیلئے وقت کی قربانی' مال کی قربانی' جذبات کی قربانی کیلئے محض
فلسفہ ہی بیان نہیں کیا بلکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ' آپؐ کی ہر آن'
ہر موقع کیلئے ایثار اور قربانی کے عظیم اور دلکش واقعات سے احباب جماعت اور
خواتین و بچوں' خدام و انصار کو آگاہ کرتا رہا اور حضور کی مخلصانہ پیروی میں صحابہ
کرامؓ اور صحابیاتؓ کے شاندار اور بے نظیر قربانی کے ایسے واقعات بیان کرتا رہا
کہ جو دلوں میں اثر کرنے والے ہوتے۔ اس دور کے امام الزمان حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کی ذاتی اور آپ کے مخلصین صحابہ اور جماعت کے خاص افراد کی
قربانیوں کی مثالیں پیش کر کے یہ خاص کوشش رہی کہ جماعت میں خاص ایثار اور
قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور دلی مسرت اور شرح صدر سے یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں
کہ جہاں جہاں بھی رہا ان تحریکات کا خاص اثر ہوا۔ جماعتوں نے نیک نمونہ
دکھایا۔ وللہ الحمد

چہارم۔ یہ عاجز اگرچہ بے حد کمزور ہے۔ بایں ہمہ کبھی اس بات سے نہ غافل
ہوا اور نہ جدوجہد میں کمی آنے دی کہ جماعت کا روحانی اور اخلاقی معیار بلند سے
بلند تر ہوتا چلا جائے۔ خدا کے مقبول مسیح موعود کی جماعت آپ کے منشاء مبارک

کی تعمیل میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر کاربند ہو۔ نیکی اور اخلاقی برتری میں ہر لحاظ
سے سبقت کی روح پیدا ہو۔ بزرگوں کے حالات' صوفیاء عظام کے حالات اور
حضرت رسول اکرم ﷺ اور حضرت مسیح موعود کے پاک سوانح اور خلفاء جماعت
کی خصوصی تلقین سے احباب کو آگاہ کرتا رہا۔

پنجم۔ اس عاجز آپ کے خادم نے ہمیشہ اور ہر موقع پر نظام سلسلہ سے گہرا لگاؤ
اور خصوصی وابستگی کی تلقین کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ یہ بات مختلف ذرائع
سے احباب جماعت کو ذہن نشین کرانے کی سعی میری جدوجہد کا مرکزی حصہ رہا
ہے۔ خلافت سے وابستگی اور نظام سے دلی رابطہ کے بغیر کوئی جماعت اپنے عالی
مقاصد کو نہیں پا سکتی۔ دنیائے اسلام کی حالت دیکھ لیں۔ اگرچہ دنیا کی آبادی کے
چوتھائی حصہ میں اکتالیس سے زائد مسلمانوں کی سلطنتیں ہیں۔ لیکن نظام جو ساری
امت کو مضبوط رکھ سکے کوئی عالمی ایسا راہ نما نہیں جو واجب الاطاعت ہو اور یہ
مسلمانوں کی زبوں حالی کا باعث ہے۔ مسلمانوں کا ایک خاص طبقہ سمجھدار طبقہ
نالاں ہے کہ عدم خلافت کی وجہ سے یہ سزا بھگت رہے ہیں۔ الحمدللہ جماعت احمدیہ
کو خلافت کی نعمت نصیب ہے اور جماعت بفضل خدا اس نعمت سے متمتع ہو رہی
ہے اور غیر معمولی برکتوں سے نوازی جا رہی ہے۔ اس عاجز نے اپنے سارے
عرصہ خدمت میں اس بات کی ہر ممکن اور ہر مناسب طریق سے وضاحت کی۔
ترغیب دی اور بفضل خدا کامیابی سے نوازا گیا کہ جماعت ہر حالت میں نظام خلافت
سے وابستگی کو اپنی زندگی کا خاص مقصد قرار دے۔

میں نے یہ پانچ نکات جو دوران خدمت مدنظر رکھے اور اب اس الوداعی
خطاب میں بھی ان کا ذکر کیا۔ خالصتاً اس غرض سے کہ ہر کارکن اور ہر مربی اور
جماعت کے ذمہ دار افراد اپنے اپنے دائرہ میں ان کا خیال رکھیں تا جماعت کا قدم

ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے۔

اور آخر میں یہ عاجز اپنے پیارے بزرگوں، بھائیوں اور عزیزوں کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہے۔ میرے کئی سال کے قیام کے دوران ہر طرح مجھ سے تعاون کیا۔ مجھ سے حسن سلوک کا رویہ رکھا اور اب ہر طرح امداد کا یقین دلایا۔ یہ آپ کی نوازش ہے۔ دل کی گہرائیوں سے آپ کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزاء خیر دے اور آپ کے نفوس و اموال میں برکت دے۔ اس دوران اس عاجز سے کوئی کوتاہی یا زیادتی ہو گئی ہو۔ اگرچہ اپنی استطاعت کے مطابق ہر کام نیک نیتی سے اور ہر فیصلہ خدا ترسی سے کیا مگر انسانی عنصر کبھی بھی غائب نہیں ہوا۔ کوئی بات خلاف مزاج آپ کے ہو گئی ہو تو اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ جس قدر محترم صدر صاحب جماعت واشنگٹن نے بیان کیا اور جو کچھ اس عاجز کو خدمت کی توفیق ملی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور میرے محبوب حضرت مصلح موعود اور خلفاء کرام کی خصوصی توجہ اور شفقت بھری دعاؤں کے طفیل نصیب ہوئی۔ وللہ الحمد۔ آپ سب پیاروں سے درخواست ہے۔ دعا کریں عاجز کو تادم واپسیں وقف کی روح پر قائم رہنے کی سعادت ملتی رہے اور خدمت اسلام اور احمدیت پر اس عاجز کا خاتمہ ہو۔

این است کام دل اگر آید میسر

محترم شیخ صاحب کے اس شکرانہ سپاس پر محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صدر جماعت احمدیہ واشنگٹن نے محترم شیخ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور احباب جماعت اور تمام حاضرین کا کہ وہ اس خاص تقریب میں شامل ہوئے اور اپنے محترم خادم سلسلہ کو الوداع کہا۔ آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ سے اختتامی دعا کی درخواست کی۔ اجتماعی دعا کے بعد تمام احباب کی شمولیت

کے باعث دوپہر کے کھانے کا انتظام مجلس عاملہ نے کیا۔ اس تواضع سے سب احباب محظوظ ہوئے اور یہ باوقار اور خوشگوار تقریب الوداع انمٹ نقش دل و دماغ پر چھوڑ گئی۔

خاکسار

مرتبہ رپورٹ ہذا

کلیم اللہ خان

اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری

☆......☆......☆

لاس اینجلز جماعت کی طرف سے ایڈریس

RETIREMENT FAREWELL FOR MAULANA SH. MUBARAK AHMAD SAHIB

Today we are gathered here to pay tribute to one of the pioneer ambassadors of Islam who has been serving the cause of Ahmadiyyat for the last 58 years. Born to a companion of the Promised Messiah alahis Salam on the day of Eidul Fitr in the year 1910, Sheikh Mubarak Ahmad Sahib was raised in the sacred enviroment of Qadian, received his graduate degree in Arabic from the University of Punjab. Later he completed his Missionary training at Jamia Ahmadiyya Qadian.

The years 1933-34 in the history of Ahmadiyyat have special significance, as our opposition from Ahrar was at its peak and also the divine plan in the form of Tehreeke Jadeed had just begun. It is in these years Shaikh sahib was chosen to propagate Islam in East Africa. Young and bright graduate of Jamia Ahmadiyya, underwent a series of Verbal debates or Munaziras with the chiefs of the Ahrars, namely Lal Hussein Akhtar and the renowned Molvi Zafar Ali Khan. The debate with Lal Hussain Akhtar has been published as "Nairobi Debate". In these debates he proved beyond the shadow of

doubt that the Ilme Kalam of the Promised Messiah Alahissalam is the true wisdom.

Maulana Sahib's zeal of building Mosques and Mission Houses started in this region as he completed major Centers in the six major cities including Mombasa, Kisumu, Jinja, Darus Salam and Tabora.

His literary efforts resulted in the first translation of Holy Quran in Sawahili Language. He also translated several other books over a period of time. Another significant milestone of his career in East Africa was his daring challenge to the famous Christian Evangelist, Rev. Billy Graham which brought about a shocking blow to his stormy efforts against Islam. Marshal Frady in his book- "Billy Graham, A parable of American Righteousness" commented and I quote:

"Besides these occasional disarraying, Graham was also persistently challenged by Islamic Evangelist to healing duels- one proposal being to divide equally between them 30 hospital patients pronounced incurable for a grand public face-off between Christ and Allah. Roy Gustafson, who had accompanied Graham there, remembers, "Boy, those phones started ringing, press people and all sorts, wanting to know what Billy is going to do." But Graham, beginning to feel somewhat harried, would merely snap to all inquiries, "No Comment. No Comment." Finally says Gustafson, "we started

getting all these wires and letters from people back in the States-particularly, the Pentecostal folks -telling us' Go on! Accept the Challenge Show them that the God of Elijah still lives!" But Billy just kept quoting from Jesus' parable. If they hear not Moses and the Prophets, neither will they be persuaded, though one rose from the dead." Page 330

Later on, Shaikh Sahib was called back to Rabwah where he was made Naib Nazir Islaho Irshad and later Nazir Islaho Irshad- Taleemul Quran. In the Jamaat's headquarter he was given various responsible tasks like Secretary Fazle Umar Foundation, Secretary Hadeequatul Mubashareen etc. He also supervised the construction of Aqsa Mosque, Khilafat Library and the office of Fazle Umar Foundation. After serving 17 years in Rabwah Hazrat Khalifatul Masih III appointed him as Ameer and Missionary Incharge of the U.K. Jamaat. During his stay of 5 years in the United Kingdom, Maulana Sahib established 11 New Missions in the cities of Southall, Birmingham, Manchester, Heddersfield, Bradford, Gellingham, Croyden and Oxfordshire. 35 centers were opened for the spiritual training of Ahmedi Children in the U.K. Jamaats.

Hazrat Khalifatul Masih sent him to U.S.A Jamaat in 1983. Mission Houses were completed in 13 different cities in the States. We are especially

thankful to Shaikh Sahib's special attention and dedicated efforts in the construction of our Baitul Hamid Mosque. We were faced with difficult moments during the construction of our Mosque and in these moments, we found Shaikh Sahib close to us asking Hazoor's directives. He has paid several visits to our city for the selection of the site to the final completion of the project. We deeply appreciate his tireless efforts in this vein.

In the end, on behalf of all the members of Jamaat Los Angeles, we honor Shaikh Sahib and congratulate him for his lifetime of excellent services for Ahmadiyyat. We sincerely pray for his health and also pray that May Allah accept his sincere services. A'Ameen.

Sincerely

Dr. Hamid-ur-Rehman President
Anwer M. Khan General Secretary
Jamaat Los Angeles
May 19, 1991

ترجمہ ایڈ ریس

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی ریٹائرمنٹ پر الوداعی ایڈ ریس

آج ہم اسلام کے پیش رو سفیروں میں سے ایک ایسے وجود کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جس نے گذشتہ اٹھاون سال کی دراز مدت

احمدیت کے مقاصد کے حصول میں گزاری ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فدائی کے گھر ۱۹۱۰ء میں عید الفطر کے دن پیدا ہوئے اور قادیان کی مقدس فضا میں پل کر جوان ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی کی فاضل ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ احمدیہ قادیان کے مشنری کالج سے مبلغی کے فرائض کی تعلیم و تربیت سے سرفراز ہوئے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ۳۴۔۱۹۳۳ء کے سال ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں جن میں جماعت احرار کی طرف سے ہماری مخالفت کی شرانگیزی پورے زوروں پر تھی اور ساتھ ہی خداوند تعالیٰ کی قائم کردہ روحانی سکیم "تحریک جدید" قائم ہو چکی تھی اور اپنے ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی۔ ان سالوں میں جناب شیخ صاحب کا انتخاب مشرقی افریقہ میں اسلام کی تبلیغ کیلئے ہوا۔ جامعہ احمدیہ سے تازہ دم فارغ التحصیل اور زیرک جناب شیخ صاحب احراریوں کے سرغنہ لال حسین اختر اور ان کے نامی مقرر مولوی ظفر علی خاں کے مجوزہ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے میدان عمل میں کود پڑے۔ لال حسین اختر کے ساتھ مناظرے "مباحثہ نیروبی" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان مناظروں میں انہوں نے حتمی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام مکمل طور پر حکمت سے پر ہے اور خدا کے برگزیدہ مامور ہیں۔

افریقہ کے اس خطہ میں جناب شیخ صاحب کا مساجد اور نئے تبلیغی مراکز بنانے کے پر جوش جذبہ نے عملی جامہ پہننا شروع کیا۔ انہوں نے چھ بڑے شہروں میں ممباسہ، کسوموں، جنجا، دار السلام اور ٹبورا سمیت مساجد اور تبلیغی مراکز قائم کئے۔ ان کی علمی اور تحریری مساعی قرآن پاک کے سواحیلی ترجمہ پر منتج ہوئیں انہوں نے کئی اور کتابوں کا ترجمہ بھی کیا۔ مشرقی افریقہ میں قیام کے دوران ایک

اور اہم واقعہ جو ایک سنگ میل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، ان کا مشہور عیسائی مناد ریورنڈ بلی گراہم کو جرات مندانہ چیلنج کرنا ہے جس کے ذریعہ اسلام کے خلاف ہونے والی مساعی کو ایک کاری ضرب لگی۔ مارشل فریڈے اپنی کتاب "Billy Grahm A parable of American Righteousness" "بلی گراہم امریکی نیک روی کی ایک کہانی" میں اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

"کبھی کبھی ہونے والے انتشار کے علاوہ گراہم کو تواتر کے ساتھ 'اسلامی مناد' مریضوں کی صحت مندی کے لئے دعا کے ذریعہ دعوت مقابلہ دے رہے تھے۔ تجویز یہ تھی کہ ہسپتال سے تیس لاعلاج مریضوں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر کے چنا جائے۔ دعا کے ذریعہ ان کی صحت کیلئے دعا کریں تا کہ عوام الناس کے سامنے یہ بات کھل کر آ جائے کہ کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ مسیح یا اللہ۔ گراہم کے ساتھ ان دنوں رائے گستفسن صاحب موجود تھے۔ وہ اس واقعہ کو یوں یاد کرتے ہیں۔

"خدا کی پناہ! ٹیلیفون کی گھنٹیوں نے بجنا شروع کیا' پریس کے نمائندگان اور ہر قسم کے لوگ اس بات پر اصرار سے مستفسر تھے کہ بلی گراہم اس سلسلہ میں کیا قدم اٹھانے والے ہیں" لیکن گراہم قدرے تنگ آ کر ہر ایک کو یہی جواب دیتا رہا "No Comment, No Comment" کہ میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا۔ میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا۔

گستفسن بالآخر کہتا ہے۔ "پیچھے امریکہ سے لوگوں کی تاروں اور خطوط کا ہمارے نام تانتا لگ گیا جو کہ ہمیں ابھار رہے تھے۔ خصوصاً پنٹی کوسٹل فرقہ کے لوگ۔ کہ چیلنج قبول کرو اور ان کو بتا دو کہ "علیجاہ کا خدا ابھی بھی زندہ ہے" لیکن بلی گراہم عیسیٰ کی کہانی کے حوالے پیش کرتا رہا کہ اگر انہوں نے موسیٰ اور انبیاء کی

بات نہیں سنی تو پھر اگر ایک مردہ بھی زندہ کر دیا جائے یہ لوگ نہ سنیں گے۔"

(صفحہ ۳۰۰)

بعد ازاں شیخ صاحب کا تعین ربوہ میں بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد ہوا۔ اس کے بعد وہ ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن مقرر کئے گئے۔ جماعت کے مرکز میں ان کے سپرد اور کئی اہم فرائض کئے گئے جن میں سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن اور سیکرٹری حدیقۃ المبشرین وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی نگرانی بھی فرمائی اور اسی طرح خلافت لائبریری اور فضل عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کی عمارات کے تعمیری مراحل کی نگرانی بھی فرمائی۔

ربوہ میں ۱۷ سال خدمات سرانجام دینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو یو۔کے جماعت کا امیر اور رئیس المبلغین مقرر فرمایا۔ انگلستان میں قیام کے دوران آپ نے ساؤتھ ہال' برمنگھم' مانچسٹر' ہیڈرس فیلڈ' بریڈفورڈ' ایسٹ لندن' جلنگھم' کراؤڈن اور آکسفورڈ شائر میں گیارہ نئے تبلیغی مراکز قائم کئے۔ علاوہ ازیں احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے کلاسز یو۔کے جماعت میں قائم کیں۔

سال ۱۹۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جناب شیخ صاحب کو یو۔ایس۔اے روانہ فرمایا۔ جہاں تیرہ شہروں میں تبلیغی مراکز قائم کئے گئے۔ ہم خصوصی طور پر ان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے بہت توجہ اور خلوص کے ساتھ ہماری مسجد بیت الحمید کی تعمیر کے لئے مساعی فرمائیں۔ تعمیری مراحل کے دوران جب بھی کوئی دقت پیش آتی تو حضور کی ہدایات حاصل کرنے کیلئے ہم شیخ صاحب کو ہمیشہ اپنے قریب پاتے۔ مسجد کے لئے قطعہ زمین کے انتخاب سے لے کر مسجد کی تعمیر تکمیل ہونے تک آپ کئی بار ہمارے شہر میں تشریف لائے۔ ہم ان کی اس سلسلہ میں ان تھک مساعی کے لئے بے حد ممنون ہیں۔

آخر پر ہم تمام ممبران جماعت کی طرف سے جناب شیخ صاحب کی عمر بھر کی شاندار اور قابل قدر خدمات جماعت احمدیہ پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور خراج تحسین عرض کرتے ہیں۔ ہم انتہائی اخلاص کے ساتھ ان کی صحت کے لئے دعاگو ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مخلصانہ خدمات قبول فرمائے۔ آمین

مخلص

ڈاکٹر حمید الرحمن پریذیڈنٹ لاس اینجلز

انور ایم محمود جنرل سیکرٹری

(۱۹ مئی ۱۹۹۱ء)

☆......☆......☆

منظوم تاثرات

استاذی المحترم جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ
ریاستہائے متحدہ امریکہ

الوداع

الوداع اسلام کے گوھر ستارے الوداع
الوداع اسلام کے جوھر سپارے الوداع

الوداع اے بزرگ و عابد مبلغ الوداع
الوداع اے سالک و ساجد مبلغ الوداع

طفل ہی تھا جب سے تو نے زندگی یہ وقف کی
فضل یزداں نے ہی تیری زندگی باوصف کی

زیر سایہ تو رہا ہے عالمان دین کے
متقی تھے جو بہت اور عاشقان دین تھے

علم و عرفان سے مزین کر دیا پھر اس قدر
ایک فاضل بن کے نکلا نیک شاگرد اس قدر

نوجوانی سے رہا تو صاحب تقویٰ تمام
علم میں بڑھتا رہا بڑھتا رہا زور کلام

وہ مہارت تجھ کو حاصل ہو گئی اتنی شتاب
تو مبلغ بن گیا پہنچا نہ تھا عمر شباب

اک مقرر بن گیا تو اک مربی ایک خطیب
اک مناظر بھی بنا تو ایک داعی ایک مجیب

پھر پڑی ابن مسیح کی تجھ پر نظر التفات
بھیجنا جب آپ نے چاہا مبلغ ہر جہات

جو مبلغ چونتیس میں بھیجے گئے بیرون دیار
ایک ان میں شیخ صاحب محترم تھے جاں نثار

مشہور تھا تاریک تر جو براعظم اس زماں
آپ کو بھیجا گیا پھیلائیں نور حق وہاں

وہ جہاں رہتا نہ تھا کوئی بھی مرد آشنا
ہر قدم پر مشکلیں تھیں وحشتیں جیسے فنا

گو مراحل پر خطر تھے راستے بھی خار دار
یہ بھی رکھتا تھا دعا کی تند تیغ آبدار

بے سروساماں تھا لیکن علم سے وہ مالا مال
بانٹتا پھرتا رہا دیں کی دولت لازوال

صبر کی طاقت بھی دی تھی اس کو ایسی بے مثال
حوصلہ مند اور بھی ہیں پر ان کے جیسا خال خال

اک جنوں تبلیغ کا تھا اس مبارک فرد کو
راہ حق سب کو بتا دوں بانٹ لوں سب درد کو

بس یہی اک جستجو تھی کاوش پیہم تمام
قریہ قریہ گھومتا پھرتا رہا وہ صبح شام

دشت سے گزرا کبھی، کوہ و بیاباں میں پھرا
کاسہ اس کا پھر خدا نے کامیابی سے بھرا

چند نفوس باوفا سے پھر بنا دی اک جماعت
جو خلوص و صدق سے دیتی رہی آب حیات

یورش باطل کے آگے سینہ سپر یہ ہو گیا
مکر کے ہر بت کا سر بھی پارہ پارہ ہو گیا

سر علی مسلم کلب میں لال اختر سے نشست
شیخ صاحب کے ہی ہاتھوں بن گئی اس کی شکست

جب بگولے کی طرح اٹھا وہاں بلی گرام
گرد کی مانند بٹھا کر اونچا کیا اللہ کا نام

ساتھ تیرے وہ توانا قادر مطلق رہا
پرچم اسلام تیرے ہاتھ میں برحق رہا

یہ سپاہی دین کا سالار جنگ بن کر لڑا
کفرو باطل کو مٹاتا ہر طرف آگے بڑھا

کینیا کے ساحل شفاف سے تنزانیہ دارالسلام
حق کے طالب پا گئے مہدی دوراں کا پیام

یوگنڈا کے سنگلاخ میدانوں کو پاٹا چند بار
دعوت دین متیں دیتا وہ پہنچا زنجبار

ملک عدن میں لوگ تو ڈھونڈا کئے دُر عدن
یہ وہ مٹی ڈھونڈتا تھا جس میں لگے دیں کا چمن

دور میں ان کے مبارک دور بھی آتے رہے
رفتہ رفتہ بغض کے سب بُعد بھی جاتے رہے

بیسیوں مرکز بھی کھولے مسجدیں تعمیر کیں
اخبار جاری کر دیئے چنداں کتب تحریر کیں

جا بجا دورے کئے اور تربیت بھی ان کو دی
اعتقاد بد مٹا اور ڈھل گئی ان سے بدی

پیار و حکمت سے بتائیں خوبیاں اسلام کی
بن گئی ہے قوم ساری اب بہت ہی کام کی

قوم افریقہ پہ بھاری یہ بھی احساں کر دیا
سواحیلی میں ترجمہ سارا قرآں کر دیا

رہتی دنیا تک رہے گی ممنون یہ قوم بلال
اجر اس کا آپ کو دیتا رہے رب جلال

جو سعادت اس نے پائی پا سکے نہ تاجدار
مرحبا! اے شیخ صاحب، صد مبارک، صد ہزار

آپ کی کاوش میں برکت دی خدا نے باخدا
بن رہا ہے اب یہ خطہ با صفا و باوفا

خالق ارض و سما نے آپ کی تائید کی
گونجتی ہیں اب صدائیں ہر طرف توحید کی

ال باسٹھ میں وطن یہ آگیا خدمت گزار
انا بانا کفر کا سب کر کے آیا تار تار

تیس برسوں بعد لوٹا یہ دیار غیر سے
جھولیاں بھرتا رہا جو دوسروں کی خیر سے

اس کی جھولی میں بھی مولا رحم کی خیرات ہو
معصیت کا زنگ دھلے یوں فضل کی برسات ہو

سولہ برسوں تک رہا پھر مرکز اسلام میں
خدمت اصلاح میں، ارشاد کے بھی کام میں

منسلک پھر ہو گیا فضل عمر کے کار میں
اس لگن سے اور بھی بڑھتا رہا ایثار میں

اہل قلم کی کاوشوں کو تیز تر کرتا رہا
تالیف اور تصنیف کا بھی کام کچھ کرتا رہا

اہل دانش کی توجہ دیں کی طرف مبذول کی
نوجوانوں کی فکر بھی اس طرف مشغول کی

مرکزی کاموں میں تیرا انہماک و دسترس
قابل تقلید تھا وہ جانفشانی کا درس

سالانہ جلسوں میں تری تقریر کا جوش و خروش
کرتا رہا ہے صد ہزاراں کو وہاں حلقہ بگوش

وہ جو بارہ تھے حواری حضرت ناصر کے ساتھ
یہ بھی تھا وہ بخت والا چن لیا ناصر نے ساتھ

یہ امیرالمومنین کے سفر لندن کے مشیر
گوہر کم یاب ہیں یہ دین خالص کے سفیر

جس قدر دیں کا درد تھا اس قدر جذبہ ملا
جن کے آنسو میں اثر تھا ان کو یہ رتبہ ملا

فیض تم بھی کچھ اٹھا لو اے عزیزان وطن
سیکھ لو ان سے ادائے طاعت و فن سخن

پھر حضرت ناصر نے سونپی فوج لندن کی کمان
جو ہے یورپ کے لئے اب ضامن امن و امان

چاق و چوبند کر دیا اور ہاتھ میں دی ایسی ڈھال
جو براھیں سے ڈھلی ہے توڑ دے کس کی مجال

یہ سپاہ دین کامل رکھتی نہیں تیغ و تبر
یہ تو رکھتی ہے دلائل پاس ہے ضبط و صبر

جن پیادوں کو سکھائے شہسواری کے ہنر
وہ سبک رفتار ہیں اب مشاق بھی اور باخبر

ریاستہائے متحد کو پھر ملا وہ جاں باز
جو ہے عشاق رسل اور پارسا و پاکباز

گرچہ خاک پائے احمد ہے مگر یہ امتیاز
پا گیا جب سے بنا محمود کا پیارا ایاز

ماحول کے اس زہر سے اکثر رہا وہ دلفگار
کچھ تعبد میں رہا، کچھ تدبیر میں مصروف کار

اخلاق کی، اخلاص کی تعمیر میں کوشاں رہا
ربط کی اور ضبط کی تعلیم کا خواہاں رہا

خلافت حقہ کی عظمت کرتا رہا وہ آشکار
طاعت و تکریم کی راحت بیاں کی بار بار

خفتہ روحوں کو جگایا دیں کی خدمت کے لئے
اک نمونہ بن گیا وہ ان کی رغبت کے لئے

نوجوانوں کو ابھارا فکر کے ابحار میں
نظم میں اور عزم میں اور عظمت کردار میں

معبدوں میں مدرسوں میں دیں کو کیا پھر روشناس
گرچہ ہر سو جال میں نصرانیت کے آس پاس

اصلاح نسل احمدی کی فکر میں روتا رہا
بے چین تھا وہ اس قدر، رات کم سوتا رہا

اس جہاد و جستجو میں دم بدم جو ساتھ تھے
اہل خانہ تھے ترے جو ہر قدم پر ساتھ تھے

ترشی و تنگی میں ہر دم صابر و شاکر رہے
تلخی و آلام میں بھی عابد و ذاکر رہے

تیری صحبت سے ملا جو حصہ خاطر ملا
نیکو کاری کا ملا جو حصہ وافر ملا

تا ابد ان کی نسل میں ذوق یہ قائم رہے
دیں کی خدمت کا چراغ شوق یہ دائم رہے

جو بھی اس نے عمر دی ہے اور دے گا سب عطا
بخش دینا میرے مولا اس بشر کی سب خطا

ہے اس قدر ہمت جواں، پیرانہ سالی میں تواں
اے مونس و غمخوار انساں، اللہ تیرا نگہباں

اے سپاہ دین احمد کے مبلغ خوش خصال
استقامت کی رکھی ہے تو نے اک زندہ مثال

زندگی تیری کٹی سب خدمت اسلام میں
تجھ کو مل جائے خدا کا قرب اس انعام میں

دیں کی خاطر تو نے دے دی یہ متاع زندگی
اس سے بڑھ کر ہو بھلا کیا حق ادائے بندگی

الوداع اے احمدیت کے رئیس قدسیاں
الوداع اے احمدیت کے شموس ضوفشاں

میں تو عاجز ہوں نکما، پر ہے میری التجا
یاد کر لینا مجھے بھی جب اٹھے جوش دعا

محتاج دعا
کلیم اللہ خان۔ امریکہ
ابن پروفیسر حبیب اللہ خان
ربوہ
۵ مئی ۱۹۹۱ء

اب فکر کی کوئی رات نہیں

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق امیرو مبلغ انچارج کی ریٹائرمنٹ پر

صد شکر کہ اپنی راتوں میں اب "فکر کی کوئی رات نہیں"
اب نیم شبی کے فون نہیں، بے وقت کی ملاقات نہیں

وہ رات گئے لاس اینجلز سے اب وقف نو کی بات نہیں
اور وقت تہجد لنڈن سے فرمائش کی اطلاعات نہیں

صبح تھی اگر راچسٹر میں تو شام شکاگو آنی تھی
دوپہر نہیں اب ڈیٹن میں اور سینٹ لوئی میں رات نہیں

سب فنکشن ایک ہی دن رکھ کر کیا کھینچا تانی کرتے تھے
اب خوش ہو گا نہ کوئی خفا، کوئی جیت نہیں کوئی مات نہیں

اب فیکس[1] نہیں زی راکس[2] نہیں، کمپیوٹر فلاپی ڈسک نہیں
ہم سادہ دلوں کے حصے میں پیچیدہ سے آلات نہیں

سوہاگن کا واویلا نہیں کہ شوہر سختی کرتا ہے
اور شوہر کا رونا دھونا کہ فیور میں حالات نہیں

اب مشنریوں کا فکر نہیں کہ سب کی بولے جوابی مشین[3]
کب ہو گی ہماری فتح مبیں یہ درد نہاں دن رات نہیں

اب مسجد فنڈ کا فکر نہیں دو ملین ہو سو ملین ہو
غم اپنا کھائے شعبہ مال اب مسئلوں کی بارات نہیں

"صد شکر کہ اپنی راتوں میں اب فکر کی کوئی رات نہیں"

طالب دعا
احقر
مبشر احمد ۔ واشنگٹن
۵ مئی ۱۹۹۱ء

FAX ۱
XEROX ۲
Answering Machine ۳

ھدیہ تہنیت

بتقریب فراغت از کار خدمت بگرامی مرتبت

حضرت مولانا شیخ مبارک احمد مبلغ اسلام واحمدیت

برائے ممالک ایشیا، امریکہ، افریقہ ویورپ

صد شکر اک خدا کے پرستار آپ ہیں
تثلیث کی خدائی سے بیزار آپ ہیں

یہ ہی نہیں کہ ماہر گفتار آپ ہیں
فضل خدا سے صاحب کردار آپ ہیں

ہستی کو اپنی وقف کیا دین کے لئے
خادم بنے کبھی، کبھی انصار آپ ہیں

تبلیغ دیں ہے آپ کا محبوب مشغلہ
فکرو عمل کے جام سے سرشار آپ ہیں

افریقہ میں بھی دین کا پرچم کیا بلند
امریکہ میں بھی برسر پیکار آپ ہیں

یورپ میں بھی فریضہ تبلیغ ادا کیا
بحر عمل کے اک در شہوار آپ ہیں

دنیا کو دی ہے دعوت اسلام روز و شب
مناد حق مربی غم خوار آپ ہیں

تثلیث و دہریت کے پرخچے اڑا دیئے
میدان کار زار میں سردار آپ ہیں

مبہوت جس نے بیلی گراہم کو کر دیا
انصار دین حق کی وہ للکار آپ ہیں

سواحیلی ترجمے کی سعادت ملی جسے
قرآں کی روشنی کا وہ مینار آپ ہیں

افریقہ کی زباں کو دیا تحفہ عظیم
ابرار کی دعاؤں کے حق دار آپ ہیں

تصنیف کا بھی کام بہت آپ نے کیا
لاریب پختہ مشق قلمکار آپ ہیں

مسلم بنایا کافروں اور ملحدین کو
بے شک غلام سید ابرار آپ ہیں

گھائل کیا ہے جس نے ہر اہل شعور کو
برہان دین حق کی وہ تلوار آپ ہیں

حلقہ بگوش احمدیت سینکڑوں کئے
اس دور آخرین کے انصار آپ ہیں

تعمیر مسجدیں بھی کرائیں جگہ جگہ
اللہ ولی ہے جن کا وہ معمار آپ ہیں
بیڑہ اٹھایا آپ نے اصلاح قوم کا
سب سو رہے ہیں چین سے بیدار آپ ہیں
ہر ہر قدم پہ جس نے دکھایا ہے آئینہ
وہ محتسب، وہ آئینہ بردار آپ ہیں
مظلومیت کے زخم کا مرہم بنے ہیں آپ
مجبور و دلفگار کے غم خوار آپ ہیں
مانی نہ ہار جس نے ضعیفی سے آج تک
وہ مرد حق، وہ دین کے انصار آپ ہیں
تبلیغ دین حق میں گزارے ہیں ساٹھ سال
خدمات دین کو آج بھی تیار آپ ہیں
جس کی تجوریوں میں خزانے دعا کے ہیں
جھولی بھری ہے جس کی وہ نادار آپ ہیں
لاس اینجلز میں آئے ہیں مدت کے بعد آپ
رکھتے ہیں سب سے پیار وہ دلدار آپ ہیں
اب رخصتی دعا کا یہ نذرانہ پیش ہے
سب کی دعائے خاص کے حقدار آپ ہیں

یہ عرض کر رہا ہے سلیم غزل سرا
اک نفس مطمئنہ و بیدار آپ ہیں

محتاج دعا
سید سلیم شاہجہانپوری
(کیلیفورنیا۔امریکہ)
(۱۹ مئی ۱۹۹۱ء)

جناب شیخ مبارک احمد صاحب کی الوداعی تقریب

منعقدہ شکاگو کے موقع پر

غم میں پوشیدہ خوشی میری مناجات میں ہے
اشکوں میں پھول نکایا ہوا سوغات میں ہے

آئے بانیل مرام آج مبارک احمد
دین و دنیا کی فلاح ان کی روایات میں ہے

شرق اور غرب گواہ آپ کی تبشیر پہ ہے
احمدیت کی جھلک آپ کی ہر بات میں ہے

سہرہ انوار کا ماتھے پہ سجا رکھا ہے
احمدیت کا علم اب بھی تیری ذات میں ہے

جان و دل کر دیئے قربان خدا کی خاطر
یہ صحیفہ میں ترے عشق کی لذات میں ہے

ایسے انوار محمد ہیں جبیں سے ظاہر
لاجرم شیخ عجم مدنی کے سادات میں ہے

الوداع کیسی؟ دل و جان ہیں روشن تجھ سے
اور بھی رنگ ترے حسن کمالات میں ہے

بھولئے مت کہ شکاگو بھی ہے اک شہر جناں
ذکر اس کا بھی کہیں احمدی باغات میں ہے

ملک سعید احمد (۱۴ جولائی ۱۹۹۱ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے محسن مکرمی و محترمی جناب شیخ مبارک احمد صاحب

کی خدمت میں

(محمد افضل خان ترکی۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء)

جب ہوائے موج رحمت ہو فضا میں دہر کی
سانس لیتے ہیں زمین و آسماں بھی خیر کی

دیکھ پھر کیسا بدلتا ہے وجود زندگی
اس کو ہوتا ہے عطا پھر دست شان حیدری

عقل میں نور فراست اور بلا کی زیرکی
زندگی میں ہوش مندی، ہوش میں زندہ دلی

ہیں ہمارے سب مبلغ بے مثال و بے نظیر
آسمان دین پہ گویا جگمگاتے ہوں منیر

ایک ہمارے شیخ صاحب جو بہت مشہور ہیں
رئیس التبلیغ تھے اب کینیا سے دور ہیں

پاک طینت پاک خصلت پاک ان کا کام ہے
صاحب صوم و صلوٰۃ شیخ مبارک نام ہے

نیروبی میں ان کا مجھ پر ایک بڑا احسان ہے
وہ کبھی ضائع نہ ہوگا یہ میرا ایمان ہے
الوداع ہونے لگے جب ایک نظم میں نے کہی
جو بہت مشہور ہوئی اور وہاں سب نے سنی

دوسری میری نظم یہ آپ کے اعزاز میں
تھے امام لندن کے آپ اس دور کے آغاز میں
تھی حقیقت اس لئے کچھ لوگ آتش پا ہوئے
پڑھ کے میری یہ نظم مرکز میں سب نے خط لکھے

کس طرح ہوتا ہے جذبہ دل میں دین کے واسطے
میں اسے دھرا رہا ہوں حاضرین کے واسطے
کینیا میں آپ کی کاوش سواحیلی کا قرآن
نور کے برسائے گا یہ ابر رحمت ہر زمان

ملک افریقہ پہ روشن یہ دلیل آفتاب
موجب رحمت رہے گا درمیان دو جہاں
آپ کی للکار پر نیندیں، ہوئیں جن کی حرا
ہیں انہیں میں ایک صاحب پادری بلی گرا

حق کے اس چیلنج پر ان کا ہوا ہے دل ملول
گر گیا تثلیث کا خود اپنے سر پر انصرام
غیرت دین مبیں کا اس قدر تھا ولولہ
چیر کر رکھا ہے پردہ دشمن اسلام کا
شیخ میں بھی جرات رندانہ ترکی دیکھ کر
دوست کیا دشمن بھی کہنے لگ گیا تھا واہ واہ
شیخ صاحب ملک امریکہ میں اب آباد ہیں
ان کو میرے سارے اشعار منہ زبانی یاد ہیں
کی نچھاور عمر ساری۔ خدمت اسلام میں
آپ اسی میں مطمئن ہیں آپ اسی میں شاد ہیں

☆......☆......☆

رئیس التبلیغ امریکہ شیخ مبارک احمد صاحب
کی الوداعی تقریب کے موقع پر

شیخ صاحب کو مبارک یہ وداعی تقریب
دعوت حق کی سعادت ہوئی ہے جن کو نصیب
عمر بھر خدمت اسلام میں مصروف رہے
لمحہ بھر کے لئے آپ رکے ہیں نہ تھکے
ایشیا یورپ و افریقہ و امریکہ گئے
آپ کے ہاتھوں بہت لوگ مسلمان ہوئے
ترجمہ کر دیا قرآن کا سواحیلی میں
روشنی جس سے ہوئی افریقہ کی تاریکی میں
آپ کے آگے بلی گراہم بنا بھیگی بلی
آپ نے اس کو جو للکارا تو گم ہوگئی اس کی سٹی
ساٹھ برسوں سے زیادہ رہے میدان میں آپ
آگے آگے ہی رہے لشکر رحمان میں آپ
درجنوں مسجدیں ہوئیں آپ کے ہاتھوں تعمیر
جن کے میناروں سے گونجی ہے خدا کی تکبیر
آیئے ان کے لئے ہم کریں سب مل کے دعا
صحت کاملہ دے ان کو بہت جلد خدا
آمین

(آفتاب احمد بسمل)

ریٹائرمنٹ کے بعد خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار کی ریٹائرمنٹ ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو بفضل خدا خاص اہتمام اور عزت و احترام سے ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جماعت امریکہ کے امیر نے خاکسار کی ریٹائرمنٹ پر جماعت امریکہ کی مجلس شوریٰ جو کلیولینڈ میں منعقد ہوئی جماعت کی طرف سے اپنے خاص خطاب اور ایڈریس سے خاکسار کو نوازا۔ اس موقع پر امریکن احمدی احباب نے اپنے انداز میں خاکسار کو الوداعی مہربانیوں اور پیار سے ممنون کیا۔ مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل نے اس تقریب کی مناسبت سے اپنے منظوم کلام سے خاکسار اور مجلس شوریٰ کے تمام ممبران اور دیگر احباب جماعت کو مسرور کیا۔ عزیز محترم لئیق احمد صاحب بٹ نے یہ منظوم کلام اپنی خاص آواز میں سنایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

محترم صاحبزادہ صاحب نے جو ایڈریس پیش کیا خاکسار گذشتہ صفحات میں اسے درج کر چکا ہے اور مکرم آفتاب صاحب بسمل کا منظوم بھی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد جماعتی کاموں سے کچھ عرصہ کیلئے فراغت رہی اور یہ فراغت خاکسار کیلئے باعث اذیت بنتی رہی۔ سالہاسال بفضل خدا خاکسار کو جماعتی کاموں اور دینی خدمات کے باعث خاص مصروفیت رہی اور یہ ایسی مصروفیت تھی جو صرف دن کے اوقات تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اکثر راتوں میں بھی جماعتی خدمات میں مصروف رہتا۔ اس ساری مصروفیت سے فراغت کا عرصہ میرے لئے

بے کار رہنا اذیت کا باعث بن گیا۔ خدا تعالیٰ کے حضور شب و روز دعا اور گریہ و زاری میں گذارنے لگا۔ بالخصوص صبح کی نماز کے بعد رہائش گاہ کے اردگرد کے علاقہ میں سیر کے دوران درود شریف کی مداومت کی اور دعا کرتے ہوئے وقت گزارتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کی حالت کو دیکھا اور گریہ و زاری سے دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا اور مجھے متوجہ کیا "تمہاری ایک نیت تھی اسے پورا کرو" سوچا تو یاد آیا کہ جونہی خدا تعالیٰ کی توفیق سے خاکسار نے قرآن مجید کا سواحیلی زبان میں جب ترجمہ ختم کیا تو خواہش پیدا ہوئی اور خاص انداز میں تمنا کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو کسی حدیث کی کتاب کا بھی سواحیلی میں ترجمہ کرنے کی توفیق دے۔

ریاض الصالحین کا سواحیلی میں ترجمہ

اس نیت کی تکمیل میں غور و فکر کے بعد "ریاض الصالحین" حدیث کی معروف کتاب کے ترجمہ کا خیال آیا۔ تیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اس عرصہ میں کئی دفعہ اس کتاب کے ترجمہ کا خیال بھی آیا۔ یاد پڑتا ہے ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۹ء کے درمیانی عرصہ میں جن دنوں خاکسار ربوہ میں تھا اس کتاب کے ترجمہ کیلئے پیر مبارک احمد صاحب کی دوکان سے ایک مجلد رجسٹر خریدا تھا کہ اس پر ترجمہ کا کام کروں گا لیکن ربوہ میں عاجز کو کئی انتظامی خدمات سپرد ہوتی رہیں۔ ترجمہ کا کام نہ ہو سکا۔ اب امریکہ میں ریٹائرمنٹ کے بعد جو خدمت ملی اور خاکسار کو دعاؤں کے بعد خدا تعالیٰ نے متوجہ فرمایا اور توفیق دی تو اس کتاب کا ترجمہ شروع کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔

اس کتاب کو خاکسار نے اس وجہ سے منتخب کیا کہ یہ کتاب عالم اسلام میں معروف اور خاص عزت و احترام سے دیکھی جاتی ہے اور متعدد مختلف ملکوں کے اسلامی مدارس میں اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔

دوم۔ یہ کتاب ایسی احادیث پر مشتمل ہے جو انسانی زندگی کی ابتداء سے زندگی کے آخر تک کے حالات کی راہ نما ہے۔

اس کتاب کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ احادیث کی مستند اور مقبول عام کتب سے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہ بھی وجہ ہوئی اس کتاب کے انتخاب کی کہ احادیث کے مضمون کے مطابق قرآنی آیات کو امام نودی مولف کتاب مذا نے احادیث سے قبل درج کیا ہے اور مزید اس بات نے بھی خاص طور پر خاکسار کو اس کے ترجمہ کی طرف توجہ دلائی کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی کسی تقریر یا خطبہ میں فرمایا کہ جب بھی کبھی آپ کو تقریر یا خطبہ دینا ہوتا اس سے قبل ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرتے۔ عاجز بھی اکثر اس کتاب کا اس ترغیب و تحریص پر مطالعہ کرتا رہا۔

ان وجوہ کی بناء پر روزانہ بالالتزام اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا۔ دن کے بعد دن۔ ہفتہ کے بعد ہفتہ اور مہینہ کے بعد مہینہ گزرتا گیا۔ خاکسار اس کام کے کرنے میں ایسا محو ہوا کہ بے کاری کی اذیت جاتی رہی اور طبیعت میں حوصلہ اور اطمینان اور مسرت۔ مزید براں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک نیک کام کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ بالاخر ترجمہ کا کام دو سال بعد ستمبر اکتوبر ۱۹۹۳ء میں ختم ہوا۔ خاکسار نے مسودہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے خوشگوار حیرت کا اظہار فرمایا کہ اس عمر اور لمبے عرصہ سے مشرقی افریقہ سے باہر رہنے کے بعد سواحیلی زبان ابھی تک آپ کی یاد میں ہے۔ فرمایا "شیخ صاحب خود ہی اس کو طبع کروائیں۔ اللہ جزاء خیر دے" میرے بھائیوں عزیزوں اور بعض دوستوں نے خاکسار کی مالی امداد کی۔ جماعت کے پریس اسلام آباد لندن میں اس کی طباعت ہوئی۔ محترم صفدر حسین عباسی صاحب نے خاص

توجہ اور اہتمام سے بہت اچھے انداز میں اس کی طباعت کروائی۔ تین ہزار کی تعداد میں طبع ہوئی۔ خاکسار نے جماعت کی خدمت میں پیش کر دی اور مشرقی افریقہ بھجوانے کا سارا خرچہ بھی برداشت کیا۔ یہ کتاب اب جماعت کی ملکیت میں ہے۔ احباب جماعت مشرقی افریقہ نے اس کتاب کے ملنے پر خاص پیار اور احسان مندی کے جذبہ سے بہت بہت شکریہ کے ساتھ خاکسار کو یاد فرمایا۔ دوستوں نے یہاں تک لکھا۔

"شیخ صاحب آپ کا یہ احسان ہے کہ قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کے بعد آپ نے حدیث کی کتاب کا بھی سواحیلی میں ترجمہ کر کے ہمیں یہ تحفہ عنایت کیا۔" وغیرہ وغیرہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم منیر الدین صاحب شمس کو فرمایا کہ اس کتاب کا تعارف MTA پر کرائیں۔ انہوں نے حضور کے ارشاد کی احسن رنگ میں تعمیل کی۔ حضور کی خدمت میں کتاب چھپنے پر پیش کی تو فوراً ہاتھ میں لے کر خاکسار کے ساتھ بذریعہ مکرم بشیر احمد ناصر صاحب فوٹو کھچوایا۔ مجھے ممنون فرمایا الحمدللہ اس عبد حقیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص قوت اور ہمت اور استقلال سے اس کام کو انجام دینے اور اپنی نیت کو پورا کرنے کی سعادت بخشی۔ وللہ الحمد

بعد میں خاکسار نے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی خدمت میں بھی پیش کی تو دیکھ کر اور معلوم کرکے کہ ریاض الصالحین کا سواحیلی میں ترجمہ ہے آپ نے خوشگوار انداز میں فرمایا:۔

"ریٹائرمنٹ میں یہ کام اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے اور بھی خدام عطا کرے جو اس انہماک سے ریٹائرمنٹ کے عرصہ میں بھی خدمت دین انجام دینے میں منہمک رہتے ہیں۔"

مزید تحریری خدمت کی توفیق

ریٹائرمنٹ کے اس عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو بعض اور تصنیفات کی بھی توفیق ملی۔ خاکسار کی تمنا تھی کہ احادیث قدسی جن کی تعداد بعض علماء کے نزدیک کئی سو تک ہے۔ بعض کے نزدیک اس کے کم و بیش۔ ان احادیث میں سے پچاس کا انتخاب کر کے ایک کتابچہ تیار کروں۔ چنانچہ "خمسین" کے نام سے پچاس احادیث قدسیہ کا بھی سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا اور باقاعدہ طباعت کی غرض سے کمپیوٹرائز کروا کر تنزانیہ بھجوایا۔ تا وہاں جماعت کے پریس میں ہی اس کی طباعت ہو جائے۔

سواحیلی زبان میں ایک اور کتاب کا بھی ترجمہ کرنے کی اس عرصہ میں توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ لندن نے ایک کتاب نومسلموں اور نووارد احمدیوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کیلئے طبع کی جس کا نام ہے

Words of Wisdom and Purification

اس کتاب میں خالصتاً قرآن کریم کی آیات سے مختلف اہم عنوانوں کے تحت ضروری تعلیمات کو جمع کیا گیا ہے۔ دو سو صفحات کی یہ کتاب ہے۔ ترجمہ کے بعد اس کتاب کا سواحیلی میں نام تجویز کیا

Maneno Ya Hekima na Utakaso

تنزانیہ کی جماعت اور مشن نے عمدہ طباعت کے ساتھ اپنے پریس سے اسے شائع کیا۔ اسلامی معلومات، مختلف عقائد اور اعمال کے متعلق اس کتاب میں آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں وہاں کے نو احمدیوں کی اخلاقی، روحانی اور علمی تربیت کیلئے خاص طور پر یہ کتاب مفید ثابت ہو رہی ہے۔ مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ مشنری انچارج کی نگرانی میں طبع ہوئی۔

قدر دانی

مخالفین کی تنقیدوں کا جواب

اس دور میں خاکسار کو یہ بھی توفیق ملی کہ بعض چوٹی کے معاندین احمدیت اور مخالفین کی تنقیدوں کا جواب دوں۔ چنانچہ پیر کرم شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ جو اسلامی عدالت پاکستان کے جج بھی رہے تھے اور جماعت کی مخالفت میں کوشاں' ان کی تفسیر ضیاء القرآن کی بعض تصریحات آیات قرآنی پر خاکسار نے انہیں مدلل اور نستعلیق انداز میں متعدد خطوط لکھے۔ چند خطوط جو خاص اہمیت کے تھے ان کو طبع کروایا گیا۔ "گذارشات" کے عنوان پر شائع کئے گئے۔ ایک معقول انداز کا کتابچہ تیار ہوا جو پیر صاحب کو بھی بھجوایا گیا۔ اخبار "لاہور" نے بھی بڑے اہتمام سے ان سب کو شائع کیا۔ پیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اکثر دوستوں نے جنہوں نے اس کتابچہ کا مطالعہ کیا ہے بڑے زور سے یہ تحریک کی کہ تبلیغی اغراض کیلئے بہت موثر یہ کتابچہ ہے اس لئے کثرت سے اس کی اشاعت کی جائے۔ انگلستان کی جماعت نے دو ہزار کی تعداد میں اس کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔

اس عرصہ میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ریڈیو پر ایک تقریر ختم نبوت کے تعلق میں جماعت کے خلاف نشر کی اور کہا کہ جماعت سب اسلامی ارا کین کو تسلیم کرتی ہے اور ان کے مطابق عمل بھی لیکن ختم نبوت کی قائل نہیں اس لئے غیر مسلم ہے۔ اس تقریر کے رد میں خاکسار نے واشنگٹن کے ایک مقامی ریڈیو پر مدلل اور مسکت تقریر کی اور ختم نبوت کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشادات پڑھ کر سنائے کہ جماعت احمدیہ نہایت خلوص سے حضور کے خاتم النبین ہونے پر ایمان رکھتی ہے۔ اس کی اشاعت اخبار "لاہور" نے بھی کی۔

جناب طاہر القادری صاحب نے "لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ" کے
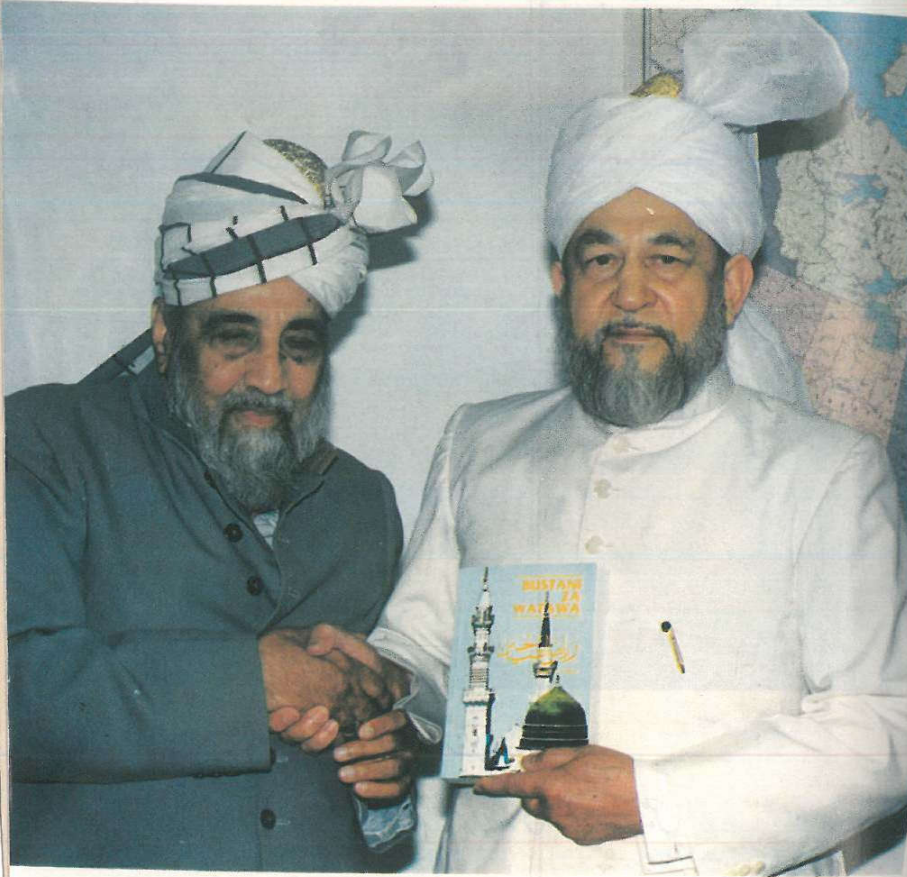
عنوان سے رسالہ شائع کیا۔ گیارہ امور اسلام کی رواداری اور آزادی ضمیر پر آنحضرت ﷺ کے اسوہ اور قرآن کریم کی آیات سے اسلام کے متعلق یہ ثابت کیا کہ اسلام جبرو اکراہ کا مذہب نہیں۔ اتنا کچھ لکھنے کے بعد رسالہ کے آخری صفحات میں اس نے یہ لکھا۔ "اسلام مرتد کی سزا قتل قرار دیتا ہے۔" اس رسالہ پر خاکسار نے ایک مدلل اور مبسوط تبصرہ کیا اور جناب طاہر القادری صاحب کو بھجوایا جو ان کے تضاد اور قرآنی حقائق کے خلاف اور مسلم علماء اور تاریخی واقعات سے ان کے نظریہ کا مدلل رد لکھا۔ اخبار "لاہور" نے اپنے پرچہ میں اس تبصرہ کو شائع کیا۔ یہ تبصرہ طاہر القادری صاحب کو براہ راست بھجوایا گیا تھا مگر جواب ندارد۔

خاکسار اس تبصرہ کو یہاں درج کر رہا ہے۔

☆......☆......☆
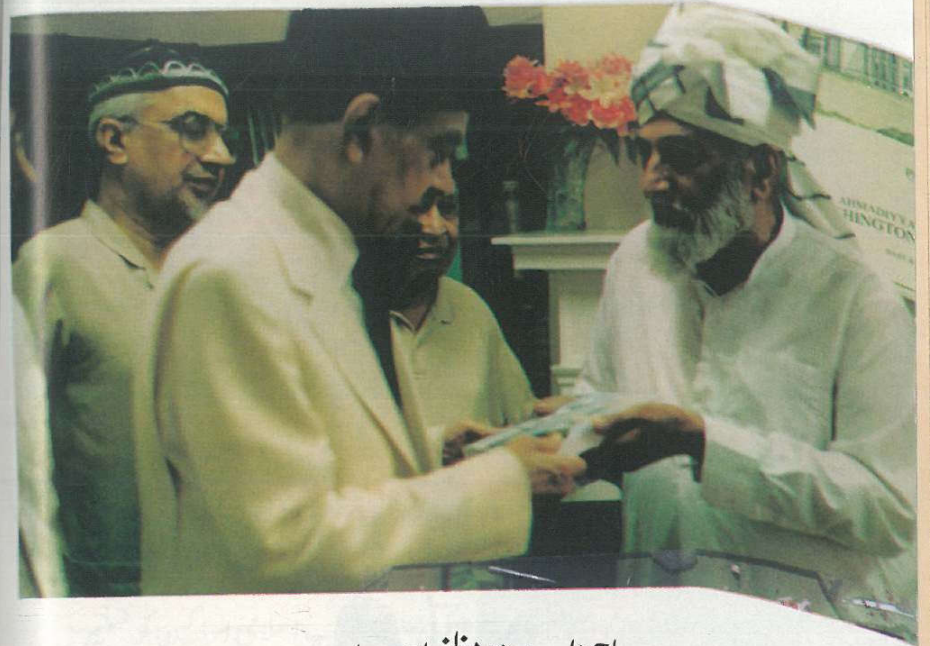
صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی خدمت میں

لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ

مولانا شیخ مبارک احمد (امریکہ) کا پروفیسر طاہر القادری کے نام ان کے کتابچہ "لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ" سے متعلق مکتوب جو ثانی الذکر کے نام ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو لکھا گیا۔ لیکن آج تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ (ادارہ)

بخدمت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو ہفتے پیشتر خاکسار کو امریکہ کی ریاست (Lusiana) جانے کا موقع ملا۔ ایک عزیز کے ہاں آپ کا تحریر کردہ کتابچہ "لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ" نظر آیا۔ خاص دلچسپی سے اسے پڑھنے کا شوق ہوا۔ دو ایک بار پڑھا۔ غور سے پڑھا۔ کتابچہ مذکور کے صفحہ ۶۲ اور ۶۳ کے نصف تک آپ نے لا اکراہ فی الدین کے مفہوم بڑے معقول اور مدلل انداز میں تحریر فرمائے ہیں اور ان سارے گیارہ صفحات میں آپ نے اپنی علمیت اور صلاحیت کے زور سے "اسلام میں آزادی رائے اور اس کا اظہار، اسلام میں رواداری۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے رحمت اور شفقت اور سہولت کا تذکرہ، اسلام میں وسعت نظر۔ اسلام کا معیار حسن خلق اخلاق فی الدین کی ترغیب" کے سلسلہ میں حضور اقدس رسول اکرم ﷺ کی سیرت سے ان کا اثبات اور آیات قرآنیہ سے ان سب امور کی تصدیق

میں بہت کچھ لکھا ہے۔ کہ اسلام جبر و اکراہ کا حامی نہیں اور الحذر کے عنوان کے تحت واعظ وقت کو بھی کی اور اس کے طریق کار کو جو جبر و اکراہ پر مشتمل ہے سیرت نبویؐ اور

آیات قرآنیہ کے بھی خلاف قرار دیا۔ ۶۲ صفحے تک آپ کے تحریر کردہ مضمون کو پڑھ کر ذہن میں یہ نقشہ مستحکم ہوا کہ اسلام دین رحمت و شفقت ہے۔ جبر و اکراہ سے کوسوں دور ہے اور مذاہب عالم میں یہ پہلا مذہب ہے جس نے آزادی ضمیر اور رائے اور رواداری اور مذہبی معاملات کو جبر اور زور دستی سے دور رکھنے کی تلقین فرمائی ہے لیکن بے حد حیرت ہوئی کہ صفحہ ۶۳ کے آخری نصف صفحہ کے آخر تک کے کتابچہ کو پڑھ کر جس میں گزشتہ ۶۲ صفحات کے تاثر کو آپ نے اپنے ہی زور قلم سے زائل کر دیا۔ یہ لکھ کر کہ "مرتد کی سزا قتل ہے" حیرت پر حیرت ہے کہ آپ کی یہ تضاد بیانی اور اپنے ہی دس گیارہ مفہوموں کے سراسر خلاف۔

ایک ایسے شخص کو جو اپنی خوشی سے اپنی عقل و دانست سے اسلام سے نکل کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لیتا ہے آپ اسے قتل کر دینے کا حکم سنا رہے ہیں۔ اور اپنے اس حکم کے بارے میں دلیل یہ دیتے ہیں کہ۔

"مجازی اور دوروزہ حاکم کی بغاوت موجب قتل و جرم قرار دیا جائے اور حاکم حقیقی و قادر مطلق سے ارتداد کو نجی مسئلہ سمجھا جائے۔" (صفحہ ۶۸)

مزید چند سطور اوپر اسی صفحہ پر آپ نے تحریر فرمایا:۔

"حکومت اپنے وضع کردہ قوانین کی خلاف ورزی اور بغاوت پر کسی کو سزا دیتی ہے تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مگر قوانین خداوندی کی کھلے بندوں اور سرعام مخالفت پر پہلے تو نوٹس ہی نہیں لیا جاتا اور اگر کہیں ایسا ہو جائے تو یہ سیکولر سوچ کے حامل شور و غوغا کرتے ہیں کہ اسلام میں وحشت و بربریت ہے۔"

جناب پروفیسر صاحب آپ کی اس سوچ پر بے حد حیرت ہوئی اور افسوس۔

آپ نے اپنے اس کتابچہ کے شروع کے ٦٢ صفحات میں قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کے متعلق بار بار لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو' صفت ستاری' صفت رحمت و شفقت کا انہیں اس سزا کا مورد قرار نہیں دیتی کہیں بھی قرار نہیں دیتی۔ یہاں عام قوانین کی خلاف ورزی کا ذکر نہیں بلکہ ذکر اس بات کا ہے کہ ایک شخص ایک دین کو اپنی عقل و دانش کی رو سے اپنے لئے ذریعہ نجات قرار دیتا ہے اور اسے قبول کرلیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی کرے۔ ایک دوسرا شخص کسی اور دین کو اپنی عقل و دانست کے مطابق اپنی مرضی سے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے اور اس دین کو اختیار کرلیتا ہے۔ ایک دین کو مانتا ہے پھر ایک دین کا انکار کرکے دوسرے دین کو اختیار کرتا ہے۔ سابقہ دین کے ماننے والوں یا ان کے اقتدار کے خلاف جنگ و جدال اور بغاوت کا رویہ اختیار نہیں کرتا۔

اسلام نے' قرآن حکیم نے' خدا کے مقدس رسول ؐ نے' دین و دانش کے معتبر' قابل قدر علماء اور مفکرین نے ایسے شخص کو کبھی بھی قتل کرنے کا فتویٰ نہیں دیا۔

آپ پروفیسر ہیں' ڈاکٹر ہیں غالباً علمی حیثیت سے اور دینی افکار کے لحاظ سے۔ قرآن کریم کی واضح آیات اس بات کا علی الاعلان ذکر فرما رہی ہیں کہ مومن بننے کے بعد کفر اختیار کرنے یعنی دین اسلام اختیار کرنے کے بعد اسے ترک کردینے پر قتل کا حکم ان کے متعلق صادر نہیں کیا گیا۔ یہ سب علماء' یہ سب بزرگ دینی فکر رکھنے والے قابل اقتداء بزرگ تھے۔ سیکولر سوچ اور ذہنیت کے نہ تھے۔ صحت مند سیکولر طریق کے خلاف اسلام نے کہیں بھی آواز نہیں اٹھائی بلکہ بار بار عقل و تدبر جس کی بنیاد پر سیکولرزم قائم ہے اس کی تصدیق کی ہے اور اس کی طرف بار بار

توجہ دلائی ہے۔ قرآن کریم کی آیات کو پہلے لیں۔ ایک نہیں متعدد آیات آپ کے موقف کی کھلم کھلا تردید کر رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان اور واضح اعلان آپ کی نظروں سے اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے کیوں چھپا رہا۔

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی"

یہ فرمان الٰہی ایک ایسے قانون کو پیش کر رہا ہے کہ دین میں داخل ہونے میں کوئی جبر نہیں اور نہ اس سے باہر چلے جانے میں کوئی قید ہے اگر کوئی سچے دل سے اور صحیح معنوں میں اسلام قبول نہیں کرے گا اور خوف و ہراس کی بنا پر اسلام میں داخل رہے گا تو اس کی سزا زیادہ بھیانک ہے۔ اس مخمصہ سے بچاؤ کی اسلام کی امتیازی شان ہے کہ دین کے قبول کرنے اور نہ قبول کرنے کی آزادی دیتا ہے تا کہ جہاں بھی اور جس دین کو بھی کوئی اختیار کرے خلوص اور دل کی عزیمت سے قبول کرے۔ چنانچہ فرمایا۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر" (سورۃ کھف)

"حق و صداقت تمہارے سامنے تمہارے رب کی طرف سے نکھر کر آگیا ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے انکار کردے۔"

حق حق ہی ہے اس کے لئے کسی کو مجبور کرنے کی ضرورت نہیں جو چاہے، حق کو قبول کرے اور مان لے اور جو چاہے اس کا انکار کردے۔ پروفیسر صاحب غور فرمائیں اس آیت کریمہ میں پہلے فلیومن کا ارشاد ہے۔ ایک شخص اپنی مرضی سے اور اپنے اختیار سے دین کو مانتا ہے اور مومن کہلاتا ہے۔ اس کے بعد اگر اسے تسلی نہیں۔ دل میں اسی دین کے لئے عزیمت پیدا نہیں ہوئی اور انکار کی

طرف مائل ہو گیا ہے تو فمن شاء نے فلیکفر انکار کرنے کی بھی اجازت دے دی ہے اور اس پر کسی قسم کا قدغن نہیں لگایا۔ آپ کون ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار میں دخل دینے والے اور اپنی طرف سے فلیکفر کی اجازت کی حد بندی کرنے والے اور مزید کفر کے اختیار کرنے پر سزائے قتل وارد کرنے والے۔ الٰہی قانون نے یہ اعلان عام کر دیا کہ جو چاہے ایمان لے آئے اور اس کے بعد یعنی ایمان لانے کے بعد فرمایا جو چاہے انکار کر دے۔ ہر دو عملوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ آزادی دی ہے اور آزادی ضمیر کے سنہری اصول کو قائم و دائم رکھا ہے۔

پھر اس سنہری اصول اور انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق اس قانون کی ایک اور فرمان سے تائید فرمائی ہے۔ الٰہی فرمان ہے۔

ان الذین امنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا (سورۃ نساء:۱۳۸)

کیسا فیصلہ کن فرمان الٰہی ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے خود ساختہ قانون کو خدارا داخل نہ کریں۔ قتل مرتد کے بارے میں آپ کے نظریہ اور موقف اور متشدد علماء کے نظریئے کی کس شدت اور وضاحت سے یہ فرمان تردید کر رہا ہے۔ اس الٰہی فرمان میں کسی فرد واحد کا ذکر نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا ذکر ہے فرمایا امنوا اور پھر فرمایا کفروا جمع کے صیغے ہیں اور لھم اور لیھدیھم میں جمع غائب کی ضمیریں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑا گروہ تھا جو پہلے ایمان لایا۔ پھر انکار کر کے مرتد ہوا اور پھر اپنے ارتداد میں بڑھتا چلا گیا۔

اگر ارتداد کی سزا قتل ہے۔ تو ان لوگوں کو مرتد ہوتے ہی کیوں نہ قتل کر دیا گیا؟ پھر دوسری دفعہ مرتد ہونے پر کیوں نہ قتل کیا گیا؟ پھر انہیں ارتداد میں ترقی

کرنے کا موقع ہی کیوں دیا گیا؟ پروفیسر صاحب غور فرمائیں یہ آیت کریمہ جس بات کو واضح کر رہی ہے اس آیت کے نزول کے زمانہ کے جو بزرگ تھے۔ وہ آپ کے بتائے ہوئے سیکولرزم کے دلدادہ تو نہ تھے۔ وہ لوگ خلوص نیت سے اور پوری عزیمت سے اسلام کے قائل اور اسلام کے ہر پہلو اور ہر حکم کے عامل تھے صرف عالم ہی نہ تھے۔ مگر ان کو کیوں احساس نہ ہوا کہ خدا کے اصول جسے آپ نے اپنے کتابچہ کے آخری صفحات میں پیش کیا ہے۔

"ارتداد وہ جرم ہے کہ دولت ایمان لٹ جانے کی صورت جس کی تلافی ناممکن ہے...... لہٰذا دین انسان کے اس نقصان پر اسے روکنے کے لئے قتل کی سزا لگا رہا ہے۔" (صفحہ ۶۶)

کیسی خطرناک چیز اسلام کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ "دین سزا لگا رہا ہے" اور کس دین میں یہ سزا لگائی گئی ہے۔ سارا قرآن کریم پڑھ جائیں کہیں بھی قرآن کے پیش کردہ دین میں تو یہ سزا جو آپ مرتد کی تجویز کر رہے ہیں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ کوئی ایک آیت ہی پیش کریں۔ خود ساختہ شریعت کے رواج اور اس کی ترویج سے اپنی عاقبت کو خراب نہ کریں۔

اگر دین نے یہ سزا مقرر کی تھی تو جس زمانہ میں اس آیت کا نزول ہوا۔ کافر مومن بنے اپنی مرضی سے۔ پھر مومن بننے کے بعد کافر ہوئے پھر مومن ہوئے پھر کافر ہوئے اگر دین میں آپ کی پیش کردہ سزا تھی تو اس آیت کے نزول کے وقت کے علماء، صلحاء اور صحابہ اور دیگر بزرگوں نے اس پر عمل کیوں نہ کیا؟ آپ کا بیان کردہ موقف ہی سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

قرآن جس دین کو پیش کرتا ہے اس دین میں مرتد کی سزا قتل کا ذکر تک نہیں۔ عملی آیت کھلم کھلا آزادی ضمیر، رواداری اور اسلام کی امتیازی شان کو ظاہر کر

رہی ہے۔ آپ نے اپنے کتابچہ "لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ" کے صفحہ ۶۲ تک مختلف انداز میں جس کا ذکر کیا ہے اور خوب کیا ہے یہی اصل دین ہے۔

آپ نے اپنے موقف کی تائید میں حدیث پیش کی ہے۔ "من بدل دینہ فاقتلوہ" کہ جو "اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو" نہایت افسوس سے یہ عرض کرتا ہوں۔ آپ قرآن کریم کی تفسیر لکھنے اور دینی تعلیمات کے پیش کرنے میں اپنے آپ کو علامہ سمجھتے ہیں لیکن نہ معلوم اس اصل کو آپ نے کیوں فراموش کر دیا کہ:۔

۱۔ جو حدیث قرآن کریم کی واضح آیات اور نص صریح کے خلاف ہو وہ حضور اقدس ﷺ کا کلام ہی نہیں۔ قرآن کریم کی تو متعدد آیات جبر و اکراہ اور آپ کے موقف کی تردید ڈنکے کی چوٹ سے کر رہی ہیں اور ان کے مقابلہ پر آپ ایک ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جن کے بارہ میں محققین نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ تک اس کی سند ہی نہیں ملی۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہی نہیں۔

۲۔ پھر اس حدیث کو اگر درست ہی تسلیم کرنا ہے تو اس میں عمومیت ہے۔ الفاظ میں "بدل دینہ" جس نے اپنے دین کو بدل دیا آپ نے اپنی طرف سے بریک میں "اسلام" داخل کر دیا۔ تحریف و تلبیس کا بھی آپ نے فریضہ ادا کر دیا۔ پروفیسر صاحب آپ جیسا عالم دین اور یہ تحریف؟ اصل حدیث میں تو اسلام کا لفظ نہیں۔

۳۔ بدل دینہ اگر اسے صحیح حدیث ہی تسلیم کرنا ہے تو عمومیت کی بناء پر اگر ایک شخص عیسائی تھا اور عیسائیت کو ترک کر کے اس نے کوئی اور دین اختیار کر لیا اور اپنا دین بدل لیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے سوچیں اور غور کریں۔

متعدد عیسائی مسلمان ہوئے کیا عیسائی علماء نے ان کو قتل کر دیا۔

آپ نے اپنے کتابچہ میں یہ لکھ کر کہ "سیکولر سوچ کے حامل شور و غوغا کرتے ہیں کہ اسلام میں وحشت و بربریت ہے" یہاں پھر آپ نے خلاف حقیقت بات کی "قتل مرتد" ایک ایسی سزا ہے۔ جس کا ذکر نہ قرآن کریم میں ہے نہ کسی حدیث صحیح میں اور نہ بزرگان سلف سے اس کے طریق کار کا ثبوت ملتا ہے۔ متعدد علماء فقہاء اور آپ جیسے غالی انسانوں کی خود ساختہ شریعت پر عقل و دانش رکھنے والے ارباب اور علماء کبار اور فاضل دیندار لوگوں نے شور و غوغا کیا ہے۔ خدارا اسلام کو جنونیوں کا مذہب نہ بنائیں۔ ان دیندار بزرگوں اور علماء نے تنگ نظر فقہاء اور متشدد علماء کی خود ساختہ شریعت کے خلاف آواز اٹھائی ہے یہ آپ کے نکتہ نگاہ سے سیکولر سوچ کے علماء بھی نہ تھے۔

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد:۔ جن کے دینی علم و سمجھ کے آپ پاسنگ بھی نہیں انہوں نے اپنی تصنیف "ترجمان القرآن" میں اس سزا کے خلاف لکھا۔ "لا اکراہ فی الدین" اس اصل عظیم کا اعلان کر رہی ہے کہ دین و اعتقاد میں کس طرح کا جبر و اکراہ جائز نہیں۔ دین کی راہ دل کے اعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور اعتقاد دعوت و موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و اکراہ سے۔"

(جلد اول صفحہ ۲۹۶)

مزید مولانا موصوف نے فرمایا:۔

"قرآن بتلاتا ہے کہ ناگزیر صورتیں تین ہیں۔ جنگ۔ قصاص اور ایسے جرائم جن کا انسداد بغیر انسانی سزا کے ممکن نہ ہو۔ ان تین صورتوں کے علاوہ کسی حال میں بھی اسلام کا خدا۔ خدا کی بنائی ہوئی مخلوق کا خون بہانا برداشت نہیں کر سکتا جس کا نام انسان ہے۔ جو

شخص اس سے زیادہ قتل انسانی کا جواز اس کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ یا تو اسلام سے قطعاً بے خبر ہے یا اسلام پر تہمت لگانے میں اسے کوئی عار نہیں۔" (صفحہ ۱۴۰)

مزید برآں آپ نے لکھا۔

"چھٹی صدی مسیحی میں جب اسلام کا ظہور ہوا تو مذہب واعتقاد کا اختلاف قتل و خونریزی کا سب سے بڑا باعث تھا لیکن اسلام نے مذہب واعتقاد کی آزادی کا اعلان کیا۔ اس نے مذہبی رواداری اور انسانی حقوق کی ایسی فضا پیدا کردی جس کا اس وقت دنیا میں کوئی نمونہ موجود نہ تھا۔" (تصریحات آزاد مکتبہ اشاعت ادب لاہور صفحہ ۱۵۲)

۲۔ مولانا محمد علی جو اپنے دور کے ذی ہوش عالم و فاضل اور خصوصی قابلیت کے دانشور تھے۔ ایک دنیا ان کی دینی سمجھ بوجھ اور ان کی ثقافت و فضیلت کی قائل ہے ان کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے جناب رئیس احمد جعفری اپنی تصنیف "سیرت محمد علی" میں لکھتے ہیں:۔

"مولانا نے ایک رہنما کو لکھا۔ مولانا عبدالباری اور مولانا حسین احمد صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ بجائے علماء کرام کی طرح سب و شتم اور تکفیر کے تمام احادیث کو جمع کیجئے اور سب فقہاء کے استدلال کو بھی پیش کیجئے۔ قرآن کو سب سے پہلے رکھئے۔ پھر تفاسیر، پھر احادیث، پھر فقہاء کو، پھر بحث فرمائیے انشاء اللہ یہی رائے صحیح نکلے گی کہ قتل مرتد "لا اکراہ فی الدین" کے منافی اور حرام ہے۔ البتہ قتل محارب جائز اور بسا اوقات فرض۔"

(سیرت محمد علی صفحہ ۸۲ جلد اول)

۳۔ نواب اعظم یار جنگ۔ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم اپنے دور کے قابل صد احترام عالم اور فاضل تھے۔ اپنی کتاب "اعظم الکلام فی اعتقاد الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"قرآن میں ارتداد واجب التعزیر فعل نہیں"

ایک عیسائی مناد کی اسلام پر نکتہ چینی کے جواب میں لکھا:۔

"ارتداد کی سزا موت بتائی جاتی ہے تو یہ کوئی پیغمبر اسلام کا قانون نہیں اور نہ قرآن نے الحاد کی کسی دنیاوی سزا کا فتویٰ دیا ہے۔"

پھر لکھا کہ:۔

"قرآن کی کسی ایک آیت میں بھی ارتداد کی سزا موت نہیں بتلائی گئی۔" (صفحہ ۸۶، ۸۷)

۴۔ محترم سیرت نگار مولانا شبلی نعمانی۔ مشہور مورخ اور دانشور کے خاص الخاص رفیق علامہ سید سلیمان ندوی بھی ارتداد کی سزا قتل کے قائل نہیں تھے۔ سیرت النبی ﷺ جلد چہارم میں لکھتے ہیں۔

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی۔ یہ عظیم الشان حقیقت ہے جس کی تلقین انسانوں کو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ہوئی۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر اور کہہ دے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے انکار کرے۔ ایمان اور کفران دو میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ عقل و بصیرت والے

اسے خود قبول کریں گے اور نافہم اس سے محروم رہیں گے۔ اسی لئے بار بار یہ واضح کیا گیا کہ رسول کا کام لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے زبردستی منوانا نہیں۔" (جلد چہارم صفحہ ۳۵۷ تا ۳۶۳)

۵۔ اور اب اہلحدیث کے مشہور عالم و فاضل اور مدیر اخبار اہلحدیث کا موقف سماعت فرمائیں۔ لکھتے ہیں:۔

"آیت کریمہ ان الذین امنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا کی تفسیر میں "جو لوگ پہلے ایمان لائے پھر کافر ہو کر مرتد ہوئے پھر کفر میں بڑھ گئے خدا ان کو نہ بخشے گا۔" یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ بعض لوگ دو دو تین دفعہ مرتد ہوئے اگر محض ارتداد کی سزا قتل ہوتی تو پہلے ہی ارتداد کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا جاتا دوسرے ارتداد کی نوبت ہی نہ آتی۔"

۶۔ جناب مدیر "طلوع اسلام" غلام احمد صاحب پرویز۔ قرآن کریم کے صاف اور واضح فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"انسان کو یہ پورا پورا اختیار ہے کہ ایمان اختیار کرے یا کفر۔ یعنی ایمان اور کفر کے معاملہ میں انسان پر کوئی زبردستی نہیں کی جا سکتی۔ یہ قرآن کا غیر مبہم صاف اور واضح فیصلہ ہے۔ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ کفر اور ایمان کے معاملہ میں قطعاً زبردستی نہیں کی جا سکتی....... قرآن کفر اور ایمان کے معاملہ میں طبی قوت، استبداد کے استعمال کو انسانیت کے خلاف سنگین جرم قرار دیتا ہے۔ لہٰذا اسمائے دنیا پر نور کے

حروف سے لکھ دیا ہے لا اکراہ فی الدین دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں۔" (البقرہ:۲۵۵)

فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جس کا جی چاہے ایمان اختیار کرے اور جس کا جی چاہے کفر کی راہ پر چلے لست علیھم بمصیطر تم ان پر داروغہ مقرر نہیں کئے گئے کہ انہیں زبردستی مسلمان بناؤ۔ یہ ہے قرآن کی تعلیم لیکن قرآن کی اس قدر کھلی کھلی اور واضح تعلیم کے خلاف ہمارے مولوی کا مذہب یہ ہے کہ

"جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔"

(مطبوعات طلوع اسلام صفحہ ۱۴،۱۵)

۷۔ علامہ ابن حیان اندلسی نے اپنی تفسیر بحرالمحیط میں کھلے لفظوں میں اس اصول کو پیش کیا ہے کہ محض پرامن ارتداد کی بنا پر کسی شخص کا خون بہانا جائز نہیں۔

۸۔ علامہ شیخ محمد شلتوت۔ چانسلر ازہر یونیورسٹی اپنی کتاب "الاسلام عقیدہ و شریعہ" میں کھلے بندوں یہ تصریح کر رہے ہیں کہ:۔

"محض ارتداد کی بنا پر کسی شخص کو قتل کرنا جائز نہیں۔"

محترم پروفیسر صاحب خاکسار نے چند ایسے علماء اور دانشوروں کا جو مذہب سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں کے حوالہ جات سے یہ بتایا ہے کہ مرتد کی سزا قتل نہیں۔ یہ ان بزرگ علماء کا مستند موقف تھا۔ اسلام کی امتیازی شان آزادی ضمیر اور مذہبی رواداری کے یہ قائل۔ زبردست حامی اور مرتد کی سزا قتل کے سراسر مخالف تھے۔ یہ وہ بزرگ علماء تھے جو عام سیکولر سوچ کے علماء نہ تھے۔ لیکن جو دانشور آپ کے نزدیک سیکولر سوچ کے سمجھے جاتے ہیں ان کے بیانات بھی بڑی وضاحت

کے ساتھ اور قرآنی آیات میں استنباط کر کے وہ اس یقین پر قائم ہیں کہ مرتد کی سزا
قتل نہیں ہاں اسلام میں تو نہیں۔ واللہ ہر گز نہیں۔

مگر صد افسوس کہ آپ نے اپنے کتابچہ میں "لا اکراہ فی الدین" کے فلسفہ
کے ابتدائی ۶۰ صفحات میں تو بے شک اسلام کی صحیح پوزیشن واضح کی ہے کہ اسلام
آزادی ضمیر کا قائل اور زبردست ہے دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کا ہر گز ہر گز
قائل نہیں۔ لیکن آخری صفحات میں اسلام کی اس امتیازی خصوصیت کو آپ نے
یہ لکھ کر کہ اسلام مرتد کی سزا قتل قرار دیتا ہے۔ اسلام کو جبر و اکراہ کا دین قرار دیا۔
اس فتویٰ کو پڑھ کر اور اس فتویٰ کو جس کی تفصیل کے ساتھ دو تین صفحات میں
بودہ اور رکیک دلیلوں کے ساتھ واضح کرنے کی سعی کی ہے۔ آپ نے درحقیقت
اسلام کی خطرناک حد تک ڈس سروس Dis-Service کی ہے۔ اور اسلام کو
جبر و اکراہ کا مذہب بتا کر اسلام پر ظلم عظیم کیا ہے۔ مزید آپ کے اس بیان سے یہ
بھی معلوم ہوا کہ آپ کا ذہن تضاد کا شکار ہے۔ ایک طرف بڑے اہتمام سے
اسلام کو آزادی ضمیر کا حامی مذہب قرار دیتے ہیں اور دلائل و براہین سے ثابت
کرتے ہیں کہ جبر و اکراہ سے کوسوں دور ہے۔ دین کے معاملہ میں اسلام زبردستی کا
قائل نہیں اور اس موقف کے لئے دلائل و براہین کے ابتدائی صفحات اپنے کتابچہ
کے آپ نے پر زور انداز میں قلمبند کئے ہیں اور اعلان عام کیا کہ ایمان دل کے
یقین کا نام ہے اور ایمان میں اکراہ نہیں پایا جاتا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو شخص
جس چیز کو پسند نہیں کرتا اس پر وہی کچھ لازم کر دیا جائے اور زبردستی اس پر اسے
لازم رکھنے کیلئے تلوار اس کی گردن پر رکھ دی جائے۔ کیا یہ انتہائی صورت کا جبر و
اکراہ نہیں ہے۔؟

جو ایمان دل کی خوشی سے اور خلوص سے حاصل ہوتا ہے۔ وہی قابل قدر ہوتا

ہے۔ اسلام ایسے ہی ایمان کو احترام سے دیکھتا ہے۔ ایسے ہی ایمان والا اسلام کی
عظمت کے قیام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہ سعادت
خلوص سے اور رضامندی سے جو موقف اختیار کیا جائے نصیب ہوتی ہے لیکن جو
شخص اس خلوص اور عزیمت والے ایمان سے عاری ہے اور کسی اور دین کی راہ
اختیار کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے اسلام نے اسے اختیار دے دیا ہے کہ اپنی مرضی
سے جو دین چاہے اختیار کر لے اس کا انجام اور آخری فیصلہ کسی ملا اور کسی
حکومت کو نہیں دیا گیا کہ اس کے دین اسلام سے نکل جانے پر کوئی قدغن لگائے یا
اسے سزا دے۔ خدا تعالیٰ کے فرمان کی رو سے آخرت میں ان کا محاسبہ ہوگا۔

آخر میں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے پیش کردہ احکام جو دین کے
معاملہ میں قرآن حکیم نے بیان کئے ہیں وہ ایسے معقول اور دلاویز ہیں کہ انہیں پڑھ
کر اور دیکھ کر غیر مسلم دانشور متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خوب یاد ہے۔
۸۳-۱۹۸۲ء کی بات ہے محترم سر محمد ظفراللہ خان جو ان دنوں ہیگ کی بین الاقوامی
عدالت کے چیف جج تھے لندن تشریف لائے اور ایک تقریر میں انہوں نے یہ خاص
واقعہ بیان فرمایا کہ:۔

> "ایمسٹرڈم یونیورسٹی کے قابل ترین ایک ڈچ پروفیسر نے بتایا کہ
> قرآن حکیم میں جب لا اکراہ فی الدین کی آیت پڑھی کہ دین کے
> بارے میں کوئی جبر نہیں۔ دین کے اختیار کرنے میں خواہ کوئی دین ہو
> کوئی زبردستی نہیں تو ان کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا اور اسی ایک
> بابرکت قانون اسلام کے امتیازی قانون کہ اسلام آزادی ضمیر کا
> اعلان کرتا ہے مذہبی آزادی کا ڈنکا بجا رہا ہے۔ اس امتیازی شان
> کے قانون نے اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا اور بالآخر وہ مسلمان

ہو گئے۔"

محترم پروفیسر صاحب آپ فرماتے ہیں اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اس جبرو اکراہ کو آپ اسلام کی طرف منسوب کر کے دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ایسے اسلام سے تو دنیا دور بھاگے گی اور اسلام کو امن و سلامتی، آشتی اور رواداری کا مذہب سمجھنے کی بجائے ظلم اور جور و جفا کا مذہب گردانے گی۔

خدا را اپنے موقف اور اپنے اس خلاف عقل، خلاف قرآن، جبرو اکراہ پر مشتمل فتویٰ پر نظر ثانی فرمائیں اور جو تضاد آپ نے اپنے ہی قلم سے اپنی تحریر میں پیدا کیا ہے اسے دور کریں۔ اور اسلام کی اصل شان۔ امتیازی شان کہ یہ دین امن و سلامتی کا دین ہے اس کی تیار کردہ شاہراہ ایسی ہے جو خود بخود ہر دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جسے یہ نظر نہیں آتی وہ اپنی راہ اپنی سمجھ کے مطابق اختیار کر کے اپنی عاقبت کا خود ذمہ دار ہے نہ کوئی دنیاوی تنظیم نہ کوئی دنیاوی حکومت اور نہ کوئی پروفیسر اور ملا۔

دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اپنے موقف جو سراسر قانون اسلامی کے خلاف ہے پر نظر ثانی فرمائیں اور لا اکراہ فی الدین کے سنہری اصول کو اپنائیں۔

والسلام

خاکسار شیخ مبارک احمد

(ہفت روزہ لاہور ۲۴ مئی ۱۹۹۷ء اور ۳۱ مئی ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

ڈاکٹر اسرار کی خبر پر تبصرہ

خاکسار کو ایک اور تبصرہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے" کے تحت خبر شائع کی اور مختلف ذرائع سے اس کا اعلان کیا۔ جس انداز میں یہ خبر انہوں نے شائع کی اور سنائی اس پر خاکسار نے مندرجہ ذیل تبصرہ شائع کیا۔ یہ تبصرہ واشنگٹن کے پبلک T.V چینل 56 پر پیش کیا گیا اور لاہور کے ہفت روزہ "لاہور" نے بھی اسے شائع کیا۔ یہ تبصرہ بھی قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی الہ الطیبین

معزز سامعین و ناظرین با تمکین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار شیخ مبارک احمد سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خادم اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہے اور آپ سے مخاطب ہے۔ خطاب کا عنوان ہے "ایک خبر پر تبصرہ"۔ پہلے خبر سماعت فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے اکثر نے اس خبر کو نیویارک سے چھپنے والے دو اخباروں "نیویارک عوام" اور "اردو ٹائمز" میں پڑھا ہو۔ لیکن اس وقت تبصرہ کے سلسلہ میں یہ خبر پھر سے سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے یہ نوید سنائی کہ "امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے" لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں۔ قرائن سے لگتا ہے کہ شاید ظہور ہو گیا ہے لیکن کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس حالت میں رہ رہے ہیں۔"

مزید ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ:-

"یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں بلکہ تبلیغی جماعت اور دوسرے سرکردہ علماء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ حج کے موقع پر کوئی شخص مدینہ سے مکہ آئیں گے اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے۔"

معزز سامعین آپ نے یہ خبر سنی۔ نیویارک کے ہر دو اخباروں نے صفحہ اول پر جلی حروف میں اس خبر کو شائع کیا۔ اس خبر کے الفاظ پر توجہ فرمائیں ایک طرف ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں۔ "مجھے یقین ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے" اور ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں۔ "لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں" اور پھر آگے چل کر فرمایا "کوئی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں آئے گا اور دعویٰ کرے گا" مزید خبر سناتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ "شاید ظہور ہو گیا ہے"۔ آپ عقل و دانش رکھنے والے احباب ہیں پڑھے لکھے سمجھدار ہیں۔ غور فرمائیں جس بات کے متعلق یقین ہو، کیا ایسی بات کو "مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں" اور پھر فرماتے ہیں "کوئی شخص آئے گا" اور آخر میں ان کا یہ کہنا "شاید ظہور ہو گیا ہے" ایسے پیش کیا جاتا ہے۔ کیا یقین ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ الفاظ تو علی الاعلان بتا رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو قطعاً یقین نہیں کہ مہدی موعود ظاہر ہو چکے ہیں۔ اگر یقین ہوتا تو یہ الفاظ ہرگز خبر میں استعمال نہ فرماتے کہ۔ "مجھے علم نہیں وہ کون ہیں اور کہاں ہیں" اور "کوئی شخص ہے" اور "شاید ظہور ہو گیا ہے" اور "کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس حالت میں رہ رہے ہیں"۔

یقین تو علی وجہ البصیرت ہوتا ہے۔ اس ساری خبر کو پڑھ کر اور مجھے یقین ہے آپ نے بھی جب پڑھا ہوگا یا اب جب کہ آپ سن رہے ہونگے تو بے اختیار آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے ہونگے جیسا کہ میری زبان پر جاری ہوئے۔

"مدعی ست اور گواہ چست"

حیرت بلکہ صد حیرت۔ جس مدعی کا ابھی تک یہ علم ہی نہیں کہ وہ کون ہے کہاں ہے اور اس کے دعویٰ کی تعیین کا علم ہی نہیں اور "شائد ظہور ہو چکا ہے فرما کر ڈاکٹر صاحب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ یقین کی حقیقت سے سراسر ناواقف ہیں۔ ایسی مبہم خبروں کو اچھالنا کسی دانشور کا کام نہیں ہو سکتا۔ کوئی دانا اور ذی ہوش شخص جو کسی تنظیم کا سربراہ بھی ہو ایسی بہکی بہکی باتیں نہیں کر سکتا۔ نہ دانشوروں کو ایسی خبروں سے مطمئن کر سکتا ہے۔

ہر ذی علم و دانش مسلمان اس بات سے خوب واقف ہے کہ امامت کا منصب جسے ملتا ہے اور اصل امامت کا منصب خدا تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم خاص طور پر اس کی نشاندہی فرماتا ہے۔ سنئے وجاعلک للناس اماما اے ابراہیم میں تجھے امامت کے منصب پر فائز کر رہا ہوں۔ امام مہدی تو ایک عظیم امام امت مسلمہ کی ہدایت و راہ نمائی کیلئے خاص امام ہے۔ اور یہ وہ امام ہے جس کے متعلق خدا کے مقبول رسول ﷺ نے فرمایا۔ "لا مھدی الا عیسی کہ مہدی ہی مسیح موعود ہوگا"۔ اور پھر فرمایا کہ "میری امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں مجھے بھیجا گیا اور آخر میں مسیح موعود جو امام مہدی بھی ہے"۔ اتنی شان و عظمت کا امام ہو اور اس کے متعلق یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ ظاہر ہو چکا ہے لیکن نہ وہ خود بولتا ہے اور نہ ہی اپنے دعویٰ سے اطلاع دیتا ہے۔ پاکستان کے شہر اسلام آباد سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اس کی طرف سے یہ خبر نشر فرماتے ہیں کہ اس کا "ظہور ہو گیا ہے" لیکن ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں "مجھے علم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ کہاں ہیں۔ کوئی شخص ہے۔ شاید ظہور ہو گیا ہے اور کہ وہ کس حال میں رہ رہے ہیں" گویا کچھ بھی علم نہیں۔

معزز سامعین و ناظرین کرام! آپ ہی بتائیں کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے

والا فرستادہ جو مصلح ہو اور امام ہو۔ اس کے حالات و کوائف کیا اس قسم کے مبہم ہوتے ہیں۔ دیکھیں جو خدا کی طرف سے آتا ہے کس شان سے اور جرات سے علی الاعلان جنگ کے حالات میں بھی یہ سناتا ہے کہ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب (بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالی ویوم حنین جلد ۳ صفحہ ۴۱ مصری)

میں سچ سچ خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضور اکرم نے کسی کو اپنی آمد کی خبر دینے کا واسطہ نہیں بنایا بلکہ خود اعلان فرماتے ہیں۔ یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اے لوگو! میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر تمہاری ہدایت کیلئے آیا ہوں۔ سب مرسلین اور خدا تعالی نے جن کو امام کے منصب سے نوازا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی نے نہ خود اور نہ کسی واسطہ سے کبھی بھی مبہم خبر یا Zigzag خبر اور متضاد خبر اپنے دعویٰ کے متعلق نہیں دی۔ نہ سنائی۔

لیکن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ساری خبر ہی مبہم یقین سے عاری اور متضاد کوائف پر مشتمل' صاف ظاہر ہے یہ خبر گھڑی گئی ہے۔ انہیں مہدویت کے دعویٰ کرنے والے شخص کا کوئی علم نہیں خود اقرار کر رہے ہیں۔ "ان کو معلوم نہیں وہ کہاں ہیں۔ کون ہیں اور کس حال میں ہیں۔"

لیکن اس خبر سے اتنا تو ضرور واضح ہو گیا کہ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور تبلیغی جماعت اور دیگر سرکردہ علماء جو اس خبر کو اچھالنے میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ شامل ہیں' انہیں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے اور اسلام کی عظمت کے قیام کیلئے بہرحال ایک مرد خدا' ایک ایسے امام کی ضرورت کا شدت سے احساس ہے جو خدا کی طرف سے آئے۔ لیکن وہ موعود امام تو آچکا جس کی خبر حضرت رسول اکرم

ﷺ نے دی تھی اور جن علامات اور نشانات کا اس کی آمد کے ساتھ تعلق تھا ان کی بھی حضرت رسول اکرم ﷺ نے چودہ سو سال قبل نشان دہی فرما دی تھی۔ اور اس نے کھلے بندوں اعلان عام کیا۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

لیکن آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب۔ جب وہ ظاہر ہو گیا تو اس کا انکار کیا گیا۔ اس کی شدید مخالفت کی گئی۔ ہر قسم کی افتراء پردازی اور اذیت کا اسے نشانہ بنایا گیا اور اب ایک موہوم کی انتظار میں دنیا کو من گھڑت خبروں سے مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسی مبہم خبروں' متضاد خبروں پر کون یقین کر سکتا ہے۔ محترم سامعین! آپ جاننا چاہیں گے کہ وہ کون سی علامات ہیں جو امام مہدی کے ظہور کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور جن کی خبر حضرت رسول اکرم ﷺ نے ایک عرصہ پہلے سے دے رکھی ہے۔ سماعت فرمائیں۔

"امام مہدی جن کا وعدہ دیا گیا ہے ان کے ظہور کے زمانہ کے متعلق حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ حضرت حذیفہ بن یمان بیان کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مضت الف ومائتان واربعین سنہ یبعث اللہ المھدی کہ جب ایک ہزار اور اس پر دو سو سال اور مزید چالیس سال یعنی ۱۲۴۰ سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ یعنی تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدی کا ظہور ہو گا۔"

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ پٹنہ تالیف ۱۳۰۷ھ)

پھر حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی بتایا کہ وہ کہاں ظاہر ہوگا۔ فرمایا

"عصابہ تغز والھند وھی مع المھدی اسمہ احمد۔ احمد نام کے امام مہدی کے ساتھ ہندوستان میں ایک جماعت ہوگی جو جہاد کرے گی یعنی تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے گی"

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۴۱-۴۲)

حضور اقدس کی بتائی ہوئی اس علامت نے امام مہدی کا نام بتایا اور یہ بھی کہ وہ ہندوستان میں ظاہر ہوگا۔

پھر حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا

یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث۔ ایک شخص دعویٰ امامت کرے گا اور وہ ایک دریا کے پرے سے خروج کرے گا وہ بڑا زمیندار ہوگا۔

(مشکوۃ باب اشراط الساعہ)

ایک خاص علامت آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کے متعلق یہ بیان فرمائی۔

"یخرج المھدی من قریہ یقال لھا کرعہ ویصدقہ اللہ تعالی مہدی ایک ایسی بستی سے ظہور کرے گا جس کا نام کدعہ ہوگا"۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۹ زباقر مجلسی مطبوعہ ایران شوال ۱۳۲۰ھ)

اللہ تعالیٰ کی تصدیق سے ان واضح علامات کے مطابق حضرت امام مہدی کے ظہور کا مقام ہندوستان دریا کے ماوراء بستی کدعہ سے اور چودھویں صدی کے سر پر اس کے ظہور کا وقت بتایا گیا اور مزید یہ کہ وہ بہت بڑا زمیندار ہوگا۔ یہ ساری کی ساری علامات حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مہدویت کی تصدیق کر رہی ہیں۔ کسی اور مدعی کیلئے یہ علامات ثابت نہیں ہوئیں۔ حضرت مرزا صاحب نے امام مہدی ہونے کا علی الاعلان دعویٰ کیا اور فرمایا

فانا ذالک النور والمجدد المامور والعبد المنصور والمھدی المھود والمسیح الموعود

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۵۰-۵۱)

میں ہی وہ مہدی اور مسیح موعود ہوں جس کی انتظار کی جارہی تھی۔

کدعہ جو قادیان کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ دریا راوی اور دریائے بیاس کے درمیان کی بستی سے آپ کا ظہور ہوا۔ اور یہ اعلان آپ کا محض رسمی طور پر ہی نہ تھا بلکہ حلفاً اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ نے اپنے دعویٰ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی باللہ شھیدا

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ طبع دوم)

سامعین کرام غور فرمائیں کیا کسی موہوم اور مفتری کو ایسی جرات ہو سکتی ہے کہ خدائے ذوالجلال کی اس طرح قسم کھائے۔ خدا کی طرف سے آنے والوں کو ہی ایسی یقینی معرفت اور جرات نصیب ہوتی ہے۔ ان کے اعلان میں کوئی ابہام نہیں ہوتا۔

لیکن یہ تبصرہ مکمل نہ ہوگا جب تک ایک ایسی علامت جو امام مہدی کے ظہور

سے خاص تعلق رکھتی ہے بیان نہ کروں یہ ایک اہم اور خاص الخاص علامت جو حضرت رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائی اور اس علامت پر اس قدر زور دیا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ علامت کسی اور مدعی کیلئے ظاہر نہیں ہوئی۔ اصل الفاظ اس علامت کے سنئے آپ نے فرمایا:۔

"ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان و تنكسف الشمس فى النصف منه ولم تكونا منذ خلق السموات والارض۔

(دار قطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸)

حضور کی بیان کردہ علامت کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔

"ہمارے مہدی کیلئے دو عظیم الشان نشان ہیں۔ یہ دو نشان ایسے ہیں کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے اب تک ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان کے مہینہ میں چاند کو گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات اور اسی رمضان کے مہینہ میں سورج کے گرہن لگنے کی درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ اور ایسا جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا۔"

چنانچہ اس عظیم علامت و نشان کے مطابق ۱۸۹۴ء رمضان المبارک کے مہینہ میں وقت مقررہ اور معین تاریخوں پر چاند کی تیرھویں رات اور سورج کو اٹھائیسویں تاریخ کو گرہن لگا۔ مغرب و مشرق کے اخبارات نے اس گرہن کی خبر اور واقعہ کو شائع کیا۔ امام مہدی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعویٰ کی تائید میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی بیان

کردہ علامت کے مطابق چاند اور سورج کو اس کی تصدیق کیلئے گرہن بھی لگا۔ اس خاص نشان میں کئی اہم باتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ سوائے امام مہدی کے اور کسی کے لئے یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ دوسرے اہلسنّت و شیعہ کی کتب احادیث نے متفقہ طور پر حضور کی اس علامت کو بیان کیا ہے۔ تیسرے یہ ایسی علامت ہے جو پہلی کتابوں میں بھی بیان کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر انجیل کا ذکر کرتا ہوں۔ متی باب ۲۴ آیت ۲۹ میں ہے۔

"سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

خوب خوب اور واضح طور پر یہ علامت من و عن جن الفاظ میں بیان کی گئی تھی پوری ہو گئی۔

مزید براں آپ کی خصوصی توجہ کیلئے یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جنہوں نے خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ منصب مہدویت کا صرف اعلان ہی نہیں کیا بلکہ اس منصب کی تائید و تصدیق کیلئے آپ کو جس آسمانی و زمینی نشانات سے اللہ تعالیٰ نے نوازا وہ اس کثرت سے ہیں کہ جن کا علم پا کر کوئی خدا ترس انسان آپ کے امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مرزا صاحب نے تو یہاں تک لوگوں کی تسلی کیلئے اعلان کیا کہ اگر آپ خدا کی طرف سے مامور نہیں اور اپنے دعویٰ مہدویت میں راستباز نہیں بلکہ مفتری ہیں تو اے خدا مجھے ناکام و نامراد کر بلکہ سخت سے سخت اذیت میں مبتلا کر۔ آپ کی بدرگاہ خداوند یہ دعا سنی۔

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما

گر توے بینی مرا پر فسق و شر

گر تو دیداستی کہ ہستم بدگہر

پارہ پارہ کن منے بدکار را

شاد کن ایں زمرہ اغیار را

آتش افشاں' بر در و دیوار من

دشمنم باش و تباہ کن کار من

(حقیقت المہدی صفحہ ۸ مطبوعہ ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء)

ان الفاظ میں جو آپ نے نے صاف الفاظ میں آپ نے بددعا کی کہ اے مولیٰ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے تباہ کردے اور دنیا جہاں سے میرا نام و نشان مٹادے۔

ناظرین کرام و سامعین! ذرا آپ کے ان الفاظ پر نظر ڈالیں اور پھر سوچیں۔ کس قسم کی بددعا کی اپنے مولیٰ سے درخواست کر رہے ہیں! کیا کسی جھوٹے اور مفتری کو اس قسم کی بددعا اور اس درد سے بددعا کرنے کی جرات ہو سکتی ہے۔ واللہ ہرگز نہیں۔ آپ سچے تھے۔ صادق و راستباز تھے۔ خدا کے ہی بھیجے ہوئے امام مہدی اور مسیح موعود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بددعا کے برعکس اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت سے نوازا۔ ایک تھے اور اب ایک کروڑ سے زائد آپ کے دعویٰ کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ شدید مخالفتوں کے باوجود کامیابی و کامرانی سے غیر معمولی شان سے نوازے گئے۔ ایک غیر معلوم بستی سے اٹھے اور اب دنیا کے ۱۵۰ ملکوں میں اس کے عقیدت منداور اس پر جاں نثار کرنے والے اور دین اسلام کی اشاعت کیلئے بے دریغ قربانی کرنے والے فدائی پیدا ہو گئے۔ یہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس حقیقت کی آپ کے ہی ایک شعر میں خوب خوب

وضاحت ہو رہی ہے۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

میرے معزز سننے والے دوستو! بلا شک و شبہ آنے والا موعود مہدی آچکا۔ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا۔ خدا کرے اس کو پہچاننے اور اس کے دامن سے وابستہ ہونے کی آپ کو توفیق نصیب ہو۔ کسی مبہم خبر کی بناء پر کسی موہوم شخص کا انتظار آپ کی عاقبت کو ہرگز ہرگز نہیں سنوارے گا۔ دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو حق و صداقت کی شناخت کی سعادت نصیب کرے۔

والسلام

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے نشر ہونے سے پہلے جب اس تبصرہ کو بغور پڑھا تو مندرجہ ذیل نوٹ اس تبصرہ کے بارہ لکھا۔

"ماشاء اللہ بہت اچھا تبصرہ ہے۔ یہ تبصرہ جواباً MTA کے پروگرام میں شامل کیا جائے۔

نیز اس تبصرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو دعا لکھی ہے اس کے تعلق میں صاحبزادہ صاحب نے تحریر فرمایا:۔

"کوئی مفتری (نعوذ باللہ) ایسی پر درد اور پر سوز دعا اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور نہیں کر سکتا۔"

ایک اور تبصرہ جو حضرت عثمانؓ پر تنقید کے سلسلہ میں میامی کے مفتی کے مضمون پر خاکسار نے کیا ملاحظہ ہو۔

☆......☆......☆

مفتی سید مستفیض الحسن آف میامی (امریکہ)

کی تنقید پر تبصرہ

خلفائے راشدین کا باہمی تقابل مناسب نہیں

منجانب شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ

امریکہ کا مشہور اخبار "اردو ٹائمز" نیویارک سے شائع ہوتا ہے۔ موقر جریدہ کے ستمبر ۱۹۹۶ء کے آخری ہفتہ کے شمارہ میں ایک سوال اور اس کا جواب شائع ہوا۔ سوال یہ تھا کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت عثمان غنیؓ پر تنقید کی ہے اور ان کی بعض کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔ جب کہ ہمیں تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں ایسی تنقید سے روکا گیا ہے؟

میامی کے ایک مشہور و معروف مفتی صاحب جن کا اسم گرامی سید مستفیض الحسن ہے انہوں نے سائل کے جواب میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تائید میں یہ لکھا کہ:۔

"حضرت عثمانؓ میں نہ حضرت عمرؓ جیسی طاقت تھی اور نہ فاروقی سیاست۔ نہ اس درجہ کا زہد و استغنا۔ اس کمزوری سے بعض لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور دنیا کی طلب میں لگ گئے۔"

جناب مفتی صاحب نے مزید یہ لکھا کہ:۔

"حضرت عثمانؓ کے عزیز و اقارب جو ان کے دور میں عہدیدار بن گئے تھے انہوں نے فتنہ کو جگایا۔"

خاکسار نے مفتی صاحب موصوف کی خدمت میں ان کے مندرجہ بالا جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آپ نے اپنے جواب سے صحابہؓ پر طعن زنی اور بالخصوص خلیفہ راشد پر نکتہ چینی کی ہے جو ہرگز ہرگز مناسب نہیں۔ راقم کو آپ کے اس جواب سے حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ ایک خدا ترس عالم اور فاضل سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بالخصوص کسی خلیفہ راشد کے متعلق یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی طرح بھی ان بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے اور ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان پر تنقید کرے کیونکہ اس کی کئی وجوہ ہیں۔

اول: ہمیں صحابہ کرامؓ کے کردار کے بارہ میں نکتہ چینی کا حق اس لئے نہیں پہنچتا کہ اگر آپ جیسے عالم اور فاضل خلفائے راشدین اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین پر تلخیص و تنقید کریں اور یہ تنقید اخباروں اور کتابوں میں شائع ہو اور مجلسوں میں بیان کی جائے تو آئندہ نسل جو علم و فضل میں نسبتاً اعلیٰ مقام نہیں رکھتی وہ اس سے زائد تنقید کرنے کی جسارت کرے گی۔ بجائے اس کے کہ صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کی عظمت و عزت جاگزیں ہو۔ اس کے برعکس ان کے اقدام و مقام کے لئے ایسی جسارت تخفیف کا باعث ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں ہمیں ایک صاف ستھرے اصول سے آشنا فرمایا ہے اور وہ یہ کہ سب کی یکساں عزت و عظمت کا اعتراف کرو بے شک فضیلت اور مرتبہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوں لیکن تخفیف اور تنقید نہ کرو۔ ارشاد خداوندی ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم

(سورۃ البقرہ ۲:۲۵۴)

بعض رسول دوسرے بعض رسولوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ لیکن یہ اعلان اللہ تعالیٰ کا ہے اور ہمیں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ (سورۃ البقرہ ۲:۲۸۶)

بغیر کسی قسم کی تخفیف یا تنقیص کے اظہار کے سب رسولوں کو پورے احترام کے ساتھ خدا کے رسول اور برگزیدہ نبی سمجھیں اور سب پر ایمان لائیں اور بلا تفریق انہیں خدا کا مقبول رسول تسلیم کریں۔ کس پیارے انداز میں خدا تعالیٰ نے رسولوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر ایسے انداز میں کہ کسی رسول کی تخفیف یا تنقیص نہ ہو۔

دوم: حضرت رسول اکرم ﷺ کا اپنا اسوہ حسنہ بھی اس رنگ میں رنگین نظر آتا ہے جب ایک مسلمان اور یہودی کا مکالمہ ہوا تو یہودی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں آنحضرت ﷺ نہیں اور مسلمان کا کہنا کہ آنحضرت ﷺ افضل ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں۔ اس پر اچھا خاصا انتشار ہوا تو حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس طرح انبیاء کے باہمی مقابلہ اور موازنہ کے طریق کو سخت ناپسند فرمایا اور اسے سختی سے روک دیا اور فرمایا لا تفضلونی علی موسی مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ حالانکہ آپؐ پر یہ خوب واضح تھا کہ آپؐ سب نبیوں کے سردار ہیں اور نہایت افضل ہیں اور خاتم النبین ہیں اور سب نبیوں پر فائز ہیں مگر ایسے موازنہ کی اجازت نہیں دی کہ کسی رسول کی تخفیف ہو۔ پھر آپ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ لا تفضلونی علی یونس کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر بھی فضیلت دینے کا چرچا نہ کرو اور اس طرح آپ نے

باہمی اختلاف اور انتشار کی فضاء کو پیدا ہونے سے روک دیا۔ ہمیں یہ سبق سکھایا کہ سب خدا کے برگزیدہ رسول ہیں اور قابل احترام ہیں۔

قرآن کریم کی اس نورانی ہدایت اور حضرت رسول اکرمؐ کے پاکیزہ اسوہ سے علی وجہ البصیرت یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ صحابہؓ اور بالخصوص خلفائے راشدین کی خوبیوں اور کسی طرح سے ان کی کمزوریوں کا مقابلہ اور موازنہ کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ سب کو عزت و احترام سے دیکھیں اور سمجھیں کسی طرح بھی تقابل مناسب نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کے محبوب و مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی قابل توجہ اور قابل اتباع ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔ علیکم بسنتی وسنہ الخلفاء الراشدین المھدیین اے مسلمانو! تم پر لازم ہے کہ میرے طور و طریقوں کو اختیار کرو اور خلفائے راشدین جو خاص ہدایت یافتہ ہیں ان کے طور طریقوں کو اختیار کرو۔ حضور اکرم ﷺ نے اس ارشاد میں کسی خلیفہ کی الگ تخصیص نہیں فرمائی کہ کسی ایک کی سنت اور طریقہ کار کی تو پابندی کرنا اور دوسرے کی اس خاص رنگ میں پابندی نہ کرنا بلکہ فرمایا "علیکم" تم سب پر لازم ہے یعنی تم میں سے ہر ایک پر لازم ہے۔ علیکم کے زوردار پیغام پر غور فرمائیں۔ ہر خلیفہ راشد کے اختیار کردہ طریق کار کو لازماً اختیار کرنے کی تلقین کا ارشاد ہے۔ حضرت عثمانؓ بھی انہی پاک خلفاء میں سے تھے اور خلیفہ راشد تھے اور ایک عظیم بزرگ تھے۔

سوم: اگر حضرت ابوبکرؓ صدیق اعظم اور حضرت فاروقؓ نے مفتی صاحب موصوف کے خیال کے مطابق اپنے اقرباء یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور قرابت داری کا سلوک روا نہیں رکھا اور حضرت عثمانؓ نے مفتی صاحب کے خیال کے مطابق رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور قرابت داری کا سلوک کیا۔ اگر حضرت

عثمان غنیؓ صلہ رحمی کا سلوک نہ فرماتے تو کیا یہ بہتر ہوتا۔ اس کا پھر یہ واضح مطلب ہوا کہ امت مسلمہ یہ سمجھتی کہ چونکہ کسی خلیفہ نے بھی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ نہیں اپنایا اور نہ صلہ رحمی کی اور نہ ہی قرابت داری کا معاملہ ان سے کیا اس لئے رشتہ داروں کے ساتھ قرابت داری اور صلہ رحمی نہ کرنا ہی سنت خلفاء ہے اور اس غلط فہمی سے امت مسلمہ ایک خطرناک غلطی کی مرتکب ہو کر اس عظیم نیکی اور اہم فریضہ سے غافل ہو جاتی جب کہ خدا تعالیٰ کا بار بار خاص تاکیدی ارشاد قرآن مجید میں ایتای ذی القربیٰ کا موجود ہے۔ خود حضرت رسول اکرم ﷺ کا صلہ رحمی کا ذاتی سلوک سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے اور کتب احادیث آپ کے اسوہ اور صلہ رحمی کے بارہ میں تاکیدی ارشادات سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی شہادت علی الاعلان بتا رہی ہے کہ حضور ﷺ صلہ رحمی کے معاملہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ آپ تو رحمی رشتوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ حیرت ہے مفتی صاحب جیسے عالم، ذی شعور اور فاضل نے آنحضرت ﷺ کے کثیر ارشادات کو جو صلہ رحمی، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں ہیں انہیں کیوں نظرانداز کر دیا اور خاص نیکی کو جس پر خدا کے مقبول خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ نے عمل کیا اسے ان کی کمزوری سے تعبیر کیا اور باعث فتنہ گردانا۔ افسوس صد افسوس! اگر کسی خلیفہ راشد نے بقول آپ کے صلہ رحمی کسی وجہ سے نہیں کی، رشتہ داروں کی ضرورت کے وقت میں امداد نہیں کی تو حضرت عثمان غنیؓ کو داد دیں کہ انہوں نے قرآن کریم کی تاکیدی ہدایت ایتای ذی القربیٰ پر عمل کیا اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی سنت کو خاص طور پر اپنایا۔ رشتہ داروں کی ضرورت کے وقت آپ نے مناسب رنگ میں امداد فرمائی اور یہ امداد آپ نے اپنے ذاتی اموال سے کی، نہ کہ قومی بیت المال سے

کی۔ خداوند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور خدا تعالیٰ کے مقبول رسول کی سنت کی پیروی میں حضرت عثمانؓ کا صلہ رحمی اور قرابت داری کے رویہ کو ان کی کمزوری سمجھنا اور فتنہ کا سبب گرداننا کس قدر جہالت، نادانی اور زیادتی ہے۔

محترم مفتی صاحب! پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کا یہ مشہور اور مبارک فرمان آپ کی نظر سے کیوں اوجھل رہا۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

کہ میرے صحابہؓ روشن ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے تم ہدایت پاؤ گے۔

اگر یہ فرمان خدا کے محبوب و مقبول رسول کا فرمان ہے اور خدا کی قسم یہ آپ ہی کا فرمان ہے تو حضرت عثمان غنیؓ ایک عام صحابی تو نہ تھے بلکہ ایک عظیم اور جلیل القدر شان کے صحابی تھے۔ اگر ایک عام صحابی خدا کے رسول کی نظر میں ایک روشن ستارہ کی مانند ہے تو حضرت عثمان غنیؓ جیسا زاہد و پارسا صحابی تو بہت ہی چمکتا ہوا روشن ستارہ تھا۔ ان کے طریق کار اور کردار کو اپنانے اور اختیار کرنے کو کیوں باعث ہدایت نہ سمجھا جائے۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے کردار اور طریق کار کو ان کی کمزوری اور باعث فتنہ سمجھا جائے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ تو ان عظیم الشان صحابہ اور خلفاء راشدین کے طریق کار کو رشد و ہدایت کا موجب قرار دیں۔ مفتی صاحب، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور مودودیت پسند طبقہ کے لوگ ان صحابہ اور خلیفہ راشد کے کردار اور طریقہ کار کو فتنہ کا باعث سمجھیں۔ تو آپ ہی فرمائیں کس کی بات تسلیم کریں۔ خدا کی بات تسلیم کریں۔ خدا کے رسول کی بات تسلیم کریں یا ان لوگوں کی بات تسلیم کریں جو ارشاد نبوی کے خلاف اپنی عقل و سمجھ سے بات کہہ رہے ہیں اور دین میں فساد پیدا کر رہے

ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلی مودودی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت کے مندرجات کی مفتی صاحب آپ تائید کر رہے ہیں حالانکہ اس کتاب کے مطالعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سید ابوالاعلی مودودی صاحب کے دل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کوئی خاص عظمت نہیں ہے بلکہ ان کی تنقیص و تنقید، صحابہ کرام اور حضرت عثمانؓ سے متعلق یہ ثابت کرتی ہے کہ اندرونی طور پر مولانا مودودی صاحب بذات خود شیعہ مسلک کے بہت زیادہ قریب تھے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ بات دراصل سمجھانے کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات اور ارشادات کو تسلیم کریں اور ان کی فرمانبرداری کا ہی قرآن کریم حکم دیتا ہے۔ لہٰذا اپنی قیاس آرائیوں کے پیچھے چل کر بزرگوں کی تنقیص پر مشتمل تنقید سے باز رہنا چاہیے۔

چہارم: ارشاد خداوندی ہے۔ وات ذی القربی حقه رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔ جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اس ارشاد کی تکمیل میں خاص نمونہ دکھایا۔ لیکن یہاں ایک خاص بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانہ کے آخر میں جو فتنہ اٹھا وہ آپ کا رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے تھا۔ یہ سمجھنا سراسر غلطی اور زیادتی اور تاریخی حقائق سے روگردانی کے مترادف ہے۔ اس میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ یہ فتنہ امت مسلمہ کے لئے انتہائی کرب و اضطراب کا باعث ہوا۔ اس فتنہ کی کچھ اور وجوہ تھیں۔ اقرباپروری ہرگز نہ تھی۔ سب سے اہم وجہ تو یہ تھی کہ صحابہ کرام کی وہ بزرگ نسل جنہوں نے براہ راست حضرت رسول اکرم ﷺ سے دن رات فیض حاصل کیا۔ آپ کی صحبت میں دن رات

گزارے۔ آپ کے ایمان افروز کلمات طیبہ گوش و ہوش سے سنے۔ اپنی آنکھوں سے آسمانی تائید و انوار کا مشاہدہ کیا بلکہ ان کے مورد ہوئے۔ عسر و یسر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزاریں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت بالخصوص آخری ایام میں یہ نسل موجود نہ تھی، سوائے شاذ کے اور اسلام کی روزافزوں ترقی دشمنان اسلام کے لئے ایک کانٹا بنی ہوئی تھی اور دشمن اس تاک میں تھے کہ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کریں اور ان کی سربراہی کی عظمت کو معدوم کریں۔ یہودی اپنی سازشوں میں سرگرم ہو گئے اور نوواردوں کو مختلف طریقوں سے بہکانے لگ گئے۔ ادھر عبداللہ بن سبا اپنی فتنہ پرداز حرکتوں میں لگاتار کوشاں رہا اور ہر ممکن فتنہ انگیزی سے نوجوانوں میں بددلی پھیلاتا رہا۔ اس طرح یہ فتنہ خطرناک صورت میں نمودار ہو کر امت مسلمہ کے لئے باعث اذیت و انتشار و افتراق ہوا اور باہمی غلط فہمیوں نے امت مسلمہ کے خرمن میں آگ لگادی۔

پنجم: حضرت عثمان غنیؓ کے زہد و استغنا کے بارہ میں بھی مفتی صاحب آپ نے جو تنقیدی رنگ اختیار کیا ہے وہ آپ کو ہرگز زیب نہیں دیتا لیکن جب تاریخی حقائق کو دیکھا جائے تو آپ کے رشحات قلم پر تعجب ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کہلانے والے عالم اور مفتی دین کے قلم سے یہ الفاظ کیوں کر لکھے گئے۔ ذرا نظر ڈالیں اس خصوصی تعلق پر جو حضرت عثمان غنیؓ کو آنحضرت ﷺ سے تھا۔

۱۔ آپؐ نے اپنی دو صاحبزادیوں کو حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں دیا اور جب دوسری صاحبزادی کی وفات ہو گئی تو فرمایا اگر میری اور بیٹی بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی ان سے کر دیتا۔ یہ مقام کس صحابی کو حاصل ہوا۔

۲۔ اس خصوصی قرب کے باعث "ذوالنورین" کے پاکیزہ اور مقدس خطاب

سے یاد کیئے جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت عثمانؓ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے ہجرت کی اور حبشہ تشریف لے گئے۔

۴۔ حضرت عثمانؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

۵۔ مذہبی خدمات میں ان کے اس عظیم کارنامہ کو کون نظرانداز کر سکتا ہے جو تاریخ اسلام کا سب سے اہم کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک قرات اور ایک مصحف پر جمع کر دیا۔

۶۔ بیعت رضوان کے موقع پر حضور اقدس نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان غنیؓ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی بیعت لی۔

۷۔ حضرت عثمانؓ کے زہد و استغنا کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں کو بھی ان سے شرم آجاتی ہے اور حضور ﷺ نے اپنے متعلق بھی ایک دو موقع پر یہی فرمایا۔

۸۔ فراخ دل تھے۔ فیاض اور مخیر تھے۔ جب سخت قحط پڑا تو اسلامی فوج کے ایک تہائی اخراجات اپنے ذمہ لئے۔ آپ کی فراخدلی اور رفاہی کاموں میں غیر معمولی امداد کے اور بھی کئی واقعات ہیں جن سے تاریخ اسلام کے کئی باب روشن ہیں۔

الغرض حضرت عثمان غنیؓ جیسے عظیم صحابی اور خلیفہ راشد کی کس کس صفت اور کس کس شان کا ذکر کیا جائے۔ اتنی عظیم صفات حسنہ سے مزین شخصیت تھی۔ خدا کے رسول کے محبوب صحابی اور آپ کا خلیفہ راشد' تاریخ اسلام ان کے ذکر خیر اور جلیل القدر صفات سے بھری پڑی ہے۔ اس بزرگ خلیفہ کے زمانہ میں کئی فتوحات بھی ہوئیں اور کئی دیگر عظیم کارنامے بھی انجام پائے۔

دشمنان اسلام جو گھات لگائے بیٹھے تھے اور موقع کی انتظار میں تھے انہیں ترقیات اور فتوحات ایک نظر گوارا نہ تھیں۔ بالآخر سبائیوں اور یہودیوں نے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے غیر تربیت یافتہ نوجوانوں اور نوواردوں کے ذہنوں کو مسموم کیا۔ ان نوواردوں کی باتوں کو پیش کر کے یہ فتویٰ دینا کہ حضرت عثمان غنیؓ کمزور رائے کے خلیفہ تھے۔ نرمی روا رکھتے تھے' رشتہ داروں کو مال و دولت سے نوازتے تھے' رواداری کے طریقوں پر گامزن تھے اور عفو و درگزر سے کام لیتے تھے۔ ان امور کو فتنہ کا باعث گرداننا سراسر جہالت اور زیادتی ہے۔ فتنہ کے دراصل کئی اسباب تھے۔ حکومت کا جلد آجانا۔ فتوحات کی کثرت' مال و دولت کی ریل پیل' باہمی رقابت و حسد' امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کے اور ان کی وحدت میں رخنہ پیدا کرنے میں 'بعد زمانہ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض خدا تعالیٰ کے فرمان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور مقدس رسول ﷺ کے ارشاد اصحابی کلھم عدول میرے تمام کے تمام صحابہ عدول ہیں۔ عدل و انصاف کرنے والے اور حق و صداقت پر ڈٹ جانے والے اور اپنی خواہشات سے اجتناب کرنے والے ہیں۔ ان تمام ارشادات سے تو یہی سمجھ آتا ہے کہ تمام صحابہ بزرگ تر تھے۔ ہمیں ان کی کمزوریوں کی تلاش اور کھوج لگانے اور تحقیق کے لبادہ میں علامہ' مفتی اور مفکر کہلا کر ان کمزوریوں کو اچھالنے سے بچنا چاہئے اور ہرگز ایسی راہ اختیار نہیں کرنی چاہئے کہ خلفاء راشدین کے کارناموں اور ان کی صفات کا باہمی مقابلہ کیا جائے۔ ایک دوسرے پر ان کی تفضیل و تنقیص کو اجاگر کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور تاریخی

حقائق سے ثابت کیا ہے کہ خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور خلافت میں نہایت اخلاص، تقویٰ، نیکی اور اسوہ حسنہ کی مکمل پیروی کرتے ہوئے اپنے فرائض منصبی انجام دیئے اور ہر خلیفہ ایک گلشن کا پھول ہوتا ہے۔

کونسا پھول چنوں گلشن سے
ایک سے ایک سوا لگتا ہے

کل یعمل علی شاکلتہ ہر ایک خلیفہ نے اپنے زمانہ میں حالات کے پیش نظر اسلام کی عظمت کے قیام اور امت مسلمہ کے استحکام کے لئے بہتر سے بہتر انداز میں خدمت کی ہے اور خوب کی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے اپنے اموال، نفوس، اوقات اور جذبات کی قربانی سے اسلام کی خوب آبیاری کی۔ اور چار دانگ عالم میں اسلام کو نافذ کیا۔ خلفاء تو بہرحال خلفاء تھے اور جلیل القدر صحابہ تھے۔ خدا تعالیٰ کے مقدس رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل صحابہؓ کے متعلق خاص طور پر وصیت فرمائی اور امت مسلمہ کو یہ ہدایت دی کہ:۔

"خبردار میرے صحابہؓ کے معاملہ میں زبان درازی نہ کرنا۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی میرے صحابہؓ کی ایک مٹھی بھر جو کے برابر تم نہیں پہنچ سکتے۔"

(العواصم من القواصم صفحہ ۴۲)

اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ہر خلیفہ کا اپنا ایک علیحدہ رنگ ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت میں واقعات اور حالات کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے۔ اس لئے کسی خلیفہ کا کسی دوسرے خلیفہ کے ساتھ مقابلہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ

یہ کہے کہ فلاں خلیفہ نے ایسا کیا تھا آپ کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ الغرض کسی بھی پہلو سے خلفاء کا نہ تو موازنہ کرنا چاہئے اور نہ ہی تقابل بلکہ ہر خلیفہ کے احکامات کی صدق دل کے ساتھ کامل اطاعت کرنی چاہئے اور اسی میں برکت ہے۔ کسی قسم کی تنقیص، تنقید اور تخفیف کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان واضح ہدایات اور ارشادات کے ہوتے ہوئے ہم عاجز کون ہوتے ہیں جو صحابہ کرامؓ اور بالخصوص خلفائے راشدین کی کمزوریوں کو ڈھونڈھنے والے اور ان کو اچھالنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی سوچ اور فکر سے بھی بچائے اور ہمیں اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے کہ ہم خلافت کے دامن سے وابستہ رہیں اور ہماری نسلیں در نسلیں خلافت کی برکات سے متمتع ہوتی رہیں۔ آمین

خوب کہا احمدی شاعر نے:۔

خلافت، دین حق کی برکتوں کا اک نشاں زندہ
خدا کے نور کی نورانیت کا آسماں زندہ
نبوت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں دونوں
یہ فرمان محمد مصطفیٰ ہے ہر زماں زندہ
خدا کرتا ہے اپنے فضل سے قائم خلافت کو
اسی نے کر دیا ہے آج یہ نور رواں زندہ
خلافت نے دلوں کو پھر نئی اک زندگی بخشی
خلافت نے کئے ہیں دین کے کون و مکان زندہ
خلافت نے کیا توحید کو قائم زمانے میں
خلافت نے دیا ہم کو خدائے مہرباں زندہ
خدا کا نور ہی تھے نور دیں، محمود اور ناصر

خدا کا نور ہیں طاہر اب ہمارے درمیاں زندہ

قیامت تک رہے گی اب خلافت احمدیت کی

قیامت تک رہے گا اب یہی بحر رواں زندہ

خدا کے دین کا غلبہ خلافت سے ہے وابستہ

یہی ہے وعدہ مہدی' یہی اک بیاں زندہ

اٹھو! دین خدا کو ہم زمانے بھر میں پھیلائیں

اٹھو! کر دیں خدا کے نور سے سارا جہاں زندہ

(سراج الحق قریشی اسلام آباد)

☆......☆......☆

خط بنام محترم جناب امیر انجمن احمدیہ

اشاعت اسلام۔ لاہور کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

بخدمت محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بفضل خدا ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں گے۔ کئی دنوں سے آپ کی خدمت میں خط لکھنے کا سوچ رہا تھا۔ مزید احساس اس سوچ میں ایک کتاب کے مطالعہ سے ہوا جس کا ذکر خاکسار نیچے کی سطور میں کر رہا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب یاد پڑتا ہے آپ سے ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۵ء کے عرصہ کے دوران ایبٹ آباد میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ ان دنوں ذاتی پریکٹس کرتے تھے۔ آپ سے متعدد بار ملنے کا موقع ملتا رہا۔ آپ کی شرافت و نجابت کا اثر لیا۔ آپ کے ہاں جماعت احمدیہ کے بعض خاص افراد کا قیام بھی ہوتا تھا۔ میرے والد بزرگوار بھی ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں ایبٹ آباد گئے تھے۔ آپ کے زیر علاج بھی رہے۔ آپ کے اوصاف حسنہ کے قائل تھے۔ اس احساس کے پیش نظر کئی دنوں سے اس عاجز کو تحریک ہوتی رہی کہ آپ کی خدمت میں خط لکھوں اور ضروری گزارش کروں۔ جماعت احمدیہ قادیان اور آپ کی جماعت جس کے

آپ آجکل امیر ہیں' کے باہمی اختلاف نے ایک دوسرے سے دوری پیدا کردی۔
اس کے باوجود کئی سعید الفطرت احباب جن کا تعلق آپ کی جماعت سے لمبا عرصہ رہا
جب حقائق پر غور کیا۔ حالات وکوائف پر نظر کی اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید
ونصرت کا مشاہدہ فعلی شہادت کے ذریعہ کیا اور جن کا آپ کی جماعت میں خاص
احترام وعزت کا مقام تھا۔ بالآخر خلافت حقہ کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ قادیان
میں شامل ہو گئے۔

اول نمبر پر خاص بزرگ حضرت مولانا غلام حسین خاں صاحب نیازی تھے۔ ان
کے علاوہ حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ' حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب'
مولانا محمد یعقوب صاحب اور کئی اور۔ باوجود یہ کہ آپ کی جماعت نے ایسے عقائد
اختیار کئے جن میں بظاہر نرمی تھی اور یہ آپ کی جماعت کا خیال تھا کہ اس طرح
آپ کی جماعت زیادہ مقبول ہوگی اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کے عقائد
میں آپ کی اختیار کردہ نرمی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے جماعت احمدیہ
قادیان کی مقبولیت کو ثابت کیا اور کر رہا ہے' برعکس آپ کی جماعت کے۔

مگر حیرت جس بات سے اس عاجز کو ہے اور جس کا ذکر اس خط میں آپ کی
خدمت میں کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد
صاحب قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مامور' امام الزمان اور مجدد
اعظم اور مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کی عظیم خدمت کرنے والا گردانتے
ہیں۔ آپ کے سب بزرگ قرآن واسلام کی خدمت کی خاص چاشنی اس مقبول
الٰہی اور برگزیدہ سے پانے کے مدعی ہیں اور اس کا اپنی تحریروں اور تقریروں میں
اعتراف بھی کیا ہے۔ اس کے باوجود اپنے اس برگزیدہ پیرو مرشد مسیح موعود علیہ
الصلوۃ والسلام کے واضح ارشادات کی تعمیل سے گریزاں رہے۔ مثال کے طور پر

جناب مولوی صدر الدین صاحب جو کسی وقت آپ کی جماعت کے امیر بھی رہے
جب ووکنگ مشن اور مسجد کے امام تھے اور یہ مسجد آپ کی جماعت کے زیر انتظام
تھی۔ غیر احمدی امام کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ جناب سید سلیمان ندوی جن
دنوں خلافت موومنٹ چل رہی تھی مسلمانوں کے ایک وفد کے ممبر کی حیثیت سے
لندن گئے۔ انہوں نے اپنے ایک خط میں لندن سے لکھا جو اس وقت "برید فرنگ"
کے عنوان سے ہندوستان میں شائع ہوا۔ بعد میں کتابی صورت میں سید صاحب
موصوف کے تمام خطوط جو لندن سے اس وقت لکھے گئے "برید فرنگ" کے نام
سے شائع ہوئے۔ ان میں سید صاحب کے ایک خط کے من وعن یہ الفاظ ہیں۔

> "۲۷ فروری ۱۹۲۰ء کو لندن میں جمعہ کی نماز میں نے پڑھائی اور
> مولوی صدر الدین احمدی نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ ووکنگ آنے
> کی بھی انہوں نے دعوت دی۔"

(برید فرنگ صفحہ ۳۶)

جس ہستی کو آپ اور آپ کے بزرگ اور مقتدر احباب مسیح موعود تسلیم
کرتے اور حکم اور مجدد وامام الزمان مانتے ہیں ان کا فرمان تو یہ تھا:۔

(1) دو آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک نے سوال کیا کہ غیر احمدی
کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں اگر ہم
کافر نہیں تو وہ کفر لوٹ کران پر پڑتا ہے۔ مسلمانوں کو کافر کہنے والا
خود کافر ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پھر ان
کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔ ان کے
پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل میں مذہب مخالفانہ رکھتے

ہیں جو بظاہر ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۸۲)

مزید ملاحظہ فرمائیں۔ حضور اقدس حکم و عدل مسیح موعود کا ارشاد:۔

(ii) "بعض احباب نے سوال کیا کہ نماز تنہا پڑھ لیا کریں۔
فرمایا! ہاں الگ اور تنہا پڑھ لیا کرو۔ یہ سلسلہ خدا کا ہے۔ وہ چاہتا ہے
کہ ان سے الگ رہو۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ خدا جماعت کر
دے گا۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴۴)

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶۔۲۷ بھی پڑھ لیں۔ فرمایا:۔

(iii) "تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر
اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام
ہو جو تم میں سے ہو۔"

محترم ڈاکٹر صاحب! بطور مثال صرف ایک بات کا ذکر کیا ہے اور بھی کئی ایسی
باتیں ہیں جن میں سراسر خدا تعالیٰ کے مقبول فرستادہ، مسیح موعود، امام الزمان
جنہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کیلئے حکم بنایا۔ جس نے بطور حکم ارشادات فرمائے۔
ہدایات دیں۔ فیصلے کئے۔ ان کی واضح مخالفت اور نافرمانی کے مرتکب آپ کی
جماعت کے عام افراد ہی نہیں بلکہ مقتدر بھی ہوئے۔ کیا آپ اپنے دور امارت میں
ان امور کی اصلاح فرما سکتے ہیں۔ امام تو ہوتا ہی اس غرض کیلئے کہ اس کی پیروی کی
جائے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں۔ واقعات کیا بتلا رہے ہیں۔ حقائق کی شہادت کیا راہ
نمائی کر رہی اور کس طرف لے جا رہی ہے۔ کون سی جماعت الٰہی وعدوں اور خدا
تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور مسیح موعود کی پیش گوئیوں اور خدائی نصرت و تائید سے

ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور کون جماعت احمدیہ کے خصوصی عقائد اور روایات
سے احتراز کر کے احمدیت سے دور ہی نہیں دور تر ہوتی جا رہی ہے۔ کس جماعت
کی آئندہ نسلیں احمدیت سے وابستہ ہیں اور کس جماعت کی آئندہ نسلیں احمدیت
کی امتیازی شان سے اجتناب کی راہ پر گامزن ہیں۔ یہ سب نظارے آپ کے
سامنے ہیں۔ آپ ماشاء اللہ نیک صفات کے حامل ہیں اور شرافت و نجابت آپ
کے اخلاق سے نمایاں ہے۔ آپ کی زبان ہمیشہ اذیت دینے سے محفوظ رہی ہے۔
آپ سے خاکسار کی درخواست ہے۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے درد
مندانہ انداز میں جھکیں اور دعا کریں اور حق کے طالب ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ سے
قوت اور توفیق چاہیں۔ اب تو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" جماعت احمدیہ قادیان جو
خلافت سے وابستہ ہے کی صداقت اور خدا کے مقبول مسیح موعود سے سچی وابستگی کا
واضح ثبوت حالات پیش کر رہے ہیں۔ احمدیت کا آفتاب پوری چمک سے جماعت
مبائعین کے ذریعہ خلافت حقہ کی راہ نمائی میں ایک دنیا کو منور کر رہا ہے۔ گذشتہ
دنوں امریکہ میں آپ کا جلسہ سالانہ عالمگیر کا انعقاد ہوا۔ صرف پچاس آدمی شامل
ہوئے۔ باہر سے بھی آئے کچھ مبائعین بھی نظارہ لینے گئے۔ ادھر مبائعین کا بھی جلسہ
امریکہ میں ہوا اور دوسرے ملکوں میں بھی جلسہ ہائے سالانہ کے انعقاد ہوئے۔
باوجود شدید مخالفتوں کے بعض ملکوں میں حکومت کے رخنوں کے ہزاروں کی تعداد
میں مبائعین شامل ہوئے۔ جس جلسہ میں آپ کے پچاس شامل ہوئے اسی سال
امریکہ میں جماعت احمدیہ واشنگٹن کے سالانہ جلسہ میں سات ہزار احمدی شامل
ہوئے۔ والہانہ انداز میں شمع کے گرد جمع ہوتے ہیں اور الٰہی تائید کا نظارہ
یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ سعادت مندوں
کیلئے تو یہی ایک نشان حق و صداقت کو جانچنے کیلئے کافی ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں

اک نشان کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

محترم ڈاکٹر صاحب! دلی خلوص سے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے خدا کرے آپ کی شرافت اور نجابت آپ پر حقیقت روشن کرنے کا باعث ہو۔

والسلام

خاکسار

شیخ مبارک احمد

۱۲ مئی ۱۹۹۶ء

☆......☆......☆

ٹائن بی مشہور مورخ اور مستشرق کی تنقید کا رد

اس تحریری خدمت کے علاوہ خاکسار کو اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائید سے ٹائن بی کی تنقید کا رد لکھنے کی توفیق دی۔ انگلستان کے مشہور محقق اور مستشرق ٹائن بی کی کتاب A Study of History جس میں مولف نے دنیا کی مختلف اقوام و مذاہب کی تاریخ اور ان کے زوال و عروج کے فلسفہ پر تبصرہ کیا ہے جو تیرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی خاص شہرت کا باعث یہ کتاب بنی ہے۔ اس کتاب میں ٹائن بی نے اسلام اور آنحضرت ﷺ کے بارہ میں بھی تنقید کی ہے۔ حضور انور ﷺ کے متعلق لکھا کہ ہجرت سے قبل جب تک آپ مکہ میں مقیم رہے پیغمبری کا پاکیزہ اور شاندار فریضہ انجام دیتے رہے۔ جونہی ہجرت کی اور مدینہ پہنچے آپ نے قیصر اور بادشاہت کا لبادہ اختیار کر لیا اور پیغمبری کے فرائض نظر انداز کر دیئے۔ ٹائن بی اپنی معروف کتاب کی جلد سوم کے ضمیمہ نمبر ۲ میں "محمد کی سیاسی زندگی" کے زیر عنوان لکھتا ہے:۔

Instead of sealing his prophetic message with his blood by becoming Caesar's victim, it was Muhammad's irronic destiny to compromise and debase his prophetic message by becoming an Arabian Caesar himself.

یعنی قیصر کا شکار بن کر اپنے خون سے اپنے پیغام رسالت پر مہر تکمیل لگانے کی بجائے اس کے عین برعکس محمد کی قسمت میں خود عرب کا قیصر بننا لکھا تھا جس کی وجہ سے پیغام رسالت کے حسن میں کمی پیدا ہوئی اور ایک بدنمائی ظہور میں آئی۔ (جلد

۳ صفحہ ۴۷۰ مطالعہ تاریخ)

پھر اس نے لکھا:۔

Muhammad .....embraced the opportunity, when it came his way, of arming himself in the panoply of politicle power and using this power as an instrument for imposing Islam upon Mecca by force.

"جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ آکر سیاسی طاقت کے حصول کا موقع ملا۔ تو اس صورت حال سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے اس طاقت کو مکہ میں بزور جبر و طاقت اسلام نافذ کرنے کا ذریعہ بنایا۔"

(جلد سوم صفحہ ۴۷۱)

پھر لکھا:۔

"The truth, seems to be that, in the invitation to Medin, Muhammad was confronted with a challenge to which his spirit failed to rise. In accepting the invitation, he was renouncing the sublime role of the nobly un-honoured prophet and contenting himself with the common place role of the magnificently successful statesman."

(A study of History, by Arnold J. Toynbee.)
(Vol.III pp.471-472)

"حق تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ میں سربراہ ریاست بننے کی دعوت دی گئی۔ یہ آپ کیلئے ایک ایسی آزمائش تھی جس کا مقابلہ کرنے میں (یعنی انکار کرنے میں) آپ کی روح ناکام ہو گئی اور دعوت کو قبول کرکے ایک مظلوم پیغمبر کا قابل تعظیم و تکریم اور ماورائی کردار ادا کرنا ترک کر دیا اور ایک عظیم

المرتبت کامیاب سربراہ مملکت کا رول ادا کرنے پر راضی ہو گئے جو کہ ایک ادنیٰ اور معمولی کام تھا۔" (جلد ۳ صفحہ ۴۷۱-۴۷۲)

عاجز نے اس تنقید اور نکتہ چینی کا مفصل اور مدلل تاریخی حقائق کی روشنی میں اور اسلامی روایات کی روشنی میں رد لکھا اور ثابت کیا کہ مدینہ میں مکہ کی نسبت پیغمبری کے فرائض زیادہ شاندار طور پر انجام دیئے۔ اردو میں یہ کتابچہ "تعاقب" کے عنوان سے شائع کیا اور انگریزی میں

A Critique of professor Arnold Tonbee's understanding concerning the Holy prophet Muhammad (SAW).

کے عنوان سے چالیس صفحات پر مشتمل کتابچہ تیار کیا اور شائع کیا۔ الحمدللہ۔ یہ کتابچہ غیر مسلموں، امریکن سکالرز اور پروفیسروں میں تقسیم ہوا اور خاص قبولیت سے نوازا گیا۔ اصرار احباب کی طرف سے ہوتا رہا کہ اس کی مزید اشاعت اور تقسیم کی جائے۔ اس کتابچہ کا دیباچہ احسن انداز میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے خاص جذبہ سے تحریر فرمایا۔ جس کے شروع میں آپ نے لکھا۔

The Author has undertaken a daunting task of a world renowend historian and Author.

اردو میں اس کتابچہ کو "مشہور برطانوی مورخ آرنلڈ ٹائن بی کا تعاقب" کے نام سے شائع کیا۔

اس تحریری خدمت کے علاوہ جس کا ذکر سطور بالا میں کیا ہے خاکسار کو متعدد مضامین اخبار الفضل ربوہ کیلئے لکھنے کی توفیق بھی ملی۔ اور میرے لئے یہ امر موجب اطمینان ہوا کہ بذریعہ خطوط اور بذریعہ فون اور بعض دوستوں نے زبانی مل کر ان کو ایمان افروز قرار دیا اور ان کے مطالعہ سے انہوں نے روحانی حظ اٹھایا اور

خاص قدر دانی سے ذکر فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء
ان میں سے چند مضامین کو اس جگہ درج کر دیتا ہوں۔ یہ خدمات تو عاجز کو اپنی
پسند اور ذاتی دلچسپی سے کرنے کی سعادت ملی۔

قصہ تین آموں کا

آج کل پاکستان میں آموں کا موسم ہے اور خاص بہار۔ گزشتہ ڈیڑھ دو ہفتوں
میں جب بھی فون پر لاہور، ربوہ بات ہوئی ایک ہی قسم کی خبر خاص گرم جوشی سے
ملتی رہی۔ بڑی سخت گرمی پڑ رہی ہے اور آموں سے دل بہلا رہے ہیں۔ آموں کی
پیٹیاں لا رہے ہیں اور سب عزیز مل کر چوس رہے ہیں۔ آموں کی خاص طور پر
پاکستان کے آموں کی خاص لذت، لطافت، خوشبو اور اس کے مزہ کی کیا بات ہے۔
دور بیٹھے بھی لوگ اس کے ذکر سے ہی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ ربوہ کا
مشہور و معروف روزنامہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور گزشتہ دنوں آموں پر دو
مضمون شائع کر دیئے۔ ایک مضمون آموں کی اقسام پر اور دوسرا مضمون بھی
آموں کی بعض خاص خصوصیات اور امراض کے متعلق۔ انگلستان کو بھی اللہ تعالیٰ
نے پاکستان کی اس لذیذ اور مزے دار نعمت سے نوازا ہے۔ پاکستانی آموں کی
درآمد پر کوئی قدغن نہیں۔ مختلف سٹوروں اور گروسری کی دوکانوں پر پاکستان کا
آم فراوانی سے دستیاب ہے۔ جس دن سے لندن آئے ہیں ہر کھانے کے بعد
سویٹ ڈش پاکستانی آموں کی صورت میں سامنے آتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ چند
قاشوں پر ہی کفایت نہ ہو۔ مزید سے مزید قاشیں ملتی رہیں۔ ایسی لذت، مزہ،
لطافت اور خوشبو کہ آموں کی قاشوں کی ٹرے خواہ بھری ہی کیوں نہ ہو۔ کھاتے ہی
جاؤ۔ لندن کے قیام میں ان دنوں بعض پرانی یادیں بھی فلم کی طرح سامنے آنے

لگیں۔ چونکہ آموں کی بات چل رہی ہے اس لئے آج دل چاہا کہ "تین آموں کا
قصہ" بھی قارئین کی خدمت میں پیش کر دوں جو دراصل پاکستانی آموں سے ہی
تعلق رکھتا ہے۔

جن دنوں یہ عاجز جماعتی ذمہ داریوں کی انجام دہی پر برطانیہ میں مامور تھا یہ
بات ہے ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۳ء کے دوران کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دور
امامت کی بات ہے۔ اکثر احمدی دوست پاکستان آتے جاتے ربوہ سے ضروری
ڈاک لے کر آتے۔ حضرت صاحب کی ڈاک اور پیغام بھی لے کر آتے۔ اس طرح
خاص حفاظت سے اور فوری طور پر پیغام بھی مل جاتے اور ڈاک بھی مل جاتی۔
لندن سے جانے والی جماعتی ڈاک اور پیغام حضرت صاحب کی خدمت میں
احتیاط سے اور بروقت مل جاتے۔ اس تسلسل کے سلسلہ میں ایک دن مکرم برادرم
سلیمان طارق صاحب جو برٹش ایرویز میں ان دنوں ملازم تھے کا فون آیا۔ "شیخ
صاحب حضرت صاحب کے کچھ پیغام آپ کے نام ہیں اور خطوط بھی۔ میں ڈیوٹی پر
جا رہا ہوں کسی کو بھیج کر منگوا لیں۔" یہ پیغام سنتے ہی ان سے کہا کہ میں خود آ رہا
ہوں اور براہ راست آپ سے ڈاک بھی وصول کروں گا اور پیغام بھی۔ چنانچہ مکرم
برادرم مبارک احمد صاحب ساقی جو ان دنوں خاکسار کے رفیق کار تھے ان کو ساتھ
لیا اور ساؤتھ ہال مکرم سلیمان طارق صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ساؤتھ ہال
کے دوستوں کا یہ طریق رہا کہ جب بھی ان کے ہاں جانا ہوتا خاطر و تواضع سے
نوازتے۔ ساؤتھ ہال تو ایشین کا گہوارہ سموسے، کباب، ہر چیز فوری طور پر مہیا ہو
جاتی ہے۔ اس دستور کے مطابق مکرم سلیمان صاحب نے ہمیں خوش آمدید بھی کہا
اور خاطر و تواضع کے دوران ڈاک بھی ہمارے سپرد کی اور ضروری پیغام بھی پہنچا
دیئے۔ ہم جونہی ان کے مکان میں داخل ہوئے اور جتنا عرصہ ان سے باتیں کرنے

میں گزرا۔ پاکستانی آموں کی "خطرناک" یعنی اثر کے لحاظ سے خطرناک خوشبو نے ہمیں ایک خاص قسم کے سرور اور محویت کے عالم میں پہنچا دیا۔ جب ان کے مکان سے رخصت ہونے لگے اور کار میں بیٹھنے لگے تو مکرم سلیمان صاحب نے ایک لفافہ بھی بڑا سا تھما دیا۔ شیخ صاحب! یہ پاکستان کے آم ہیں۔ تھوڑے سے لایا تھا۔ آپ کو بھی شریک کر رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ اس لفافہ میں تین آم تھے۔ خوشبو نے تو ان کے گھر سے ہی ہمیں آموں کے خیال میں ہی مگن رکھا۔ اب ساؤتھ ہال سے لندن مشن تک کار کے سفر میں ایک پاکستانی آموں کی لذت آمیز خوشبو والے تین آم، ہم دو ساؤتھ ہال آئے۔ دو کار میں بیٹھے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس لذیذ تحفہ اور مزہ سے محروم رہے۔ ساؤتھ ہال سے لے کر مشن ہاؤس تک سارے سفر کے دوران خاکسار کا ذہن اس کشمکش میں رہا۔ اگر ساقی صاحب کو ایک آم دیتا ہوں۔ جب کہ ان کی دو بیگمات ہیں اور دونوں کے بچے بھی اگر ایک آم کی سب میں تقسیم رکھیں۔ آم بھی ایسا جو پاکستان کا آم۔ گھر کے کسی فرد کو محروم کرنا بھی ناممکن۔ ایک آم سے ساقی صاحب اور ان کے اہل خانہ کی تو زبان بھی تر نہ ہو گی اور میرے متعلق کیا سمجھا جائے گا کہ اس شخص کو علم ہوتے ہوئے کہ دو بیگمات اور بچے بھی ہیں اور خود ساقی صاحب بھی۔ اگر میں ایک آم لوں اور ساقی صاحب کو دو آم دوں۔ اگرچہ ان کا تو کچھ بن جائے گا۔ ہلکی ہلکی قاشیں کر کے سب اہل خانہ کو پاکستانی آم کی لذت اور خوشبو سے متمتع کر سکیں گے لیکن میرے گھر میں اگرچہ بیگم تو ایک ہی ہیں لیکن دوسرے عزیز اور بچے ہیں۔ میں ایک آم لے کر کس کس کو کیا دے سکوں گا اور کتنا۔ آخر مشن ہاؤس کی عمارت میں ہم پہنچ گئے۔ ساقی صاحب نے کار روکی اور خاکسار اترا۔ لفافہ جو میرے ہاتھ میں تھا۔ ساقی صاحب کے سپرد کر دیا اور ان سے کہا ساقی صاحب یہ آپ گھر لے جائیں۔ ان کا

پیار اور خلوص سے اصرار کہ شیخ صاحب آپ بھی تو کچھ لے لیں۔ خاکسار فیصلہ کر چکا تھا کہ لفافہ من و عن، تینوں آم سمیت، ساقی صاحب کو پیش کر دیتے ہیں۔ میرے رفیق کار ہیں۔ مجھ سے عزت و احترام کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ ان کے اہل خانہ کا زیادہ حق ہے۔ از راہ عنایت انہوں نے خاکسار کی پیشکش کو قبول فرمایا اور لفافہ گھر لے گئے اور خاکسار کو خورسند کیا۔

اسی دن شام کو بریڈ فورڈ سے جماعت کے پریذیڈنٹ کا پیغام آیا کہ مکرم میر ضیاء اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی خواہش اور تمنا تھی کہ خاکسار ان کا جنازہ پڑھائے۔ لمبا عرصہ میر صاحب میرے ساتھ مشرقی افریقہ میں سلسلہ کی خدمت پر مامور تھے اور ہمارا آپس کا خاص تعلق تھا۔ جماعت کی طرف سے اس اطلاع پر غم بھی ہوا اور جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب سے تعزیت بھی کی اور ان سے کہا کہ اللہ نے چاہا تو کل صبح لندن سے بریڈ فورڈ کے لئے روانہ ہوں گا۔ دوپہر تک پہنچ جاؤں گا اور اس کے بعد جنازہ پڑھایا جائے گا۔ جماعت کو اطلاع کر دیں۔

اگلی صبح مکرم محمد یامین صاحب ندیم سے خاکسار نے ذکر کیا وہ فوراً تیار ہو گئے۔ ندیم صاحب بھی لمبا عرصہ کینیا مشرقی افریقہ رہے تھے۔ ان کے بھی میر ضیاء اللہ صاحب سے تعلقات تھے۔ ندیم صاحب اپنی کار لے آئے اور مجھے ساتھ بٹھا کر بریڈ فورڈ لے گئے۔ مکرم ڈاکٹر قمر الدین امینی صاحب ہڈرز فیلڈ میں ڈینٹل سرجن کے طور پر مقیم تھے۔ یہ شہر بریڈ فورڈ سے آٹھ دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان کو اطلاع ہوئی کہ خاکسار بریڈ فورڈ آ رہا ہے اور جنازہ اور تدفین کے بعد لندن کے لئے واپسی ہو گی۔ انہوں نے پیغام بھجوایا کہ ان کے ہاں سے ہو تا جاؤں اور دوپہر کا کھانا ان کے ہاں کھاؤں۔ بریڈ فورڈ سے فراغت کے بعد جب مکرم ڈاکٹر امینی صاحب کے ہاں پہنچے تو کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ انتظار بھی نہ کرنا پڑا میز پر کھانا لگا

ہوا تھا اور آموں کی قاشوں سے ٹرے بھی بھری ہوئی تھی اور یہ قاشیں بھی پاکستانی آموں کی قاشیں تھیں۔ کھانے کی اشتہا' لمبے سفر کی وجہ سے تھکان اور بھوک کے ساتھ آموں کی قاشوں کا خوبصورت ہلکا گلابی رنگ' خوشبو اور لذت نے ہمیں زبان حال سے دعوت دی اور نامعلوم وجہ کی بناء پر امینی صاحب بار بار اصرار کرتے رہے۔ شیخ صاحب یہ پاکستانی آم ہیں نہایت لذیذ ہیں اور کھائیں آخر اپنی استطاعت کے مطابق ہی کھانا تھا۔ بہرحال کھایا' کھانا بھی لذیذ اور آم بھی لذیذ اور مزے دار۔ مکرم ندیم صاحب اور خاکسار دونوں ڈاکٹر امینی صاحب کی تواضع کا شکریہ ادا کر کے اور دعا کر کے رخصت ہونے لگے۔ کار میں بیٹھے تو مکرم ڈاکٹر امینی صاحب نے مجھ سے کہا۔ شیخ صاحب آپ کے راستہ میں دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک دوکان ہے۔ میں نے اسے فون کیا ہے۔ وہاں آپ چند لمحوں کے لئے رک جائیں تو دوکاندار آپ کے سپرد کچھ کرے گا۔ لے لیں۔ ڈاکٹر صاحب کے دولت کدہ سے روانہ ہو کر جب اس دوکان پر پہنچے تو اس نے آموں کی ایک پیٹی ہماری موٹر میں رکھ دی۔ ڈاکٹر صاحب کا فون تھا کہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ بڑے پیار سے اس پیٹی کو ندیم صاحب نے اٹھایا اور ڈگی میں رکھ لیا۔ سارا راستہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا آیا۔ شام کو لندن پہنچ گیا۔ میرے جذبات تشکر اور جسم کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے حضور رقت آمیز شکریہ میں گزرا۔ ندیم صاحب کو ساوتھ ہال کے آموں کا علم نہ تھا کہ ان آموں سے کیا گزری۔ کس طرح کش مکش کے باوجود خاکسار نے خود پر ساقی صاحب کو ترجیح دی۔ میرے اس معمولی سے ایثار جو محض نیک نیتی پر مبنی اور محض للہ تھا اور اپنے بھائی رفیق کار اور ان کے اہل خانہ کی خوشی کے لئے تھا اگرچہ بظاہر بہت معمولی تھا۔ آخر تین آم ہی تو تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نظر تو خلوص پر ہوتی ہے۔ نیتوں کے مطابق معاملہ ہوتا ہے۔ ان جذبات تشکر

اور اپنے رب کریم کے فوری احسن انداز کے اجر پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کرتے کرتے یہ سفر طے ہوا اور عین شام کے وقت لندن مشن کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ مغرب کا وقت ہونے کو تھا۔ محمود ہال کے ساتھ کے کمرہ میں موٹر سے اترتے ہی وضو کیا اور سیدھا مغرب کی ادائیگی کے لئے بیت الفضل چلا گیا۔ ندیم صاحب کار میں بیٹھے رہے۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد آموں کی پیٹی اوپر خاکسار کے فلیٹ میں بھجوا دی اور وہ خود اپنے گھر چلے گئے۔ مغرب کی عبادت ادا کرنے کے بعد جب خاکسار اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو اہلیہ نے کہا کہ ندیم صاحب یہ پیٹی دے گئے ہیں۔ اب میں افسوس کرنے لگا۔ اہلیہ سے کہا یہ تو آموں کی پیٹی ہے۔ پاکستان کے آم ہیں ڈاکٹر امینی صاحب نے ہمیں ساتھ آتے ہوئے دے دی تھی اور ندیم صاحب کو بھی اس میں کچھ آم دینے تھے۔ اب نہ ندیم صاحب کے ذہن میں آموں کا خیال اور نہ میرے ذہن میں کہ بیت الذکر جانے سے پہلے ندیم صاحب کو بھی کچھ پیش کروں۔ عبادت کا وقت ہو رہا تھا۔ وضو اور عبادت میں شمولیت کے اس لمحہ سب کچھ بھول گیا۔ بہرحال یہ سب کچھ غیرارادی طور پر ہوا اور دراصل مشیت الٰہی اپنے انداز میں اس عاجز کے ساتھ معاملہ کر رہی تھی۔

قلم مجبور کر رہا ہے کہ اس سلسلہ میں یہ بھی لکھوں کہ معمولی سے ایثار پر جو "تین آموں" کا تھا اتنا کچھ تم نے لکھ دیا ہے۔ قارئین! بتانا یہ مقصود ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی جو خلوص سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے کی جائے اس کا بھی اجر ملتا ہے۔ آخر یہ اللہ تعالیٰ کا ہی تو فرمان ہے۔ "جو ذرہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کا نیک اجر پائے گا"۔

☆......☆......☆

ممنون احسان

کچھ عرصہ پہلے ساہیوال جانے کا اتفاق ہوا۔ خاکسار کی وہاں بیٹی عزیز مکرم حفیظ الدین صاحب ایڈووکیٹ کے عقد میں ہے۔ عزیز حفیظ کے ماموں محترم میجر منظور احمد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دن خلوص شوق سے ساہیوال کے نواح میں صبح صبح اپنی زمینوں پر لے گئے۔ اس سیر کے دوران باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ سیفی صاحب بہت زرخیز دماغ رکھتے ہیں۔ روزانہ نظم پر نظم لکھ دیتے ہیں اور پورٹ لینڈ سے محترم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب سرجن نے ایک دن جب سیفی صاحب کا ذکر آیا بالخصوص ان کی شاعری کا تو کہنے لگے سیفی صاحب شاعری تھوک شاعری کرتے ہیں۔ یہ بھی ثبوت تھا دماغ کی زرخیزی کا۔ لیکن اخبار الفضل کے لئے نئے سے نئے عنوان تجویز کرنے اور ان پر لکھنے کی تحریک یہ بھی دماغی زرخیزی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ گزشتہ چند سال اپنی ادارت کے دوران کئی عنوان تجویز کئے اور قلمکاروں نے ان کے تعلق میں خوب سے خوب تر لکھا۔ اب ”ممنون احسان“ کا دور چل رہا ہے۔

خاکسار کو شروع شروع میں ”ممنون احسان“ کے تعلق میں کچھ لکھنے پر حجاب تھا کیونکہ جو خدا تعالیٰ کی رضاء اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے کسی سے بھلائی کرتا اور احسان کا معاملہ کرتا ہے اس کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہوتی کہ اس کا چرچا ہو بلکہ بسا اوقات رنجیدگی محسوس کرتا ہے۔ اس عاجز پر میرے کئی بزرگوں اور عزیزوں کے خاص احسان ہیں لیکن جب کبھی ان کا شکریہ بھی ادا کیا ہے تو

انہوں نے اسے اچھے انداز میں نہیں لیا بلکہ اسے ناگوار سمجھا اور کہا کہ نہ شکریہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے ذکر کرنے کی۔ اپنا فرض ادا کیا ہے۔

شکریہ خاموش دعاؤں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ بفضل خدا اپنے محسنوں کے لئے لگاتار اور تسلسل سے ان کے احسانات کا شکریہ ان کے لئے خاص دعاؤں کے ذریعہ کرتا ہوں اور کسی سے ذکر کرنا پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ الفضل میں ذکر کروں۔ کبھی ایسے پیاروں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ذکر کر دیتا ہوں تا حضرت صاحب کی دعا خیر و برکت ان کو نصیب ہو۔ لیکن اخبار الفضل میں جن دوستوں اور عزیزوں نے ”ممنون احسان“ کے تحت جن محسنوں کا ذکر کیا ہے یا تو وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ان کا ذکر خیر ہو گیا اچھا کیا۔ یا ایسے گمنام اور پوشیدہ ہیں کہ کسی کو ان کا علم نہیں اور احسان اور بھلائی کا واقعہ درست بھی اور دلاویز بھی ہے۔ ایسے واقعات پڑھ کر اس عاجز کو تحریک ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ایک خاص احسان کا ذکر کروں جس کی بدولت سالہا سال خاکسار متمتع ہوتا رہا اور خوب آرام پایا اور سکون نصیب ہوا۔

مشرقی افریقہ سے خاکسار کی واپسی اور ربوہ میں آمد پانچ مئی ۱۹۶۱ء کو ہوئی۔ تحریک جدید کے ادارہ نے خاکسار کی رہائش کے لئے بیت محمود کے قرب میں جو تین کوٹھیاں ہیں ان میں سے پہلی کونے والی خاکسار کو الاٹ کی۔ کافی عرصہ یہاں قیام رہا۔ تحریک جدید سے خاکسار کو صدر انجمن کی طرف واپس بھجوا دیا گیا کیونکہ خاکسار اصل میں انجمن کا کارکن تھا آن ڈیپوٹیشن (مستعار) تحریک میں تھا۔ انجمن واپس بھجوانے کے بعد تحریک کے ادارہ نے لگاتار اور تسلسل سے کوٹھی خالی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خاکسار کے پاس کوئی مکان نہ تھا۔ میرے والد بزرگوار جس کوارٹر میں رہتے تھے چھوٹا کوارٹر تھا۔ انجمن کے پاس ان دنوں کوئی مکان خالی نہ

تھا۔ خاکسار انجمن کا کارکن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو خاکسار کی پریشانی اور تحریک کے مسلسل حکم کی اطلاع کسی طرح ہو گئی۔ اللہ جانتا ہے کس طرح انہیں اطلاع ہوئی اور کس نے کی۔ ایک دن مجھے بڑے ہمدردانہ انداز میں فرمایا "شیخ صاحب! آپ کو مکان کی تکلیف ہے اور پریشانی۔ آپ کے ابا کا کوارٹر چھوٹا ہے۔ اب آپ کا خاندان بڑا ہو گیا ہے۔ جلسہ پر آتے ہیں تو تنگی محسوس کرتے ہیں۔ فضل اور بشیر (راقم کے بھائی ہیں) کی یہاں ربوہ میں دو کنال زمین ہے انہیں کہیں کہ وہ مکان بنا دیں آپ انہیں پانچ روپے ماہوار کرایہ کے ادا کر دیا کریں" خاکسار نے حضرت صاحب کی زبان سے یہ سن کر قدرے تسلی محسوس کی میرے امام اور آقا کو اپنے خادم کے لئے فکر ہے۔ اس تسلی کے باوجود خاکسار نے ان سے عرض کیا کہ "میں اپنے بھائیوں کا بڑا بھائی ہوں۔ میں نے آج تک کبھی اپنی ضرورت اور پریشانی کا نہ ان سے ذکر کیا ہے اور نہ کبھی کوئی مطالبہ۔ میں ان سے یہ کیسے کہوں؟" یہ سنتے ہی حضرت صاحب نے فرمایا۔ "میں ان سے کہوں گا" خاکسار نے عرض کیا۔ "آپ کہہ سکتے ہیں آپ ان کے لئے باپ کی جگہ ہیں۔" چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے میرے دونوں بھائیوں کو کسی ذریعہ پیغام بھجوایا اور ان سے کرایہ کی بھی بات کی۔ ان نیک بخت بھائیوں نے حضرت صاحب کا ارشاد سن کر حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع بھجوائی کہ "کرایہ لینے کا بڑے بھائی سے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہم مکان بنا دیتے ہیں" اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ میرے یہ دونوں بھائی ان دنوں سپلائی کا مشترکہ کاروبار کرتے تھے۔ اس ارشاد اور فیصلہ کے بعد انہیں پہلے ہی کسی ٹھیکہ میں ۲۵ ہزار روپیہ کا نفع ہوا۔ یہ رقم انہوں نے انجمن کے خزانہ میں لا کر جمع کرا دی اور سارے واقعہ سے میرے ابا کو بھی انہوں نے اطلاع کر دی۔ خزانہ میں یہ امانت میرے والد صاحب کے نام رکھوائی گئی اور

خزانہ کے افسر کو یہ اطلاع کی کہ مبارک کے دستخط سے چیک ایشو ہوں گے اور اسے یہ رقم ادا کی جائے" اس کے معاً بعد حضرت صاحب نے میرے بھائیوں کے اس مکان کا سنگ بنیاد خود تشریف لا کر محلہ دارالصدر شمالی میں رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی امامت میں یہ پہلا مکان تھا جس کی بنیاد آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ دو کنال میں کشادہ اور پھر ضرورت کو پورا کرنے والا یہ مکان جب تیار ہو گیا اور خیر و برکت سے مکمل ہوا تو اس کی تعمیر پر قریباً پچیس ہزار روپے ہی اس وقت خرچ ہوئے اور میرے والد بزرگوار نے خزانہ کو اطلاع کر دی کہ اب مبارک کو اس امانت سے رقم نکلوانے کی اجازت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے خاکسار نے تحریک جدید کی کوٹھی خالی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عنائت سے ملے ہوئے مکان میں آ کر رہنے لگا۔ لگاتار پندرہ سال تک اس مکان میں مقیم رہا اور بالاخر اپریل ۱۹۷۹ء تک جس دن کہ انگلستان کے لئے دعوت الی اللہ کے فرض کی انجام دہی کے لئے روانگی ہوئی رہائش کا سارا عرصہ سکون سے زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ذریعہ انتظام فرمایا۔ دلی دعا ہے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ان پر اس دنیا میں بھی نازل ہوتی رہیں۔ اپنے خدام کا کس کس رنگ میں خیال رکھا۔ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تین ائمہ کی شفقتوں کا مورد بنایا ہے۔ ہر ایک نے اپنے انداز میں اپنے پیار و شفقت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے میرے ان عزیز بھائیوں کو بھی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کی تعمیل کر کے سعادت مندی دکھائی اور بے شمار برکتوں سے نوازے گئے۔ بڑے خلوص سے طویل عرصہ تک کی رہائش کے لئے مکان مہیا کیا۔ اور جب ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو امریکہ میں جماعتی آفیشل ذمہ داریوں سے ریٹائر ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نہایت ہی قیمتی دعا دی "اللہ

تعالیٰ آپ کو لاانتہا سعادتوں سے نوازے" اور دیگر خاص دعاؤں سے رخصت کیا۔
جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے خاص احسانات اور فضلوں سے نواز رہا ہے۔ یہ
ایک الگ اور لمبی تفصیل ہے۔ پھر کسی وقت۔ اللہ نے چاہا تو۔

☆......☆......☆

انعام

بہت دنوں سے ایک خاص انعام کا شکریہ کے ساتھ ذکر کرنے کو دل چاہا لیکن
رکتا رہا۔ لیکن آج اس انعام کے ذکر کی روک کو دل نے دور کر دیا۔ ۱۹۶۵ء کے
دسمبر جلسہ سالانہ کی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے محترم حضرت
چوہدری ظفراللہ خاں صاحب اور محترم کرنل عطاء اللہ صاحب کی تحریک و
درخواست پر فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا اور ان دونوں بزرگوں کو
فاؤنڈیشن کا چیئرمین اور وائس چیئرمین مقرر فرمایا۔ حضرت چوہدری صاحب تو سال
کا زیادہ حصہ اپنی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں ہیگ (ہالینڈ) رہتے تھے۔ محترم کرنل
عطاء اللہ صاحب لاہور میں رہنے کے باعث عملاً فاؤنڈیشن کی ذمہ داریوں کو انجام
دینے کے لئے ربوہ آتے جاتے رہے۔ خاکسار سیکرٹری فاؤنڈیشن تھا اور کھلی
رخصت و آزادی تھی کام کی اور بفضل خدا ہر طرح دونوں بزرگوں نے خاکسار کی
کارکردگی سے ہمیشہ اطمینان پایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اس خدمت کے دوران
فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بالعموم اور دونوں بزرگ چیئرمین اور وائس
چیئرمین کو یہ خیال آیا کہ فاؤنڈیشن کے لئے جو عطیہ جات وصول ہوں ان پر
حکومت ٹیکس وصول نہ کرے۔ جماعتی چندوں پر حکومت Tax وصول کرتی ہے۔
کوئی چندہ Tax سے مستثنیٰ نہیں۔ اور جماعت نے اس سلسلہ میں بعض دفعہ
سرکردہ احباب کی تحریک کے باوجود حکومت سے کبھی Tax کی رعایت ان چندوں
پر حاصل کرنے کی درخواست نہیں کی اور نہ کبھی جماعت نے خاص مصلحتوں پر
ایسی رعایت کے لئے کوئی کوشش کی۔ اس وجہ سے ضروری سمجھا گیا کہ فاؤنڈیشن

کے چندوں پر Tax کی رعایت کے بارہ میں حکومت سے بات چیت کرنے سے قبل سلسلہ عالیہ کی منظوری حاصل کی جائے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے اس بارہ میں استصواب کیا گیا تو آپ نے فاؤنڈیشن کو اجازت دی کہ وہ Tax کی رعایت کے لئے کوشش کرے۔ اس کو انجام تک پہنچانے کے لئے خاکسار عاجز سیکرٹری کی ذمہ داری قرار دی گئی۔ محترم کرنل صاحب اور حضرت چوہدری صاحب سے ضروری ہدایات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے دعا کی درخواست اور راہنمائی سے متعلقہ ادارہ ریونیو بورڈ آف پاکستان سے رابطہ کیا۔ باقاعدہ درخواست دی گئی اور متعدد بار اس بورڈ کے خاص اراکین سے ملنے جلنے کے لئے اسلام آباد آنا جانا ہوا۔ ان دنوں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب فیڈرل فنانس سیکرٹری تھے خاکسار ان کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر ضروری مشورہ اور راہنمائی حاصل کرتا رہا۔ ان دنوں ریونیو بورڈ میں قصور کے رہنے والے ایک شیخ بھی تھے (جن کا نام یاد نہیں آ رہا) جو خاص ہمدردانہ رویہ رکھتے اور جب بھی ان سے ملنے جاتا' یاد پڑتا ہے محترم صاحبزادہ صاحب نے بھی ان سے فون پر بات کی خاکسار کا تعارف بھی کرایا' وہ خاص توجہ سے ہماری امداد کے خواہاں تھے۔ بہرحال حکومتی قواعد کے مطابق انہیں ضروری Formalities انجام دینی تھیں کافی عرصہ لگا۔ انجام کار اس Negotiation میں کامیابی ہوئی اور حکومت کے اس بورڈ نے ایک Notification جاری کر دیا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے مقاصد کے لئے جو عطیات دیئے جائیں گے ان پر Tax نہیں ہوگا۔

آخری بار اس فیصلہ کا علم پا کر ریونیو بورڈ کا خاص شکریہ ان شیخ صاحب کا بالخصوص کر کے واپس ربوہ آیا۔ شام کا وقت تھا۔ اگلے دن دفتر کے کام میں مصروف رہا۔ ظہر کے لئے بیت المبارک گیا۔ میرا ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح

الثالث کی اجازت کا یہ طریق تھا کہ ظہر کے بعد فوری نوعیت کا معاملہ یا کوئی خبر ہوتی تو حضرت صاحب محراب کے دروازہ سے باہر نکلتے اور خاکسار اسی وقت ساتھ کی دیوار کے دروازہ سے باہر نکل کر حضرت صاحب سے مل لیتا اور جو ضروری بات ہوتی کر لیتا اور حضرت صاحب سے راہنمائی حاصل کر لیتا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے عطیہ جات کے بارہ میں ریونیو بورڈ کے فیصلہ اور Notification جاری کر دینے کی اطلاع دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے یہ سن کر خاص خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور مجھ سے مخاطب ہو کر از راہ کرم فرمایا۔ "شیخ صاحب آپ کو انعام دوں گا" یہ سن کر حضرت صاحب کی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا "کیا انعام دیں گے" فرمایا "تمہاری شادی کروا دوں گا" میری پہلی بیوی مبارکہ بیگم فوت ہو چکی تھیں اور کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ حضرت صاحب سے میں نے عرض کیا۔ کہاں شادی کروا دیں گے۔ فرمانے لگے "صفیہ بیگم سے" ساتھ ہی فرمایا "آپ استخارہ کریں" صفیہ بیگم حضرت قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی جو مدرسہ احمدیہ میں استاد تھے ان کی صاحبزادی ہیں جوانی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ حضرت قاضی صاحب حضرت صاحب کے بھی استاد تھے۔ صاحبزادی محترمہ طیبہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضرت صاحب کے درپے ایک عرصہ سے تھیں "بھائی جان آپ نے یہ کام ضرور کرنا ہے صفیہ کی شادی شیخ صاحب سے کرا دیں" صفیہ اور صاحبزادی طیبہ صاحبہ کا سہیلی پنا تھا۔ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ اور صفیہ بیگم آپس میں بہنیں بنی ہوئی تھیں۔ جب بھی صاحبزادی از راہ شفقت ملتی تو فرماتی شیخ صاحب میں آپ کی سالی ہوں" عرض کرتا بی بی آپ میری سینئر سالی ہیں" ہر دفعہ ان صاحبزادیوں نے سب نے خاص شفقت کا سلوک ہم دونوں سے روا رکھا۔ خاندان کی بزرگ خواتین سے جب میری والدہ ذکر کرتیں میری شادی

کا تو سب یک زبان ہو کر صفیہ بیگم کا نام لیتیں۔ حضرت صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے استخارہ کیا تو خواب دیکھا۔ زرد رنگ کے زنبور ہیں جو مجھ پر چاروں طرف سے حملہ کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے کسی زنبور نے ڈسا نہیں پریشان ضرور کیا۔ اور خاکسار مدافعت کرتا رہا۔" حضرت صاحب نے مجھ سے چند دن کے بعد دریافت کیا۔ استخارہ کیا تھا۔ عرض کیا۔ استخارہ کیا تھا یہ خواب دیکھا۔ حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ چپ ایک ماہ یا کچھ زائد دن خاموش رہے اور مجھ سے اس بارہ کوئی بات نہ کی۔ اگرچہ حضرت صاحب سے خاندان کی عزیز اور بزرگ خواتین اصرار سے کہتی رہیں یہ کام ضرور کرنا ہے۔

آخر ماہ ڈیڑھ ماہ بعد مجھ سے حضرت صاحب نے فرمایا۔ "شیخ صاحب اب استخارہ کریں" چنانچہ خاکسار نے حضرت صاحب کے فرمان کی تعمیل میں دوبارہ استخارہ کیا۔ تو خواب دیکھا "میری پہلی فوت شدہ بیوی مجھے خواب میں ملیں اور کہا کہ اتنا صدقہ کرو۔ (ایک خاص معین رقم بتلائی) اور صفیہ سے شادی کر لو" اس پر حضرت صاحب کو اطلاع دی کہ اب اس بار کے استخارہ میں یہ خواب دیکھا ہے۔ حضرت صاحب فوری طور پر فرمانے لگے شیخ صاحب! آج ہی عصر کے بعد نکاح کا اعلان کروں گا۔ بتاؤ خطبہ میں کیا کہوں۔ یہ حضرت صاحب کی خاص شفقت اور نوازش تھی۔ عرض کیا ملفوظات جلد فلاں میں حضرت بانی سلسلہ کا ایک خاص ارشاد ہے وہ مجھے بہت ہی بھلا لگا ہے۔ اس موقع کے مناسب حال بھی ہے۔ "فرمایا لاؤ دکھاؤ" لے کر گیا۔ پڑھا فرمایا "ٹھیک ہے یہی بیان کروں گا" چنانچہ حضرت صاحب نے اس عرصہ میں اس عاجز کے لئے خاص دعا کی اور خاندان کے بزرگ افراد اور خواتین نے اس فیصلہ کی اطلاع پا کر خوشی اور مسرت کا خاص اظہار فرمایا۔ حضرت صاحب نے نکاح کا اعلان کیا اور خاص جذبہ سے فرمایا۔ "میں یہ شادی کروا رہا ہوں" پھر

ولیمہ میں بھی پیار سے شامل ہوئے اور جب رخصتانہ پنڈی سے لے کر آیا ولیمہ بھی ہو گیا تو حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ نے پیغام بھیجا صفیہ مجھے آ کر ملو۔ صفیہ بیگم ملنے گئیں۔ دریافت کیا۔ کیا لباس پہنایا ہے۔ وہ خاص لباس جو شادی کا صفیہ بیگم نے پہنا ہوا تھا دیکھا بے حد خوش ہوئیں اور تسلی پا کر مطمئن ہوئیں۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے صفیہ بیگم کو بلا کر اپنے پاس بلایا اور گلے لگایا اور صفیہ بیگم سے پیار کیا اور دعا دی۔ حضرت بانی سلسلہ کے ایک رفیق کی پوتی حضرت قاضی عبدالسلام جو خود حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور حضرت بانی سلسلہ نے ان کا نام عبدالسلام رکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور اس عاجز کے استاد ان کی بیٹی اور پھر ان کی تحریک پر جب کہ وہ نیروبی میں سیکرٹری دعوت الی اللہ تھے کہ مربی منگوایا جائے مرکز میں درخواست کی گئی اور لمبا عرصہ جماعت نیروبی کے صدر رہے اور خاکسار کے قیام میں خاص شفقت کا سلوک اور اس عاجز کے کاموں میں خاص مددگار تھے۔ صفیہ بیگم ان کی صاحبزادی تھیں اور حضرت صاحب کو صفیہ بیگم کے عین جوانی میں بیوہ ہو جانے کی وجہ سے خاص فکرمندی رہی اور اس موقع کی تلاش میں رہے کہ اس کی پھر سے شادی کا انتظام ہو جائے۔ بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ہمارے باہمی تعلقات کو خوشگوار دیکھ کر خوشی خوشی اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ایک غیر معمولی فدائی احمدیت کی اور امامت کی شیدائی خاتون اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیب کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خاص عنایت اور دعاؤں کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کے توسط سے یہ "انعام" نصیب کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں اور بزرگ خواتین کو جنہوں نے اس عاجز پر یہ احسان کیا انہیں اجر عظیم نصیب کرے۔ انہیں دینی و دنیاوی مسرتوں سے نوازے۔

یاد آرہی ہے ایک ضروری بات

جس بات کا ذکر مقصود ہے اگرچہ لگ بھگ نصف صدی کی بات ہے مگر اہمیت
اور افادیت کے لحاظ سے آج بھی اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ اس بات کی یاد ان
چند دنوں میں آئی اور اس کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ خاکسار کے ایک عزیز
جو پاکستان سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے
تھے۔ انہوں نے کتاب بینی کے شوق میں لندن کی بک شاپ سے ہزہائی نس آغاخان
کی لائف پر ایک انگریز مصنف کی لکھی ہوئی ضخیم کتاب خریدی۔ اس کے کوائف
سے مجھے بھی کچھ بتایا۔ ہزہائی نس سر سلطان شاہ محمد آغاخاں کے تعلق سے چونکہ یہ
بات تھی ذہن میں پورے طور پر آموجود ہوئی۔ خاکسار ان دنوں نیروبی شہر میں
مقیم تھا۔ نیروبی کینیا کا دارالخلافہ اور مشرقی افریقہ کا مشہور و معروف شہر ہے۔
خوبصورت، صاف ستھرا۔ ان دنوں آب و ہوا کے لحاظ سے خاص کشش کا شہر سمجھا
جاتا تھا اور یہ مشہور تھا۔ ان دنوں جب انگریزوں کی حکومت تھی۔

Nairobi is the best place for a home in the world

ہندوستان سے انگریز اعلیٰ حکام جب ریٹائرڈ ہوتے تو بالعموم یہاں آکر زمینوں کے
بڑے بڑے رقبہ Highlands میں لے کر آباد ہوتے۔ اسماعلیہ کمیونٹی کی بہت
بڑی تعداد اس شہر میں اور اردگرد کے شہروں اور تنزانیہ اور یوگنڈا میں آباد تھی
اور تجارتی کاروبار میں خاص حصہ دار۔ نیروبی شہر کی گورنمنٹ روڈ پر بہت بڑی

عمارت ان کے جماعت خانہ کی تھی۔ انہی دنوں ہزہائی نس آغاخان کی گولڈن جوبلی
کی تقریبات کا انعقاد ہو رہا تھا۔ ترازو میں ایک طرف ہزہائی نس اور دوسری طرف
سونا رکھا ہوا دیکھا اور ہزاروں اسماعیلوں اور دوسرے لوگوں نے یہ نظارہ مشاہدہ
کیا۔ اس عظیم اجتماع نے ہمارے ایک بزرگ دوست حضرت سیٹھ عثمان یعقوب
صاحب جو احمدیت کے فدائی اور بے حد مخلص اور دعوت الی اللہ کے فریضہ کی
انجام دہی کے لئے دن رات اپنے آپ کو وقف رکھتے۔ ایک جنون تھا۔ کوئی موقع
وہ جانے نہیں دیتے تھے جس میں دعوت الی اللہ اور پیغام حق اپنے انداز میں
پہنچانے میں کوتاہی کرتے ہوں۔ گولڈن جوبلی کا موقع انہیں سنہری موقع نظر آیا۔ یہ
میمن تھے۔ گجراتی زبان ان کی مادری زبان تھی۔ اسماعیلیوں کیلئے اپنے انداز میں
اس موقع پر انہوں نے گجراتی زبان میں ایک پمفلٹ شائع کیا۔ احمدیت کی امتیازی
باتوں کے علاوہ اسماعیلیوں کے عقائد پر تنقید بھی کی اور اس اجتماع میں اسے تقسیم
کرنے کا اہتمام کیا۔ ہزہائی نس اور ان کے عقیدت مندوں کے ہاتھ بھی یہ پمفلٹ
پہنچا۔ ہزہائی نس نے اسے محسوس کیا اور کسی طریق سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو
اس کی اطلاع کی اور اپنی ناپسندیدگی ڈپلومیٹک انداز میں ظاہر کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ نے فوری طور پر ایکشن لیا۔ خاکسار ان دنوں
مشرقی افریقہ میں بطور مربی و امیر جماعت مقیم تھا۔ تحریر فرمایا:۔

"اگر کسی میرے اجتماع میں احمدیت کی مخالفت میں کوئی اشتہار یا
پمفلٹ تقسیم کیا جائے تو آپ لوگ اسے پسند کرو گے۔ ایسا کیوں
ہوا۔ جب کہ ایک اہم لیڈر کی گولڈن جوبلی کی تقریب تھی اور ان
کے عقیدت مند جمع تھے۔ ایسی حرکت سے اختلاف پیدا ہوتا ہے اور
موجب فساد بھی بنتی ہے۔ آپ لوگوں کو احتیاط سے کام کرنا چاہئے

اور عقل سے کام لینا چاہئے۔ ہر بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔"

جماعت کو ندامت ہوئی اور معذرت اختیار کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ فرمان کسی خاص وقت یا تقریب کے لئے ہی ہدایت کا باعث نہیں بلکہ ہر موقع و محل اور حالات کو دیکھ کر حکمت و دانائی سے کارروائی بالخصوص فریضہ دعوت الی اللہ انجام دینا چاہئے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر سیدھے راستہ کی طرف بھی بلانا ہو تو حکمت و دانائی سے بلاؤ۔ جب بھی بے محل بے موقع بات کی جائے گی بے اثر ہی نہ ہوگی بلکہ ناپسندیدگی کا باعث' اختلاف اور جھگڑے کا باعث بھی ہوگی۔

ہزہائی نس کے تعلق میں ایک اور بات بھی اب یاد آرہی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ جو بات بروقت اور برمحل نہ کی جائے اس کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ کئی سال بعد ہزہائی کی ڈائمنڈ جوبلی ہوئی۔ دارالسلام شہر جو تنزانیہ کا دارالخلافہ ہے بڑے اہتمام کے ساتھ ہزارہا اسماعیلیوں کی موجودگی میں جو مشرقی افریقہ کے علاقوں کے علاوہ ہنزہ' ایران اور دوسرے ملکوں سے آئے اور حکومت کے اعلیٰ افسران بھی شامل ہوئے بہت بڑے میدان میں ہزہائی نس کو ترازو کے ایک پلڑہ میں بٹھایا گیا۔ بھاری بھرکم جسم والا لحیم انسان اور دوسرے پلڑہ میں ہیروں کے تھیلے۔ خاکسار بھی اس تقریب میں مدعو تھا۔ ان دنوں خاکسار تنزانیہ کے مغربی صوبہ کے مرکزی شہر ٹبورا میں مقیم تھا۔ اس تقریب میں شمولیت سے سارا نظارہ مشاہدہ کیا۔ اسماعیلیوں کی اپنے امام سے عقیدت کا نظارہ دنیا بھر نے دیکھا۔ خاکسار نے ہزہائی نس کو ٹبورا سے ڈائمنڈ جوبلی منانے پر مبارکباد کا تار دیا اور ملنے کی بھی خواہش کی۔ انہوں نے وقت دیا۔ جوبلی کی تقریبات کے بعد ان سے ایک دن ملاقات ہوئی۔ خاکسار کے ذہن میں افریقہ کے مسلمانوں کی ترقی کے لئے ایک خاص تجویز تھی۔ ان سے اس

انداز میں ذکر کیا۔

"یور ہائی نس! آپ کو مسلمانوں کی سیاسی ترقی اور ان کے مفاد کا خیال ہے۔ آپ نے افریقن مسلم ویلفیئر سوسائٹی قائم کی ہے اور کھلے دل سے ان کی امداد کا تہیہ کیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ پونڈ TO پونڈ جس قدر آپ لوگ رقم جمع کریں گے اسی قدر آپ ان کو اپنی طرف سے دیں گے جو مسلمانوں کے مفاد میں ایک خاص سکیم کے مطابق خرچ ہوگی۔"

یہ ذکر کر کے خاکسار نے ان سے کہا کہ:۔

"آئندہ چند سالوں میں مشرقی افریقہ کے ممالک آزاد ہونے والے ہیں۔ مسلمان تعلیمی لحاظ سے بہت پستی میں ہیں۔ آپ اگر مسلم ویلفیئر سوسائٹی کو ہدایت فرمادیں کہ دس مسلمان طالب علم تنزانیہ سے' دس مسلمان طالب علم کینیا سے' دس مسلمان طالب علم یوگنڈا سے جنہوں نے یہاں کے سیکنڈری سکول سے تعلیم سے فراغت حاصل کی ہو انہیں ایک خاص نظام سے فوری طور پر غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھجوادیں۔ چند سالوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے جب ان ملکوں میں واپس آئیں گے تو آزادی کے بعد نئے انتخابات ہوں گے۔ ان ممالک کے باشندوں کو لازمی طور پر پڑھے لکھے سمجھ دار لیڈروں کی ضرورت ہوگی۔ مذہبی اور فرقہ وارانہ کا ابھی ان علاقوں میں خاص امتیاز نہیں۔ اس طرح ان ملکوں کی حکومت میں مسلمانوں کا خاص دخل ہوگا اور وہ عوام کے علاوہ مسلمانوں کی ترقی کے لئے خاص جذبہ رکھیں گے۔"

ہزہائی نس نے خاکسار کی اس تجویز کو خاص قدر سے دیکھا اور ملک ڈاکٹر سلطان بخش صاحب جو وہاں کی مسلم انجمن کے صدر تھے اور محترم ملک عمر علی صاحب کھوکھر آف ملتان کے ماموں۔ اور جن دنوں حضرت نیر صاحب لندن کے امام تھے ان دنوں ڈاکٹری تعلیم کے لئے یہ مقیم تھے۔ حضرت نیر صاحب سے ملاقات بھی ہوتی۔ احمدیت سے مانوس اور متعارف تھے۔ ان سے ہزہائی نس نے خاکسار کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ کون ہیں اور پھر تجویز بتائی اور کہا بہت دور اندیشی سے اس نوجوان نے کام لے کر یہ تجویز بتائی ہے اور مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے صدر کو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں اور خاص توجہ دیں۔ بعد میں محترم ڈاکٹر ملک سلطان بخش صاحب نے یہ ساری بات بتائی اور ہزہائی نس سے یہ بھی کہا کہ جس نوجوان نے آپ سے اس تجویز کا ذکر کیا ہے یہ جماعت احمدیہ کے ان علاقوں میں مربی ہیں۔

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ مسلم ویلفیئر سوسائٹی نے اس طرف توجہ نہ دی۔ پرائمری سکول کھولنے میں مصروف رہے۔ بے شک بعض مقامات پر مساجد بھی بنوا دیں لیکن جن مسلمانوں کو سیاسی، علمی اور اقتصادی ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنا تھا اور اس کے لئے جو طریق بتایا گیا اسے اختیار نہ کیا گیا اور انجام کار تینوں ملکوں کی حکومت زیادہ تر عیسائی حاکموں، وزیروں کے سپرد ہوئی۔ لیکن جہاں بھی کوئی قابل تعلیم یافتہ مسلمان تھا بفضل خدا وہی انتخاب میں کامیاب ہوا جیسے مکرم شیخ امری عبیدی صاحب۔ جن کی قابلیت اور صلاحیت کی وجہ سے تنزانیہ کے صدر حکومت انہیں اپنا Right Hand سمجھتے اور ہر اہم تقریب اور ہر اہم ادارہ حتیٰ کہ UNO میں ملک کی نمائندگی بھی ان کے سپرد ہوئی۔ بہت دفعہ وہاں کے مسلمانوں میں ذکر ہوا۔ اے کاش بروقت اس تجویز پر اگر عمل کیا جاتا تو ان ملکوں میں

مسلمانوں کو اقتدار میں غالب حصہ ملتا۔ مفید اور کار آمد تجاویز پر بروقت عمل نہ کرنا ہمیشہ نقصان کا موجب ہوتا ہے۔ جس طرح بے محل اور بے موقع بات کرنا موجب اختلاف اور فساد ہوتا ہے۔ خدا اور اس کے مقدس رسول ﷺ کا تاکیدی ارشاد ہے "حکمت اور دانشمندی کو ہر بات اور ہر کام میں مدنظر رکھو"۔

☆......☆......☆

مجھے آپ کی تلاش ہے

اس ہفتہ اخبار الفضل کا جو پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک ملا۔ اس میں مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۹۰ء کا ایشو بھی تھا۔ شروع سے پڑھتے پڑھتے حسب دستور شوق اور خاص لگن سے جب صفحہ ۵ پر پہنچا تو عنوان دیکھا "نور الدین" اور اس کے اوپر ایک کونہ میں سہ ماہی۔ توجہ سے پڑھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ جرمنی کے خدام نے ایک سہ ماہی رسالہ "نورالدین" کے مبارک نام سے جسے خصوصی طور پر حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا ہے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ پڑھتے پڑھتے تبصرہ جب کالم نمبر ۴ کے نصف میں پہنچا تو یہ الفاظ پڑھے۔
حضرت فضل عمر کا ایک نہایت معروف اعلان بلکہ میرے خیال میں یہ اعلان ایک اہم اعلان تھا اور نوجوانوں اور ہم جیسے نالائقوں کی تربیت کے لئے ایک ضروری راہ نما دستور بھی تھا جس کا عنوان خود حضرت فضل عمر نے ہی "مجھے آپ کو تلاش ہے" تحریر فرمایا تھا اس حصہ کو پڑھ کر خاکسار کو ایک واقعہ یاد آگیا۔ اگرچہ یہ واقعہ ہے تو خاکسار کی ادنیٰ ہستی سے تعلق رکھنے والا لیکن دلچسپ بھی ہے اور موثر بھی۔

جب یہ اعلان "مجھے آپ کی تلاش ہے" الفضل میں چوکھٹہ میں شائع ہوا تھا خاکسار ان دنوں تنزانیہ کے مشہور شہر ٹبورا (Tabora) میں تھا۔ اس اعلان کو پڑھ کر جس میں کئی شقیں تھیں یاد پڑتا ہے اور خوب یاد ہے۔ ایک شق یہ بھی تھی کہ "کیا آپ اپنے گھر کے سامنے کی سڑک پر جھاڑو دے سکتے ہیں۔" بڑی توجہ سے یوں تو سارا اعلان پڑھا اور ساری شقیں ہی اس قسم کی تھیں۔ ملتی جلتی تھیں جن کا مقصد یہ تھا کہ ان کی تعمیل کر کے مصنوعی وقار کی عمارت کو ختم کیا جائے اور

حقیقی عمل زندگی اور بلا تکلف زندگی کے اطوار کو اپنایا جائے اور کسی کام کو اپنے ہاتھ سے کرنے سے شرمایا نہ جائے اور نہ حقیر سمجھا جائے۔

خاکسار نے حضرت فضل عمر کے اس اعلان کو پڑھ کر ایک شق جس کا اوپر ذکر کیا ہے اس پر عمل کرنے کا ارادہ کیا۔ خاکسار کا قیام ان دنوں اس مکان میں تھا جو گونگونی سٹریٹ میں تھا۔ ٹبورا میں خاکسار نے اکٹھے دو مکان Free Hold زمین پر تعمیر کروائے تھے۔ یہ دونوں مکان شہر میں بہت اچھے مکان سمجھے جاتے تھے۔ ایک میں خاکسار کی رہائش تھی اور دوسرے مکان میں جو ساتھ ہی تھا اس میں مسٹر حسن علی لاھاسمار کی رہائش تھی جو ٹبورا کی اسماعیلیہ جماعت کے صدر تھے۔ خاکسار کا ان سے دوستانہ تعلق بھی تھا۔ ہمسایہ ہونے کی وجہ سے مزید خوشگوار تعلقات بھی تھے۔ حضرت فضل عمر کے اعلان "مجھے آپ کی تلاش ہے" کی شق گھر کے سامنے جھاڑو دینے والی گدگدانے لگی اور آخر اس پر عمل کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ لگاتار روزانہ چند دن گھر سے پہلے صبح کی نماز کے لئے نئی تعمیر شدہ بیت الذکر جاتا جو تین فرلانگ کے فاصلہ پر تھی۔ واپس آکر حسب دستور تلاوت قرآن مجید کرتا اور اس کے بعد جھاڑو لے کر گھر سے باہر آکر سڑک کو جھاڑو سے صاف کرنا شروع کر دیتا۔ ٹبورا کا موسم نسبتاً گرم ہے۔ ہمسایہ مسٹر حسن علی اپنے کام پر چلا جاتا اور ان کی بیگم کا دستور تھا کہ وہ سڑک پر کھلنے والے دروازہ کے باہر "تھڑے" پر آکر صبح کی ہوا خوری کے لئے بیٹھ جاتیں۔ ان کے باہر آنے سے پہلے خاکسار جاروب کشی کا فریضہ ادا کرنا شروع کر دیتا۔ کئی دن جب اس محترمہ خاتون نے یہ نظارہ دیکھا تو پریشان بھی ہوئیں۔ آخر ایک دن اپنے خاوند کو یہ سارا نظارہ بیان کر کے کہا کہ "شیخ صاحب پاگل ہو گئے ہیں دماغ پھر گیا ہے" مسٹر حسن علی نے اپنی بیگم کی بات سن کر کہا "نہیں نہیں اچھلے بھلے ہیں۔ ہماری کئی دفعہ ان سے ملاقات ہوتی ہے اور

بعض مجالس میں شامل ہوتے ہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" محترمہ بیگم صاحبہ نے اپنے خاوند کو سارا واقعہ سنایا کہ شیخ صاحب روزانہ صبح سڑک پر آجاتے ہیں اور جھاڑو دیتے ہیں۔ مسٹر حسن علی بھی حیران اور پریشان ہوئے۔

آخر ایک دن مجھ سے پوچھ ہی لیا۔ میرا بڑا احترام کرتے تھے۔ مسٹر حسن علی کہنے لگے شیخ صاحب بیگم یوں بیان کرتی ہے۔ کیا سچ ہے آپ سڑک پر جھاڑو دیتے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ بالکل سچ کہتی ہیں۔ ان کا بیان سو فیصد درست ہے لیکن خدا کے فضل سے صحیح الدماغ ہوں۔ پھر آپ یہ کیوں کرتے ہیں۔ آپ تو ایک جماعت کے لیڈر ہیں۔ بزرگ ہیں۔ سارا شہر اور ملک اور حکومت کے اعلیٰ افسر آپ کا احترام کرتے ہیں یہ آپ نے کیا مشغلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان کی ساری بات جو بہت خیر خواہی اور فکر مندی سے انہوں نے مجھ سے کی، سن کر کہا۔ مسٹر حسن علی! ٹھہریں۔ خاکسار مکان کے اندر گیا۔ اخبار الفضل اٹھا کر لایا اور حضرت فضل عمر کا اعلان "مجھے آپ کی تلاش ہے" پڑھ کر سنایا۔ جس میں یہ شق بھی تھی جس پر خاکسار عمل کر رہا تھا۔ سارا اعلان سن کر حیران بھی ہوا۔ مگر کہنے لگا۔ شیخ صاحب آپ کے امام ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں۔ وہ کیا آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ اگر آپ کام نہ کرتے تو کیا وہ آپ سے ناراض ہو جاتے۔ یا ان کو یہ علم ہوتا کہ آپ نہیں کر رہے۔ آپ نے پڑھ لیا تھا۔ پھر اس کے مطابق جھاڑو دینے کی کیا ضرورت تھی۔ خاکسار نے اسے کہا کہ پھر امام کی فرمانبرداری کا کیسے ثبوت ملتا۔ فرمانبرداری کا تو مزا تب ہی ہے کہ امام دیکھ بھی نہ رہا ہو۔ اسے علم بھی نہ ہو اور پھر اس کے راہنما اصولوں کو اپنایا جائے۔ عمل کیا جائے اور فرمانبرداری کی جائے۔ قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے غیب کی حالت میں بھی خدا سے ڈرتے رہو۔ امام سے دور رہتے ہوئے ان کی عدم موجودگی میں امام کی اطاعت کرنے ہی سے تو

قوم کو کامیابی ہوتی ہے۔ مسٹر حسن علی میری اس ساری گفتگو کو سن کر اور کیفیت کو دیکھ کر جو اس وقت خاکسار پر طاری تھی بے اختیار ہو کر کہنے لگے۔ ایسی جماعت جو اپنے امام کی ایسی مخلصانہ فرمانبرداری کا دم بھرتی ہے کبھی ناکام نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے"۔ آپ کا امام کیسا مبارک وجود ہے اور اس کی جماعت کیسی مبارک جماعت ہے جو اس روش پر قائم ہے۔ جن کی تقریر و تحریر میں ایسی تاثیر ہے۔ مجھے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رہا۔ بڑا لطف اٹھایا اور اعلان مذکورہ بالا کی دوسری شقوں کا جو "آپ کی تلاش ہے" میں مذکور ہیں، پر بھی کئی دفعہ عمل کرنے کا موقع ملا۔ لیکن اس وقت الفضل کا مضمون "نورالدین" پر مشتمل پڑھ کر فوری طور پر دل چاہا اور چند سطریں قلم برداشتہ لکھی ہیں۔ بالاخر یہ عاجز عمر کے ایسے حصہ میں ہے جو کمزوری کی طرف دن بدن کھنچ رہا ہے۔ عزیزوں سے محبوں سے درخواست ہے دعا کریں انجام بخیر ہو اور ہمیشہ سچی محبت فدائیت اور اطاعت کا جوہر اپنے امام وقت سے نصیب رہے۔

☆........☆........☆

بات سائیکل اور موٹر کار کی

آج صبح صبح سائیکل اور موٹر کے تعلق میں کچھ لکھنے کو دل چاہا۔ سچی کہانی بھی ہے۔ میرے لئے تو دلچسپ ہی نہیں ایمان افروز بھی ہے۔ غالب خیال ہے قارئین بھی لطف اندوز ہوں گے۔ سائیکل پر بہت سواری کی اور بہت عرصہ کی۔ ایک دفعہ Man Eater of Sava جو کینیا میں مشہور جنگل ہے ایک گاؤں میں جہاں جماعت کے افراد تھے ان کو ملنے اس جنگل سے گزر ہوا۔ شیروں، چیتوں اور جنگلی جانوروں کا مشہور مسکن ہے۔ نام ہی اس کا Man Eater (آدم خور) پڑ گیا۔ کسی زمانہ میں میٹرک کے لئے اس نام کی ایک کتاب بھی انگریزی میں تھی دوپہر کا وقت تھا۔ اور ہو کا عالم۔ ساتھی کا جو افریقن معلم تھا سائیکل دو ایک بار پنکچر ہو گیا اور اس طرح اس خطرناک جنگل میں دو ایک دفعہ مرمت کے لئے رکنا پڑا۔ خیر گزری۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں کو درندوں کی پکڑ دھکڑ سے محفوظ رکھا خیریت سے گاؤں میں پہنچے۔ ایک وہ زمانہ تھا اور ایک وہ زمانہ بھی آیا کہ ربوہ میں مشرقی افریقہ سے آکر پندرہ سولہ سال یہاں گزارے اور سائیکل نے خوب ساتھ دیا۔ گھر سے جب بھی دفتر میں آنا جانا ہوتا تو سائیکل خوب کام آتا۔ بڑا لمبا ساتھ دیا اور خوب ساتھ دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اپنی امامت کے پہلے جلسہ سالانہ پر اعلان فرمایا۔ محترم کرنل عطاء اللہ صاحب کو یہ تجویز اولاً سوجھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قیادت میں جو غیر معمولی کام ہوئے ہیں جماعت کے استحکام اور اشاعت دین خداوندی کے لئے ان کی یاد میں ایک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے۔ انہوں نے

اپنے اس خیال کا محترم حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب سے ذکر کیا۔ وہ ایسے مفید کاموں اور اداروں کے قیام کے لئے تو ہر وقت قولاً و فعلاً تیار رہتے تھے بہت سراہا اور دونوں محترم بزرگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی۔ حضرت صاحب نے بصد اشتیاق اس مخلصانہ اور مفید تجویز کو منظور فرمایا اور فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا اور پچیس لاکھ روپے کے فنڈ کا اعلان فرمایا۔ حضرت چوہدری صاحب ہیگ میں رہتے تھے اور کرنل صاحب لاہور میں۔ باہمی مشورہ سے اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے مشورہ سے خاکسار کا نام بطور سیکرٹری فاؤنڈیشن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں تجویز کیا۔ حضرت صاحب نے منظوری دی اور یہ عاجز کئی سال تک فضل عمر فاؤنڈیشن کا سیکرٹری رہا۔ بفضل خدا پچیس لاکھ روپیہ کی بجائے پینتیس لاکھ روپے جمع ہوئے۔ کئی مقاصد کے لئے اس رقم کو بڑی سوچ اور عمدگی سے محترم کرنل صاحب کی نگرانی میں Invest کیا گیا۔ دفتر میں اپنے گھر سے آنے جانے اور متعلقہ کاموں کے لئے فاؤنڈیشن نے خاکسار کو سائیکل مہیا کیا۔ جتنا عرصہ فاؤنڈیشن میں کام کیا سائیکل نے دیانت داری اور وفاداری سے ساتھ دیا کئی سال تک۔ یہاں سے حضرت صاحب نے خاکسار کو حدیقۃ المبشرین کے ادارہ میں تبدیل فرمایا۔ خاکسار کی تبدیلی پر حضرت صاحب نے از راہ شفقت خاکسار سے دریافت فرمایا کہ کس کو فاؤنڈیشن کا سیکرٹری مقرر کیا جائے۔ محترم کرنل صاحب نے بھی مجھ سے اس بارہ میں بات کی۔ ہر دو کی خدمت میں خاکسار نے محترم بریگیڈیئر محمد اقبال شمیم صاحب کا نام پیش کیا اور بتایا کہ وہ ریٹائر ہو کر ربوہ آکر یہاں رہنے لگے ہیں اور ہر لحاظ سے فاؤنڈیشن کے کاموں میں مفید ثابت ہوں گے۔ حضرت صاحب نے ان کا تقرر فرما دیا۔ کرنل صاحب اور حضرت چوہدری صاحب حضرت صاحب کی

منظوری سے بے حد مطمئن ہوئے۔ خاکسار نے بریگیڈیئر صاحب کو فاؤنڈیشن کا ضروری چارج دیا۔ رخصت ہونے پر دفتر فاؤنڈیشن سے سائیکل جو فاؤنڈیشن کا تھا ان کے سپرد کیا۔ بریگیڈیئر صاحب کے پاس ایک سائیکل بھی تھا وہ کہنے لگے شیخ صاحب سائیکل کی آپ کو ضرورت ہوگی اپنے استعمال میں رکھیں۔ بار بار اصرار سے کہا خاکسار ہر بار ان کا شکریہ ادا کرتا رہا اور مصر رہا کہ سائیکل بھی واپس کرنا ہے آخر انہوں نے سائیکل بھی چارج میں وصول کر لیا۔ جس دن یہ واقعہ ہوا خاکسار نے چارج دیا اور سائیکل واپس کیا اسی دن شام کے وقت خاکسار کی قیام گاہ محلہ دارالصدر شمالی میں باہر کے دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کمرہ سے صحن میں آیا دروازہ باہر کا کھولا تو ایک اجنبی دوست سائیکل پکڑے جو بالکل نیا تھا۔ کہنے لگے میں لاہور سے ابھی آ رہا ہوں۔ شیخ فضل احمد صاحب نے آپ کے لئے یہ سائیکل بھجوایا ہے۔ سائیکل وصول کیا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت کا دل میں شکریہ ادا کرنے لگا۔ اجنبی مہمان شیخ فضل احمد صاحب میرے بھائی کے دفتر کا کارکن تھا۔ اس کی تواضع کی اور ضروری رہائش کا انتظام کیا۔ سائیکل پا کر تو اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے سجدے کئے۔ لیکن حیرت ہوئی کہ میں نے تو کسی کو اطلاع نہ کی تھی کہ آج فاؤنڈیشن کا چارج دیتے ہوئے سائیکل بھی واپس کر آیا ہوں اور کل پیدل ہی دفتر جاؤں گا۔ مگر میرے مہربان خدا نے از خود میرے بھائی کے دل میں اسی دن تحریک کی اسی دن سائیکل خریدا اور خاص آدمی کے ذریعہ مجھے سائیکل بھجوایا۔ الٰہی انتظام اس طرح ہوتے ہیں اپنے دین کے خادموں کے لئے وہ خود ہر آسانی اور ہر انتظام فرماتا ہے۔ اس دن بلکہ رات اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان پر خوب خوب لطف اندوز ہوتا رہا یہ تھی سائیکل کی کہانی۔

اور اب موٹر کی کہانی بھی میرے پیارے بھائیو اور عزیزو سن لو۔ خاکسار یہاں امریکہ میں نومبر ۱۹۸۳ء میں بطور امیر جماعت مربی انچارج مقرر ہو کر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے سات سال تک جماعتی انتظام کے ماتحت مشن کی کار نصیب رہی۔ اگرچہ امریکہ اور اس سے پہلے لندن میں کسی مصلحت سے خاکسار خود کار نہیں چلاتا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے کبھی کسی قسم کی تکلیف جماعتی کاموں اور دوروں میں محسوس نہ ہوئی۔ مئی ۱۹۹۱ء میں خاکسار کو ریٹائرمنٹ عزت و احترام سے نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ لیکن اب میرے پاس کار نہ تھی اور یہ ملک ایسا ہے کہ بغیر کار کے گزارہ مشکل۔ زندگی دوبھر ہو جاتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر گھر میں ایک ایک کار سے گزارا ہی نہیں ہوتا۔ دو دو اور تین تین کاروں سے روز مرہ کا کام ہر خاندان کا چلتا ہے۔ خاوند یا باپ کام پر جاتا ہے اتنا فاصلہ ہے کہ کار کے بغیر جانا مشکل ہے۔ بیٹے اور بیٹیاں مختلف سکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ رہی ہیں ان کو الگ الگ مقامات اور فاصلوں پر وقت مقررہ پر پہنچنا ہوتا ہے۔ بیوی کو گھر کے نظام چلانے گروسری اور اشیاء کی خرید کے لئے جانا ہوتا ہے۔ جہاں دیکھو۔ جس گھر کو دیکھو۔ ہر گھر کے سامنے دو دو تین تین کاریں کھڑی ہیں۔ دفاتر اور اداروں کے پاس سے گزرو تو کاروں کی پارکنگ گراؤنڈ میں سمندر نظر آتا ہے۔ ایک دن محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مجھ سے فرمانے لگے امریکہ میں ایک بلین کاریں سڑکوں پر رواں دواں ہیں۔ سڑکوں کا نظام، رہن سہن کا نظام اس ملک کا ایسا ہے کہ بغیر موٹر کار گزارا نہیں۔ متوسط اور غرباء تک بھی سیکنڈ ہینڈ کاریں دوڑائے پھرتے ہیں۔

عاجز جب ریٹائر ہوا تو الگ مکان کا انتظام اور پھر گھریلو ضروریات، جماعتی اجتماعوں، جلسوں میں شمولیت اور بیت الذکر میں جمعہ پر جانے کے لئے تو پیدل

جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بیت الذکر ہمارے گھر سے ۴۵ منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ دوسری بیت الذکر جو قریب ہے تیس منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ گھر کے دوسرے افراد کا اپنے کاموں کے سلسلہ میں آنا جانا کار کی ضرورت کا مقتضی ہے۔ یہ عاجز درویش اور مقدرت ایسی کار تو کار بائیسکل بھی مشکل سے لے سکوں۔ اور یہاں موٹروں اور کاروں اور بسوں کے رش سائیکل چلانا کون سا آسان ذریعہ ہے بالخصوص مجھ بوڑھے آدمی کے لئے جو اب ۸۶ ویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو بندہ نواز ہے۔ اپنے اور دین کے خادموں کا بھی خواہ وہ کتنے ہی نالائق ہوں وہی سہارا ہے۔ ہماری اس ضرورت کا ایک دوست کو از خود خیال آیا۔ کسی سے کبھی ذکر تک بھی نہ کیا تھا۔ ایک دوست نام ان کا بغیر ان کی اجازت کے شکریہ کے جذبہ سے اور دعا کی تحریک کی غرض سے لکھ ہی دیتا مگر نام ظاہر کرنے پر رنجیدہ نہ ہوں آئے اور کہنے لگے شیخ صاحب آپ کو کار کی ضرورت ہوگی یہ لیں چابیاں اور کار والوو Volvo دے کر رخصت ہو گئے۔ اتنا بھی موقع نہ دیا کہ لمبا چوڑا ان کا شکریہ ادا کروں جو بہر حال کرنا تھا ادا کیا اور خود جا کر انہوں نے اپنے لئے دوسری کار خرید لی۔ مجھے پریشانی تھی کہ ان کو تو دو تین کاروں کی ضرورت ہے اس کے بغیر وہ چل ہی نہیں سکتے اور اپنے خاص استعمال کی کار دے گئے ہیں۔ لیکن ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ انہیں ضرورت تھی وہ کار کے بغیر ڈیوٹی پر جا بھی نہ سکتے تھے جاتے ہی اپنے لئے پھر انہوں نے کار خرید لی اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی۔ یہ بھائی بفضل خدا چندوں میں بھی شیر ہیں اور کار کے ملنے کے ساتھ پٹرول کی بھی تو ضرورت ہے۔ بغیر پٹرول کے تو کار چل ہی نہیں سکتی۔ ایک اور دوست جو میرے عزیزوں میں سے ہیں اور مجھ سے خاص پیار بھی رکھتے ہیں انہوں نے مجھے کہلا بھیجا کہ ان کے ایک خاص دوست واشنگٹن میں رہتے ہیں ان سے انہوں نے کہا ہے کہ

وہ مجھے کار لے دیں یا رقم دے دیں۔ ان کی طرف سے انہوں نے مجھے تین ہزار ڈالر اپنے دوست کے ذریعہ بھجوا دیئے۔ خاکسار نے رقم پٹرول اور کار کی رجسٹریشن کی غرض سے الگ اکونٹ میں ایک عزیز کے نام جمع کرا دی کہ اس رقم سے صرف Volvo کار کے اخراجات پورے کئے جائیں۔ اس ملک میں ریٹائر ہونے پر دعا اور اللہ تعالیٰ سے استصواب کے بعد رہنے کا فیصلہ کیا اور میرے آقا ارحم الراحمین نے ہمارے لئے ہر ایک کام اور ہر ضرورت کے لئے ہر موقع پر خاص امداد فرمائی۔ جب سائیکل کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے عنایت کر دی۔ میرے مولیٰ کے اس پر نالائق خادم دین پر کس قدر کرم اور احسان ہیں۔ ساری عمر سجدہ میں پڑا رہوں تو شکر بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ اس کی ستاری ہے جو اس عاجز کو سہارا دیئے چلی جا رہی ہے۔ یہ تھی مختصر کہانی سائیکل اور کار کی۔

☆......☆......☆

جماعتی لحاظ سے خدمات

جماعتی لحاظ سے بھی اس عرصہ میں کئی قسم کی خدمات کی توفیق ملتی رہی اور مل رہی ہے۔ ۱۹۹۱ء کی مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر خاکسار کو نیشنل سیکرٹری مالک فنڈ کے عہدہ کیلئے تجویز کیا۔ محترم حضرت امیر صاحب کی سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خاکسار کیلئے یہ عہدہ منظور فرمایا۔ اس حیثیت سے خاکسار نے سارے ملک کا دورہ کیا۔ مختلف اوقات میں ایسٹ سے ویسٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ کئی لاکھ ڈالر مساجد کی تعمیر کیلئے جمع کرنے کی توفیق ملی۔ مسجد بیت الرحمن واشنگٹن جو چار ملین ڈالر سے تکمیل کو پہنچی اس کے افتتاح کے موقع پر حضور نے اپنے خاص پیغام میں خاکسار کی جدوجہد کا خاص دعا کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جسے میں ان صفحات میں درج کر چکا ہوں۔ اس خدمت کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مساجد اور مراکز امریکہ میں تعمیر ہو رہے ہیں۔ ہر سال ایک خاص ٹارگٹ مقرر کیا جاتا ہے۔ بعض خاص مساجد کیلئے خاص تحریک کے سلسلہ میں فنڈز جمع کرنے کی سعادت ملتی رہتی ہے۔ گذشتہ سال شکاگو کی مسجد جو زیر تعمیر ہے جس کا سنگ بنیاد حضور ایدہ اللہ نے رکھا۔ اس کے لئے خاکسار نے ویسٹ کوسٹ کا دورہ کیا۔ پانچ لاکھ ڈالر کے وعدے ہوئے اور وصولی کی خاصی رقم وصول ہوئی۔ آج کل ورجینیا کی مسجد جس کی زمین خریدی جا چکی ہے اور مقامی کونسل نے مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی دے دی ہے۔ اس کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہوں۔ بفضل خدا رقم موصول ہو رہی ہے۔

ان خاص خدمات کے علاوہ حضرت امیر صاحب مختلف کام اس عاجز کے سپرد

کرتے رہتے ہیں۔ بعض کمیٹیوں کی صدارت خاکسار کی ذمہ داری ہے جماعتوں اور افراد کی طرف سے مختلف ضرورتوں کیلئے استفسارات اور سوالات کے جوابات دریافت کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات سے انہیں مستفیض کیا جاتا ہے۔ مصالحت، رشتہ ناطہ کے تعلق میں بعض مساعی کرنے کی بھی توفیق ملتی رہتی ہے۔ جماعتی اجلاسوں میں اور بعض جلسوں میں صدارت کے فرائض حضرت امیر صاحب کی ہدایت پر انجام دیتا رہا ہوں۔ خاکسار کے ان روزمرہ کے معمولات کو دیکھ کر احباب سمجھتے ہیں اور بعض مبلغ یہ خیال کرتے ہیں جیسا کہ مکرم سید شمشاد احمد صاحب مبلغ واشنگٹن کئی بار یہ کہتے سنائی دیتے ہیں۔ "شیخ صاحب صدر انجمن کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے ہیں سلسلہ کی خدمات سے تو ریٹائر نہیں ہوئے۔" آج کل محترم امیر صاحب نے قضاء بورڈ کا چیئرمین مقرر فرمایا ہے۔ قضاء کے بعض مقدمات کی بھی اس عرصہ میں سماعت کی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس عرصہ اور ریٹائرمنٹ کے بعد کے دور کیلئے میرے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دعاء خیر سے نوازا جس کی برکت سے اس عاجز کو مختلف خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ حضور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں برکت دے اور زندگی کا نیا دور بھی پہلے کی طرح مبارک فرمائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل ہمیشہ شامل حال رہیں۔"

(خط T.1625)

پھر حضور نے اس عاجز کو اس دعا سے بھی نوازا

"خیر لک من الاولیٰ"

(T.7545)

مزید اس دور کیلئے حضور نے خاص دعا سے محظوظ فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کی بقیہ زندگی بھی باثمر بنائے اور خدا کی کتاب میں آپ تادم آخر واقف زندگی شمار ہوں۔ اللہ کی رضا اور پیار ہمیشہ آپ کے شامل رہے۔ اللہ آپ کی خدمات کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دونوں جہاں کی لامتناہی سعادتوں سے نوازے۔"

(لندن ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء)

☆......☆......☆

وکالت تبشیر کا تبصرہ

ایک شخصیت ایک تعارف

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

ایسے لوگ جنہوں نے اپنی زندگی کسی اعلیٰ و ارفع مقصد کے حصول کی خاطر وقف کر دی ہو ان کی زندگی اس مقصد کے حصول کے لئے کی جانے والی کوششوں، ان کے ایثار، ان کے اخلاص و فدائیت اور ان کے جذبہ قربانی کے تعلق کی وجہ سے بہتوں کے لئے نمونہ اور اکثر کے لئے قابل رشک ٹھہرتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں اپنے تمام تر وسائل اور تمام تر استعدادیں و صلاحیتیں اس مقصد کے حصول کے لئے صرف کر دی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ خود تو سرخرو ہوتے ہی ہیں جس جماعت یا معاشرہ سے وابستہ ہوتے ہیں اسے بھی شاد کام کر جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک للٰہی جماعت ہے اس ناطے خدا تعالیٰ نے اس جماعت میں ایسے مخلص خادم پیدا کئے ہیں جن کو خدا کے فضل سے غیر معمولی خدمات کی توفیق اور بھرپور عملی زندگی گزارنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ اس ضمن میں ایک نہیں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں ان میں سے ایک محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہیں۔

مغربی افریقہ میں جس طرح سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب اور حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت میں تشریف لے گئے

اسی طرح مشرقی افریقہ میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سب سے پہلے احمدی مربی کی حیثیت سے وہاں گئے۔ آپ مئی ۱۹۹۱ء میں ساٹھ سال تک خدمات سلسلہ بجالانے کے بعد ۸۱ سال کی عمر میں اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہوئے ہیں۔

مسلسل ساٹھ سال تک خدمات سلسلہ کی توفیق کا ملنا ہی بذات خود ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو دراصل خدا تعالیٰ کا ایک خاص انعام اور اس کا فضل ہے اور یہ سعادت جماعت احمدیہ میں بہت کم خوش نصیبوں کو میسر آئی ہے۔

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ۱۹۱۰ء میں پنجاب کے علاقے میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۱ء میں جب کہ آپ کی عمر ۲۱ سال تھی مولوی فاضل کرنے کے بعد خدمات سلسلہ کے میدان میں قدم رکھا اور اب ۸۱ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد دم لینے کا ذرا وقفہ لیا ہے۔ چند سال ہندوستان میں خدمت سلسلہ کی توفیق پانے کے بعد سیدنا حضرت فضل عمر کی نظر انتخاب نے آپ کو مشرقی افریقہ کے لئے منتخب فرمایا۔ اس وقت مشرقی افریقہ کے چار ممالک کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا اور زنجبار برطانوی کالونی تھے۔ ان ممالک میں احمدیت کی داغ بیل تو ۱۸۹۶ء میں اس وقت پڑی تھی جب سیدنا حضرت بانی سلسلہ کے بعض رفقاء یوگنڈا ریلوے میں بھرتی ہو کر ممباسہ گئے لیکن بعد میں مستقل مشن کا قیام سب سے پہلے محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے وہاں جانے سے ہی ہوا جو ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء کو قادیان سے روانہ ہو کر ۲۷ نومبر کو نیروبی پہنچے تھے اور پھر ۲۸ سال تک اسی ارض بلال میں خدمات سلسلہ کی توفیق و سعادت پائی۔

اس عرصہ میں آپ نے اس خطہ ارض کے کئی نشیب و فراز بھی دیکھے۔ ان ممالک کی برطانوی تسلط سے آزادی اور ملکوں کی تقسیم سب آپ کے سامنے کے واقعات ہیں۔ آزادی سے قبل آپ ان چاروں ممالک کے مشن انچارج تھے۔

۶۲-۱۹۶۱ء کے عرصہ میں جب کینیا، یوگنڈا آزاد ہوئے اور ٹانگانیکا اور زنجبار تنزانیہ کی شکل میں دنیا کے نقشہ پر ابھرے تو یکم مئی ۱۹۶۱ء سے ان ممالک میں جماعتی نظام کو بھی علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب صرف کینیا کے امیر و مربی انچارج مقرر ہوئے اور پھر ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء تک یہ خدمات سرانجام دینے کے بعد واپس پاکستان آ گئے۔

مشرقی افریقہ میں مشن قائم ہونے کے بعد آپ کا ہیڈ کوارٹر کینیا کے شہر نیروبی میں تھا۔ بیت الاحمدیہ نیروبی کی پچھلی جانب واقع ایک چھوٹا سا کمرہ جس میں صرف ایک ڈیسک رکھی ہوئی تھی آپ کے دفتر کی کل کائنات تھی۔ مشن سے متعلق تمام امور یہیں سرانجام پاتے اور تمام پروگرام بھی یہیں حتمی شکل اختیار کرتے تھے۔

اس دور میں مشرقی افریقہ میں لال حسین اختر سے آپ کے مناظرے مشہور ہوئے اور امریکی پادری ڈاکٹر بلی گراہم (Billy Graham) کو آپ کی طرف سے دیئے گئے دعا کے چیلنج اور اس کا فرار تو افریقہ کے اخبارات کی شہ سرخیوں کا عنوان بنتے رہے۔

محترم شیخ عمری عبیدی (سابق وزیر انصاف تنزانیہ) سے کون واقف نہیں۔ آپ نومبر ۱۹۳۶ء میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعہ ہی بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں شامل ہوئے تھے۔ جن کے ایک بیٹے مکرم بکر عبید صاحب جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تنزانیہ میں خدمات سلسلہ میں مصروف ہیں۔

مشرقی افریقہ میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کو ایک خدمت اس رنگ میں بجالانے کی توفیق ملی کہ تنزانیہ کے دو شہروں ٹبورا اور دارالسلام میں یوگنڈا کے شہروں جنجہ اور کمپالا میں اور کینیا کے شہروں نیروبی، ممباسہ اور کسموں میں

مشن ہاؤس اور بیت الذکر آپ کے ذریعہ تعمیر کے مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ علاوہ ازیں اپریل ۱۹۳۸ء میں نیروبی میں پہلی مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام بھی آپ ہی کے ذریعہ عمل میں آیا تھا۔

ایک عظیم سعادت جو محترم شیخ صاحب کے حصہ میں آئی وہ قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کی اشاعت ہے۔ سواحیلی زبان اس وقت غالباً دسویں نمبر پر بولی جانے والی زبان تھی۔ اور مشرقی افریقہ کے بیشتر حصہ میں یہ زبان بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ ترجمہ کے کام کا آغاز حضرت فضل عمر کے ارشاد پر نومبر ۱۹۳۹ء میں رمضان کے بابرکت مہینے سے ہوا جو مارچ ۱۹۵۳ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ نظر ثانی اور دیگر متعلقہ امور مکمل ہونے پر ۱۳ مئی ۱۹۵۳ء کو یہ ترجمہ قرآن کریم شائع ہوا۔ اس کا دیباچہ خود سیدنا حضرت فضل عمر نے رقم فرمایا جو سواحیلی میں ترجمہ ہونے کے بعد شامل اشاعت کیا گیا۔ سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت ایک عظیم واقعہ ہے جس سے مشرقی افریقہ کی تاریخ احمدیت میں ایک نئے اور سنہری دور کا آغاز ہوا۔

سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ کینیا کے قیام کے دوران ۱۹۴۴ء میں آپ کو سیدنا حضرت بانی سلسلہ کی کتاب "کشتی نوح" کا سواحیلی ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق ملی۔

اشاعتی امور میں ایک اہم کام آپ کو یہ کرنے کا موقع ملا کہ آپ نے جنوری ۱۹۳۶ء سے سواحیلی زبان میں ایک ماہوار رسالہ Mapenzi Ya Mangu کا اجراء کیا۔ اسی کے پہلے شمارہ کی اشاعت ایک ہزار تھی جب کہ دوسرے شمارہ سے ہی یہ رسالہ دو ہزار کی تعداد میں شائع ہونے لگا۔ یہ رسالہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ پہلے کینیا سے یہ رسالہ نکلتا رہا۔ اب یہ تنزانیہ سے شائع ہوتا ہے۔

دوسرا اخبار محترم شیخ صاحب نے East African Times کے نام سے جاری کیا۔ آغاز میں یہ رسالہ ماہوار تھا۔ بعد میں اسے بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت پندرہ روزہ کر دیا گیا۔ یہ رسالہ بھی تاحال کینیا سے جاری ہے۔

غرض مشرقی افریقہ میں آپ نے ۲۸ سال تک خدمات سلسلہ کی توفیق پائی اور اس دور سے تمام واقعات تاریخ احمدیت کا اہم حصہ ہیں جو تاریخ احمدیت جلد ہفتم کے صفحات ۲۵۴ تا ۳۰۰ میں بکھرے پڑے ہیں۔

۱۹۶۲ء میں پاکستان واپس آنے کے بعد آپ نائب ناظر اصلاح و ارشاد، ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن اور سیکرٹری حدیقۃ المبشرین جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ علاوہ ازیں آپ نے بیت اقصیٰ ربوہ خلافت لائبریری ربوہ اور فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے دفاتر کی تعمیر کی نگرانی کے فرائض بھی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

سترہ سال تک مرکز سلسلہ ربوہ میں اہم خدمات بجالانے کے بعد ۱۹۷۹ء میں آپ برطانیہ کے امیر مربی انچارج مقرر ہوئے جہاں آپ کو دسمبر ۱۹۸۳ء تک خدمات کی توفیق ملی۔ اس چار سالہ قیام کے دوران برطانیہ کے نو مختلف مقامات آکسفورڈ، ساؤتھ ہال، برمنگھم، کرائیڈن، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ، جلنگھم اور ایسٹ لندن میں نئے مشن ہاؤسز قائم کرنے کا موقع ملا۔ بلاشبہ یہ ایک غیر معمولی کامیابی تھی۔

۱۹۸۳ء میں آپ کو امریکہ کا مشن انچارج مقرر کیا گیا جہاں آپ نے سات سال سے زائد عرصہ تک اس حیثیت میں خدمات سرانجام دیں اور اس عرصہ میں تیرہ مختلف مقامات پر مشن ہاؤسز کا قیام اور پانچ بیوت الذکر کی تعمیر کی توفیق خدا کے فضل سے آپ کو میسر آئی اور امریکہ ہی میں ۱۹۹۱ء میں آپ اپنے فرائض منصبی

سے سبکدوش ہوئے ہیں۔

محترم شیخ صاحب کو جہاں جہاں بھی خدمت کا موقع ملا آپ نے کامیابی حاصل کی۔ انتھک محنت، سلسلہ کے ساتھ کامل وفاداری، دعا، توکل علی اللہ، والہانہ لگن، بے مثال کوشش اور سب سے بڑھ کر حضرت امام جماعت احمدیہ کی کامل اطاعت آپ کی زندگی کے جلی عنوانات رہے ہیں۔ محترم شیخ صاحب ساٹھ سال کی خدمات کے بعد اب ریٹائر ہوئے ہیں۔ عمر ۸۱ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت و تندرستی سے رکھے اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور احمدی مربیان سلسلہ اور داعیان الی اللہ کو آپ کی زندگی کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے استفادہ کی توفیق دے اور احمدیت کو قیامت تک ایسے بے نفس مربیان عطا کرتا رہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء صفحہ ۵)

☆......☆......☆

ہوشیار باش

دس سال قبل کی بات ہے جماعتی کام کے سلسلہ میں خاکسار کو سان فرانسسکو جانے کا موقع ملا۔ جب کام کی تکمیل ہو گئی تو چند دن کے بعد واپسی کا پروگرام بنایا۔ ایئر پورٹ پر پہنچا۔ ٹکٹ وغیرہ کی چیکنگ کرائی اور Boarding پاس لینے کیلئے متعلقہ ایجنٹ کی کھڑکی (Booth) کے پاس پہنچا تو اپنا بریف کیس نیچے ایک طرف رکھ دیا اور ایجنٹ سے بات کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جونہی چیکنگ ختم ہوئی اور کھڑکی سے واپس ہونے لگا تو بریف کیس غائب۔ دائیں بائیں کی کھڑکیوں میں دوسرے مسافر امریکن وغیرہ کھڑے تھے اور چیکنگ وغیرہ میں مصروف تھے۔ کچھ انتظار کیلئے لائن میں کھڑے تھے۔ بریف کیس کو دیکھنے کیلئے جب ادھر ادھر نظر دوڑائی اور بریف کیس نہ دیکھا اور پریشان ہوا۔ میری پریشانی کو دیکھ کر جو قرب و جوار میں کھڑے تھے سمجھ گئے۔ ایک امریکن مجھے کہنے لگا کیا اپنے بریف کیس کی تلاش میں ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا وہ تو ایک عورت اٹھا کر باہر نکل گئی ہے۔ خاکسار بھاگا بھاگا عورت کی تلاش میں باہر گیا۔ دیکھا کہ ایک سفید فام عورت کچھ دور کھڑی ہے۔ غالباً بس کی انتظار میں۔ مجھے دیکھتے ہی اس عورت نے بریف کیس تو ایک فٹ کے فاصلہ پر اس نے رکھ دیا اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ بجائے شور مچانے کے پہلے تو میں نے بریف کیس اٹھایا اور اس عورت سے کہا کہ کس قدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک مسافر کو اس طرح اذیت تم نے دی اور پریشان کیا۔ فوراً بولی میں نے تو نہیں اٹھایا بس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ تھوڑی

بھی دیر سے پہنچتا تو عورت بریف کیس ساتھ لے کر غائب ہو جاتی۔ غالباً اس نے خاکسار کے متعلق سمجھا کہ کویت یا سعودی عرب کا کوئی شیخ ہے۔ بہرحال سبق ملا کہ ایسی حالت میں بریف کیس اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہئے یا ایسے انداز میں رکھنا چاہئے کہ سامنے رہے تا کہ چور اور سفید فام لیٹروں کو چیز اٹھانے اور غائب کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

دوسرا واقعہ یا حادثہ چند سال پہلے کا ہے۔ خاکسار کے ایک عزیز شیخ مبشر احمد صاحب لاہور سے اپنے تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں واشنگٹن آئے۔ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر چند دن بعد واپسی کا پروگرام انہوں نے بنایا۔ واشنگٹن نیشنل ایئرپورٹ پر پہنچے۔ متعلقہ ایجنٹ سے اپنا اسباب چیک کروا رہے تھے اور اپنا بریف کیس الگ نیچے ایک طرف رکھ دیا۔ جب چیکنگ وغیرہ ہو چکی اور انہیں Boarding پاس وغیرہ مل گیا اور واپس ہونے لگے تو بریف کیس غائب۔ اس میں ان کے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات اور تجارتی کاروبار کی دستاویز' پاسپورٹ پر مختلف ملکوں جرمنی' امریکہ' انگلستان کا Visa لگا ہوا تھا۔ دوڑ بھاگ کی۔ ایئرپورٹ کی پولیس کو رپورٹ کی۔ انہوں نے فوری طور پر ادھر ادھر تلاش شروع کی۔ ناکہ بندی کی لیکن بریف کیس آخر تک نہ مل سکا۔ پاسپورٹ کے ضائع ہو جانے کے باعث مزید پریشانی کا سامنا۔ پاسپورٹ چونکہ پاکستانی تھا۔ فوراً سفارت خانہ پاکستان سے رابطہ کیا۔ ضروری کاغذات دکھائے اور تجارتی روابط سے اطلاع دی۔ خدا بھلا کرے سفارت کار کا جنہوں نے پاسپورٹ بنا دیا اور خیر سے ہمارا عزیز واپس پاکستان پہنچا لیکن بسیار کوشش کے اس نقصان کی وجہ سے امریکن سفارت خانہ نے انہیں کئی سال تک ویزا نہ دیا۔ ایسے حالات میں سفر کرنے والوں کو اپنا بریف کیس اپنے ہاتھ میں یا ایسے طریق سے رکھنا چاہئے تا کہ پریشانی کا سامنا نہ کرنا

پڑے۔

تیسرا واقعہ یا حادثہ ۱۹۴۹ء کا ہے۔ خاکسار مشرقی افریقہ سے رخصت پر سمندری جہاز کے ذریعہ کراچی پہنچا۔ کراچی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کوئٹہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ محترم چوہدری محمد عبداللہ خاں صاحب مرحوم و مغفور ان دنوں کراچی کی جماعت کے امیر تھے۔ از راہ مہربانی جہاز کے اندر تشریف لائے اور خاکسار کو Receive کیا اور بتایا کہ حضور کی ہدایت ہے کہ خاکسار ربوہ جانے کی بجائے سیدھا کوئٹہ پہنچے۔ اگلے دن بذریعہ ٹرین خاکسار کراچی سے کوئٹہ کیلئے روانہ ہوا۔ میرے عزیزوں نے اور بعض بزرگوں نے کوئٹہ سٹیشن پر استقبال کیا۔ اچھی طرح یاد ہے ان بزرگوں کی شفقت اور عنایت کبھی نہیں بھولتی ان میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد' محترم میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سیکرٹری' محترم شیخ کریم بخش صاحب اور ان کے بچے موجود تھے۔ کئی سالوں بعد حضور کی زیارت و ملاقات سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی۔ چند دن کوئٹہ میں قیام رہا اور پھر حضور کے ساتھ ہی کوئٹہ سے روانگی ہوئی۔ جس ٹرین سے حضور کوئٹہ سے ربوہ کیلئے روانہ ہوئے خاکسار بھی اسی ٹرین سے روانہ ہوا۔ کسی دوسرے کمپارٹمنٹ میں خاکسار نے اپنا اسباب رکھا۔ حضور انور کو رخصت کرنے کیلئے احباب کوئٹہ کا جم غفیر سٹیشن پر موجود تھا۔ خاکسار اس دوران اپنا اسباب ٹرین میں رکھ کر اور ہینڈ بیگ اوپر کی سیٹ پر رکھ کر نیچے اتر آیا۔ حضور اقدس کے الوداعی نظارہ کو دیکھنے کیلئے۔ اس کمپارٹمنٹ میں چند بلوچستانی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی لمبی لمبی داڑھیاں تھیں۔ شکل و صورت سے بڑے مومن نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر میں ٹرین روانہ ہوئی اور اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ خاکسار کو خیال تک نہ آیا کہ اپنے ہینڈ بیگ کو دیکھوں۔ ٹرین جب خانیوال سٹیشن پر پہنچی تو

حضور کی اجازت سے خاکسار وہاں سے کمالیہ اپنے اہل و عیال کے ہاں جانے کیلئے دوسری ٹرین میں سوار ہونے کے انتظار میں تھا۔ اچانک خیال آیا اور ہینڈ بیگ کھولا۔ دیکھا کہ ساری نقدی جو خاکسار نے کوئٹہ میں چیک Cash تھا غالباً دو تین ہزار روپیہ کے قریب تھے غائب۔ احساس بلکہ یقین ہوا کہ جب کوئٹہ سٹیشن پر خاکسار اپنی سیٹ پر اسباب وغیرہ رکھ کر نیچے الوداعی نظارہ کو دیکھنے کیلئے اترا تو اس وقفہ میں ان بلوچی لیٹروں نے ساری نقدی نکال کر Bag اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اپنی سادگی اور حماقت کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ یا تو Bag اپنے ہاتھ میں رکھتا یا اترتا ہی نہ۔ بہرحال اس قسم کی غفلتوں سے اور بے احتیاطی سے جو بظاہر معمولی نظر آتی ہیں لیکن نقصان بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ سفر میں اپنی چیزوں اور اسباب کی حفاظت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر ایسی غفلت نہ ہو تو نقصان بھی نہ ہو۔ اور اب تو یہی کہہ سکتا ہوں۔

من کردم شما حذر بکنید

☆......☆......☆

خلفاء کرام کی حوصلہ افزائی اور خوشنودی

اللہ تعالیٰ کا اس عاجز عاصی عبد حقیر پر خاص فضل رہا۔ دوران خدمات سلسلہ خلفاء کرام کی ہدایات نصیب ہوتی رہیں اور ان کی قدر دانی اور خوشنودی سے بھی نوازا جاتا رہا۔ ہر اہم خدمت کے انجام دینے پر دعاؤں کا خاص تحفہ ملتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں زندگی وقف کرنے کی توفیق ملی اور حضور کے متعدد احکام کی تعمیل احسن انداز میں کر کے حضور کی دعاؤں کا مستحق رہا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء کی تقریر میں حضور نے خاکسار کا خاص انداز میں ذکر فرمایا۔ جسے گزشتہ صفحات میں درج کر چکا ہوں۔ الفضل میں بھی حضور کا یہ ارشاد شائع ہوا' ۹ جنوری ۱۹۳۴ء میں۔ اور بھی کئی مواقع پر حضور کا قدر دانی کا اظہار ہوتا رہا۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان مجھ پر رہا اور اس کی ستاری۔ وللہ الحمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجاہدین احمدیت کیلئے دعا کی خصوصی تحریک کرتے ہوئے ۲۵ ستمبر ۱۹۴۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں وہ ساری جماعت کا ہے اور اس لحاظ سے جماعت کے ہر فرد کو اپنی دعاؤں میں ان مبلغین کو یاد رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اور مبلغ دوسرے مختلف ممالک میں اخلاص اور قربانی سے کام کر رہے ہیں۔ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب امریکہ میں کام کر رہے ہیں اور بعض مشکلات میں ہیں۔ مولوی مبارک احمد

صاحب مشرقی افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔"

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۳)

مجلس مشاورت ۱۹۴۵ء کے دوسرے دن مورخہ ۳۱ مارچ کو نمائندگان شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج کی ڈاک میں ٹبورا مشرقی افریقہ کی احمدیہ مسجد کی جو حال ہی میں تعمیر کی گئی ہے تصویر ملی ہے جو بہت ہی خوبصورت ہے۔ دوستوں کو دور سے تو نظر نہیں آئے گی مگر میں دکھا دیتا ہوں۔ اٹالین آرٹ کی بنی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ نے اس مسجد کی تعمیر کیلئے اٹلی کے قیدی ہماری جماعت کو دیئے تھے۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۵ء صفحہ ۴۰)

اس موقع پر حضور نے یہ تصویر دوستوں کو دکھائی۔ خاکسار نے ٹبورا مسجد کی تکمیل پر حضور کی خدمت میں تصویر بھجوائی جس پر حضور نے جماعت کی خدمت کو سراہا اور خوشنودی کے اظہار کے ساتھ خاص دعا سے نوازا۔

پھر آپ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء میں فرمایا:۔

ایسٹ افریقہ میں ہماری جماعت بہت مضبوط تھی مگر مقامی باشندوں میں تبلیغ نہیں کی جاتی تھی۔ یہ کہہ دیا جاتا تھا کہ مقامی باشندے ہماری بات ہی نہیں سنتے۔ میں انہیں یہی کہتا تھا کہ تم اپنی بات انہیں سناتے ہی نہیں ہو اس لئے کہ پنجابیوں میں اپنی زبان میں تبلیغ کر لینا زیادہ آسان ہے۔ ہندوستانیوں میں تبلیغ کر لینا زیادہ آسان ہے۔ میں نے شیخ مبارک احمد صاحب کو ہدایت دی کہ افریقنوں میں بھی تبلیغ کی طرف توجہ دیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں

توفیق دی۔ ہمارے ایک نوجوان جو وہاں کام کرتے تھے انہوں نے زندگی وقف کر دی۔ میں نے لکھا نہیں وہیں رکھ لو...... شیخ مبارک احمد صاحب نے زائد آدمی مل جانے پر میری ہدایت کے مطابق انہیں افریقنوں میں تبلیغ پر لگا دیا۔ چھ سات ماہ کے بعد دو چار افریقن جماعت میں داخل ہو گئے۔ پھر انہیں چاٹ لگ گئی۔ اب خط آیا ہے کہ وہاں ایک آدمی کے ذریعہ چالیس افریقن احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں اب ہمارے کافی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ویسٹ افریقہ میں ہزاروں مقامی لوگ جماعت میں داخل ہیں۔"

(الفضل ۱۱۳گست ۱۹۴۸ء صفحہ ۶)

مشرقی افریقہ سے جب بھی رخصت پر مرکز آنے کا موقع ملتا بالعموم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب دس بارہ دن گزار لیتا تو خاکسار کو فرماتے۔ "مبارک کے لئے اتنے ہی دن رخصت کے کافی ہیں۔ تبشیر میں ذمہ داری کا کام سپرد فرما دیتے۔" اللہ کا احسان ہے آپ خاکسار کی کارکردگی پر مطمئن رہے۔ رخصت ختم ہونے پر واپس مشرقی افریقہ بھجوانے کا تحریک کو ارشاد فرما دیتے۔ ایک خاص واقعہ کا ذکر کر کے آگے چلتا ہوں۔

دارالسلام کی مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی اور کئی سال وہاں قیام کے گزرے تو رخصت پر مرکز ربوہ میں آیا۔ دارالسلام کی مسجد کا جس ٹھیکیدار کے ذریعہ تعمیر کا کام کروایا تھا اسے کچھ رقم دینی باقی تھی جو ہم نے ادا کرنی تھی۔ گویا قرض تھا۔ خاکسار کے قائم مقام نے حضور کی خدمت میں بار بار لکھا کہ شیخ صاحب قرض چھوڑ گئے ہیں اور ٹھیکیدار مطالبہ پر مطالبہ کرتا ہے اور تنگ کر رہا ہے۔ حضور نے تبشیر کو تو فرمایا کہ "شیخ صاحب کو جلد واپس بھجوائیں" اور خاکسار کے قائم مقام کو

حضور نے لکھا۔ "شیخ صاحب مسجد ساتھ لے کر یہاں نہیں آئے جہاں سے وہ رقم کا انتظام کرتے تھے آپ بھی کریں" الحمدللہ خاکسار جب واپس گیا تو ماہ ڈیڑھ ماہ کے اندر ٹھیکیدار کی رقم کے ادا کرنے کا بندوبست ہو گیا بلکہ خاکسار کے زمانہ میں اس کے شریفانہ برتاؤ کی بناء پر خاکسار نے پانچ صد شلنگ زائد اسے شکرانہ کے طور پر دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بھی اس خادم کے ساتھ خاص تعلق رہا۔ چالیس پچاس سے زائد آپ کے خطوط خاکسار کے پاس ہیں۔ ہر خط میں خاص دعا کے ساتھ ہدایات سے بھی نوازتے۔ تعارفی پمفلٹ کی اشاعت اور نئی کتب کی طباعت کے سلسلہ میں اور مختلف شہروں میں مشن ہاؤسز کے قیام کے بارہ میں کبھی فون کے ذریعہ اور کبھی خطوط کے ذریعہ ہدایات دیتے۔ حضور نے اپنے دور خلافت میں خاکسار کے سپرد جو متعدد ذمہ داریاں کیں وہی فعلی شہادت ہیں کہ کس قدر آپ کو اس عاجز پر اعتماد، کارکردگی پر اطمینان اور آپ کا درجن ڈیڑھ درجن کے قریب مختلف اہم کاموں کا عاجز کے سپرد کرنا ہی آپ کی خوشنودی کا مظہر ہے۔ لیکن تحریری اور Publicly بھی اپنے اس خادم کی خدمات کو سراہا اور اس پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۱ء میں فرمایا:۔

"ہر آدمی جو نیک نیتی سے کام کرے اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ (اس ضمن میں حضور نے برطانیہ کے مشنری انچارج محترم شیخ مبارک احمد صاحب کا ذکر فرمایا) جن کی مساعی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک سال کے اندر اندر برطانیہ میں پانچ مشن ہاؤس قائم کروا دیئے۔ حضور نے فرمایا کہ جب انہوں نے یہ اعلان کیا تو ان کی بات

ایک گپ لگتی تھی اور پریس کانفرنس میں جب مجھ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا واقعی ایک سال میں برطانیہ میں پانچ مراکز احمدیت قائم ہو جائیں گے تو میں نے یہ سوچ کر ہاں کر دی کہ اب انہوں نے کہہ دیا ہے تو خدا تعالیٰ بھی غیرت رکھنے والا ہے وہ ضرور برکت ڈالے گا۔ جب کام شروع کیا گیا تو اس کام کے لئے ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے نتیجہ میں سال سوا سال میں پانچ مراکز قائم کرا دیئے۔"

(الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۸)

اور پھر جب ان مراکز کے قیام کا سلسلہ بڑھتا رہا تو ایک دوست لندن سے پاکستان گئے۔ حضور سے بھی ربوہ میں ملے۔ حضور کے دریافت کرنے پر بتایا کہ مزید مشن ہاؤسز کی خرید کا بھی انتظام شیخ صاحب نے کیا ہے اور جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں بھی کوشاں ہیں تو حضور نے خاکسار کو اس دوست کے ذریعہ یہ پیغام بھجوایا "دبی چل" کس خاص اعتماد اور خوشنودی کا اظہار حضور کے ان دو لفظوں سے اس عاجز کے بارہ ہوتا ہے۔

مختلف دوستوں کے خطوط بھی آئے کہ حضور نے اسلام آباد کی کسی مجلس میں خاص طور پر جو خدمات انگلستان میں انجام دی جا رہی تھیں خاکسار کے ذریعہ ان پر خاص خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے احباب کو بھی ان خدمات سے آگاہ کیا۔ حضور کے خطوط میں خاکسار کی کارکردگی پر اطمینان کے اظہار کے ساتھ یہ ضرور ذکر ہوتا۔ "اللہ تعالیٰ آپ کی جدوجہد میں برکت دے۔" کبھی "اللہ تعالیٰ مزید کامیابی سے نوازے" کبھی یہ تحریر فرماتے "میں آپ کیلئے باقاعدہ دعا کر رہا ہوں" اور "کبھی اللہ تعالیٰ پہلے سے بھی بڑھ کر خدمت دین کی توفیق سے نوازے۔"

ہر خلیفہ کے اظہار خوشنودی اور اعتماد کا اپنا انداز ہے۔ آپ کا انداز اکثر Indirect ہوتا اہم کاموں کے سپرد کر دینے اور کبھی عدم موجودگی میں مختلف مجلسوں میں تحسین سے بعض خدمات کا ذکر کرنے سے احساس ہوتا کہ آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ جس انداز سے آپ نے اس عاجز کو اپنے دور خلافت میں سلسلہ کی خدمات میں مصروف رکھا۔ اکثر دوست اور خاص طور پر یاد آرہا ہے محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب یہ کہتے سنائی دیتے "جہاں دیکھو شیخ مبارک ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی اس عاجز سے آج تک خاص شفقت کا سلوک اور عنایات جاری ہیں۔ منصب خلافت پر فائز ہونے سے پہلے بھی اور اب بھی۔ آپ کے کم و بیش خاکسار کے فائل میں ۱۰۰ سے زائد خطوط ہیں۔ ان میں ہدایات بھی ہیں اور خوشنودی کے عطر سے معطر کلمات بھی ہیں۔ خاکسار نے اس فائل کا نام "عنایات و تبرکات" رکھا ہے۔ آپ نے ایک خط میں لکھا:۔

"خلافت احمدیہ سے آپ کے پر خلوص وفا اور اطاعت کے تعلق کو دیکھ کر میرا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا۔ خدا تعالیٰ ان نیک جذبات کو قبول فرمائے اور اس عہد بیعت کو آخر سانس تک کامل وفا کے ساتھ نبھانے کی توفیق بخشے۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم ذمہ داری کو اپنی رضاء کے مطابق نبھانے کی توفیق بخشے۔"

(خط مورخہ ۳ جولائی ۱۹۸۲ء)

انگلستان کے قیام کے دوران آپ نے مندرجہ ذیل خط سے نوازا۔

پیارے مکرم محترم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"امید ہے آپ خدا کے فضل سے خیریت سے ہونگے اور حسب سابق ہمہ تن خدمت دین میں مصروف ہونگے۔ ہر چند کہ یہاں آپ کی کمی محسوس ہوتی ہے لیکن جب انگلستان میں آپ کی مصروفیات اور ٹھوس دینی خدمات پر نظر پڑتی ہے تو اس کمی کے احساس پر اطمینان اور مسرت کے جذبات غالب آجاتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی صحت و عافیت والی خوشیوں سے معمور فعال زندگی عطا کرے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگلستان کا خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد پہلی مرتبہ جب دورہ کیا تو واپسی پر عاجز کو یاد فرمایا اور لکھا:۔

"بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنایا ہے اور جماعت کے اخلاص و ایمان اور قوت عمل میں ترقی دی ہے۔ امید ہے کہ آپ پہلے سے بڑھ کر دعاؤں، حکمت اور محنت سے جماعت کو ایک سے ایک بڑھ کر اونچے مقام تک لے جانے میں کوشاں رہیں گے۔ سارے قافلے والے آپ کے بے حد خلوص سے متاثر ہوئے ہیں اور آپ کو یاد رکھتے ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ اور ان کی ساری بہنیں ماشاء اللہ اخلاص کا اعلیٰ مرقع ہیں۔ نہایت عمدہ تربیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں۔

ان کے اخلاص کا اثر ان کی نسلوں پر گہرا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل
سے سارا خاندان ہی احمدیت کا عاشق اور فدائی ہے۔"

(خط محررہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

انگلستان کے دورہ سے واپس تشریف لے جاتے ہوئے آپ نے ایمسٹرڈیم سے
عاجز کو مندرجہ ذیل اہم خط سے نوازا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

پیارے برادرم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ چند سطور ایمسٹرڈیم ہوائی اڈہ سے لکھ رہا ہوں۔ احباب اور خواتین جماعت
انگلستان اور بچیوں اور بچوں کی انتہائی پر خلوص محبت کا شکریہ ادا کرنا الفاظ کے بس
کی بات نہیں۔ ان دعاؤں کے سوا میں اظہار تشکر کا کوئی ذریعہ نہیں پاتا جو الفاظ
میں ڈھلے بغیر دل سے بخارات کی طرح اٹھ رہی ہیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء فی
الدنیا والاخرہ۔ جدائی کے لمحات بڑے صبر آزما تھے۔

میری طرف سے ان سب خواتین کا خصوصی شکریہ بھی ادا کردیں جنہوں نے
کھانا پکانے میں اور تمام متعلقہ انتظامات میں بے حد محنت سے کام کیا اور ان
بزرگوں اور نوجوانوں کا بھی جنہوں نے متفرق انتظامات کے سلسلہ میں خصوصاً
حفاظتی انتظامات کے سلسلہ میں محنت شاقہ کے ساتھ کام کیا اور بہت تکلیف
اٹھائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میرے ڈرائیور عزیزوں کو نہ بھولیں۔

آئندہ جب بھی خدا تعالیٰ موقع پیدا فرمائے حفاظتی انتظامات کو نسبتاً ہلکا رکھیں۔
منصب خلافت کی ذمہ داری کا احساس اپنی جگہ پر لیکن بے ضرورت تکلیف سے

بچنے کی ذمہ داری بھی نظرانداز نہیں ہونی چاہئے۔

مجھے مسلسل یہ احساس رہا کہ نوجوان ضرورت سے زیادہ تکلیف اٹھا رہے ہیں
اور دو تین دفعہ پیار کے ساتھ روکنے کی بھی کوشش کی اور آپ کو بھی سمجھانے کی
کوشش کی کہ نوجوانوں کی بے ضرورت تکلیف مجھے تکلیف پہنچاتی ہے لیکن اپنے
جذبہ محبت سے مجبور آپ لوگ میری زبان سمجھنے سے قاصر رہے یا سمجھے بھی تو ایسے
گویا نہیں سمجھے۔ آئندہ انشاء اللہ تفصیل میں جاکر مجوزہ انتظامات سمجھنے کی کوشش
کروں گا تا کہ اگر انتظام کا کوئی حصہ بلا ضرورت محسوس ہو تو خود مجبور ہونے کی
بجائے آپ کو مجبور کروں۔

اب اجازت چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے جو کام چھوڑ آیا ہوں بہت زیادہ ہیں۔
حتی المقدور کوشش کریں کہ ہر کام کے لئے ایک ایک ٹیم تیار ہو اور آپ تمام
ٹیمیں تیار کرنے اور ان کی تربیت کرنے کے بعد ثم استوی علی العرش کی
متابعت میں عمومی نگرانی اور ہدایت کے لئے آزاد ہو جائیں۔ کان اللہ معکم
کام اتنے زیادہ ہیں کہ مسلسل مخلصانہ اور عاجزانہ دعاؤں کی مدد کے بغیر سر
انجام پانے ناممکن ہیں۔ سب بڑوں کو نہایت محبت بھرا سلام اور سب بچیوں کو بے
حد پیار۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

مورخہ گیارہ دسمبر ۱۹۸۴ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ مہربانی خاکسار کی اہلیہ کو لکھا:۔

پیاری محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"کتنے خوش نصیب ہیں ہمارے پیارے شیخ صاحب جنہیں خدا تعالیٰ نے اتنی مخلص اور رہ مولیٰ میں فدا ہونے والی۔ ہر نیک کام میں مددگار اور معین اور رفیق بیوی عطا کی ہے اور آپ بھی تو کم خوش نصیب نہیں جنہیں ایک عظیم مجاہد اسلام کی رفاقت نصیب ہوئی۔ مکرم شیخ صاحب کو نہایت محبت بھرا اسلام اور پیاری فریدہ بیٹی کو سلام اور پیار۔"

خدا حافظ

مرزا طاہر احمد

آکسفورڈ میں مشن ہاؤس کے قیام کی جب حضور کو اطلاع بھجوائی دعا کی درخواست کے ساتھ تو آپ نے مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۸۳ء کے خط میں تحریر فرمایا:۔

"آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی توفیق دی ہے کہ آخری یادگار آپ کے کام کی قائم ہوگئی۔ جزاکم اللہ۔ اس کا ثواب تو آپ کو پہنچتا رہے گا۔ ان سب دوستوں کیلئے دعا بھی کی ہے اور ان کو دعائیہ خطوط لکھ رہا ہوں۔"

واشنگٹن مسجد کے لئے فنڈز جمع کرنے کی اطلاع خاکسار حضور کی خدمت میں بھجواتا رہا۔ بالخصوص دعا کی غرض سے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر بار اپنی بابرکت

دعاؤں سے بھی نوازا اور خوشنودی کا بھی اظہار فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"واشنگٹن مسجد کے لئے فنڈز جمع کرنے کی رپورٹ ملی۔ ماشاء اللہ۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اپیل میں جذبہ پیدا کیا اور ہر جگہ آپ کے اثر اور رسوخ کی چابی سے دل کھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیش از پیش مقبول خدمت کی توفیق دے اور عمر بابرکت ہو۔ بیگم کو بہت بہت سلام۔" (خط ۱۳ مئی ۱۹۹۳ء)

"آپ کی رپورٹ بابت مسجد واشنگٹن ملی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں آپ کو بڑا اثر عطا فرمایا ہے۔ اللہ کرے کامیاب دورہ ہو اور تاریخی خدمت کی توفیق ملے۔ سب احباب کو محبت بھرا سلام۔" (خط ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

مسجد واشنگٹن کے افتتاح کی تقریب سعید پر حضور ایدہ اللہ نے جو پیغام بھجوایا اور کندہ کروا کر محترم حضرت امیر صاحب نے مسجد کی دیوار پر چسپاں کروایا۔ اس میں بھی خاص ذکر حضور نے اس عاجز کا فرمایا۔ جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں کر چکا ہوں۔ علاوہ ازیں حضور کے اظہار خوشنودی کے کئی ارشادات سابقہ صفحات میں درج کر چکا ہوں۔

مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۸۶ء کے خط میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا:۔

"آپ کی تبلیغی رپورٹ محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۸۶ء ملی۔ جزاکم اللہ۔ آپ جس چیز کے پیچھے پڑ جائیں اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ تبلیغ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے گا اور آپ کی سب خدمات میں سے یہ سب سے سنہری باب لکھا جائے گا۔

انشاء اللہ"

خاکسار کے ایک خط کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۳ء تحریر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کا سفرو حضر میں حامی و ناصر ہو اور سفر بابرکت اور بامقصد ہو۔ آپ کا سارا خاندان تو ماشاء اللہ پہلے ہی سلسلہ سے وابستہ اور خلافت سے بڑا اخلاص رکھتا ہے۔ ان کی روحانی تربیت دعا اور عبادت وغیرہ میں کریں تا کہ ان میں دعاگو اور صاحب کشف والہام بزرگ پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ سب کو بہت بہت محبت بھرا سلام۔"

کچھ مزید آپ کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے خاص ارشادات جن سے آپ نے نوازا:۔

پیارے برادرم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"آپ کے خط میں جو بے قراری پائی جاتی ہے اس سے لگتا ہے کہ جلسہ کی ٹیپیں سن کر آپ کا سخت دل چاہا ہو گا کہ آپ بھی اس مبارک موقع پر یہاں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں میں ربوہ سے باہر رہنا ایسا ہی ہے جیسے مچھلی کو کچھ دن کیلئے پانی سے باہر بھیج دیا جائے۔ ہمیں تو آپ کی کمی صرف جلسہ پر ہی نہیں بلکہ آئے دن مختلف مجالس کے اجلاسات وغیرہ کے موقع پر اور ویسے بھی محسوس ہوتی رہتی ہے۔ ربوہ کو جن چند شخصیات کی عادت سی پڑ چکی ہے ان میں سے ایک آپ ہیں۔ آپ جس عمدہ رنگ میں جماعت کے تربیتی

خلا پر کرنے میں ہمہ تن مشغول ہیں اس کے متعلق دوست احباب لکھتے رہتے ہیں اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی عمر میں اور صحت اور خلوص اور استطاعت میں برکت دے اور تا دیر خوشیوں اور خدمت دین سے بھرپور زندگی عطا فرمائے۔"

ایک اور موقع پر آپ نے خاکسار کے ساتھ اظہار شفقت فرماتے ہوئے لکھا:۔

"آپ کی مستعدی اور بے پناہ قوت عمل ماشاء اللہ قابل رشک ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوشیوں سے معمور صحت و عافیت والی کامیاب خدمت دین کی توفیق پانے والی نیک انجام زندگی عطا فرمائے۔ دست باکار رہے تو دل بایار ہمیشہ ذکر الہی سے پیدا ہونے والی طمانیت قلب نصیب ہو۔ آپ کے دور میں انگلستان کی جماعت میں جو پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کے علم پر دل سے دعا نکلتی ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ۲۷ مئی ۱۹۸۹ء کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ فریدہ سلمہا کے نکاح کے اعلان کے دوران اس عاجز کے متعلق فرمایا۔

"شیخ مبارک احمد صاحب انتھک محنت کرنے والے۔ صاحب عزم۔ بے لوث اور مخلص خادم سلسلہ ہیں۔ ہمیشہ ہر حال میں خدمت سلسلہ پر کمربستہ رہتے ہیں اور بفضل خدا بہت سے جوانوں سے بڑھ کر بڑی ہمت کے ساتھ سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔"

اس موقع پر حضور نے خاکسار کے والد گرامی "حضرت شیخ محمد دین صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور بتایا کہ وہ قادیان کی ایک ممتاز اور ہر دل عزیز ہستی تھے۔

اور یہ ان کی نیک تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کی اولاد کو ہر دور میں جماعت کی نمایاں اور بے لوث خدمتوں کی سعادت ملی ہے۔"

(الفضل ۱۴ جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۱)

عزیزہ کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی کے سلیقہ کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ "۱۹۸۲ء میں جب میں انگلستان آیا تو عزیزہ نے بڑی محبت، توجہ اور اخلاص کے ساتھ ہماری خدمت کی"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس فراوانی سے عاجز کو اپنی یاد خاص دعاؤں اور خوشنودی سے نوازا کئی ایک کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ یہ احقر کسی خاص صلاحیت کا خادم نہ تھا خلفاء کرام نے ازراہ ذرہ نوازی خاکسار کی حقیر خدمات کو اپنی فراخی قلب سے خوب نوازا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

والسلام

خاکسار احقر

شیخ مبارک احمد

۱۸ دسمبر ۱۹۹۸ء

☆......☆......☆

زبان خلق

خاکسار کی حقیر خدمات کو احباب جماعت نے قدر دانی سے دیکھا اور اپنی تحریروں میں اس عاجز کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی پیار بھری دعاؤں اور نیک تمناؤں سے مجھے ممنون فرمایا۔ ایسے خطوط سینکڑوں ہیں اور گذشتہ نصف صدی سے احباب کی طرف سے مل رہے ہیں۔ یہ سارے خطوط اگر زبان خلق کے عنوان کے تحت درج کروں تو یہ ایک مستقل تفصیلی کتاب کی صورت اختیار کر لیں گے۔ بطور نمونہ چند خطوط کو خاکسار نے اس روئیداد میں جو کیفیات زندگی کے عنوان سے مرتب کی ہے شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ان کو بھی جن کے خطوط درج نہیں کر رہا۔ اپنی خوشنودی اور رضا سے نوازے۔ آمین

مکتوب تحریر کرنے والے بعض اصحاب

ڈاکٹر لعل دین صاحب ایم بی بی ایس پریذیڈنٹ کمپالہ (یوگنڈا)۔ حضرت بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ۔ قاضی محمد اسلم صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد ایم اے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ محترم خدا بخش صاحب زیروی بی اے سیکرٹری انجمن احمدیہ وقف جدید ربوہ۔ مولوی منیر احمد صاحب بسمل معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ چوہدری محمد ابراہیم صاحب دفتر انصار اللہ مرکزیہ۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان و ناظر اعلیٰ۔ جناب بشیر احمد خان رفیق صاحب سابق امام بیت الفضل

لندن۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل
آباد۔ مکرم کمال یوسف صاحب مبلغ سیکنڈے نیویا۔ میجر حمید احمد صاحب کلیم
پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق
امیر جماعت احمدیہ کراچی۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب سابق صدر
عالمی اسمبلی و جج عالمی عدالت انصاف ہیگ' جناب افتخار احمد صاحب دارالسلام
(مشرقی افریقہ) مسٹر بشیر آرچرڈ مبلغ اسلام گلاسگو۔ چوہدری شاہنواز خاں صاحب
سرے (لنڈن)۔ محترمہ عزیزہ صاحبہ (ہمشیرہ)۔ حضرت ام متین سیدہ مریم صدیقہ
صاحبہ حرم حضرت مصلح موعود و صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ مولانا محمد احمد صاحب
جلیل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔ محترمہ طاہرہ روحی شاہ صاحبہ لنڈن۔ مسٹر
چارلس ڈگلس ہوم(Mr. Charles Douglas-Home) نمائندہ دی ٹائمز
لندن۔ مولانا نسیم سیفی صاحب سابق قائم مقام وکیل التبشیر ربوہ۔ محترم خلیفہ
عبدالوکیل صاحب نارتھ یارک سٹی کینیڈا۔ چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس
انصار اللہ مرکزیہ و وکیل اعلیٰ ربوہ۔ ڈاکٹر قمرالدین صاحب امینی سابق صدر
جماعت احمدیہ ہڈرزفیلڈ (انگلستان)۔ محترمہ ریاض بیگم صاحبہ چوہدری کرائیڈن
(انگلستان) محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ ہارٹلے پول یو۔ کے۔ محترمہ بیگم صاحبہ
چوہدری شاہنواز خاں صاحب سرے لنڈن۔ مولانا رشید احمد صاحب چغتائی سابق
مجاہد بلاد عربیہ۔ محترم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب پورٹ لینڈ (امریکہ)۔ ڈاکٹر حمید احمد
خان ایم۔بی۔ایم۔ آر۔ سی۔ پی ہارٹلے پول (انگلستان)۔ محترم چوہدری انور احمد
خاں صاحب کاہلوں سابق امیر جماعت احمدیہ انگلستان۔ چوہدری بشیر احمد صاحب بی
ایس سی (ایگریکلچر) ایل ایل بی (ریٹائرڈ اسسٹنٹ لینڈ' ریکلیمیشن افسر) ایڈووکیٹ
ربوہ۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر صوبائی سرگودھا۔ محترم ملک

محمد شریف صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد راولپنڈی۔ ملک مسعود احمد صاحب
نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ۔ محترم عبدالحی بٹ صاحب اسلام آباد
(پاکستان)۔ محترم مولوی محمد یونس خالد صاحب سابق مبلغ سیرالیون۔ پروفیسر ولیم
مارٹن(William Martin) چیئرمین رائس یونیورسٹی ٹیکساس (امریکہ)۔ سید
ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شریف مورو گورو تنزانیہ۔ ڈاکٹر حمید الرحمٰن خاں
صاحب۔ (داماد ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ) امریکہ۔ مولانا منیرالدین
صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف و اشاعت لنڈن۔ مرزا نصیر احمد صاحب غازی روڈ
لاہور چھاؤنی (پاکستان)۔ نوابزادہ منصور احمد خاں صاحب وکیل التبشیر ربوہ۔ محترم
ظفراللہ صاحب امریکہ۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سابق وکیل التبشیر و
وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ طاہر محمود خاں صاحب امیرو مشنری انچارج تنزانیہ۔
محترمہ زاہدہ راحت صاحبہ برمٹن کینیڈا۔ مولانا عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔
اے امام بیت الفضل لنڈن۔

☆......☆......☆

خطوط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمپالہ۔ یوگنڈا
12-6-53

برادرم مکرم شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ اور محبت سے بھرا ہوا خط ملا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ میرے پیارے بھائی خدا گواہ ہے کہ آپ کی اس شاندار اسلامی خدمت اور خاص کر بہترین شکل میں قرآن کریم کا چھپ کر دنیا کے سامنے آجانا یہ اللہ تعالیٰ کا کرشمہ ہے اور اس کا خاص الخاص فضل اور عنایت ہے۔ اس پر جس قدر بھی آپ خوش ہوں اور آپ سے محبت رکھنے والے دوست خوشی اور فخر کا اظہار کریں بہت کم ہے اور آپ کے والدین اور بیوی بچے خوش ہوں کم ہے۔ یہ مونٹ ایوریسٹ پر چڑھ جانے سے بہت زیادہ کام ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ سے لیا ہے سب تعریف اسی ذات کو ہے جس نے آپ کو اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔ میں نے جس روز سٹینڈرڈ میں تصویر دیکھی تھی اس کے دوسرے روز میٹنگ میں پاس کر دیا تھا کہ جماعت کی طرف سے شکریہ کا تار اور خط فوراً بھیجا جاوے۔

میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں اور میں اس کو کبھی نہ بھولوں گا کہ آپ نے حضور کی خدمت میں قرآن کریم لے جانے کی جو پیش کش کی تھی مگر شومئی قسمت سے گو میں نے بہت کوشش کی کہ مکان کو فروخت کر سکوں ابھی تک اللہ

تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت روکاوٹ ہے۔ رمضان میں اکثر دعاؤں کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور آپ کے لئے بھی دعائیں کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

میں آخر میں پھر آپ کو بتاؤں کہ آپ کی اس شاندار دینی خدمت نے میرے دل میں ایک خاص گرمی اور محبت پیدا کی ہے اور اس قدر خواہش ہے کہ کاش میں بھی اس کام میں آپ کا ہاتھ بٹاتا تو میری بھی آخرۃ میں کامیابی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ میری اس محبت اور میری خواہش کو ہی قبول کرے اور آپ کے اس کام میں مجھے اس محبت کی وجہ سے ہی شریک فرمالے اور میرے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانک لے اور قیامت کے دن ستاری سے کام لے اور خدا تعالیٰ اس کام کو ان ممالک میں موجب برکت اور سلسلہ کی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ آمین اللھم آمین۔ اور ہم کو واقعی اپنا خادم اور محبت کرنے والا بنائے اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمود کو جس کی بدولت یہ کچھ ہوا ہے اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ فضلوں سے نوازے اور قیامت کے روز حضرت محمد مصطفیٰ ؐ اور اس کے مسیحؑ کے تخت کے نزدیک جگہ عطا کرے۔ اے میرے اللہ ان کی بدولت میرے پیارے بھائی مبارک احمد اس کے خاندان اور اس عاجز کو بھی قیامت کے روز ان کے دربار میں جگہ عطا کریں۔

آمین

والسلام
آپ کا ناچیز بھائی
لعل الدین

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمپالہ۔ یوگنڈا

15/5/56

برادرم مکرم عزیز شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی بیماری کا فون پر معلوم ہونے سے دل کو تشویش ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو کامل صحت عطا فرماوے۔ آپ اچھی طرح سے علاج کرائیں اور اگر قیمتی دوائی یا ڈاکٹر کو بل ادا کرنا پڑے تو ضرور وہ خرچ کردیں اور مجھے اطلاع بخشیں میں انشاء اللہ ادا کردوں گا۔ اس بات کے متعلق کسی سے ذکر نہ کریں۔ کیونکہ کئی مہینے گزر گئے ہیں اور بخار اور کھانسی جاتی نہیں۔ مجھے بھی لکھیں کہ آج کل کیا تکلیف ہے مختار سے صلاح کر کے ممکن ہے کہ یہاں سے علاج تجویز کرسکوں۔ بہرحال اگر کسی وہاں کے ڈاکٹر صاحب کو خاص فیس دے کر دکھلانے کی ضرورت ہے تو دکھلالیں اور اگر X-Ray وغیرہ ضروری ہو تو بھی کرائیں۔ اور مہربانی کر کے چند روز چارپائی پر آرام کریں۔ دفتر میں نہ آئیں اور پوری طرح سے ڈاکٹر کی ہدایت کے ماتحت بالکل دوالیں۔ اور حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ذرا زیادہ سے دعا کی درخواست کریں کیونکہ میرا تو یہی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو نہایت مہربان باپ عطا کیا ہوا ہے جس کی دعاؤں سے بغیر دوائی کے شفا ہوتی ہے۔ حضور نے اس نالائق کو بھی از راہ کرم حضور کے علاج کے لئے نسخہ تجویز کرنے کے لئے لکھا تھا اور بندہ نے حضور کو نسخہ بھیجا تھا جواب نہیں آیا تھا کہ استعمال کیا گیا کہ نہیں حضور نے تھوڑی سی کستوری اور ایک قمیض عنایت کی

ہے۔ الحمدللہ۔ ام حبیبہ کی خدمت میں میرا اور میری بیوی کا سلام اور عزیزہ حبیبہ کو دیدہ بوسی امید ہے کہ عزیزم غلام حسین کے لئے آپ نے سیٹ بک کرادی ہوگی اور دوائی بھی لے دی ہوگی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

آپ کا ناچیز بھائی

لعل دین

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

21-3-68

مکرمی حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنی کمر درد کی وجہ سے ڈاکٹروں کی بتائی ہوئی آرام کی مدت پوری کر رہا ہوں۔ شدت سے یہ خیال بار بار آتا رہا کہ ہمارا کوئی ہفتہ وار انگریزی اخبار ہوتا جس میں روز مرہ اٹھنے والے مذہبی اور نیم مذہبی مسائل پر ہماری طرف سے بھی تبصرہ ہو سکتا۔ غیر زیادہ نہ پڑھتے تب بھی ایسا اخبار مفید ہوتا۔ ہمارے اپنے دوست جو ان مسائل اور مباحث سے متاثر ہوتے پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے اور ان کا علم بڑھتا اور جماعت کے علمی حلقہ میں لکھنے پڑھنے اور نقد و نظر کا شوق بڑھتا رہتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے سکھائے ہوئے معارف نئے نئے روپ میں دنیا میں پیش ہوتے رہتے۔ اول تو ہمارا ریویو انگریزی بالکل کمزور حالت میں ہے۔ دوسرے وہ اگر معیاری بھی ہوتا تب بھی ماہوار رسالہ ہونے کی

حیثیت سے یہ ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ سن رائز کے دوبارہ اجراء کی تجویز حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ آپ نے کچھ کیا؟

والسلام۔ خاکسار

محمد اسلم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

مکرم و محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۰ جون ۷۳ء ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی والی عمر دے۔ جملہ نیک خواہشات کو پورا کرے اپنی رحمتوں اور برکتوں کے سایہ میں رکھے۔

والسلام

(دستخط) خلیفۃ المسیح الثالث

☆......☆......☆

لاہور

27-2-74

مکرمی حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے رسالہ انگریزی میاں بیوی کے حقوق کے متعلق بھیجا۔ خاکسار کو یاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور مہمات دینیہ میں کامیابی عطا فرمائے اور آپ کے باقی سب کام بھی اپنے فضل سے استوار فرمائے۔ بہت اچھا ہوا تقریر کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔ انگریزی لٹریچر کے سلسلہ میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی توجہ بھی اس طرف ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ کوئی انقلابی سکیم۔ کسی وقت۔ سامنے آجائے گی۔ ہر کام کا وقت ہوتا ہے۔ میں رسید دیر سے دے رہا ہوں معاف فرمائیں کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ مشاورت پر انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ کئی باتیں سوجھ رہی ہیں امید ہے آپ اور متعلقین بخریت ہونگے۔

والسلام

خاکسار

محمد اسلم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

10-10-75

مکرمی حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تقریر "اسلام کی تعلیم عائلی زندگی کے متعلق" انگریزی مجھے مل چکی تھی۔ اگلے روز جب آپ نے پوچھا تو بات یاد نہ رہی۔ معاف فرمائیں۔ اسی وقت اس کی رسید بھیجنی چاہئے تھی۔ مجھے اپنے دوستوں کے Pointing Taste پر اعتراض رہتا ہے۔ لیکن خیر یہ سوال دیگر ہے باوجود صرف زر بعض کمیاں رہ جاتی ہیں۔ ہمیں اپنی چھوٹی چھوٹی کتابوں کو بھی۔ اس نہج پر طبع کرنا چاہئے جس نہج پر یونیورسٹی پروفیسروں کی کتابیں یا لیکچر شائع ہوتے ہیں۔ نمونے موجود ہیں ان کو دیکھا نہیں جاتا لیکن اب ایک نہایت۔ ضروری بات! انگلستان میں طلاق ہونے پر بیوی کو گزارہ ملتا ہے تاکہ وہ بے سہارا نہ رہ جائے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ طلاق کی کارروائی خاوند کی طرف سے شروع ہو۔ عدالت طلاق کا بھی فیصلہ کرتی ہے اور گذارے کی رقم کا بھی جو خاوند کو دینا پڑتا ہے۔ انگلستان میں ہم سے انگریز دوست پوچھا کرتے تھے اسلام میں کیا صورت ہے۔ ہم کہا کرتے حق مہر۔ حق مہر تو ناکافی بھی ہو سکتا ہے اور وقت کے معاشی اتار چڑھاؤ کے رحم و کرم پر بھی۔ انگلستان کے قانون میں ماہوار گزارہ رکھا گیا ہے۔ (جو غالباً بعد میں حالات کے ماتحت بذریعہ عدالت بڑھایا گھٹایا جا سکتا ہے مجھے پورا معلوم نہیں آپ کے مطالعہ کے لائق ہے۔"

برادرم قاضی عبدالحمید صاحب نے (جو آج کل سخت بیمار ہیں) ایک دفعہ مجھے بتایا اور یہ روایت ان کی سیرت محمود (میاں طاہر احمد صاحب والی) میں آرہی ہے۔ کیونکہ قریباً ایک ماہ گذرا انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے تاثرات مولوی یوسف سلیم کو لکھوائے ہیں) اس وقت یہ صورت ہے کہ حق مہر سے بھی حیلے بہانے کر کے بعض لوگ بچ جاتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں چونکہ کام اخلاقی دباؤ سے ہوتے ہیں اس لئے ہمارے سلسلہ میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ کا مضمون بھی اس کے متعلق کب آتا ہے۔

والسلام

خاکسار

محمد اسلم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

28-10-75

مکرمی و محترمی حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس روز مستشرقین کے اعتراضات پر کام کرنے کا ارادہ معلوم ہوا اس وقت تو سرسری بات ہوئی بعد میں سوچتا رہا یہ کام بڑا ضروری لیکن بہت محنت کا ہے۔ اس روز میں نے جلدی میں یہ بھی کہا تھا کہ پرانے مستشرقین کو چھوڑ کر نئے مستشرقین کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ اب میرا یہ خیال بدل گیا ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمارا قیمتی لٹریچر جو اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے

خلفاء کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کی دہرائی ضروری ہے تا کہ ہمارے اپنے ذہن تازہ ہو جائیں اور دوسروں کو معلوم ہو جائے کہ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ کتنا علم دنیا کو دیا جا چکا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اعتراض نئے ہوں یا پرانے زیادہ نہیں بدلے۔ ان کا Accent اور Style بدلا ہے۔ تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود اعتراضوں کو تاریخی ترتیب سے بیان کرنا ایک علمی کام ہو گا جس سے سلسلہ کا علمی وقار بڑھے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے مستشرقین نئے اور پرانے اکٹھے ہی رہنے دئے جائیں۔ اعتراضوں کی تقسیم Classification ہو جائے اور ہر نوع کے اعتراض اور اس کے حل کا بیان اور اعتراضوں کی تقسیم اس وقت جو ذہن میں آ رہی ہے یہ ہے۔ قرآنی سورتوں اور آیات کی تاریخ نزول، عجمی لغت قرآن میں عربی گریمر سے بعض جگہ انحراف، فلسفیانہ اعتراض وغیرہ۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اعتراض مرگی، جنسی، شادیوں وغیرہ کے متعلق، جنگ اور امن کے متعلق اسلامی تعلیم اور حضور کا نمونہ، غلامی، غیر مسلموں ذمیوں اقلیتوں سے سلوک جزیہ وغیرہ

والسلام

خاکسار

محمد اسلم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الکلیہ الاسلامیہ الاحمدیہ بالجامعہ الاحمدیہ۔ ربوہ

22-1-76

مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کی اختتامی تقریب مورخہ ۲۸ جنوری بروز بدھ صبح ۱۰ بجے منعقد ہو رہی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ مہمان خصوصی کے طور پر شمولیت فرمائیں اور طلبہ میں انعامات تقسیم فرما کر اپنی قیمتی ہدایات سے نوازیں۔

جزاکم اللہ خیراً

والسلام۔ خاکسار

ملک سیف الرحمن

عمید

الکلیہ الاسلامیہ الاحمدیہ۔ ربوہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

13-7-76

مکرم و محترمی! شیخ مبارک احمد صاحب۔ ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سفر کا ارادہ ہے۔ از

راہ کرم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر آسان کردے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت ثابت کرے۔ آمین

اس سلسلہ میں آپ کو کوئی خواب آئے تو اس سے ازراہ کرم فوری طور پر مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ

والسلام۔ محبوب عالم خالد

پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ   ھوالناصر

عزیز مکرم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی وفات پر آپ کا خط موصول ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی تعزیت اور دعاؤں کا شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اس پر ہمارا توکل ہے۔ اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ دعا کرتے رہیں کہ وہ ہمیشہ ہی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ اور ہم سب کا ہمیشہ حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

(دستخط) خلیفۃ المسیح الثالث

8/6/77

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

27-7-77

مکرم و محترم جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آنمحترم بخیر و عافیت ہونگے۔ آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت و مہربانی آپ کو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم کی جگہ مجلس وقف جدید کا ممبر نامزد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز آپ کے لئے مبارک فرمائے اور آپ کو وقف جدید کے نظام میں منسلک ہو کر بھی عظیم الشان خدمات دینیہ کے سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور اپنے عظیم فضلوں سے نوازے۔ آمین

والسلام

خاکسار

آپ کا خادم

خدا بخش زیروی

سیکرٹری انجمن احمدیہ وقف جدید۔ ربوہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

14-8-77

مکرم محترم شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ گرمی کی وجہ سے میری طبیعت ناساز ہے عصر کے بعد مسجد مبارک میں آپ نماز جنازہ پڑھا دیں اور میری طرف سے ان کے عزیزوں تک پیغام تعزیت بھی پہنچا دیں۔

والسلام۔ خاکسار

پرائیوٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم ومحترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسب ہدایت حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریر خدمت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کے صدر کے لئے "آپ انتخاب جا کر کروائیں" اور پھر حضور کی خدمت میں رپورٹ بجھوا کر ممنون فرمائیں۔

والسلام۔ خاکسار

پرائیوٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

5-11-77

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مخدومی ومحترمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ انتخاب شوریٰ کے اجلاس میں 15-2 دوپہر کو ہو گا۔ قواعد انتخاب منسلک ہیں۔ امید ہے آنمکرم بروقت تشریف لا کر ممنون فرماویں گے۔

فقط والسلام

خاکسار

منیر احمد بسمل

5-11-77

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

1-1-79

بخدمت مکرم ومحترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے آپ کو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا ممبر بطور نائب صدر صلح / جنوری تا فتح / دسمبر ۱۳۵۸ھ / ۱۹۷۹ء نامزد فرمایا ہے۔ اللہ

تعالیٰ آپ کا تقرر مبارک کرے اور بیش از پیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام

خاکسار

محمد ابراہیم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مدراس

22-4-1979

بخدمت عالیہ مکرمی و محترمی جناب شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آنمحترم بفضلہ تعالیٰ بخیرو عافیت ہوں گے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنمحترم کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات بجا لاتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھے پہنچی ہوئی ایک اطلاع کے مطابق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنمحترم کو لندن مسجد کا امام مقرر فرمایا ہے۔ اس اطلاع سے بڑی خوشی ہوئی۔ میری طرف سے پرخلوص مبارک باد قبول ہو۔ دعا ہے کہ یہ نیا عہدہ آپ کے لئے اور اہل و عیال کے لئے اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

آپ کو اس بات کا علم ہے کہ تاریخ احمدیت میں لندن مشن کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس مشن نے اب تک بہت بڑی نمایاں خدمات بجالائی ہیں۔ خاص کر ۱۹۷۴ء کے نازک دور میں اس مشن نے جو اہم پارٹ ادا کیا ہے وہ تاریخ احمدیت

میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ مجھے آپ کی ذات پر پوری امید ہے کہ آنمحترم کو بھی اس سے بڑھ کر خدمات کا موقع ملے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امید ہے کہ آنمحترم کی صحت اب بحال ہو چکی ہوگی۔ جب میں ربوہ میں تھا تو آپ کی بیماری کی خبر سن کر آپ سے ملنے کے لئے گھر آنے والا تھا لیکن آپ کے دفتر کے مکرم قاضی عبدالسلام صاحب کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کی صحت اچھی ہو گئی ہے اور دفتر جانے لگے ہیں اس لئے اور میری دیگر اہم مصروفیات کی بناء پر آپ کے گھر نہیں آسکا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے آمین۔

میری اہلیہ سیدہ امۃ القدوس بیگم آپریشن کے بعد اب تک ہسپتال میں ہی ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس مہینہ کے آخر تک ہسپتال میں ہی رہنا ہے۔ یعنی ڈسچارج ہونے کے بعد بھی دو تین ہفتے مدراس میں ہی رہنا پڑے گا۔ اب بہت کمزوری اور نقاہت ہے۔ آپریشن کی جگہ پر کھچاوٹ بھی ہے۔ براہ کرم خود بھی دعا فرمائیں اور احباب جماعت میں بھی میرا سلام پہنچا کر اور تفصیلی کوائف بتا کر دعا کی تحریک فرمائیں۔

امید ہے کہ آنمحترم اپنی صحت اور جماعت کے حالات کے بارے میں تفصیلی جوابات ارسال فرماتے رہیں گے اور ہمارے لئے وہاں احباب میں تحریک دعا فرماتے رہیں گے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا وسیم احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن

30-4-1979

مکرم و محترم جناب حضرت شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار آج شام مشن سے رخصت ہو رہا ہے۔ کل انشاء اللہ مشن کی چابیاں آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں گا۔ ایک لمبے عرصہ کے قیام کے بعد مشن ہاؤس سے رخصت ہوتے وقت قدرتاً طبیعت اداس ہے۔ لیکن خلیفہ وقت کے احکام کی اطاعت کرنا بہت بڑے برکات کا باعث ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس مشن سے رخصت ہونا انشاء اللہ میرے لئے بہت بڑے برکات کا موجب ہوگا۔

آپ میرے بزرگ ہیں اور میں نے ہمیشہ آپ سے ایک قلبی تعلق محسوس کیا ہے۔ ربوہ میں جب بھی مجھے موقع ملا ہے میں نے آپ کی محفل میں ایک سکون اور روحانی اطمینان محسوس کیا ہے۔ میں آپ سے عاجزانہ طور پر دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ براہ کرم دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میری کمزوریوں، بدعملیوں اور کوتاہیوں پر پردہ پوشی فرماوے اور مجھے مقبول خدمت کی توفیق عطا فرماوے اور میرا انجام بخیر کرے اور میرا مرکز سلسلہ میں جانا میرے لئے طمانیت سکون اور برکات کا باعث کرے اور مجھے خلیفہ وقت کا قرب نصیب کرے۔ آمین

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ آپ جیسے بزرگ، عالم باعمل اور سلسلہ کے عظیم خادم نے مجھ سے اس مشن کا چارج لیا ہے۔ مجھے اس بات کی اس لحاظ سے بھی خوشی ہے کہ میری کم علمی اور بد عملی نے جو خلاء اس جماعت میں پیدا کیا

ہے وہ آپ کے وجود سے انشاء اللہ رفع ہو جائے گا اور وہ کمی جو میری کم علمی سے واقع ہوئی وہ آپ احسن طریق پر انشاء اللہ پوری کر سکیں گے۔ میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں اور توجہ کا محتاج رہوں گا۔

مجھے اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ خدا حافظ

والسلام

خاکسار خادمکم

بشیر احمد رفیق

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

1-8-79

پیارے شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو مسجد لندن کی امامت پر فائز ہونے کی مبارک باد اب لکھتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ معذور رہا ہوں اس لئے رہ گیا۔ معذوری پر یہ لکھ دوں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے میں اب بالکل اچھا ہوں۔ صحت یابی پر میں خود بھی حیران ہوں اور دوست عزیز بھی۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ایسی صحت دے کہ کام خوب کر سکوں۔

(۲) آپ کی مرسلہ Essenc of Islam مجھے مل گئی۔ جس طرح اور جس پھرتی سے آپ نے خاکسار کو یاد کیا وہ قابل صد شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو اجر دے۔ آئندہ بھی انشاء اللہ اسی طرح نوازتے رہیں۔ عزیز شاہد احمد (دوسرا بیٹا)

آپ سے ملا ہے یا نہیں۔ عزیز آفتاب تو خوب تعلق رکھتا ہے۔ شاہد احمد شرمیلا ہے۔ اللہ کرے آپ کی سرپرستی میں وہ اپنا ذہنی مطالعہ۔ معقول حد تک مکمل کر لے۔ آپ کو کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانا ہے۔ عزیز شاہد بڑا سنجیدہ' ذہین بشاش لیکن باحیا نوجوان ہے۔ ایک خط سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھنا شروع کیا ہے۔ انگریزی ترجمہ میں ہوگا۔ مجھے خیال آیا کہ ایسے نوجوانوں کو اپنی بڑی انگریزی تفسیر مسجد کی لائبریری سے مستعار لے کر پڑھنی چاہیئے۔ اس کا حصہ دوم سورہ یونس سے کہف تک تو حضرت مصلح موعود کی تفسیر کا ترجمان ہے۔ شاہد احمد جیسے نوجوان کیلئے اچھی Excercise ثابت ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) Essence of Islam میں ایک فاش غلطی ہو گئی۔ آپ نے Spot کر لی ہوگی۔ وہ لفظ By کا استعمال ہے۔ ٹائیٹل کور پر بھی اور اندر بھی۔ اثر یہ ہوتا ہے کہ Promise Messih کوئی اور شخصیت ہے اور مرزا غلام احمد کوئی اور۔ اس کا علاج مجھے یہ نظر آیا کہ لفظ By پر ایک چیپی لگا دیں۔ یعنی کاغذ کا ٹکڑہ جس سے چھپ جائے۔ شاید اور کوئی حل آپ نے سوچا ہوگا۔ بہرحال یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کو مبارک ہو۔ میرا سلام ان کی خدمت میں پہنچا دیں تو بہت ممنون ہونگا۔ عزیز شاہد' حضرت چوہدری سے متعارف اور چوہدری صاحب اس سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں۔ لیکن وہی بات حیا اتنی کہ ان سے بھی کم ملتا ہے۔ انشاء اللہ آپ کے Style سے متاثر ہوگا۔ لاہور کے زمانے میں میں نے مشرقی افریقہ سے آئے ہوئے نوجوان دیکھے ہیں۔ ان پر آپ کا گہرا اثر تھا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہر کام میں برکت ڈالے اور آپ کو ہر طرح سے کامیاب کرے۔

والسلام۔ خاکسار۔ محمد اسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

8-8-1979

پیارے مکرمی محترمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل ازیں آپ کو شکریہ کا خط لکھا چکا ہوں جس میں ذکر تھا کہ جو Inhaler آپ نے عزیزہ شوکت جہاں سلمہا کے لئے بھجوایا تھا مل گیا تھا لیکن کیپسولز ابھی نہیں ملے۔

بہت سی سب کمیٹیوں میں آپ کی عدم موجودگی خاص طور پر محسوس ہوتی ہے آپ کی یاد دلاتی ہے۔ جہاں کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ بیش از پیش مقبول بارگہ خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

رمضان المبارک سے استفادہ کرتے ہوئے آپ جماعتی تربیت میں پہلے سے بڑھ کر مصروف ہونگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگلستان کے مرد و زن میں خصوصیت کے ساتھ روحانیت پیدا کرنے یعنی اللہ تعالیٰ سے انفرادی زندہ تعلق پیدا کرنے کی شدید ضرورت ہے اور یہ کام اصل بچپن سے شروع ہونا چاہیئے۔ جس بچے کا دل اللہ کی محبت میں جکڑا جائے اس پر جوانی اور بڑھاپے میں کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ ایک بابرکت چھینٹے کے طور پر پڑتی ہے جو خود بخود بڑھنے اور پھیلنے لگتی ہے۔ یہ نکتہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اک شعر سے ظاہر ہوتا ہے۔

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

آخر پر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ دعا کی

درخواست ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصل آباد

17-9-79

محترم شیخ مبارک احمد صاحب زاد اللہ مجدکم

السلام علیکم

آپ کو اللہ تعالیٰ نے انگلستان میں تبلیغ کرنے کا مقام عطا فرمایا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی تھی۔ گو آپ کا جانا یکدم ہوا اور الوداع نہ کہہ سکا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر و منصور فرمائے۔ آمین

انگلستان کا دستور چند دن ہوئے کہ ہم (وکلا نے) ترتیب دیا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ فیصل آباد کی جماعت کا ایک مخلص اور ذہین نوجوان عزیز افتخار MSc جو یہاں پروفیسر تھا اور ہمیشہ جماعت میں اول رہا اور حضرت صاحب بھی اس سے خوش ہیں۔ سرکاری وظیفہ پر تین سال کے لئے Phd کرنے کیلئے انگلستان آ رہا ہے Wales میں تعلیم گاہ ہے آپ سے ملتا رہے گا۔ خاص اخلاص رکھنے والا ذہین اور محنتی نوجوان ہے۔ یہ تعارفی خط ہے۔ انشاء اللہ آپ اس سے مل کر اور رابطہ کے بعد خوش ہونگے۔ اس کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ غالباً رفیق صاحب سابق امام لندن اس وقت لندن میں ہیں۔ ان کے پاس میرا مسودہ سنسکرت کا ہے۔

۴۰۰، ۵۰۰ صفحہ کا ہے۔ وہاں چھپوانے کا ارادہ پورا نہیں ہو سکا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں ہر آن ترقی دے۔ میں دعا کرتا رہتا ہوں۔ مسلم ہیرلڈ بہت عمدہ مضامین پیدا کرتا رہا ہے۔ جو دوسرے رسالوں کو کم میسر ہیں۔

انگلستان کی جماعتیں بفضل خدا خوب منظم اور مخلص ہیں۔ اللھم زد فزد

والسلام

خاکسار

محمد احمد مظہر

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

18 ستمبر 1979ء

مکرمی و محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم

حضور سے ملاقات کے وقت حضور نے آپ کی اشاعت کتب کی مساعی کو تعریفی رنگ میں سراہا مبارک ہو۔ خاکسار باوجود نیت کے صبح لندن سے روانگی کے وقت آپ کی خدمت میں وقت کی کمی کی وجہ سے حاضر خدمت ہو کر آپ کی دعاؤں سے رخصت ہونے کا موقع نہ ملنے پر افسردہ ہی گیا۔ خاکسار آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہے خدا کی توفیق سے آپ کی غیر معمولی خدمت سلسلہ اور خدمت قرآن کو اپنا مشعل راہ سمجھتا ہے آپ سے دعا خاص کی گزارش ہے۔ آپ کے گھر بھی میرے بچوں اور بیوی کا خیال تھا کہ کچھ مزید موقع ان سے تعارف کا ملتا تو اچھا تھا۔ مجھ سے ہی سستی ہوتی رہی۔

طالب دعا۔ کمال یوسف

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Rabwah

20-9-79

To
The Secretary,
The London Mosque
16, Gressenhall Road London
S. W. 5QL U.K
Dear Sir

Hazrat Khalifatul Masih III has been pleased to appoint Mr. Sh. Mubarak Ahmad as the Imam of the London Mosque and Missionary Incharge of U.K. Mission in place of Mr. Bashir Ahmad Rafique who has returned to Pakistan. He is also pleased to appoint him Trustee of the London Mosque Trust in place of Mr. B. A. Rafique.

Necessary action may please be taken in the matter and we may be informed accordingly.

Yours fraternally,
Private Secetary

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

24-9-79

پیارے شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آفتاب صاحب اور ان کی فیملی کی خوب رونق رہی۔ ان کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں۔ کل شام شیخ فضل احمد صاحب بھی آگئے۔ آپ کا ذکر رہا۔ آپ کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔ سلسلہ ترقی کرے۔ آپ کی نیک نامی اور نیک شہرت میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ آمین

Essence of Islam کے ٹائٹل کور میں جس غلطی کی طرف میں نے پہلے خط میں توجہ دلائی تھی اس کے متعلق آپ نے کچھ کیا ہوگا۔ اگر مجھے اس سے اطلاع دیں تو عاجز ممنون ہوگا۔ غلط یہ ہے کہ ایک لفظ By فالتو آگیا ہے اور غلط جگہ پر لکھا گیا ہے جس سے ٹائٹل کا مفہوم بالکل بگڑ گیا ہے۔ مفہوم یہ ہوگیا ہے کہ مسیح موعود کوئی اور ہستی ہے اور مرزا غلام احمد کوئی اور۔ مسیح موعود کی تحریروں کے اقتباسات کو مرزا غلام احمد نے منتخب کیا اور جمع کیا ہے!!

امید ہے آپ بخریت ہونگے اللہ تعالیٰ آپ کے اپنے عزائم میں کامیاب فرمائے۔ آمین

مکرر۔ اگر By پر چیپی لگ جائے تو غلطی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

والسلام۔ خاکسار

محمد اسلم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کراچی

20-10-79

محبی بزرگوار شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عجیب اتفاق ہے کہ کل رات میں آپ کو خط لکھنے کا سوچ رہا تھا کہ آج صبح الفضل اخبار میں آپ کا مضمون پڑھا اور اس طرح اپنی خواہش کو جلد پورا کرنے کی ایک تحریک پیدا ہو گئی۔ آپ سلسلہ کے بہت پرانے مبشر، خادم اور مجاہد فی سبیل اللہ۔ آپ جیسے لوگ تو خدا تعالیٰ کے قرب میں رہنے والے ہیں جن کی خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے۔ لہٰذا آپ سے ملتمس ہوں کہ خاکسار کے لئے خاص طور پر دعائیں فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہر مشکل کو دور کرے اور ظاہری اور باطنی ترقی کے لئے اپنے فضل سے کامیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

خاکسار

محتاج دعا

(شیخ) رحمت اللہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور

۲۱ نومبر ۱۹۷۹ء

محترم جناب امام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار بحمد اللہ پرسوں دوپہر بخیریت یہاں پہنچ گیا تھا۔ سفر آرام سے گذر گیا۔ یہاں موسم اعتدال پر ہے۔ آپ کا والا نامہ پہنچتے ہی عزیز حمید نصر اللہ خان کے سپرد کر دیا تھا کہ جلد پہنچانے کا انتظام کر دیں۔ امید ہے مکتوب الیہ کی خدمت میں پہنچ چکا ہو گا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو ۲۴ نومبر ہفتہ کے دن ربوہ میں حاضر خدمت اقدس ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ محترم جناب شمس صاحب کی خدمت میں بعد سلام خاکسار کی طرف سے گزارش کر دیں کہ ربوہ حاضری کے موقع پر ان کے مکتوبات انشاء اللہ پیش کر دوں گا۔

جیسے آپ کو معلوم ہے خاکسار اپنی کتب کے متعلق کسی قسم کا عوضانہ طلب نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے اس خدمت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اس کی رضا سے بڑھ کر کچھ مقصود نہیں۔ البتہ چند نسخے خاص احباب کو پیش کرنے کے لئے خاکسار کو حسب ضرورت عطا کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے نہایت ممنون ہوں۔ اس گزارش کی کچھ حاجت تو نہیں تھی محض یاددہانی کی خاطر ذکر کر دیا ہے۔

یہاں پہنچنے پر عزیزہ امۃ الحی نے مندرجہ ذیل مطبوعات اپنے لئے اور اپنی خاص سہیلیوں کے لئے جن کے ساتھ وہ وعدہ کر چکی ہیں طلب کی ہیں اور شکوہ کیا ہے کہ خاکسار کی طرف سے یہ کتب انہیں مہیا نہیں کی گئیں۔ اس لئے آپ کی خدمت

میں گزارش ہے کہ آپ از راہ نوازش مندرجہ ذیل کتب کے چھ چھ نسخے خاکسار کو قابل اعتماد احباب کے ہاتھ جو یہاں آنے والے ہوں بھجوانے کا انتظام فرمادیں۔ نہایت ممنون ہوں گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ اگر حساب کی خاطر ریکارڈ میں اندراج کی ضرورت ہو تو احمدیہ فونڈیشن کی طرف سے پچاس پونڈ یا ماہوار جو اس مد میں ادا ہوتے ہیں اس کھاتے میں شمار کرلیں۔ عزیز فیاض احمد کاہلوں سیکرٹری احمدیہ فونڈیشن سے اس رقم کی ادائیگی کی تصدیق فرمالیں۔

1-Gardens of the Righteous (ترجمہ ریاض الصالحین) 6 Copies
2. Ahmadiyyat The Renaissance of Islam. 6 Copies
3. Essence of Islam Vol.I: 6 Copies

یہ احتیاط ضرور فرمالیں کہ جن احباب کے ہاتھ یہ کتب ارسال کی جائیں وہ محتاط اور پورے طور پر قابل اعتماد ہوں۔ عزیز فیاض احمد نے میرے مسجد سے رخصت ہونے کے بعد ذکر کیا کہ ان کی کچھ بات محترم جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ساتھ مساجد فنڈ کے متعلق چل رہی ہے۔ خاکسار نے عزیز انور احمد کے مکان سے ٹیلیفون پر آپ کی خدمت میں گزارش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بات نہ ہو سکی۔ ممکن ہے عزیز فیاض احمد نے کچھ ذکر آپ سے کیا ہو۔ اگر نہیں کیا تو آپ خود عزیز سے دریافت فرمالیں۔ سب احباب کی خدمت میں خاکسار کا سلام پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا ہر لحظہ حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام
خاکسار
ظفر اللہ خان

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

دارالسلام
2-12-79

بعالی خدمت بزرگوارم نہایت پیارے شیخ مبارک احمد صاحب امام و امیر جماعت احمدیہ انگلستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں ہر طرح سے خیریت ہے۔ جب آپ کے انگلستان تعین کی خبر ملی تھی تو بہت خوشی ہوئی تھی۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے ہر رنگ و نسل کے لوگوں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس سے قبل آپ دنیا کے سیاہ فام اور ایشیائی ممالک میں مصروف عمل رہے اور اب بفضلہ تعالیٰ دنیا کے سفید فام لوگوں کو پیغام حق پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ صحت عطا فرماوے اور آپ کی زندگی میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ مغرب کے اندھیروں کو اسلام کے نور سے منور کرے۔ آمین

آپ سے ملاقات ہوئے اب پورے پانچ برس ہو گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک موقع عطا فرمایا ہے جس سے امید ہے کہ جلد ملاقات ہو سکے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ لندن میں بعض سرکاری مذاکرات اور ایک عالمی کانفرنس میں شرکت کیلئے مجھے جانے کے لئے کہا گیا ہے۔ یہ پروگرام وسط دسمبر سے شروع ہوگا اور قریباً چار ہفتے کا ہوگا۔ آپ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو میرے لئے بہت مبارک کرے اور اسے مزید ترقیات کا باعث بنائے۔ آمین

یہاں دارالسلام اور لنڈی کے علاقوں میں جماعت کافی بڑی اور سرگرم ہے۔
ٹبورا اور ٹانگا، مورو گورو کے علاقوں کا طلسم اللہ تعالیٰ جلد توڑ دے گا۔ عمومی طور
پر دیہی علاقوں میں کام اچھا ہو رہا ہے۔ شہری علاقوں میں فی الحال جمود کی کیفیت
ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد احمدیت کی فتح کا دن دکھائے۔ آمین

فقط۔ والسلام

آپ کا افتخاری

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور چھاؤنی

6 دسمبر 1979ء

مکرم جناب امام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ مرقومہ ۲۸ نومبر دست مکرمی ناظم غوری صاحب شرف صدور
لایا۔ آپ کی ارسال کردہ دونوں کتابیں بھی مل گئیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔
آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک مختصر تعارف نامہ احمدیت کے متعلق ارسال
خدمت ہے۔ اگر اسے اپنے منشاء کو پورا کرنے والا شمار کریں تو اسے کام میں لے
آئیں۔ ساتھ ہی یہ بھی گزارش ہے کہ جماعت کو بطور نشان پیش کرنے سے لازم
آتا ہے کہ جماعت کا نمونہ ویسا ہی ہو جیسا بیان کیا گیا ہے اس لئے اس بارے میں
اپنی تلقین کو پوری تاکید اور شدت اور تواتر کے ساتھ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ
اپنے فضل اور رحم سے آپ کی تمام مساعی حسنہ کو مشکور فرمائے۔ آمین
خاکسار کے بیٹھنے کے کمرے میں ٹیلی فون کی میز کے ساتھ کی کرسی کو چھوڑ کر

دوسری کرسی پر جو دروازے کے قریب ہے خاکسار کی ایک تقریر زیر عنوان
Islam: Its Massage جو کال گری میں کی گئی تھی کی دو کاپیاں دوسرے
کاغذوں اور کتب کے اوپر ہی رکھی ہوئی مل جائیں گی ان میں سے ایک جو دونوں
میں سے اوپر رکھی ہوئی ہے اصلاح شدہ ہے اسے مطالعہ فرمانے کی تکلیف گوارا
فرمائیں اور اگر اسے اس قابل سمجھیں تو اسے بھی احمدیت کے مختصر پمفلٹ کے
شائع ہونے کے کچھ عرصہ بعد پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے پر غور فرمالیں۔ گو
اس کا حجم دو ورقہ نہیں شش ورقہ یا ہشت ورقہ تک پہنچ جائے گا۔ آپ نے جو
جواب ڈیلی ٹیلیگراف میں مسٹر Booker کے کالم کے جواب میں لکھا تھا اس کی ایک
نقل خاکسار کو بھجوا دیں ممکن ہے کہ ہفتہ وار "لاہور" میں اس کی اشاعت فائدہ
مند ہو سکے۔

جملہ احباب کی خدمت میں خاکسار کا مودبانہ سلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ
سب کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام

خاکسار

ظفراللہ خان

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

16-1-1959

پیارے برادرم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط میں جو بے قراری پائی جاتی ہے اس سے لگتا ہے کہ جلسہ کی ٹیپیں

سن کر آپ کا سخت دل چاہا ہو گا کہ آپ بھی اس مبارک موقع پر یہاں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں ہی ربوہ سے باہر رہنا ایسے ہے جیسے مچھلی کو کچھ دن کے لئے پانی سے باہر بھیج دیا جائے۔

ہمیں تو آپ کی کمی صرف جلسہ پر ہی نہیں بلکہ آئے دن مختلف مجالس کے اجلاسات وغیرہ کے موقع پر اور ویسے بھی محسوس ہوتی رہتی ہے۔ ربوہ کو جن چند شخصیات کی عادت سی پڑ چکی ہے ان میں سے ایک آپ ہیں۔

نادار مریضوں کے علاج کیلئے جو ادویہ منگوائی تھیں آج پہلی بار ان میں سے ایک ٹیوب کی ضرورت پیش آئی تو آپ بہت یاد آئے اور لنڈن کی جماعت کیلئے بھی دل سے دعا نکلی کہ اس کار خیر میں وہ سب شامل ہو گئے جنہوں نے یہ قیمت ادا کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آپ جس عمدہ رنگ میں جماعت کے تربیتی خلا پر کرنے میں ہمہ تن مشغول ہیں اس کے متعلق دوست احباب لکھتے رہتے ہیں اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت اور خلوص اور استطاعت میں برکت دے اور تادیر خوشیوں اور خدمت دین سے بھرپور زندگی عطا فرمائے۔ آمین

عزیزم منیرالدین شمس سلمہ' برادرم مبارک احمد ساقی' مکرم غوری صاحب اور دیگر احباب جماعت اور کارکنان سلسلہ کی خدمت میں محبت بھرا سلام۔ بچی کو پیار۔ خدا حافظ۔

والسلام

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

152 Nithsdale Rd Glasgow. G41 5RB
19 th Feb. 1980.
Dear Sh. Mubarak Ahmad

Assalamu Alaikum

I had come to know and realize that you have felt within yourself that your ability to express your self in English is poor so for that reason you generally speak in Urdu in Jamaat gatherings. Also I know that you have been praying that God may help you improve your English. Although your English has always been quite good I would like to congratulate you for switching from Urdu to English during the General Council meeting and also for doing so very well. I am sure that experience must have increased your confidence in speaking and conducting affairs in English and it was also a practical sign of the answer of your prayers in respect to that matter.

During the meeting you quoted the promise of Scotland's Jubilee Fund to be just over Pound 9000. Today the promise of the Jamaat in Scotland is around Pound 3000 only because while still a dental student in Scotland Mr. Qamar Amini promised 5000 Pound but now he has moved to the Huddersfield Jamaat. There was also another person who promised 1000 pound but he went away to South America two or three years ago. While attached to Jamaat in Scotland where they made

their promises neither of the above named persons made any payments to the Jubilee Fund.

Yours sincerely

B. A. Orchard.

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم ومحترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مرسلہ ۵ فروری ۱۹۸۰ء ملا۔ الحمدللہ آپ کو اچھی پراپرٹی خریدنے کی توفیق دی۔ اس کے لئے چندہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ اور احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

(دستخط)

خلیفۃ المسیح الثالث

17/3/80

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصل آباد

21-4-80

برادرم محترم شیخ مبارک احمد صاحب السلام علیکم

خاکسار کو آپ سے دلی محبت اور الفت ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا رہا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ آپ کے ہر لفظ میں برکت اور ہر قدم پر کامیابی عطا فرمائے اور بفضل خدا آپ کو ہر میدان میں فتح کا متمنی ہوں۔ آپ کے اور میرے عزیز سعید اللہ صاحب لمبے سفر پر آرہے ہیں۔ ان کے لئے بھی آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سفر میں ان کی نصرت فرمائے۔ خاکسار اب بہت کمزور ہو گیا ہے۔ خاکسار کا مسودہ سنسکرت زبان کا آپ کے پاس موجود ہے۔ عزیز سعید اللہ صاحب کے ہاتھ واپس بھیجنا مناسب ہوگا۔

والسلام

خاکسار

محمد احمد مظہر

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

Surrey

21 مئی 1980ء

مکرمی ومحترمی شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۲ مئی کا نوازش نامہ ملا۔ جزاکم اللہ

میں نے خدا کے فضل سے وعدہ کیا ہے کہ ایک مسجد جس کی لاگت ۲۵ ہزار پونڈ ہوگی بنوانے کی تمام رقم میں برداشت کروں گا۔ اس بارہ میں میری تجویز یہ تھی کہ آپ جگہ وغیرہ دیکھیں اور مجھے بھی دکھا دیں اور جوں جوں روپیہ کی ضرورت ہوگی میں ادا کرتا رہوں گا۔ ایک اکونٹ آپ الگ اس مسجد کے نام کھول لیں اس میں میں رقم بھجواتا رہوں گا۔ اس اکونٹ کو Operate کرنا۔ حساب رکھنا آپ کا

کام ہو گا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ میری دی ہوئی رقم کا استعمال صرف اس مسجد کیلئے ہے جو ہماری طرف سے انشاء اللہ بنائی جاوے گی۔ امید ہے کہ آپ کو اس سے اتفاق ہو گا۔ بہرحال میں کسی دن حاضر ہوں گا تو مزید اس پر غور کر کے طریق مقرر کر لیتے ہیں۔ آپ کی دعاؤں کا بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل اور کرم سے توفیق دی ورنہ میں تو ایک ادنیٰ انسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات گنے نہیں جاسکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اور صحت میں برکت دے۔ آمین۔ آپ نے آکر جماعت میں نئی زندگی پیدا کر دی ہے۔

والسلام

خاکسار

شاہ نواز

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب میرے پیارے بھائی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ آپ کو لمبی لمبی صحت والی عمر عطا فرمائے اور ہم آپ کی پیاری آواز ہمیشہ سنتے رہیں۔ آمین

مجھے عید والے دن امتہ الجمیل بٹ نے لفافہ دیا گھر آکر کھولا تو میں زار و قطار روئی کہ آج میرا بھائی جان قادر کیسے زندہ ہو گئے ایسے ہر عید پر بالکل اس طرح سے ہی بند لفافہ بالکل ایسے ہی میرا نام لکھا ہوا ہوتا تھا میں آپ پر سے صدقے جاؤں بات پونڈوں کی نہیں بات آپ نے مجھ ناچیز کو کیسے یاد رکھا ہوا ہے حیران رہ گئی۔ ماشاء اللہ اتنی بڑی جماعت میں سے میں آپ کو کیسے یاد آئی یہ صرف اللہ

تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ سے کم نہیں آپ کا بہت بہت شکریہ مجھے امید ہے مجھ بے کس کو آپ ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھیں گے آپ کے لئے ہر وقت دعا کرنے والی بہن کی طرف سے صفیہ اور بچوں کو بہت بہت پیار۔ کبھی آپ سے ملاقات کے لئے ضرور حاضر خدمت ہونگی۔

والسلام

آپ کی بہن عزیزہ

12-8-80

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

Surrey

12 اگست 1980ء

مکرمی شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم سب کی طرف سے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اور صحت میں برکت دیں۔ آپ ہمارے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ان کا شکریہ تو ادا ہو نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

۵۰ پونڈ لف ہیں۔ اس کا ہماری طرف سے عید کیلئے تحفہ خرید لیں۔ اور اس کو قبول فرماویں مشکور ہونگا۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

شاہ نواز

☆......☆......☆

Surrey

24 اگست 1980ء

مکرمی شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۵ اگست کا نوازش نامہ ملا۔ جزاکم اللہ۔ آپ کی دعاؤں کا بہت شکریہ۔ میں نے بنک میں ۲۵ ہزار پونڈ مسجد کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مسجد انشاء اللہ ۲۵ ہزار پونڈ میں بن جائے گی تو میں نے کہا ایک کی میں ادائیگی ۲۵ ہزار کردوں گا اور یہ مسجد میں اپنے والدین اور مجیدہ کے والدین کی طرف سے بنوانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس بارہ میں امید ہے کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔ حضرت صاحب سے بھی Clearance اگر لینی ہے تو لے لیں۔ میں انشاء اللہ تمام رقم تیس ستمبر تک ادا کردوں گا۔ آپ مطمئن رہیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ مجھے کل سپین جانا ہے اور پھر امریکہ بہرحال ۳۰ ستمبر سے پہلے انشاء اللہ تمام رقم آپ کو مل جاوے گی اور اس وقت میں اپنے اور مجیدہ کے والدین کا نام بھی بتادوں گا۔ سب بچے جو گرمیوں میں ہمارے پاس رہے تھے واپس کراچی چلے گئے ہیں۔ باری بھی چلی گئی ہے اس کی ایکسرے کی رپورٹ بتاتی ہے کہ اس کی صحت بفضل اللہ ترقی پر ہے دعا کی درخواست ہے۔ دعا فرماتے رہا کریں اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہو اور عمر جو بھی عطا ہو وہ کام والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

شاہ نواز

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کراچی

10-10-1980

بخدمت محترم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الفضل کی خبروں سے آپ کی کامیابی کا پڑھ کر خوشی ہوئی اور اتنے تھوڑے وقت میں آپ کو ڈھیر سارے مشن ہاؤس بنانے کی توفیق ملی قابل فخر کارنامہ ہے خدا تعالیٰ آپ کو یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

یہ عاجز آپ کی دعاؤں کا ہر وقت محتاج ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور مہربانی فرمائیں گے اور اس خاکسار کے لئے دعائیں کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہر رنگ سے اپنے قرب سے نوازے۔ آمین۔ بچوں کو نیک اور خادم دین بنائے اور زندگی میں ہر رنگ میں کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار ہماں وقت محتاج دعا

شیخ رحمت اللہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور چھاؤنی

۱۳ دسمبر ۱۹۸۰ء

مکرم و محترم جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ارشاد متعلقہ رقم صدقہ کی تعمیل کردی گئی تھی۔ جزاکم اللہ

جناب ساقی صاحب محترم کا والا نامہ مرقومہ ۲۸ نومبر اپنے وقت پر مل گیا تھا۔ فجزاہ اللہ۔ خاکسار کے کمرے میں بھی سورہ یونس تا سورہ کہف کے انگریزی ترجمے کی نقول موجود ہیں۔ ساقی صاحب سے ارشاد فرمائیں کہ خاکسار کے کمرے میں سوفا پر جو نقول ہیں ان میں تلاش کریں کہ آیا سورہ مائدہ تا سورہ توبہ کا ترجمہ موجود ہے یا نہیں۔ اور اس کے متعلق اطلاع دیں۔ ان میں سے کسی ترجمے کی یہاں ضرورت نہیں۔ خاکسار حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت سورہ فاتحہ کے ترجمے کی نظرثانی کر رہا ہے۔ سورہ بقرہ' آل عمران اور نساء کے تراجم کی نقول ربوہ میں موجود ہیں۔ سورہ مائدہ سے سورہ توبہ تک کے ترجمے کی تلاش ہے۔

مکرم جناب غوری صاحب کو ارشاد فرمائیں کہ سیرت رسول اکرم ﷺ (انگریزی) کے تین نسخے جلسہ سالانہ پر آنے والے کسی قابل اعتماد دوست کے ہاتھ خاکسار کو بھیج دیں۔ اگر ان دوست کا گذر لاہور سے نہ بھی ہو تو جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسار کو یا سیکرٹری فضل عمر فونڈیشن کو دے دیں۔ میرا قیام اس دفعہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں صدر انجمن کے پہلو میں صدر انجمن کے مہمان خانے میں ہوگا۔

میں بفضل اللہ بخیریت ہوں۔ امید ہے آپ اور آپ کے اہل و عیال اور جملہ احباب جماعت بھی بفضل اللہ بخیریت ہونگے۔ خاکسار کا مخلصانہ سلام سب کی خدمت میں پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام۔ خاکسار

ظفراللہ خان

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

5-1-81

مکرم و محترم جناب شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سنا تھا آپ جلسہ سالانہ پر تشریف لاویں گے تو برطانیہ میں پانچ مشن ہاؤسز کے قیام اور تعلیم تبلیغ تربیت کے میدان میں قلیل عرصہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر مبارک باد پیش کرسکوں گا لیکن آپ تشریف نہ لائے تو اس عریضہ کے ذریعہ آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ کے لندن مشن کے چارج لینے کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں ایک نمایاں بیداری پیدا ہوئی ہے اور خاصا جمود ٹوٹا ہے۔ فالحمدللہ آپ کو مبارک ہو۔ خاکسار کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ یہ عاجز آپ کو دعا میں یاد رکھتا ہے مکرم شیخ فضل احمد صاحب و مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ بلکہ جلسہ کے ایام میں مکرم شیخ فضل احمد صاحب بمع اہل و عیال اس عاجز کے مکان پر تشریف لائے۔ مکرم ساقی صاحب' مکرم غوری صاحب اور مکرم نسیم باجوہ صاحب' مکرم نثار بٹ صاحب اور مکرم خواجہ رشید قمر صاحب اور مکرم بشیر احمد حیات صاحب کی خدمت میں اس عاجز کا السلام علیکم عرض کر دیں۔ مکرم بنگوی صاحب کو بھی۔ مکرم ملک عبدالعزیز صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہوا ہے۔ انہوں نے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے سلسلہ میں بہت خدمت کی ہے۔ فجزاہ اللہ

اگر بار خاطر نہ ہو تو ان کے بچوں کو خاکسار کی طرف سے تعزیت کا اظہار کسی

دوست یا خط کے ذریعہ فرما کر ممنون فرماویں۔ جزاکم اللہ

والسلام

خاکسار

بشیر احمد رفیق

کاشانہ دانش۔ دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور چھاؤنی

۱۵ جنوری ۱۹۸۱ء

محترم جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگرچہ مکرم جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے ملاقات کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن آپ کا والا نامہ مرقومہ ۲ جنوری Economist کے پرچے کے ساتھ انہوں نے پہنچا دیا تھا۔ فجزاہ اللہ خیراً

تعمیل ارشاد میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی ہے کہ یہاں مختصر نویسی اور ٹائپ کرنے والا آسانی سے میسر نہیں آتا۔ بہر صورت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے جو کچھ سمجھ میں آیا ارسال خدمت ہے۔ Economist کا مضمون نہایت اہم ہے۔ جواباً باوجود اختصار کی کوشش کے مضمون لمبا ہو گیا ہے۔ خدا خیر کرے کہ Economist کا ادارہ اگر تمام کا تمام شائع نہ کرے تو اچھا سا خلاصہ ہی شائع کر دے۔ مسلم ہیرلڈ میں تو چھپ ہی جائے گا۔

جیسے خاکسار نے ٹیلیفون پر گزارش کی تھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی

منظوری اور اجازت سے خاکسار انشاء اللہ اپنے پہلے اندازے سے دو ہفتے قبل یعنی یکم مارچ کو حاضر خدمت ہو سکے گا۔ واللہ الموفق۔ پرواز اور وقت کی اطلاع بعد میں ارسال خدمت ہوگی۔ جملہ احباب کی خدمت میں خاکسار کا سلام اور درخواست دعا پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

ظفر اللہ خان

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

19-2-80

مکرم و محترمی جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ جزاک اللہ۔ مجھے تو یہاں بیٹھے ہی آنے جانے والوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے جانے کے بعد نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ دینی کاموں کی طرف مرد عورتیں لڑکے توجہ دے رہے ہیں ان میں قربانی کا مادہ پیدا ہو رہا ہے اب جو کلاس لگی ہے اس کی رپورٹ الفضل میں پڑھی اس کا بھی نمایاں اثر ہے۔ آئندہ لڑکیوں اور عورتوں کی کلاس بھی مرکزی کلاس کے نمونہ پر لگوا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں۔ سب آنے والوں اور آنے والیوں کے منہ سے آپ کے کام کی تعریف سنی ہے۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں محمود متین اور اس کے بچوں کو بھی کہ اپنی

اپنی لائن میں کامیابیاں حاصل کریں اور دیندار متقی بنیں۔ صفیہ بہن کو السلام علیکم بچی کو پیار۔

والسلام

خاکسار

مریم صدیقہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربوہ

6-6-1981

پیارے مکرم محترم حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے آج عزیز محمود اللہ سلمہ ابن میر ضیاء اللہ صاحب مرحوم نے جماعتی اہمیت کے مناظر پر مشتمل سلائیڈز دیں جن کو اسی وقت دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ تصاویر کا تعارف سلائیڈز کے اوپر ہی درج کر دیا۔ دیکھنے والے کو بڑی سہولت ہو جاتی ہے۔ دیگر ممالک سے بھی سلائیڈز ملی ہیں لیکن یہ حکمت کی بات آپ کے سوا کسی کو نہیں سوجھی۔ ماشاء اللہ

آپ کی مستعدی اور بے پناہ قوت عمل ماشاء اللہ قابل رشک ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوشیوں سے معمور صحت و عافیت والی کامیاب خدمت دین کی توفیق پانے والی نیک انجام زندگی عطا فرمائے۔ دست باکار رہے تو دل بایار۔ ہمیشہ ذکر الٰہی سے پیدا ہونے والی طمانیت قلب نصیب ہو۔ آپ کے دور میں

انگلستان کی جماعت میں جو پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کے علم پر دل سے دعا نکلتی ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۲ اگست ۱۹۸۱ء

مکرمی شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری سب کی طرف سے آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو عید مبارک ہو۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ان گنت برکتوں اور رحمتوں سے نوازتا رہے اور لمبی کام کرنے والی زندگی عطا فرماوے۔ آمین

آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے دعاؤں میں یاد فرماتے رہا کریں۔ مجیدہ اور باری کی صحت اب اچھی ہے دعاؤں کی اور محتاج ہیں۔ ایک حقیر سی رقم ارسال ہے ہماری طرف سے تحفہ خرید لیں اور قبول فرماویں۔ کل آپ کے گھر سے نہایت لذیذ اور خوش رنگ زردہ آپ کی منی بیٹی لے کر آئی۔ بہت پیاری بیٹی ہے۔ جزاکم اللہ۔ میں نے خوب کھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

شاہ نواز

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

بریڈفورڈ

مکرمی و محترمی مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ سب احباب خیریت سے ہوں گے۔ خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع ہنسلو میں شرکت کی۔ اس مرتبہ جو خوشی میرے دل میں پیدا ہوئی اس کا بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ اس لئے کہ خاکسار کو خط وغیرہ لکھنے کی عادت نہیں ہے میں نے واقعات پڑھے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے زمانہ میں۔ آپ کا ہم سے بہت ہی شفقت سے ملنا اور آپ کا پیار اور آپ کی مہمانوازی سے مجھے یوں تاثر ہو رہا تھا کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود کے صحابی ہیں۔ اسی طرح آپ کے نائب ساقی صاحب جس پیار اور محبت سے ملتے اور ان میں ایسی اپنائیت تھی میں اپنے آپ کو مجرم تصور کرتا رہا کیونکہ میں بہت ہی کم گو ہوں اسی طرح میں ریجنل قائد جاوید صاحب کی محبت سے متاثر ہوا۔ یہ سب میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں نے پہلے کبھی لندن میں اتنا پیار نہیں دیکھا۔ میری دعائیں آپ سب احباب کے لئے ہیں۔ کہ آپ کا پیار اور محبت ہمیشہ ہمیش کے لئے ہمارے درمیان قائم رہے۔ میں ایک بہت ہی گناہگار انسان ہوں آپ سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ میرے والد صاحب کی مغفرت کرے میرے کاروبار میں برکت کرے میری اولاد کو نیک اور صالح بناوے اور احمدیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم کرے۔ آپ کی دعاؤں کا طالب۔ آپ کا خادم

میر رضا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربوہ

۱۷/۹

اخویم محترم شیخ صاحب کان اللہ معکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بارگاہ الٰہی سے امید ہے کہ آنمکرم مع اپنے رفقاء واحباب بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہونگے۔ برادرم شیخ منیر احمد صاحب سے اور کبھی الفضل سے اور عموماً انگلینڈ سے آنے والے احباب سے آپ کی شب و روز دینی کام کی مصروفیات کا کسی قدر علم ہوتا رہتا ہے۔ الفضل میں ایک تقریب کی رپورٹ پڑھی تھی جس میں آنمکرم اور مکرم بشیر احمد صاحب رفیق دونوں نے حصہ لیا۔ اس سے بہت خوشی ہوئی۔ ہمارے مبلغین کی تاریخ میں ایک تکلیف دہ پہلو یہ رہا ہے کہ جہاں دو مبلغ اکٹھے ہوتے تھے اور باہم تعلق اور تعاون بعض دفعہ خوشگوار نہیں ہوتا تھا۔ اور ایک ایسا مبلغ جسے لمبا عرصہ کسی حلقہ میں کام کرنے کا موقع ملا ہو۔ اس کی جگہ دوسرا آجائے تو ان کے تعلقات کا درست رہنا بہت قابل تعریف اور ان دونوں کی وسعت قلبی اور اخلاص کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

عزیز خالد اختر سے آپ کے حالات پوچھتا رہا۔ اس بات سے مزید خوشی ہوئی کہ وہ پرانے مبلغین جو آج کل کام سے علیحدہ ہو چکے ہوئے ہیں اور مشن سے زیادہ رابطہ نہیں رکھتے۔ مثلاً مولود احمد خان صاحب انہوں نے بھی مشن میں آنا جانا شروع کر دیا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ اب وہاں پانچ وقت باجماعت نماز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں استقلال اور مداومت کی توفیق بخشے۔ انگلینڈ کی جماعت ویسے بھی بیدار اور مخلص جماعت ہے۔ آپ کی مساعی اور توجہ سے اس میں مزید

حرکت اور ایک رو چل پڑی ہے۔ یہ سب باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بطور احسن خدمت دین کی توفیق دے اور حالات ہمیشہ ساز گار رکھے۔ اور آپ کی صحت اور زندگی میں برکت دے۔ آمین۔ خاکسار اور اس کے عزیزوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کریں۔ برادرم مکرم غوری صاحب، شمس، ساقی، باجوہ صاحبان نیز برادرم گلزار صاحب کی خدمت میں اور اگر ممکن ہو تو مکرم محترم حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں بھی السلام علیکم پہنچادیں۔ جزاکم اللہ

بحمد للہ یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ اب تک گرمی کا سلسلہ چل رہا تھا۔ اب اردگرد علاقہ میں اور ربوہ میں بھی بارش ہو گئی ہے جس سے موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔ اکتوبر میں ویسے ہی موسم بدل جاتا ہے۔

والسلام

راقم محمد احمد جلیل

جامعہ احمدیہ ربوہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مکرم و محترم امام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اتنی پر اثر، پر مغز تقریر کرنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی اور خدمت دین والی لمبی بابرکت زندگی دے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

طاہرہ روحی شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیالکوٹ

29-9-81

برادرم مکرم حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ آپ پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ جس جگہ بھی آپ کو خدمت دین کیلئے مقرر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ افریقہ کے بعد لندن میں بھی آپ کے دینی اور جماعتی کاموں کو خاص قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خط میں حضور کی منشاء کے مطابق لکھ رہا ہوں۔ حامل رقعہ ہذا عزیزم محمد عارف لندن میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ میری لڑکی کے رشتہ کی تجویز ہے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ آپ کو اس کے بارے میں لکھا جائے۔ آپ گاہے بگاہے اس کے متعلق رپورٹ حاصل کرتے رہیں۔ حضور نے خود بھی آپ کو لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ عارف آپ کو ملے گا آپ اس کو ضروری ہدایات فرمائیں جس پر یہ اپنی طالبعلمی کے لحاظ سے پورا عمل کرے گا۔ جزاکم اللہ

خاکسار

ظہور الحق

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

17-12-81

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے تبشیر کے نام اپنی تار میں لکھا تھا کہ آپ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۱ء کو لاہور پہنچ رہے ہیں اور ایک مہینہ قیام کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ یہ تار حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور نے فرمایا۔ "آنا مبارک ہو"

والسلام۔ خاکسار

مرزا مبارک احمد (وکیل التبشیر ربوہ)

لنڈن ٹائمز کے ایڈیٹر کا خط

England
5th April 1982
Shaikh Mubarak Ahmad
Imam London Mosque
16 Gressenhall Road
Putney London SW18

Dear Shaikh Mubarak Ahmad,

I was touched to receive your letter of 23rd March in which you congratulated me on my appointment. Yes, I remember the fact that you served in Kenya when I was there on the staff with Sir Evelyn Bearing. We have both travelled a long way since, haven't we?

I look forward to our meeting again.
Yours sincerely,
Charles Douglas-Home

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

وکالت تبشیر تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

8-7-82

برادرم مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہونگے۔

آپ کو یہ پڑھ کر دلی مسرت ہوگی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مسجد احمدیہ سپین کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کیلئے بطور نمائندہ ملک آپ کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ آپ اس موقع پر منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ میں بھی اپنے ملک کی نمائندگی فرمائیں گے۔ مسجد کا افتتاح انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۰ تبوک ۱۳۶۱ ہش بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک کو ہوگا۔ آپ اس مبارک سفر کی تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور جماعت کیلئے یہ سفر بے حد مبارک فرمائے۔ آمین۔ آپ کی جماعت آپ کے ہر قسم کے اخراجات کی ذمہ دار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر دم آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

نسیم سیفی

قائمقام وکیل التبشیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

ٹرانٹو کینیڈا

27thOct82

محترم مکرم بزرگوار جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں کئی روز سے آپ کی خدمت میں خط لکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بعض مجبوریوں کے پیش نظر جلد عمل نہ کر سکا جس کی معذرت چاہتا ہوں۔ دراصل میں آپ کی خدمت میں سپین کے افتتاح کے سلسلہ میں مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں جماعت انگلستان نے آپ کی نگرانی میں جس طرح کام کیا وہ احمدیت کی تاریخ میں نمایاں طور پر لکھا جائے گا اور آنے والی نسلوں کیلئے رہنمائی کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے وجود کو سلسلہ کے لئے مفید سے مفید تر بناتا چلا جائے اور آپ کو صحت والی اور کام کرنے والی لمبی زندگی سے نوازے۔

میری بیوی بھی آپ کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کی درخواست کے ساتھ دلی مبارکباد عرض کرتی ہے۔ نیز درخواست کرتی ہے کہ عزیزان کی دین و دنیا میں کامرانی کیلئے دعا فرما کر مشکور فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ جماعت پر قائم رکھے۔

میری طرف سے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں اور خاص کر مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، مکرم جناب دین صاحب اور مکرم بنگوی صاحب کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کی خاص درخواست فرما کر مشکور فرماویں۔ یہاں پر جملہ احباب جماعت خیریت سے ہیں۔ کینیڈا کی جماعت کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد

رکھیں۔ تا اللہ تعالیٰ یہاں جلد مسجد بننے کے اسباب پیدا کردے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام۔ خیراندیش
عبدالوکیل

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھوالناصر

9-1-83

مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ پاکستان

بخدمت مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب انگلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے آپ کو سال ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کے لئے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا رکن خصوصی مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر مجلس کے لئے اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین

امید ہے آپ مجلس کی اپنے زریں مشوروں اور دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں گے۔

والسلام۔ خاکسار
حمید اللہ
صدر مجلس انصار اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کراچی

14-3-83

بخدمت محترم شیخ صاحب امام مسجد لنڈن وامیر جماعت احمدیہ انگلستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بفضل خدا خیریت سے ہونگے اور امریکہ جانے کی تیاریوں میں مصروف۔ دعاگو ہوں کہ آپ کا وہاں جانا ہر لحاظ سے باعث برکت اور رحمت ہو۔ آمین

یہ عریضہ ایک زحمت دینے کیلئے لکھتا ہوں۔ ایک امریکن تاجر پاکستان آیا تھا۔ سعودی عربیہ بھی اکثر جاتا رہتا ہے۔ کراچی کے قیام کے دوران مذہب پر گفتگو چل نکلی چنانچہ اس کے ساتھ طے یہ پایا کہ اس کو درج ذیل کتب بھجوائی جائیں گی۔ لہٰذا میری درخواست یہ ہے کہ اپنی فرصت اولین میں نیچے دئے پتہ پر یہ بھجوادیں۔

۱۔ چوہدری ظفراللہ خان صاحب والا انگریزی ترجمۃ القرآن

۲۔ Where did Jeses die

۳۔ Muhammad Seal of Profit

کتب کے پانے والے کا پتہ.......

Mr. W.R. Gower President
W. R. G Corporation
P.O.Box 66557, 143 S.W 153 rd
Seattle, Washington 98166 U.S.A

کیا یہ ممکن ہے کہ کتب بھجوانے کے بعد خاکسار کو اطلاع کروا سکیں۔

رحمت اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

31-3-83

برادرم محترم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تھوڑی دیر ہوئی آپ کا خط مورخہ ۳۱/۳ پڑھ کر دل شاد ہوا۔ کتب بھجوانے کا شکریہ خدا تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔ ۲۸/۳ الفضل کی ایک خبر سے تو مجھے یہ احساس ہوتا ہے بلکہ یقین ہوتا جا رہا ہے کہ امریکہ میں آپ کے پہنچنے سے قبل ہی خدا تعالیٰ آپ کی کامیابی کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع امریکہ جماعت کے ذمہ ۲۵ لاکھ ڈالر مہیا کرنے کی ذمہ داری ڈالی تھی اس کے جواب میں صرف ایک گھرانے نے پانچ لاکھ پیش کر دئے ہیں یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ دعاگو ہوں کہ خدا تعالیٰ مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور ہر آن آپ کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

خاکسار

محتاج دعا

رحمت اللہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

ہڈرز فیلڈ

5/4/83

بخدمت مکرم و محترم حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار بفضل اللہ تعالیٰ خیریت سے ہے الحمدللہ۔ ہمیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ آپ کا انگلستان سے تبادلہ ہو گیا ہے اور آپ اب جلدی تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ کی جدائی سے خاکسار کی طبیعت پر بڑا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت اور تندرستی عطا کرے اور جہاں پر بھی آپ جائیں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ خاکسار کو یہ بڑا احساس تھا کہ والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد میں ان کی دعاؤں سے محروم ہو گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی دعاؤں سے خاکسار نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ خاکسار ایک ہفتہ کے لئے بمعہ بیوی بچے جرمنی جا رہا ہے اور وہاں پر جلسہ سالانہ میں شمولیت کی کوشش کرے گا۔ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہر طرح سے حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار کی اور احباب جماعت احمدیہ ہیڈرز فیلڈ کی یہ شدید خواہش ہے کہ آپ انگلستان سے جانے سے پہلے ہمیں اپنے دیدار سے نوازنے اور ہیڈرز فیلڈ کو یہ اعزاز اپنے یہاں آنے کا عطا فرمائیں گے۔ خاکسار ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا محتاج ہے۔

والسلام۔ خاکسار

قمرالدین امینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۸۳ء پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی توفیق دی ہے کہ آخری یادگار آپ کے کام کی قائم ہو گئی۔ جزاکم اللہ۔ اس کا ثواب تو آپ کو پہنچتا رہے گا۔ ان سب دوستوں کیلئے دعا بھی کی ہے اور ان کو دعائیہ خطوط بھی لکھ رہا ہوں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

10/5/83

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کی مرسلہ کتاب جو ایک نو احمدی نے لکھی ہے بڑی مفید کتاب ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی کامیابی سے کام کرنے کی توفیق دی۔ مکلف ہوں کہ مجھے آرامی اور سریانی زبانوں کی لغت کی ضرورت ہے۔ ایک شخص Ieffrey نے قرآن شریف میں غیر عربی الفاظ ثابت کرنے کے لئے مہاراجہ بڑودہ کی سرپرستی میں ایک کتاب لکھی Foregn Vocabluary of Quran

کتاب سراسر غلط ہے۔ خاکسار اس کا جواب لکھنا چاہتا ہے۔ اس غرض کے لئے آرامی اور سریانی زبانوں کی لغت مطلوب ہے۔ خواہ چھوٹی لغت ہو یا بڑی۔ Oxford Press والے اس قسم کی کتابیں چھاپتے ہیں۔ اگر مل سکے تو ممنون ہوں گا۔

والسلام۔ خاکسار

محمد احمد مظہر

22-7-83

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

17 ستمبر 83ء

مکرمی و محترمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری طرف سے آپ سب کو عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ صحت والی لمبی زندگی عطا فرماوے اور اپنی برکتوں سے سب کو نوازتا رہے۔ آمین۔ امید ہے آپ کی بیگم صاحبہ کی طبیعت اچھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

حقیری رقم لف ہے اس سے ہماری طرف سے عید کا تحفہ خرید لیں۔ امید ہے قبول فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ

آپ کی دعاؤں کا محتاج

والسلام۔ خاکسار

شاہ نواز

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مکرم و محترم شیخ صاحب اور بیگم صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بمع احباب بفضل تعالیٰ خیروعافیت سے ہونگے۔ سنا ہے آپ کے امریکہ روانہ ہونے میں چند ہی دن باقی ہیں جس کی وجہ سے طبیعت میں ایک خلا سا محسوس ہو رہا ہے۔ تاہم دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کے اہل خانہ کا ہر لمحہ سفروحضر میں حامی و ناصر ہو اور آپ کا وہاں جانا ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ انگلستان کی طرح وہاں بھی آپ کو شمع احمدیت و اسلام کو روشن رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید حاصل رہے۔

ہم خدا تعالیٰ کے اس فضل و احسان کا کس زبان سے شکر ادا کریں جس نے آپ جیسے مخلص وجودوں کو یہاں بھیج کر ہم جیسے بے شمار بے پروا دلوں کے دینی جذبہ کو بیدار کر کے راہ راست پر گامزن فرمایا۔ آپ کے بابرکت قیام کے دوران آپ کی قیمتی نصائح سے ہم نے بے شمار برکتیں حاصل کیں اور آپ سے بہت کچھ سیکھا جس کے لئے ہم بے حد مشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں برکت عطا فرمائے اور قدم قدم پر کامیابی و کامرانی نصیب ہو۔ آمین

امید ہے وہاں بھی ہم عاجزوں کو پہلے کی طرح اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ خاص طور پر بچوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے دینی اور دنیوی ترقیات کے ساتھ احمدیت و اسلام کے حقیقی فدائی اور خادم دین بننے کی توفیق بخشے۔

جی تو بے حد چاہتا رہا کہ آپ کو اپنے غریب خانہ پر مدعو کر کے چند لمحے خدمت

کا موقع پاتے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کی بے حد مصروفیات کی وجہ سے ایسا کرنے سے قاصر رہے۔ نیز اس چیز کا بھی بہت رنج ہے کہ بعض مجبوریوں کی بناء پر گذشتہ چند ہفتوں سے آپ کا خطبہ جمعہ سننے سے بھی محرومی رہی۔ خدا کرے کہ آپ کی روانگی سے قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعاؤں سے مستفید ہونے کا موقع نصیب ہو۔

والسلام

طالب دعا عاجزہ

ریاض بیگم چوہدری کرائیڈن

18-11-83

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

19-10-1362/1983

پیارے برادرم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دو نہایت پر لطف خط ملے۔ ایک خط تو عزیزم الشیون طاہر کے اندر پاک روحانی انقلاب کی خوشخبری اور مسٹر نارمن (نعمان) کے قبول اسلام کے ذکر پر مشتمل تھا۔ یہ معلوم کر کے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تصرف فرماتے ہوئے دونوں خوشخبریاں آپ کو آپ کے یوم پیدائش پر عطا فرمائیں گویا مومنوں کا برتھ ڈے کا تحفہ رضائے باری تعالیٰ ہے اور ایمان والوں کی برتھ ڈے اس طرح

منائی جاتی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کے اظہار کے طریق بھی کیسے لطیف اور نرالے ہیں اور کیسے پیارے!

دوسرا خط خواب کے ذکر پر مشتمل تھا جو بہت ہی مبارک ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

آج صبح نماز کے بعد لیٹا تو دوبارہ آنکھ کھلنے کے بعد ایک دو منٹ بستر پر لیٹا رہا۔ اسی حالت میں میرے کندھے کے پاس سے عزیزم مبارک کھوکھر کی دو مرتبہ بالکل واضح آواز سنائی دی۔ "حضور نوالامین، حضور نورالامین" جب یہ آواز بند ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ الہامی کیفیت تھی۔ لیکن اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا کہ کیا پیغام ہے۔ ایک بات مگر قطعی ہے کہ یہ الہام بہت مبشر ہے کیونکہ مبارک کی آواز میں سنائی دیا نیز آواز میں بڑی محبت پائی جاتی تھی جس کی کیفیت بیان کرنی مشکل ہے۔ اس سفر میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

اللہ آپ کے سارے کام آسان فرما دے اور لمبی صحت و عافیت والی کام سے معمور باثمر مقبول بارگاہ زندگی عطا فرمائے اور اہل عیال کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب رہے۔ آپ کی رؤیا کا دوسرا پہلو اگر من وعن پورا ہو تو اس میں آپ کی لمبی عمر کی خوشخبری بھی ہے۔

والسلام

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم شیخ صاحب و آپا صفیہ

السلام علیکم

آپ جیسے بزرگ اب آسانی سے کہاں ملتے ہیں۔ اس لئے آپ کے امریکہ جانے کا صدمہ ابھی تک ہمارے دل سے محو نہیں ہوا۔ اور آپ کو اب تک یاد کرتے ہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ آپ کو خارق عادت کامیابیوں سے نوازے۔ ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دو لفافوں میں چوذہ کو کب بجھوا رہی ہوں۔ اس دفعہ کچھ آسان اور مزیدار چیزیں بھی ہیں تا کہ بچے بور نہ ہو جائیں۔ قیمت ڈاک سمیت کچھ کم ہے یعنی ڈیڑھ ڈالر کے بجائے سوا ڈالر ڈاک سمیت۔ پہلے پندرہ ڈالر مل گئے تھے۔ بے حد شکریہ

والسلام

ساجدہ حمید U.K

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

27 نومبر 1983ء

مکرم جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کا امریکہ آنا ہر طرح مبارک و بابرکت کرے اور بڑی کامیابی ہر رنگ میں اور ہر جگہ دے آمین۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو آپا صفیہ اور عزیزہ فریدہ کو خیرو خیریت سے رکھے اور ہر طرح ان کو بھی خدمت کی توفیق دے آمین۔ باقی آپ کے بچے جہاں بھی ہوں ان کا خدا تعالیٰ حافظ

و ناصر ہو آمین۔

یوں لگتا ہے کہ لندن کی رونق یہاں آگئی ہے۔ ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں خدمت کا موقع دے اور ہر طرح خدمت کرتی رہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والیاں ہوں آمین۔

میرا نواسہ (چوہدری محمد شریف آف ساہیوال کا پوتا) امریکہ میں پڑھتا ہے میں اسے کہوں گی کہ وہ آپ کو ملتا رہے تا کہ آپ کی تربیت میں رہے۔ بچے والدین سے دور ہوتے ہیں تو ان کا فکر ہی رہتا ہے۔ وہ نیویارک کے قریب Cyracus یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔

میں جب پاکستان بھائی کی وفات پر گئی تھی تو کراچی میں آپا سلیمہ بیگم سیٹھ محبوب علی مرحوم کی بیگم صاحبہ نے مجھے پچاس ڈالر دیئے تھے کہ میں یہاں امریکہ کے پانچ مشنوں میں دے دوں۔ میں نے یہاں میاں صاحب کو بھیجے تھے لیکن غلطی سے یہاں شیزان میں پڑے رہے ان تک نہ پہنچ سکے۔ وہ اب پاکستان جا رہے ہیں وہ میں آپ کو بھیج رہی ہوں یہ ان کی طرف سے دے دیں مشکور ہونگی اور رسید ان کو ہی پاکستان سیدھی چلی جائے تو بہتر ہو گا۔

اگر یہاں مشن میں کوئی رسالہ نکلتا ہو تو ضرور اس کو بھیجا کریں۔ میں اس کا بل ادا کر دیا کروں گی۔ میں اس کو کہوں گی کہ جب واشنگٹن آئے تو آپ کو ضرور ملے۔ دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ہماری اولاد در اولاد کو نیک اور خادم دین بنائے۔ خدمت دین اور خدمت خلق کی توفیق دے۔ آمین۔

بے شمار دعاؤں کے ساتھ مبارک صد مبارک ہو۔ اور چوہدری صاحب کی طرف سے سلام علیکم۔ خدا تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔

محتاج دعا۔ مجیدہ شاہ نواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

The London Mosque

11-6-1363/1984

پیارے برادرم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بار بار جو مبشر خبریں عطا فرمائی ہیں خدا کرے وہ جلد پوری ہوں کیونکہ صبر کی طاقت جو پہلے تھی وہ پیارے اب نہیں۔ خصوصاً پاکستان کی جماعت اتنے دردناک حالات سے گذر رہی ہے کہ ان کی تکلیف کا خیال ناقابل برداشت ہے اور بعض دفعہ پھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے تو بمشکل توجہ بانٹ کر اور دعائیں کر کے خطرہ کو ٹالتا ہوں۔ اب تو ہر دم اس امید پر زندہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے محبوب آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمنوں کو خائب و خاسر اور نامراد کردے اور اپنی تائید اور نصرت کے ایسے عجیب کام دکھائے کہ کل عالم میں احمدیت کی فتح کا ڈنکا بجنے لگے۔

عزیز فریدہ اور اس کی امی کو ہم سب کی طرف سے محبت بھرا سلام۔ تمام جماعت کا جو دن رات ہر ممکن تدبیر کو بروئے کار لا رہی ہے میری طرف سے شکریہ ادا کردیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد کرادیں کہ تدبیر کو درجہ کمال تک پہنچائیں لیکن یہ نہ بھولیں کہ ہمارا اصل توکل دعا پر ہے۔ ہم کیا اور ہماری تدبیر کیا۔ معجزے تدبیر سے نہیں بلکہ تقدیر سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے ہمیں فتح کی نوید دعا کے میدان میں ہی ملے گی۔

خدا حافظ

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن

11-12-1363/1984

پیاری مکرمہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتنے خوش نصیب ہیں ہمارے پیارے شیخ صاحب جنہیں خدا تعالیٰ نے اتنی مخلص اور رہ مولا میں فدا ہونے والی ہر نیک کام میں مددگار اور معین اور رفیق بیوی عطا کی ہے۔ اور آپ بھی تو کم خوش نصیب نہیں جنہیں ایک عظیم مجاہد اسلام کی رفاقت نصیب ہوئی۔

آپ کے خطوط ملتے ہیں تو دل چاہتا ہے ہر خط کا جواب اپنے ہاتھ سے دوں مگر میری مجبوریاں حائل ہیں۔ آج آپ کو یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ لکھوائے ہوئے خطوط پر کبھی دل آزردہ نہ ہوں۔

ٹھیک ہے۔ جس طرح آپ چاہتی ہیں چند دن آپ کے پر خلوص ہدیے ہم استعمال کریں گے اور پھر بطور ہدیہ آپ کو پیش کردیں گے۔ پہلے قبول نہ کرنا ایک اصولی مجبوری تھی دل دکھانا تو ہرگز منظور نہ تھا۔

مکرم شیخ صاحب کو نہایت محبت بھرا سلام اور پیاری فریدہ بیٹی کو سلام اور پیار۔

خدا حافظ

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......☆......☆

U.S.A 21/5/85

His Excellency
Dr. J. Nyerere
President Republic of Tanzania
State House Dares Salam, TANZANIA

My Dear Mr. Nrerere.

I personally feel great pleasure in writing this letter to you. I had the privilege of staying in your great country for a short period of a week to ten days. Although it was a short spell but it was a most memorable one for me. I was very much touched with the affection shown to me by my African brethren - the addresses they presented and the poems they recited in my honor - touched the core of my heart. It took me back to a period of over a decade when in your great country I had the opportunity to serve these brethren of mine for nearly twenty-seven years socially, morally and spiritually in my own humble way. These few moments of their affection and love have carved an everlasting impressin on my heart.

The task of building a truly independent and prosperous nation is difficult, but the people of your country are rightly proud of your achievements since you assumed the responsibility and your country has taken rightful position among the independent nations of the world. Needless to say that your intensified attention towards Ahmadiyya Muslim

community will always be regarded with respect. Your Excellency has shown an undaunted, selfless and independent view towards the Ahmadiyya Muslim Community of your country.

In memory of these cherished moments of my stay in your country, as a matter of humble appreciation, I am sending you two books "Servant of God" and "My Mother" written by Sir Chaudhery Mohammad Zafrullah Khan.

I pray Almighty Allah that your country and nation may prosper under your able guidance.

Nakutakia heri na Salama

Yours Sincerely
(Sheikh Mubarak Ahmad)
Amir and Missionary Incharge U.S.A

☆......☆......☆

The State House Dar Es Salaam
Tanzania
21st June 1985

Dear Sheikh Mubarak

Thank you for the kindness of your letter of 21st May 1985 and for sending to me the two books, "Servant of God" and "My Mohter" by Sir Chaudhery Mohammad Zafrullah Khan. I am sorry I was not able to see you when you passed through Dar es Salaam.

These books will go into my personal library and I hope to have an opportunity to read them

ext year after I cease holding my presidential
ffice.

Yours sincerely
Julius K. Nyerere

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیویارک
11اگست 1985ء

محترم بزرگوارم شیخ مبارک احمد صاحب امیرو انچارج احمدیہ مشنز امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خدا کے فضل سے بخریت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت
عمر میں برکت بخشے۔ آمین۔ مجھے واشنگٹن میں احمدیہ مشن ہاؤس دیکھ کر اور اس میں
آپ کی اقتداء میں جمعہ و نمازیں ادا کر کے اور مقامی امریکی و دیگر احمدی بھائیو
سے مل کر از حد روحانی مسرت و خوشی اور ایمان میں اضافہ ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک
اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ میں برکت اور احباب جماعت کو دینی و دنیوی
ترقیات سے مالامال فرمائے۔ آمین

جیسا کہ خاکسار نے آپ سے ملاقات میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا اور
اب اس کے لئے یاددہانی کی جسارت کر رہا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہو جو اپنی دینی و تبلیغ
مہمات اور تبلیغی میدان عمل کے اہم واقعات و گرانقدر تجربات، اس راہ میں
خدائی تائیدات و برکات کو آپ ضرور قلمبند کر کے تاریخ و آئندہ نسل کے لئے
محفوظ کر دیں۔ کیونکہ یقیناً ان میں کئی پہلو بہتوں کی ہدایت و بھلائی اور رہنمائی ک
موجب ہو کر آپ کے لئے باعث ثواب مدام ہوگا اور میرے ناقص خیال میں تو یہ

گویا آپ کے پاس ایک امانت ہے جسے مستقبل کے لئے تھوڑا بہت وقت نکال کر
جلد از جلد احاطہ تحریر میں آ جانا چاہئے۔ میری تمنا ہے کہ کم از کم ہر دوسرے
تیسرے دن اس کیلئے گھنٹہ بھر وقت ضرور نکالیں۔ شکریہ۔

آپ سے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔
خاکسار واشنگٹن مشن میں اپنے چند روزہ قیام کے دوران آپ کے تعاون و کرم
فرمائی کا شکر گزار و ممنون ہے۔ وجزاکم اللہ احسن الجزاء
بالآخر آپ اور آپ کی بیگم اور بچوں کی خدمت میں نیز عزیز مکرم مفتی احمد
صادق صاحب مبلغ سلسلہ متعین واشنگٹن اور ان کے اہل و عیال کو بھی السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والسلام
خاکسار
رشید احمد چغتائی عفی اللہ عنہ
(سابق مبلغ بلاد عربیہ)
حال وارد نیویارک

☆......☆......☆

پورٹ لینڈ
14-12-85

محترم معظم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری والدہ محترمہ کی وفات پر جس طرح آپ نے میری مدد اور میری دلجوئی کی
میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ جس سے آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ آپ ساری

رات ٹیلیفون کے پاس بیٹھے رہے اور ہر طرح سے کوشش کی کہ کسی طرح وصیت کا معاملہ طے ہو جائے لیکن وہ طے نہ ہو پایا۔ یہ ہم لوگوں کی قسمت تھی لیکن آپ نے کوئی ایسی بات نہ چھوڑی کہ جس سے یہ بات ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی، خوشیوں والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور دینی ترقیات میں اور بھی اعلیٰ مقام پر پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان میں اور بھی زیادہ اثر پیدا کرے کہ جس سے آپ لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں تک اسلام احمدیت کا پیغام اتار سکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کو اور بھی بابرکت اور نافع الناس بنائے۔

والسلام

خاکسار

محمد طاہر

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

HartlePool

ہمارے بہت ہی پیارے شیخ صاحب

السلام علیکم

آپ فرمائیں گے کہ اتنی دور آگئے مگر ساجدہ نے ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ بات یہ ہے کہ جب بھی مشن ہاؤس فون کرنے کا سوچوں آپ کی اور آپا صفیہ کی یاد ستاتی ہے۔ آپ نے چار سال جس قدر عنایات ہم پر کیں ان کا شمار مشکل ہے۔ بہرحال ہم سب یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ سے ملنے کی دوبارہ توفیق دے اور امریکہ میں آپ کا قیام بہت ہی مبارک

ہو۔ میں نے رسالہ پہلے سے کچھ بہتر کر لیا ہے اگرچہ ابھی تک میری مرضی کا نہیں۔ آپ کو تین کاپیاں بھجوا رہی ہوں اگر ممکن ہو تو وہاں کے لوگوں کو دکھا کر کوشش فرمائیں کہ کچھ خریدار بن جائیں۔ ایک سال کی قیمت ۱۰ ڈالر ہو گی۔ ابھی تک مجھے صرف پچاس پاؤنڈ رسالے کیلئے ملے ہیں اور یہ سادہ سا Cover چھپوانے کا ہی خرچ پچھتر پاؤنڈ آیا ہے۔ اس لئے آپ کو اندازہ ہو گا کہ خریداروں کی کتنی ضرورت ہے۔ پام بھی آپ سب کو سلام کہتی ہے۔ آپا صفیہ اور فریدہ کو بہت بہت سلام۔

والسلام۔ ساجدہ حمید

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مبلغ انچارج امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تبلیغی رپورٹ محررہ 23-1-86 ملی۔ جزاکم اللہ مجلس سوال وجواب کا بھی ذکر ہے۔ آپ جس چیز کے پیچھے پڑ جائیں اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ تبلیغ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے گا اور آپ کی سب خدمات میں سے یہ سب سے سنہری باب لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد (13-2-86)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود علیہ السلام

Kingston Hill

18/4/86

مکرم و محترم بزرگوارم جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مظفر کے ہاں پرانی باتیں فضل عمر فاؤنڈیشن کی دہرا کر بہت لطف اٹھایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ شروع کے چھ سال میں بھی اس کام میں آپ کا رفیق تھا۔ پھر چار سال کے انگلستان کے قیام میں حسب توفیق آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنی خاص دعاؤں میں اس عاجز کو' اس کی بیگم کو' اس کے بچوں اور بچیوں کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان راہوں پر چلنے کی توفیق دے جس سے اس کی خوشنودی اور خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عاجز حسب توفیق آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ آپ کو پہلے سے بڑھ کر اعلیٰ پیمانے پر دین کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

بیگم صاحبہ کی خدمت میں سلام اور فریدہ کو پیار

والسلام

خاکسار

انور احمد کاہلوں

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیارے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ

آپ کی طرف سے ارسال کردہ خط بمع دو عدد بیعت فارم محررہ 24-5-86 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو استقامت بخشے اور داعیان الی اللہ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

آپ نے کافی محنت سے احباب جماعت کو داعین الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلائی ہے اور احباب جماعت میں اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ جزاکم اللہ

لیکن اہم کام جس کی طرف آپ کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ تمام دنیا پر اثر انداز ہے اور اثر انداز رہے گا لیکن خود امریکہ پر اثر انداز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں ایک اچھی خاصی مضبوط جماعت احمدیہ قائم ہو۔

ایک وقت میں وہاں کے Black Muslims اور Afro-Americans جماعتیں سیاسی تحریکات بن کر رہ گئی تھیں اس وقت جماعت ان میں تبلیغ کرنے سے رک گئی لیکن اب یہ خدشہ نہیں رہا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جماعت شدت کے ساتھ ان لوگوں میں تبلیغ کا منصوبہ بنائے اور اس منصوبہ کو عمل درآمد کرے۔ نیز دعاؤں کے ساتھ اس سکیم کی کامیابی کے لئے ممکن کوشش کی جاوے۔

اس بارہ میں احباب جماعت کے ساتھ مشورہ کرکے منصوبہ تیار کریں اور مجھے بھجوائیں آپ نے پاکستانی ڈاکٹروں میں تبلیغ کا جو منصوبہ چلایا ہے اس کی بہت خوشی

ہوئی ہے یہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہے لیکن وہاں کی بلیک مسلم اور ایفرو امریکن کمیونٹی خاص توجہ کی محتاج ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کی مساعی کے بہترین نتائج پیدا کرے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

15-6-86

☆......☆......☆

ربوہ

24-11-87

مکرمی جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کی ڈاک سے آپ کا خط میرے پیارے بھائی سید احمد ناصر کی وفات پر ملا۔ آپ نے ہمارے غم میں شرکت کی۔ بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اسی سے صبر کی دعا مانگتے ہیں۔ دکھ صرف جدائی کا ہے اور یہ تکلیف ہے کہ وطن سے دور موت ہو گئی۔ نہ دعا کا وقت ملا نہ صدقہ کا۔ ۲۶ اکتوبر کو سوزوکی کارپوریشن کی طرف سے ٹوکیو میں سوزوکی کاروں کی نمائش میں شمولیت کے لئے روانہ ہوا۔ ایئرپورٹ پر چکر آگیا گر پڑا اٹھ کر میری چھوٹی بہن امتہ الرفیق کو فون کیا کہ مجھے چکر آگیا تھا مگر اب میں ٹھیک ہوں۔ بس روانہ ہو رہے ہیں۔ بعض ساتھیوں نے کہا کہ سیٹ کینسل کروا دیں دو دن کے بعد آجائیں۔ کہنے لگا نہیں ٹھیک ہوں۔ ۲۷ کو پہنچا' ۲۸ کا دن ٹھیک رہا' ۲۹ کی صبح ناشتہ کر کے تیار ہو کر ہوٹل

سے نکلا بس آگے لے جانے کے لئے کھڑی تھی بس کے قریب پہنچ کر چڑھنے ہی لگا تھا کہ گر پڑا اسی وقت انہوں نے ایمبولینس منگوائی ہسپتال لے گئے۔ دو گھنٹے کوشش کرتے رہے مگر ختم ہو چکا تھا۔ ساری Formalities بھی بہت جلد پوری ہو گئیں اور ۳۰ کی شام ساڑھے آٹھ بجے اسلام آباد جنازہ پہنچ گیا اور راتوں رات ایمبولینس کے ذریعہ سفر کر کے ۳۱ کی صبح چار بجے ربوہ پہنچ گیا۔ ۳۱ کو عصر کے بعد تدفین ہوئی۔ یوں لگتا ہے سارا فنکشن اسی غرض سے ہوا تھا۔ بہت محبت کرنے والا بھائی تھا مجھ سے گیارہ سال چھوٹا تھا لیکن بڑے بھائیوں والی محبت دی۔ خیال رکھا۔ بہت دعا کریں روحی اور بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار فضل کرے۔ خود کفیل ہو۔ اپنے بچوں کے متعلق سید مرحوم کی جو خواہشات تھیں پورا فرمائے۔

عزیزہ روحی کو تار مل گئی تھی کل ہی وہ کراچی گئی ہیں گھر خالی کرنا ہے۔ سامان ربوہ بھجوانا ہے ان کا منجھلا بیٹا نذر جونیوی میں ہے وہ دو تین دن پہلے ہی آیا تھا شکر ہے باپ سے مل لیا تھا اس نے دو ماہ کی چھٹی لی ہے تا ان سب کو ربوہ منتقل کر کے جائے۔ صفیہ بہن کو بھی السلام علیکم۔ فریدہ کو دعا پیار۔

خاکسار

مریم صدیقہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربوہ

7-12-87

مکرمی و محترمی مخدومی جناب شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمدللہ کہ کیا قبولیت دعا کی گھڑی تھی جب والدین نے آپ کا نام رکھا۔ نام

مبارک، زندگی میں اپنے لئے جو راہ عمل متعین کی (وقف زندگی) وہ بھی مبارک۔ اور اس وقف زندگی کی راہ میں بلی گرام ایسے دیوہیکل کو للکارنے کی جو توفیق پائی وہ بھی مبارک اور مبارک تر آپ کا وہ عمل جو گذشتہ دنوں میرے علم میں آیا۔

گذشتہ دنوں میں بطور سیکرٹری مجلس کارپرداز کام کرتا رہا ہوں کہ دفتر وصیت کو آپ کا ایک خط آیا جس میں آپ نے مکرم و محترم مولوی محمد منور صاحب کی وصیت کی پیشگی کفالت کے طور پر اپنی زمین واقع دارالصدر شمالی ربوہ پیش کیا ہے۔

یہ خاکسار وقف بعد از ریٹائرمنٹ میں حضور انور کی طرف سے "امسلہ وصایا میں سے تاریخی مواد کی تلاش" پر عرصہ چار سال سے کام کر رہا ہے۔ سات ہزار سے زیادہ امسلہ وصایا دیکھ چکا ہے اور ان میں سے اخذ کردہ مواد پر ۳۷ مجموعے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کر چکا ہے لیکن مروت اور دوست نوازی کی وہ نیکی جو آپ نے مکرم و محترم مولوی محمد منور صاحب کے بارہ میں دکھائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہی ہے۔ اپنے وقت پر آپ کی اس تحریر کا ماخوذ بھی انشاء اللہ حضور انور کی خدمت میں پیش ہوگا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اس خاکسار کی اہلیہ بعارضہ کینسر مثانہ جون ۱۹۸۶ء میں وفات پا گئی تھیں۔ ان کی اس وفات سے، بچیوں کے رشتہ وغیرہ طے کرنے کے لئے عورتوں میں میرا رابطہ ختم ہوا۔ لیکن الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور وسیلے مہیا فرما رہا ہے۔ میری ایک لڑکی عزیزہ درثمین نے MSc فزکس کا آخری Part II کا امتحان دیا ہے۔ اس کے رشتہ سے متعلق دفتر رشتہ ناطہ ربوہ نے مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب ابن مکرم مولوی امام الدین صاحب مرحوم سابق مبلغ انڈونیشیا کو خط لکھا تھا کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ مکرم صلاح الدین صاحب اپنے رشتہ کی تلاش میں ہیں۔ لیکن ان کا جواب نہیں آیا۔ شاید انہیں خط ملا نہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپ کو

لکھوں کہ آپ شاید اس معاملہ میں واسطہ بن سکیں۔ مکرم مذکور نیوجرسی میں ہیں۔ آپ کا ان سے رابطہ ہوگا معلوم ہوا ہے ان کا ابھی تک رشتہ طے نہیں ہوا۔ خاکسار کی اپنی ایک بیٹی عزیزہ ڈاکٹر نمود سحر Anstin Texas میں ہے جہاں خاکسار کا داماد شفیق الرحمٰن ابن مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب پروفیسر فزکس ٹی آئی کالج ہیں۔ لیکن ان کے بجائے میں آپ کو اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ جماعتی حیثیت میں یہ معاملہ آپ سے ہی متعلق ہے۔ ان کو ان ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کا کچھ معلوم نہ ہوگا۔

آپ کو شاید یاد ہوگا کہ خاکسار کی اہلیہ مرحومہ فہمیدہ بیگم صاحبہ دارالصدر شمالی (نزد بیت اللطیف) آپ کی اہلیہ محترمہ سے سلام کلام کا اچھا تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بات خاکسار نے آپ کے ذہن میں اپنے تعارف کو تازہ کرنے کے لئے لکھی ہے۔ مذکورہ بالا بیٹی درثمین کے علاوہ ایک بیٹی ان سے بڑی BA تک تعلیم یافتہ اور ایک ان سے چھوٹی وہ بھی BA تک۔ ان سے متعلق بھی رشتہ کی تلاش ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان ذمہ داریوں سے آبرومندانہ طور پر سرخرو فرمائے۔ میں نے ۴۰ سالہ سرکاری افسر کے طور پر ریٹائر ہو کر بطور ایڈووکیٹ قانونی پریکٹس قائم کر لی تھی کہ حضور انور نے وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک فرمائی اب چار سال سے بندہ دفتر وصیت میں اس علمی کام پر کام کر رہا ہے۔

اہل مجلس سے السلام علیکم

والسلام

خاکسار

بشیر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سرگودھا

5-4-88

اخویم مکرم و محترم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت بھرا تعزیت نامہ ملا۔ بے حد ممنون ہوں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی نے کس طرح دلوں کو ملا دیا ہے اس کے لئے جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قابل رشک رنگ میں خدمت دین کی توفیق دے رہا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

امید ہے اس دفعہ بھی جلسہ پر لندن میں ملاقات ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کو ہمیشہ اپنے سایہ کے نیچے رکھے۔ دعا کی درخواست ہے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا عبد الحق

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راچسٹر

۲۹ جون ۸۸ء

مکرمی و محترمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے خیریت سے ہوں گے۔ ہم خدا کے فضل سے خیریت سے جلسہ کے بعد

واپس آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جلسہ کامیاب رہا۔ ہر لحاظ سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیغام اور آپ کی اختتامی تقریر نے دل پر خاص اثر کیا اور اپنی کوتاہیوں کا احساس شدت سے ہوا۔ میرے جیسے لوگوں کی سستی کی وجہ سے حضور ایدہ اللہ کو جماعت سے مایوسی ہوئی اور آپ کو بحیثیت امیر جماعت امریکہ تکلیف اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھانے کی کوشش کی مگر میں نے اس کام میں حتی المقدور کوشش نہیں کی جیسا کہ ایک فرد جماعت کی حیثیت سے مجھے کرنی چاہئے تھی اور میں اس کے لئے آپ سے معافی چاہتا ہوں اور دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں ایک احمدی کی حیثیت سے نبھانے کی توفیق دے۔ اور میرے عمل کے نتیجہ میں آپ کو امیر جماعت کی حیثیت سے خدا اور اس کے خلیفہ ایدہ اللہ کے سامنے شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ میں دعا بھی کرتا ہوں اپنے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی۔ اللہ میاں ان دعاؤں کو قبول کرے۔ میری زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ اپنے جذبات کا اظہار اس رنگ میں کسی کے سامنے کر رہا ہوں۔ مگر میں نے ضروری سمجھا کہ آپ تک یہ بات پہنچا دوں کہ آپ کی نصیحت رائیگاں نہیں گئی اور جلسہ کے بعد کئی لوگوں نے انہی جذبات کا اظہار کیا جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ اللہ میاں ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ اپنی دعاؤں میں ہم سب کو یاد رکھیں۔ یہ ایک ذاتی خط ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مغفور احمد

☆......☆......☆

Tanzania

19-8-1988

Respected Maulana Sheikh Mubarak Ahmad

Assalaam alaikum warahmatullah wabarakatuh

I hope that by the grace of Allah you are well. May these few lines find you in your best health. Amin

Maulana sahib! You are one of the pioneer missionaries who were graced by Allah to serve Islam and Ahmadiyyat in this country for a number of years. The world has witnessed that you rendered your services courageously, tirelessly and with dedication. Jazaakumullah ahsanal jazaa.

As part of the Jamaat centenary Jubilee celebrations, the Tanzania Jamaat intends to publish a special magazine which will include pictures of our present and former missionarries.

You are requested therefore, to send us your latest photo for this special publication at your earliest convenience.

Wishing you a very comfortablelife.

Wassalaam.

Y. A. Kambaulaya

Secretary

Centenary Jubilee Celebration

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

U.K

24-9-1988

مکرم و محترم حضرت شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بفضل تعالیٰ بخیریت ہونگے اور خدمات دینیہ میں مصروف ہونگے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ امریکہ آکر بھی آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ آپ سے ملاقات کرنے کی شدید خواہش تھی۔ ۲۶ اگست کو واشنگٹن آنے کا پروگرام بنایا۔ اپنی بیٹی اور داماد کو تیار کیا صبح آپ کو فون پر اطلاع دی تو معلوم ہوا کہ آپ جماعتوں کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں بہت تکلیف ہوئی اور دکھ پہنچا کیونکہ ۳۱ اگست کو میری واپسی کی سیٹ بک تھی۔ مجبور ہو کر نیویارک کا پروگرام بنایا اور وہاں مکرم مولانا انعام کوثر صاحب کو اطلاع کی گئی وہ وہاں موجود تھے۔ دو دن ان کے پاس گذارے اور ۳۱ اگست کو واپس لندن آگیا اور آپ سے ملاقات کرنے کی حسرت دل ہی دل میں رہ گئی نہ جانے کیا شامت اعمال تھی جو آڑے آئی۔

حضرت محترم آپ سے بفضل تعالیٰ ۱۹۳۴ء سے شناسائی ہے اور پہلی دفعہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا جب آپ دیگر علماء سلسلہ کے ساتھ اس وفد میں شامل تھے جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لائل پور (حال فیصل آباد) کی مسجد احمدیہ کے افتتاح پر تشریف لائے تھے۔ حضور کی واپسی پر فیصل آباد ہی رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ لائل پور ٹھہر گئے

تھے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کے ساتھ جھنگ شہر
میں ایک کامیاب مناظرہ بھی کیا تھا۔

حضرت محترم آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ کے ان تربیت یافتہ
خدام سلسلہ کے مقدس گروہ کے آخری فرد ہیں جنہوں نے خلافت ثانیہ کے زمانہ
میں بھرپور خدمات دینیہ ادا کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہوا ہے اور صداقت اسلام
اور صداقت احمدیت کا لوہا دشمنان اسلام اور دشمنان احمدیت سے تحریری و
تقریری اور علمی میدان میں منوایا تھا۔ آج آپ کو اپنے درمیان دیکھ کر بے حد
مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و احسان سے آپ
کی عمر میں برکت دے صحت و عافیت عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے اور
آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اپنے
درمیان دیکھ کر مجھے حضرت مولانا جلال الدین شمس، حضرت مولانا ابوالعطاء
جالندھری، حضرت مولانا غلام احمد مجاہد، حضرت مولانا قاضی محمد نذیر فاضل، حضرت
علامہ مولانا غلام رسول اور دیگر آپ کے زمانہ کے بزرگ اور مقدس علماء کی یاد
تازہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

میری بیٹی ناصرا سلم کا Asylum کا کیس ۲۴ ستمبر کو بوسٹن کی عدالت میں پیش
ہوا تھا۔ آپ کے منتخب وکیل نے بڑی قابلیت سے بحث کی ہے اس نے بہت تیاری
کی ہوئی تھی اور بحث کا حق ادا کر دیا ہے میں اس کا ممنون ہوں۔ میری بیٹی نے مجھے
اس کارروائی کی اطلاع فون پر لندن بتائی اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ کیس کے بعد
وکیل صاحب نے مجھے بتایا کہ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے مجھے آپ کے کیس
کے متعلق بہت سفارش کی تھی اور اس نے خاص طور پر آپ کا ذکر خیر کیا تھا کہ
انہوں نے مجھے اس کیس کے متعلق ہدایت دی تھی۔ میں آپ کا بے حد ممنون و

مشکور ہوں کہ آپ نے از راہ شفقت میری بیٹی کے کیس میں خاص دلچسپی کا اظہار
کیا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ میرے پیارے بزرگوار میرے پاس وہ الفاظ نہیں
ہیں کہ جن سے میں اپنے جذبات کا اظہار کر کے آپ کا کماحقہ شکریہ ادا کر سکوں۔
جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

فیصلہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ اکتوبر کو بتایا جائے گا۔ آپ سے دعا کی درخواست کرتا
ہوں اور یہ بھی درخواست کروں گا کہ میری بیٹی کی ہمیشہ سرپرستی کرتے رہنا اور
دعاؤں میں یاد رکھنا میری بیٹی بفضل تعالیٰ مخلص بچی ہے آپ کی تربیت سے وہ انشاء
اللہ ترقی کرے گی۔

میں ۲۶ ستمبر کو لندن سے کراچی جا رہا ہوں آپ کی ہمدردی اور نیک خواہش کی
یاد ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔ کراچی سے لاہور جانا ہے وہاں چند دن قیام ہوگا۔
آپ، ہمشیرہ صاحبہ محترمہ اور مکرم کرنل بشارت احمد میرے بہت محسن ہیں ان سے
بھی آپ کی ہمدردی کا ذکر کروں گا۔ آخری گزارش ہے کہ اپنی دعاؤں میں اپنے
اس دیرینہ خادم کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ ہر شر
سے محفوظ رکھے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ اہل خانہ کی خدمت میں میری طرف سے
اور میری اہلیہ کی طرف سے السلام علیکم۔ درخواست دعا۔

ملک محمد شریف آف راولپنڈی

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

27 جون 1989ء

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط محررہ ۲۵ جون حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موصول ہوا۔

جس میں آپ نے اپنی ' اپنے بھائی بہنوں ' دامادوں اور والدین کی طرف سے مبلغ تین لاکھ روپے کی گرانقدر رقم واشنگٹن مسجد کیلئے پیش کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر بندہ آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض کر رہا ہے کہ حضور نے آپ اور آپ کے تمام عزیز و اقارب کیلئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ آپ کے اخلاص میں برکت ڈالے۔ اور تمام عزیزان کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین

حضور نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی یہ رقم واشنگٹن میں جمع کروائی جا سکتی ہے۔

خاکسار

مسعود احمد ملک

نیشنل جنرل سیکرٹری یو ایس اے

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

اسلام آباد

10-7-91

مکرم و محترم برادرم شیخ مبارک احمد صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عزیزم عبدالشکور کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ جون میں طویل مدت خدمت دین کے فریضہ کی ادائیگی کے بعد فارغ ہو گئے ہیں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ کی خدمت دین کی مدت کم از کم ساٹھ سال کے قریب ہے اور یہ اغلباً

ایک ریکارڈ مدت ہے۔ بہرحال مدت کچھ بھی ہو میں دلی طور پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید لمبی صحت والی عمر عطا کرے اور جماعتی طور پر دین کیلئے نافع الناس بنائے رکھے۔ آمین

قادیان کی خاندانی ہمسائیگی سے لے کر ایک لمبے عرصہ تک افریقہ کی رفاقت ہمیشہ یاد رہے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس تمام عرصہ کے دوران کئی معاملات میں اختلاف رائے کے مواقع بھی آئے ہوں اور ہم نے ایک دوسرے کی دیانتداری کے ساتھ مخالفت بھی کی ہو اور تلخ باتوں کا بھی تبادلہ ہوا ہو۔ مرور زمانہ سے وہ سب تلخیاں بھول چکی ہیں مگر میں آج کھلے دل کے ساتھ آپ کو لکھ رہا ہوں کہ اگر میں نے تبادلہ خیالات کے دوران آپ کو کوئی دکھ پہنچایا ہو تو میں اس کے لئے معافی کا طلب گار ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی رکھے۔ آمین۔ اہل خانہ میں میرا سلام عرض کردیں اور بچوں کو پیار۔

کچھ عرصہ ہوا علم ہوا تھا کہ آپ پاکستان تشریف لائے مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اگر مجھے علم ہو جاتا تو میں خود ملاقات کے لئے ضرور کوشش کرتا۔ میں لاہور ' اسلام آباد اور سیالکوٹ میں ہوتا ہوں۔ تین بار قادیان ہو کر آیا ہوں۔ ارادہ تھا کہ Canada کا بھی چکر لگاؤں مگر ابھی ایسا نہ کر سکا۔ اس دوران دو بار عمرہ کے لئے مکہ معظمہ کا سفر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے سعادت عطا فرمائی۔ الحمدللہ۔ حج تو ۱۹۷۰ء میں ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تھی۔ الحمدللہ

والسلام

دعاؤں کا محتاج

عبدالحی بٹ عفی اللہ۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں بذریعہ فون ملاقات ہوئی۔ الحمدللہ۔ سارے حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی عمر دے۔ اس بار میں نے وعدہ کیا تھا کہ جانے سے قبل خط لکھوں گا۔ آپ نے جو مجھے حکم فرمایا کہ آپا حبیبہ کیلئے دعا کروں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کے لئے خصوصی دعا کروں گا۔ انشاء اللہ۔ گو پہلے بھی کرتا تھا۔

میں نے سیرالیون میں یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک رجسٹر ہے اس پر مختلف مبلغین کے نام اور کارکردگی ہے۔ تیسرے نمبر پر آپ کا نام لکھا ہے اور اس میں آپ کی تمام مبلغین میں بہترین اور زیادہ کارکردگی تحریر کی ہوئی ہے اور میں حیران ہوتا ہوں کہ محترم شیخ صاحب کا سب سے زیادہ کام اور اس کی تفصیل لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ میری دعا ہے کہ آپ کی تاریخی خدمات کا اپنے فضل سے بہترین بدلہ عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ کل مورخہ ۲۲ مارچ کو میں پاکستان جاؤں گا۔ انشاء اللہ اور آٹھ نو ماہ کے بعد واپسی ہوگی۔

میرے لئے خصوصی دعا کریں کہ آئندہ جس جگہ پر کام کرنے کی توفیق ملے۔ پہلے سے بہت بڑھ کر خدمت کی توفیق ملے۔ ٹھوس اور تعمیری اور زبردست نتائج کے حامل ہوں۔ جیسے آپ نے اپنی زندگی میں کئے۔ محترمہ خالہ صفیہ' فریدہ اور محمد کو سلام اور دعا کی درخواست۔ باقی سب خیریت ہے۔

والسلام

آپ کی دعاؤں کا محتاج

محمد یونس خالد 22/3/92

July 31, 1992

Department of Sociology
Sheikh Mubarak Ahmad
4420 South 31st Street, Apt 102
Arlington, VA 22206

Dear Sheikh Ahmad

Thank you for your kind letter of July 7. I would have responded before this, but I have been on vacation for most of July. I had the pleasure of spending time in Colorado, which is much cooler than Houston at this time of year.

I regret that I was not in my office at the time of your visit. I missed you by just a few minutes, apparently. I must confess that I did not make the connection that you were the person described on page 260 of my book about Billy Graham. I looked at the passage and hoped I had not written anything incorrect or offensive, but I somehow failed to note that the names were the same. I am pleased that you wrote to explain. I am always astonished at the ways in which the paths of human lives cross. I hope that I will have opportunity to visit you at some time in the future.

Thank you for your kind words about my book and my attempts to be honest and accurate in my writing. Thank you also for the books you sent. I will read them with interest. I visited the London Mosque two years ago and have read a fair amount about Islam. I am sure the books will prove

instructive.

Again, thank you for the attempted visit and for your kind letter. May God's blessings be upon you always.

Sincerely

William Martin

Professor and Chair

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مورو گورو۔ تنزانیہ

8-10-92

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ آپ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہونگے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ گذشتہ ساڑھے چار سال سے خاکسار تنزانیہ میں ہے۔ ان گذشتہ سالوں میں خاکسار نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے۔ لوگ آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ ہر آدمی یہ فخر محسوس کرتا ہے کہ اپنی تقریر کے دوران آپ کا ذکر کرے۔ آپ نے جو خدمت تنزانیہ میں کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا احسن رنگ عطا فرمائے۔ آمین۔ ہماری بھی تمنا تھی کہ ہم بھی آپ لوگوں اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل سکیں۔ مگر ہم گناہ گار آدمی آپ جیسے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نہیں پاتے۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے یہ توفیق دی کہ ہم آپ سے ٹیلیفون پر ہی دعا کی درخواست کر سکیں۔ ہمیں اپنی عاجزانہ دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ ہمیں آپ بزرگوں کی دعاؤں کی ہمیشہ سے ضرورت ہے اور ضرورت رہے گی۔

آپ کی خواہش اور احترام کے سلسلہ میں خاکسار چند آلات کی لسٹ بھجوا رہا ہے۔ ان کے ساتھ میڈیسن کی لسٹ بھی ہے۔ آلات کے بارہ میں عرض ہے کہ چند تو مہنگے ہونگے۔ اگر ہو سکے تو بھجوا دیں ان کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ان کی ضرورت ہے۔ اس لئے خاکسار لسٹ بھجوا رہا ہے۔ مگر عرض ہے کہ براہ مہربانی Working Condition کے بھجوائیں وگرنہ یہاں پر ایک خاصی رقم ان کو ٹھیک کروانے پر خرچ آجائے گی۔

میڈیسن کے بارہ میں عرض ہے کہ مختلف کمپنیاں صرف Sample ہی اتنا دیتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحبان سے سنبھالے نہیں جاتے۔ اگر آپ صرف یہ Sample ہی بھجوانے کا انتظام مستقل فرما دیں تو غریب لوگوں کا علاج مفت کرنے میں کافی سے زیادہ سہولت رہے گی اور ایک صدقہ جاریہ لگ جائے گا۔ غریب لوگ ہمیشہ ہمیش دعائیں کرتے رہیں گے۔ میری گزارش ہے کہ اس بارہ میں ضرور عمل کریں۔

شکریہ

آخر میں دعاؤں کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ میری بچی فائزہ ارباب جو کہ سوا سال کی ہے وقف نو میں شامل ہے اس کے لئے بھی بہت دعا کیا کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امریکہ کے مخیر احباب کو افریقہ کے غریب لوگوں کی مدد کے لئے تحریک فرمائیں۔ یہ مخیر احباب ایک صدقہ جاریہ کے طور پر ہسپتال کی تعمیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔ شکریہ۔ براہ مہربانی جو اشیاء بھی بھجوائیں ان کی اطلاع مرکز کو بھی ضرور کریں۔ خاکسار بھی اطلاع کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ شکریہ

والسلام۔ خاکسار

ڈاکٹر مبارک احمد شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سرگودھا

7-12-92

پیارے مکرم و محترم شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خط نے قادیان کی یادیں تازہ کر دیں۔ آپ تعلیمی زمانہ سے لے کر آج تک خدا کے فضل سے خوب فعال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وقف زندگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آپ کی جلسہ ہائے سالانہ کی تقاریر ماشاء اللہ خوب ہوتی تھیں۔ مقررین کے انتخاب کی کمیٹی میں اس عاجز کو سالہا سال کام کرنے کا موقع ملا۔ اس عاجز کے انتخاب میں آپ کا نام بھی ہوتا تھا۔

میں نے اپنی سوانح میں سارے واقعات ہی نہایت اختصار سے لکھے ہیں۔ ان سے کہیں زیادہ چھوڑ دیئے ہیں۔ خصوصاً تقسیم ملک کے واقعات' تاریخ احمدیت میں کچھ محفوظ ہو گئے ہیں۔ ۱۹۵۳ء والے واقعات والا حصہ اس کا ابھی نہیں چھپا اگرچہ تیار ہے۔ وہ بھی بڑا نازک تھا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی میدان میں کام کرنے کی بھرپور توفیق دی ہے۔ یہ درحقیقت بہت ہی مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ دماغ میں روشنی اور زبان اور قلم میں تاثیر عطا فرمائے اور بے حد درد مند دل دے تو کام بنتا ہے۔ یہ عاجز مبلغین کی کامیابی کے لئے بفضلہ تعالیٰ بہت دعائیں کرتا ہے۔ خود تو اس میدان میں نہیں جا سکا۔ دعاؤں کے ساتھ تو ان کی مدد کی جائے تا کہ ایک رنگ میں شرکت ہو سکے۔

قادیان کا زمانہ بڑا ہی بھلا زمانہ تھا۔ ساڑھے اکیس سال کسی ہفتہ میں وہاں جا کر لطف اٹھانے میں خدا کے فضل سے ناغہ نہ ہوا۔ سائیکل پر جس راستہ پر جاتا وہ اب بھی مجھے یاد کرتا ہوگا۔ یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ اس کا ایک ایک چپہ اس عاجز نابکار کے آنسوؤں سے تر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کی پردہ پوشی فرمائے اور منزل مقصود محض اپنی روحانیت سے میسر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ محبت بھرے سلام کے ساتھ۔

خاکسار

مرزا عبدالحق

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

1993ء

مکرمی و محترم پیارے جناب شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی اور خدمت دین بجالانے والی لمبی زندگی دے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے دور رکھے اور اپنا فضل کرم دن رات آپ پر برساتا رہے۔ آپ کی تشریف آوری کا شکریہ۔ میرا دل بہت ہی خوش ہے بقایا دن حسب سہولت میرے پاس ہی ٹھہریں خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ ہر طرح خیال رکھے گا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا بہت بہت احسان ہے کہ ہماری مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔ خاکسار حسب توفیق برابر مسجد فنڈ ادا کرتا رہے گا۔ تا حال اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور ۱۶۵'۰۰۰ ادا کر دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سال ۳۵ ہزار اور ادا کر کے دو لاکھ کا وعدہ برابر کروں گا۔ اس سال دارالیتامی کی تعمیر کیلئے کچھ چندہ دینے کا

اراده رکھتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل رحم کرے اور میری قربانیوں کو
قبول فرمائے۔ آمین

خاکسار اس ماہ ۵ ہزار کا چیک مسجد فنڈ ادا کر رہا ہے۔ خاکسار آپ کی بہت بہت
دعاؤں کا محتاج ہے۔ خاکسار کے علاوہ میرے بچوں، بیگم، بہن بھائی اور رشتہ دار
اور ملک امجد کے ساتھ West American Co بھی دعا کی بہت محتاج ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار ہر سال مسجد فنڈ کے لئے کم از کم ۲۵ ہزار ڈالر ادا کرتا
رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری مساجد کے بننے کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔
اللہ تعالیٰ اسی طرح کرے۔

والسلام

خاکسار احقر

دعاؤں کا محتاج

حمید الرحمٰن

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن

21-11-93

پیارے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو اور سفر بابرکت اور
بامقصد ہو۔ آپ کا سارا خاندان تو ماشاء اللہ پہلے ہی سلسلہ سے وابستہ اور خلافت
سے بڑا اخلاص رکھتا ہے ان کی روحانی تربیت دعا اور عبادت وغیرہ میں کریں تاکہ

ان میں دعا گو اور صاحب کشف و الہام بزرگ پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ سب
کو بہت بہت محبت بھرا سلام

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفة المسیح الرابع

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Islamabad, U.K

4/12/94

مکرم و محترم بزرگوارم شیخ مبارک احمد صاحب مد ظلکم اللہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی آپ کا خط ملا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ریاض الصالحین کے
سواحیلی ترجمہ کی طباعت و اشاعت ہر لحاظ سے بہت ہی بابرکت فرمائے اور اس
سے بہتوں کو ہدایت نصیب ہو۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور سب عزیزوں،
رشتہ داروں اور اس بابرکت کام میں حصہ لینے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور
اپنے فضلوں کا وارث بنائے رکھے۔ آمین

کتاب کی ترسیل کے بارہ میں انشاء اللہ آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا جائے
گا۔ کتاب ملنے پر اس کے اخراجات کا اندازہ کمپنی سے پتہ کرکے آپ کی خدمت
میں اطلاع کردوں گا۔ براہ کرم دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام۔ خاکسار

محتاج دعا۔ منیر الدین شمس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربوہ

15-6-1994

مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا نامہ مبارک مع مبارک تحفہ "Bustaniza Watawa" ملا۔ دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خاص توفیق عطا فرمائی ہے کہ ریٹائر ہونے کے بعد یہ عظیم خدمت انجام دے سکیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس ترجمہ کو سواحیلی جاننے والوں کے لئے مفید بنائے۔ انشاء اللہ وقت نکال کر اس کا مطالعہ کروں گا۔

Tanko la mfasiri سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے یہ کتاب اپنے خرچ پر چھپوا کر جماعت کو پیش کر دی ہے۔ آپ کا یہ تحفہ ایسٹ افریقہ کی جماعت کے لئے بہت قابل قدر ہے۔ امید ہے وہاں کے احباب بہت خوش ہوئے ہونگے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از پیش خدمات کی توفیق سے نوازے اور کام کرنے والی بابرکت لمبی عمر عطا فرمائے۔ ترجمہ میں جن احباب نے آپ کی نصرت فرمائی اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر دے۔ تمام احباب جماعت کو سلام عرض کر دیں، محترم امیر صاحب اور تمام مربیان کی خدمت میں بھی سلام اور درخواست دعا۔

والسلام

خاکسار

ملک جمیل الرحمٰن رفیق

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنزانیہ

20-10-94

محترم مولانا شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے خدا کے فضل سے بخیریت ہونگے۔ آپ کا خط ملا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ جواب دینے میں قدرے تاخیر ہو گئی ہے معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے ۵۰ پونڈ صدقہ ضرورت مندوں کو دے دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

ریاض الصالحین کتاب بہت پسند کی گئی ہے۔ احباب جماعت میں بھی اور دیگر مسلمانوں میں بھی۔ ایسے لگتا ہے کہ بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہت اعلیٰ اجر عطا فرمائے۔ آمین

جلد آپ کی خدمت میں ان اسماء کی لسٹ بھجوا دوں گا جن کو یہ کتاب تحفۃً بھجوائی گئی۔ ساتھ ان کے تاثرات بھی۔ معلم نائریرے سے بھی وقت لینے کی کوشش کی جا رہی ہے ابھی تک وقت نہیں ملا۔ گذشتہ دنوں وہ امریکہ گیا ہوا تھا ابھی اس ہفتہ ہی واپس آیا ہے۔ ربوہ سے محترم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کا خط ملا تھا کہ انہوں نے حدیقۃ الصالحین کا ترجمہ کیا ہے اور کتاب اس وقت پریس میں ہے۔ اس طرح ایک ہی سال میں تنزانیہ کو دو بڑے تراجم حدیث کے مل جاویں گے۔ آپ احباب کی یاد تنزانیہ میں ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی۔ آپ کی خدمت میں دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واشنگٹن کی مسجد مبارک ہو۔ اگر اس کے فوٹوز بھجوا سکیں تو مہربانی ہوگی تاکہ اخبار میں دیئے جا سکیں۔ خدا حافظ

والسلام

خاکسار

وسیم احمد چیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

LahoreCantt

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب

السلام علیکم

الفضل میں برادرم مکرمی سید محمد سرور شاہ صاحب کے متعلق آپ کا نوٹ پڑھا۔ آپ نے بہت خوب لکھا ہے۔ اس سے بہتر کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔ ہر ضروری بات کو آپ نے احسن طریقے سے Cover کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہم سب خاندان کے افراد کی طرف سے دلی شکریہ۔ ہم آپ کے ممنون ہیں۔ میں نے تو آپ کو ہمیشہ مشرقی افریقہ کی جماعت کا God Father ہی سمجھا ہے۔ بھائی بشیر شاہ اور امتہ الحمید عمرہ ادا کرنے کے بعد واپس نیروبی پہنچ گئے ہیں۔ آپا مسعودہ اب ربوہ اپنے گھر میں مقیم ہیں اور عزیز وسیم یہاں لاہور بنک میں ملازم ہیں ان کی طرف سے خصوصی شکریہ۔

مکرمہ آپا صفیہ بیگم صاحبہ اور آپ کی خدمت میں ہم سب گھر والوں کی طرف سے سلام۔ بچوں کو دعا سلام۔ دیگر خیریت

امید ہے خط مل جائے گا۔ آپ کا پتہ معلوم نہ تھا یہ مکرمی نذیر بھٹی صاحب کی

کتاب پر تبصرے کے خط سے نقل کیا ہے۔

والسلام

خاکسار

نصیر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربوہ

4-1-95

محترم بزرگوارم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج بذریعہ عزیزم فرخ احمد ابن محترم سید محمود احمد ناصر صاحب آپ کی طرف سے ارسال فرمودہ ریاض الصالحین کا سواحیلی میں ترجمہ شدہ کتاب موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ نے ماشاء اللہ بڑی محنت سے یہ قیمتی خزانہ مشرقی افریقہ کے لوگوں کے لئے مہیا فرمایا ہے جو یقیناً ان کے لئے بہت بہت باعث برکت ہوگا۔ ریاض الصالحین مجموعہ کا ایک اپنا مقام اور اپنی طرز ہے۔ جس طرح قرآن کریم کی آیات کے تابع اس مجموعہ میں احادیث اکٹھی کی گئی ہیں وہ مصنف کے تقویٰ اور دل کی صفائی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس کے پڑھنے سے ہمیشہ مجھے ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اھل افریقہ کے ایک بہت بڑے حصہ کیلئے جو سواحیلی بولنے والے ہیں آپ نے یہ ایک بہت عظیم تحفہ پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہت بہت جزاء بخشے۔ آمین

خاکسار اور میرے اہل خانہ اور دیگر رفقاء کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے اور ہمارا انجام بخیر کرے۔ آمین

احباب کرام کی خدمت میں سلام۔ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں بھی سلام اور دعا کی درخواست فرماویں۔ یہاں اگر کوئی خدمت خاکسار کے لائق ہو تو ضرور مجھے تحریر فرماویں۔ شکریہ۔

والسلام

خاکسار

منصور احمد خان

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کئی دنوں سے بار بار آپ یاد آرہے تھے۔ اس حوالے سے کہ دسمبر میں عام طور پر آپ کا پاکستان کا دورہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے گذشتہ سال کا پروگرام نہیں بنایا اب اس سال آنے کا پروگرام ہے۔ آپ کا خط ملا تو بہت خوشی ہوئی اور یہ معلوم کرکے اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ آپ تالیف و تصنیف کے کام میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور ریاض الصالحین کا سواحیلی میں ترجمہ کرکے چھپوا چکے ہیں۔ اور سارے خرچ کا بھی انتظام آپ نے' آپ کے عزیزوں اور دوستوں نے کیا۔ پھر آمد کو سلسلہ کے سپرد فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ کرے کہ Words of Wisdom and Purification کا سواحیلی

ترجمہ بھی جلد شائع ہو جائے۔ یہ تو آپ نے ماشاء اللہ ہمیشہ کے لئے اپنے لئے ثواب کا سامان کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور قائم و دائم رکھے۔ آمین

بیت الرحمٰن واشنگٹن کی تکمیل پر مبارکباد عرض ہے۔ یہ منصوبہ آپ کے عہد امارت سے شروع ہوا تھا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایہ تکمیل کو پہنچا ہے اور آپ کو آخر تک اس کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کے لئے فنڈز کے انتظام کی توفیق ملی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی کو قبول فرمائے۔ آپ کی صحت اور عمر میں برکت بخشے اور آخر تک خدمت کی توفیق بخشے۔ خاکسار' خاکسار کے ساتھی کارکنوں اور خاکسار کے اہل و عیال کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

خاکسار

حمید اللہ از ربوہ

23-1-95

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۶ جولائی ۱۹۹۵ء

بخدمت محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب سیکرٹری مجلس شوریٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حسب ہدایت محترم امیر صاحب مندرجہ ذیل وفد امریکہ جماعت کی طرف سے مجلس شوریٰ میں نمائندگی کرے گا۔ امیر وفد مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

ہونگے۔ وفد کے دوسرے احباب کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مکرم ڈاکٹر مسعود احمد ملک صاحب جنرل سیکرٹری امریکہ جماعت

۲۔ مکرم ڈاکٹر خلیل محمود ملک صاحب سیکرٹری وقف نو امریکہ جماعت

۳۔ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب صدر جماعت کلیولینڈ

۴۔ مکرم برادر علی مرتضیٰ صاحب سیکرٹری تبلیغ نیویارک جماعت

۵۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب صدر جماعت لاس اینجلس

۶۔ مکرم جاوید متین صاحب قائد خدام الاحمدیہ لاس اینجلس

۷۔ مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب صدر مجلس انصار اللہ امریکہ

دعا کی درخواست کے ساتھ

والسلام

خاکسار

ظفر احمد

مکرم شیخ صاحب۔ شوریٰ کے علاوہ آپ جلسہ کے دوران بھی امیر وفد ہونگے۔ شوریٰ کی مکمل رپورٹ بھی ہمراہ لانے کیلئے درخواست ہے۔ دعا کی درخواست کے ساتھ

والسلام

خاکسار

ظفر احمد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیت العافیت ربوہ

11-11-95

مکرمی شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا اور عزیزہ صفیہ کے خطوط ملے۔ آپ سب کی دعاؤں کا بے حد شکریہ۔ میری طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ تاہم ادویات کا اثر بہت Slow ہے۔ اب تو دعاؤں پر ہی بھروسہ ہے۔ کمزوری زیادہ ہونے کی وجہ سے اب خطوط کا جواب لکھنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے۔

میں آپ سب کیلئے دعائیں کرتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے۔ سب صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا کرے۔ عزیزان نسیم اور فہیم کیلئے بہتر روزگار کے وسائل پیدا فرمائے۔ عزیزہ فریدہ کو بھی اللہ تعالیٰ مشکل وقت سے آسانی سے گزار دے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ طیبہ بیگم بھی سلام کہہ رہی ہیں۔ ان کی صحت بھی کمزور رہتی ہے ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا حافظ

والسلام

مرزا مبارک احمد

☆......☆......☆

SHEIKH MUBARAK AHMAD U.S.A.
BUSTANI ZA WATAWA

Sifa zote njema ni zake Mwenyezi Mungu,

Aliyetukuka juu ya viumbe vyote alivyoumba; kisha Rehema na Amani yake Allah imwendee Mtume wetu Muhammad (S.A.W.) na ahli zake.

Nashindwa kupata maneno mazuri yafaayo kuelezea kina cha fnraha Yangu Kuona kwamba kitabu Riyadh Swalihina kimefasiriwa katika lugha ya Kiswahili; wakati muwafaka wa uenezaji Uislamu hapa Afrika Mashariki na Duniani kote. Maktaba yangu imekamilisha tafsiri tatu za kitabu hiki katika Kiarabu, Kiingrereza na Kiswahili. Zawadi njema iliyoje kwa Waislamu wa Afrika na kati ambao watafaidi mafundisho ya Mtume Muhammad (S.A.W) katika lugha ya Kiswahili.

Sheikh Mubarak Ahmad Ahmad (H.A) ambaye nilimwelewa takriban miaka 52 iliyopita kule Tabora, alipokuwa akija Tabora School kuhubiri dini (hususan itikadi ya Ahmadiyya); ametoa mtihani mwingine mkubwa kwa vijana na Wahubiri wa Kiislamu hapa Afrika Mashariki, kwa toleo la kitabu hiki Bustani za Watawa.

Mwaka 1923 padre Godfrey Dale wa Zanzibar aliandika mibanango aliyoiita Tafsiri ya kurani; ili awasaidie Wachungaji na waumini wao jinsi ya kuhojiana na Waislamu. Mwake 1953 Sheikh Mubarak Ahmad alijibu upotofu huo. Kwa Kutoa tafsiri ya kwanza ya Kurani kws lugha ya Kiswahili hapa Afrika Mashariki. Leo tena anatupa zawadi nyingine ili iwasaidie Waislamu

kuelewa Kurani Tukufu kama ilivyofafanuliwa na Mtume Muhammad (S.A.W.) mwenyewe katika hadithi hizi. Utamu wa Tafsiri ya Kurani huongezeka unaporejea hadithi za Mtume (S.A.W.)

Kama desturi yake ilivyo, Sheikh Mubaraka Ahmad ametumia Kiswahili chepesi ili kukidhi haja ya walengwa wake, yaani Waislamu. Ametoa fundisho kwa Wahubiri na Masheikh wengine wa Kiislamu kuugawa muda wa maisha yao kwa kufanya mambo yatayodumu baada yao, hususan uandishi na ufasiri wa vitabu vya dini ya Islam. Shughuli nyingine ni kujenga taasisi zitazoendeleza Waislamu katika fani mbalimbali za maisha.

Bustani za Watawa kitakuwa msaada mkubwe kwa Wahubiri wa Kiisalamu wanaoingia vijijini kulingania Uislamu. Watakuwa na silaha zote mbili Kurani Tukufu na Bustani za Watawa kwa marejeo yao na mafundisho kwa waumini. Kwa kitabu hiki tunaweza kujenga jamii ndogondogo na kubwa zenye khulka njema na maadili ya Kiislamu. Wabashiri na Maimamu wanaweza kuchagua na kuchukua hadithi kwa mafundisihi kufundisha Waislamu. Ni dhahiri Sheikh Mubarak Ahmad amethi bitisha kwa matendo kwamba "Hakika Sala zangu, Sadaka zangu, Uhai wangu na ufu wangu ni kwa ajili ya Mola wa Ulimwengu. (Qurani Tukffu 6:162)

Abubakari Mwilima Dar es Salaam.

This gentleman is among the leading sheikh of Tanzania and had also been District Commissioner during J.K. Nyerere's rule. He is a native of Ujiji, Kigoma. Kaluta

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی شیخ مبارک احمد صاحب واشنگٹن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کی مرسلہ تین کتابیں۔

۱۔ آرنلڈ ٹائن بی کا تعاقب

۲۔ آرنلڈ ٹائن بی کا تعاقب (انگلش)

۳۔ گزارشات بخدمت محترم جناب پیر کرم شاہ صاحب

ملیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ماشاء اللہ آپ نے خوب محنت کی ہے آرنلڈ ٹائن بی والے کتاب کا اکثر حصہ دیکھ لیا ہے۔ ایسے ایسے ثقہ محقق (بین الاقوامی شہرت کے لحاظ سے) بھی اسلام دشمنی سے باز نہیں آئے۔ اس طرح پیر صاحب سے متعلق کتاب کا بھی ایک حصہ دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی صحت اور عمر میں بہت برکت عطا فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ خاکسار کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام۔ خاکسار

حمید اللہ ربوہ

14-7-1996

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مکرمی و محترمی حضرت شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا محبت نامہ ملا۔ بے حد خوشی ہوئی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ آپ کی معیت اور راہنمائی میں خاکسار کو یقیناً گئی ایک اچھے اور مفید کام کرنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ریاض الصالحین کا سواحیلی ترجمہ کرنا بڑا Solid کام ہے۔ اس عمر میں آپ کی ہمت قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی دے اور اسلام اور احمدیت کی مزید نمایاں خدمت انجام دینے کی توفیق دے۔ آمین

آپ کی شائع کردہ Booklets تحفتہً ملیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ٹائن بی کے اعتراض کے یورپ میں آپ کے شائع کردہ اقتباسات حضور ﷺ کی سیرت کے متعلق مغربی قوموں میں غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے موثر ہیں۔ اگر کوئی ریسرچ کر سکے تو ایسے اقتباسات دیگر مستشرقین کی کتب میں سے بھی جمع کرنے چاہئیں کافی ضخیم اور مفید کتاب بن سکتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ امریکہ میں اسلام کے متعلق کتابوں کا بہت ہی بڑا ذخیرہ ہے۔

خاکسار بھی ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ نہ کچھ تو سلسلہ کی خدمت کرتا ہی رہے گا۔ گذشتہ دنوں ملیشیاء کے وزیر اعظم مہاتیر محمد (مسلم دنیا کی جانی پہنچانی شخصیت) نے بوسنیا جاتے ہوئے لندن میں ایک تقریر کی جس میں ملاؤں پر بہت لعن طعن کی گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول "بد ذات فرقہ مولویاں" کی تصدیق کی۔ اس کا تراشہ بھجوا رہا ہوں۔ اس سے خاکسار نے فائدہ اٹھایا۔ اس ضمن میں

Frontier Post Lahore نے میرا لیٹر شائع کیا۔ تراشہ بھجوا رہا ہوں۔ اسی قسم کا واقعہ ممباسہ میں بھی ہوا تھا اور میں نے Faith hieler کے دعووں کی قلعی ممباسہ ٹائمز میں کھولی تھی جس کو یورپین لوگوں نے پسند کیا تھا اور جب آپ ممباسہ آئے تھے تو آپ نے بھی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا "جو موقع سے فائدہ اٹھالے وہی کامیاب ہے" مجھے یہ گر یاد ہے۔

والسلام

طالب دعا

نور الدین منیر

3-9-96

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

28-10-97

مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چند دن ہوئے آپ کا خط ملا کہ آپ کو مرحوم شیخ امری عبیدی صاحب کے خطوط کی نقل موصول ہو گئی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

خاکسار نے بذریعہ ٹیلی فون عزیزم بکر عبید صاحب کو بتا دیا ہے کہ وہ آپ سے رابطہ رکھے کہ یہ خطوط کن جگہوں پر مناسب رہیں گے اور عزیزم بکر عبید صاحب کا ایڈریس بھی بھجوا رہا ہوں۔ ان کا ایڈریس یہ ہے۔

بکر عبید صاحب

P. O. Box 260 Tanga Tanzania

آپ نے تنزانیہ اور مشرقی افریقہ کے دیگر ممالک میں بے شمار خدمت کی توفیق پائی ہے جس کے ثمرات سے آج بھی ہم حصہ پا رہے ہیں اور آپ کے لئے دل سے بہت دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا کرے۔ آپ کی عمر اور صحت میں خدا تعالیٰ بہت برکت دے۔ آمین

سواحیلی اخبار کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس کا علمی معیار ہر دوسرے رسالہ سے بہت بلند ہو اور پڑھنے والا محسوس کرے کہ اس کے علم میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے پیار و محبت اور شفقت سے کام لیا جا رہا ہے۔ بڑی وفادار اور پیار کرنے والی جماعت ہے خدا تعالیٰ ان کے اخلاص میں بہت برکت ڈالے۔ آمین۔

آج میں آپ سے صرف ایک خدمت کی درخواست کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ ہمیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق دے اور انجام بخیر کرے۔ آمین اور ہمیشہ ہم خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ آمین۔ آخر پر میری طرف سے اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کی طرف سے آپ سب کو محبت بھرا سلام اور دعا کی درخواست

والسلام

خاکسار

دعاؤں کا متمنی

طاہر محمود خان

امیر و مشنری انچارج تنزانیہ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

17-2-98

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہونگے اور خدمت دین میں مصروف ہونگے اور ہم سب کیلئے دعائیں کر رہے ہونگے۔ یہاں سب لوگ آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا کرے اور آپ کے علم و عرفان میں بے شمار برکت دے۔ آمین

آج میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ ہمارا قرآن مجید سواحیلی کا ذخیرہ (Stock) بالکل ختم ہو گیا ہے اور لوگوں کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے جس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ تو ہم نئے سرے سے قرآن مجید سواحیلی چھپوا رہے ہیں۔ میں نے اس موقع پر مناسب سمجھا اور سوچا کہ آپ کی قیمتی رائے، مشورہ سے ضرور فائدہ اٹھایا جائے۔ اس لئے اس موقع پر ہمیں اپنے قیمتی مشورہ اور ہدایات سے ضرور نوازیں اور اپنی نیم شبی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ ایسٹ افریقہ ہمیشہ آپ کو یاد رکھے گا کہ ایک شخص یہاں آیا تھا جس نے علم و عرفان سے انہیں بہرہ ور کیا۔ خدا تعالیٰ ہی آپ کو جزاء دے۔ ہم تو آپ کے لگائے ہوئے پھل دار درختوں سے پھل توڑ کر کھا رہے ہیں۔ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

طاہر محمود خان

امیر و مشنری انچارج تنزانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

CANADA

July 4,98

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کل آپ کی بہت ہی ایمان افروز روح پرور تقریر سنی اور آپ کے لئے دل سے بے اختیار ہزاروں دعائیں نکلیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے بزرگوں کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت تندرستی والی فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔ دل میں پہلے بھی کئی دفعہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ آپ کو میں خط لکھوں اور دعا کے لئے عرض کروں مگر بوجہ سستی لکھ نہ سکی۔

ابھی تک میں نے آپ کو اپنا تعارف نہیں کروایا۔ میں چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کی سب سے چھوٹی بیٹی زاہدہ راحت ہوں اور چوہدری منیر احمد مربی سلسلہ واشنگٹن کی چھوٹی بہن ہوں۔ آپ سے دعا کی درخواست کرتی ہوں آپ ہمارے بزرگ ہیں اور خاص طور پر بغرض دعا لکھ رہی ہوں۔ ملاقات کی بھی خواہش ہے۔ آپ میرے سر پر ہاتھ اپنا بابرکت رکھیں اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ میرے تینوں بیٹے وقف نو کے مجاہد ہیں۔ آپ کی ساری زندگی وقف اسلام احمدیت میں گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے ہر دم دعا کرتے ہیں اور اپنے امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے لئے بھی دل و جان سے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ سب پیاروں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔ میرے بچوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھیں اور مجھے بھی خاص طور پر اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں اسی طرح میرے خاوند کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خدمت دین کی

توفیق عطا کرے آمین۔ اور صحت تندرستی والی عمر عطا کرے۔ آمین

والسلام۔ زاہدہ راحت

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

10-10-98

مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

TEN-TEN-TEN۔ آج دس اکتوبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی مبارک زندگی کے ۸۹ ویں سال کا آغاز ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بہت مبارک فرمائے اور وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کا مصداق بناتے ہوئے بہت بہت مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ صحت و عافیت کے ساتھ عمر میں بہت برکت عطا فرمائے۔ آمین۔ میں ہمیشہ ہی آپ کی نمایاں خدمات دینیہ کو بہت محبت اور رشک کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا ہے اور خدا کرے کہ اس کی بے پایاں نوازشوں کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ آپ کے ساتھ ایک قلبی تعلق عقیدت کا اپنے دل میں پاتا ہوں اور اس حوالہ سے اپنے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ مولیٰ کریم ہر مرحلہ پر میری دستگیری اور پردہ پوشی فرمائے اور دین و دنیا میں اور آخرت میں سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا کی مکرر درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام۔ خاکسار

عطاء المجیب راشد

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کینیڈا

19-3-99

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ کینیڈا انشاء اللہ العزیز ۲ تا ۴ جولائی ۱۹۹۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگا۔ (حسب سابق بیت الاسلام ٹورانٹو میں)

اس جلسہ کے جملہ انتظامات کے کامیاب ہونے اور اس جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ہم آپ کے بہت ممنون احسان ہیں کہ آپ نے ہر موقع پر ہماری درخواست کو قبول فرما کر ہمارے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی ہے اور ہمیں استفادہ کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اس دفعہ بھی ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے جلسہ میں شرکت فرمائیں اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمائیں۔ "محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام" موضوع تجویز کیا گیا ہے مگر آپ سیرت النبی ﷺ کے جس موضوع پر بھی ہماری تربیت کے لئے خطاب فرمانا چاہیں وہی ٹھیک ہوگا۔ جو موضوع بھی آپ چاہیں اس کی اطلاع فرمادیں تاکہ پروگرام میں اس کے مطابق لکھا جاسکے۔

والسلام

خاکسار

نسیم مہدی

☆......☆......☆

مصنف کی دیگر تصانیف

MAONI YA MSOMAJI JUU YA KITABU BUSTANI ZA WATAWA

Kwanza natoa shukrani zangu za dhati kwa mfasiri wa kitabu cha Bustani za Watawa ambacho kwa kifupi ni fasiri ya hadithi za mtume.

Ninaamini waumini wengi nami nikiwemo tunapata habari za Hadithi za mtume kupitia kwenye mawaidha bila ya kupata uwezo au kuwa na elimu ya kusoma wazi wazi na moja kwa moja kutoka kwenye kitabu. Hivyo fasiri hii imekuwa nuru kwa waumini kama siye. Ninaamini pia itakuwa nuru kwa wale wasio waumini.

Kitabu kimeandikwa kwa lugha sahihi ambayo haiwezi kuleta hitilafu ye yote. Ninaamini haya yamewezekana kutokana na uzoefu, ujuzi, dhamira ya mfasiri pamoja na rehema za Mwenyezi Mungu kuwepo.

Tunamuomba Mola ampatie maisha mema hapa duniani, na rehema kesho akhera pamoja na wazazi wake.

M. Salehe
MKURUGENZI MIPANGO NA UGAVI

18-احمدیت یعنی اسلام کی نشاۃ ثانیہ

19- حیات-وفات مسیح

20-ترجمہ سواحیلی ریاض الصالحین Bustani Za Watawa

21- مشہور برطانوی مورخ آرنلڈ بی کا تعاقب

22-جام شیریں

23- Islamic Lessons چار حصے

24- Words of wisdom and purification کا سواحیلی ترجمہ

Maneno ya Hekima na Utakaso